التجريد الصريح
لأحاديث الجامع الصحيح

مختصر صحیح بخاری (اردو)

جلد اوّل

مؤلف/ امام ابو العباس زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد
شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

نظر ثانی
شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

امام ابوالعباس زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظرِ ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

دارالسّلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

ہیڈ آفس: پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 009661 فیکس:4021659
ای میل: Darussalam @ Naseej. Com.Sa

پاکستان: ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون:7232400 - 7240024 42 092 فیکس:7354072
ای میل: Daruslm @ Brain.Net.PK.

② رحمان مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور فون:7120054 42 092

امریکہ: پوسٹ بکس:79194' ہیوسٹن' ٹیکساس:77279' (یو ایس اے) فون: 9359206 713 001 فیکس:7220431
ای میل: Darsalam @ Dar - us - Salam. Com.

فہرت کتب صحیح البخاری (باعتبار حروف تہجی)

فہرست مضامین

کتاب العلم

وضو کا بیان

غسل (نہانے) کا بیان

حیض کا بیان

تیمم کا بیان

نماز کا بیان

نمازوں کے اوقات کا بیان

اذان کے بیان میں

جمعہ کے بیان میں

نماز خوف کا بیان

عیدین کا بیان

وتر کے بیان میں

بارش طلب کرنے کا بیان

گرہن کے بیان میں

سجدہ تلاوت اور اس کا طریقہ

نماز قصر کے بیان میں

تہجد کے بیان میں

مکہ اور مدینہ کی مساجد میں نماز پڑھنا

نماز میں کوئی کام کرنے کا بیان

سجدہ سہو کے بیان میں

جنازہ کے بیان میں

زکوٰۃ کے بیان میں

صدقہ فطر کے بیان میں

حج کے بیان میں

عمرہ کے بیان میں

حج و عمرہ سے روکے جانا

شکار اور اس کی مثل دیگر افعال کی جزا

فضائل مدینہ کے بیان میں

روزے کے بیان میں

نماز تراویح کے بیان میں

اعتکاف کے بیان میں

خرید و فروخت کے بیان میں

سلم کے بیان میں

شفعہ کے بیان میں

اجارہ کا بیان

حوالوں کا بیان

وکالت کا بیان میں

کاشتکاری اور بٹائی کا بیان

مساقات کا بیان

قرض لینا اور قرضہ ادا کرنا' تصرف سے روکنا اور دیوالیہ قرار دینا

جھگڑوں کے بیان میں

گری پڑی چیز کو اٹھانے کے بیان میں

حقوق کے بیان میں

شراکت کے بیان میں

بحالت اقامت گروی رکھنا

غلام آزاد کرنے کے بیان میں

ھبہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

گواہی کے بیان میں

شروط کے بیان میں

وصیتوں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

دارالسلام ... الریاض' لاہور ... کے مقاصد میں بہ انداز جدید سلفی تعبیر کے مطابق دین اسلام کی توضیح و تشریح اور بہتر سے بہتر انداز میں اس کی نشرو اشاعت ہے۔

اس کے لئے ظاہر ہے' قرآن کریم کے بعد صحیح احادیث کے مجموعے ہی دوسرا ماخذ اور مصدر و منبع ہیں۔ اس لئے مجموعہ ہائے احادیث کو بھی اہتمام صحت اور عام فہم تشریح و فوائد کے ساتھ منظر عام پر لانا نہایت ضروری ہے۔

الحمد للہ! دارالسلام اپنے متعین اہداف و مقاصد کی روشنی میں' اللہ تعالیٰ کی توفیق سے' سرگرم عمل ہے اور اب تک انگریزی اور اردو میں کئی گراں قدر کتب احادیث کے ترجمے مع فوائد و تشریحات شائع کر چکا ہے۔ جیسے:

① صحیح بخاری (انگریزی' ۹ جلدوں میں)
② بلوغ المرام (انگریزی' اور اردو)
③ اللولو والمرجان (انگریزی)
④ ریاض الصالحین (انگریزی' اردو)
⑤ چالیس احادیث (انگریزی)
⑥ ایک سو دس احادیث قدسیہ (انگریزی)
⑦ مختصر صحیح بخاری (انگریزی)

زیر نظر کتاب' یہی آخری کتاب ہے' جسے ادارہ اب اردو کے قالب میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جب کہ انگریزی میں وہ اسے پہلے ہی شائع کر چکا ہے۔

صحیح بخاری فقہی مسائل کے اثبات اور ترتیب کے اعتبار سے قدرے مشکل ہے' جس کے

سمجھنے میں عوام کو کچھ دقت اور بعض دفعہ تکرار میں بھی گرانی سی محسوس ہوتی ہے۔ اس کتاب کے فاضل مؤلف نے دقت اور گرانی کو محسوس کرتے ہوئے صحیح بخاری کا ایسے انداز میں اختصار کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں جن سے صرف اہل علم ہی استفادہ کر سکتے تھے، ختم ہو گئی ہیں' اس سے بخاری کی روایات کے فہم میں کوئی دقت رہتی ہے نہ تکرار ہی۔

ہم فاضل مترجم مولانا حافظ عبد الستار حماد صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی) اور شیخ الحدیث مولانا عبد العزیز علوی صاحب دونوں کے ممنون ہیں' مولانا حماد صاحب حفظہ اللہ نے ترجمہ وفوائد کا کام نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیا اور مولانا علوی صاحب حفظہ اللہ کی نظر ثانی نے اس کے درجۂ استناد میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ (فجزاھما اللہ احسن الجزاء)

امید ہے کہ "بلوغ المرام" اور "ریاض الصالحین" وغیرہ کی طرح یہ کتاب بھی اردو قارئین کے لئے ایک بہترین رہنما اور مشعل نور ثابت ہو گی۔

اسی طرح ہم ادارے کے رفیق کار اخلاص الحق ساجد' جنہوں نے بڑی محنت' محبت اور خلوص سے کمپوزنگ' ٹائپ سیٹنگ مکمل کی اور دیگر رفقائے ادارہ خصوصاً حافظ عبد العظیم اسد' مدیر دارالسلام (لاہور برانچ) کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین ودنیا میں ترقی نصیب فرمائے اور اس عظیم الشان خدمت حدیث کو ہم سب کے لئے سید ولد آدم علیہ السلام کی شفاعت کبریٰ کا ذریعہ بنائے۔ (آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی نبیہ محمد والہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین)

عبد المالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض۔ لاہور

نومبر ۱۹۹۹ء

تقدیم

مختصر صحیح بخاری نویں صدی کے ایک محدث جلیل امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے، جس کا انہوں نے نام ﴿التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح﴾ رکھا ہے، جس میں انہوں نے صحیح بخاری کی صرف مرفوع متصل احادیث کا انتخاب واختصار کیا ہے۔ امام بخاری ایک ایک حدیث فقہی مسائل کے استنباط کی خاطر، بعض دفعہ، دس دس، بیس بیس، (اور اس سے کم و بیش) جگہ لے آئے ہیں لیکن امام زبیدی نے محنت اور کوشش کر کے، اس تکرار کو ختم کیا ہے اور حدیث کو صرف ایک دفعہ ایسے باب کے تحت درج کیا ہے جس کے ساتھ اس کی مطابقت بالکل واضح اور نمایاں ہے۔ جس کی خاطر انہوں نے امام بخاری کی بعض کتب اور بے شمار ابواب بھی حذف کر دیئے ہیں۔

مثال کے طور پر امام بخاری نے کتاب الحیل، کتاب الاکراہ، کتاب اخبار الاحاد کے نام سے کتاب کے آخر میں عنوان قائم کئے ہیں، لیکن امام زبیدی نے ان تینوں اہم کتب کو حذف کر دیا ہے۔ آخری کتاب التوحید میں اٹھارہ ابواب میں سے امام زبیدی نے صرف سات باب بیان کئے ہیں۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں اٹھائیس ابواب میں سے صرف سات باب بیان کئے ہیں۔ اس طرح امام زبیدی کی کتاب صحیح بخاری کی صرف مرفوع متصل روایات کا اختصار و انتخاب ہے اور صحیح احادیث کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو اس مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے کہ انسان ان کو بلا تکلف یاد کر سکے اور ان کی صحت کے بارے میں اس کے دل میں کسی قسم کا خدشہ یا کھٹکا نہ رہے۔

ہمارے فاضل دوست اور محترم بھائی حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ ... جو صاحبان علم اور اہل قلم حضرات میں ایک بلند مقام پر فائز ہیں اور بنیادی طور پر ایک مدرس ہیں اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فارغ ہونے کی بنا پر عربی زبان اور عربی ادب میں مہارت رکھتے ہیں ... انہوں نے اس کا انتہائی محنت و کاوش اور عرق ریزی سے سلیس، رواں اور شگفتہ ترجمہ کیا ہے اور انتہائی اہم اور

ضروری مقامات پر انتہائی جامع اور مختصر فوائد تحریر کئے ہیں۔ وہ ایک مدرس ہونے کی حیثیت سے ترجمہ کی نزاکت کو سمجھتے ہیں اور صاحب تحریر ہونے کی بنا پر اس کو بہترین انداز اور اسلوب میں ڈھالتے ہیں اور ایک خطیب اور واعظ کی حیثیت سے عام لوگوں کی ضروریات اور جذبات سے آگاہ ہونے کی بنا پر مشکل الفاظ استعمال نہیں کرتے۔

میں نے ترجمہ اور فوائد پر نظرثانی کی ہے ایک عام مصنف جو مدرس نہ ہو اور عربی زبان کی تراکیب اور اسلوب سے آشنا نہ ہو' اس کے ترجمہ پر نظرثانی کرنا اور اس کو درست کرنا بسااوقات ترجمہ کرنے سے بھی مشکل کام ہوتا ہے' لیکن ماہر مترجم کے ترجمہ پر نظرثانی مشکل کام نہیں ہوتا بلکہ یہ تو ہموار بنی ہوئی زمین پر بیل بوٹے اُگانا ہوتا ہے۔ اس لئے ترجمہ کی نوک پلک سنوارنا کوئی مشکل کام نہ تھا' لیکن اس کے باوجود ان کے کام میں کہیں نقص کا رہ جانا کوئی بڑی یا قابل گرفت بات نہیں ہے' اس لئے بعض مقامات پر ناگزیر صورت میں ترجمہ کو صحیح اور درست کرنے کی خاطر کچھ لفظی تبدیلی کی گئی ہے' اور بعض مقامات پر فوائد میں ضرورت کے تحت اضافہ کیا گیا ہے اور وہاں نشاندہی بھی کر دی گئی ہے' لیکن ترجمہ کی تصحیح میں نشاندہی کرنا ممکن ہوتا ہے اور نہ مناسب' اس لئے اس کی نشاندہی نہیں کی گئی بلکہ ایک قابل اعتماد ساتھی ہونے کے ناطے ان کے علم میں لائے بغیریہ علمی جسارت کی گئی ہے۔

اس علمی اور تحقیقی کام پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور وہ ادارہ جو اس کام کو اصلاح امت اور جذبۂ تبلیغ کے تحت منظر عام پر لایا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔ ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ اردو دان طبقہ کے لئے فہم دین اور اتباع سنت کے لئے یہ ترجمہ اور فوائد ان شاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

عبدالعزیز علوی

شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ' فیصل آباد

۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۹۹ء

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر اپنے احکام کی پابندی اور اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے احکام واوامر کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق چند قرآنی آیات درج ذیل ہیں:

① ﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَۖ﴾ (النساء٤/ ٨٠)

"جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

② ﴿أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ﴾ (النساء٤/ ٥٩)

"اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کا کہا مانو۔"

③ ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ﴾ (الحشر٥٩/ ٧)

"اور رسول تمہیں جو حکم دے اسے لے لو اور جس چیز سے وہ منع کرے اس سے رک جاؤ۔"

④ ﴿لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٞ﴾ (الأحزاب٣٣/ ٢١)

"بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔"

⑤ ﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ﴾

(آل عمران٣/ ٣١)

"آپ کہہ دیں اگر تم اللہ کو محبوب رکھنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اس وقت اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کے احکام کی اطاعت واجب ہے نیز رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔

اگر ہم مزید غور وفکر سے کام لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کی صحیح تصویر قرآن اور حدیث دونوں سے مل کر ہی تیار ہوتی ہے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے

سے الگ کر دیں' ایک کو مانیں اور دوسری کا انکار کر دیں' وہ صراط مستقیم سے دور ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں میں جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوئے ہیں ان کی گمراہی یہی تھی کہ انہوں نے قرآن کو حدیث سے یا حدیث کو قرآن سے علیحدہ کرنا چاہا' خوارج کی گمراہی اس کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ انہوں نے قرآن کو مانا لیکن حدیث سے روگردانی کی۔ نیز معتزلہ کا بھی یہی قصور تھا کہ انہوں نے قرآنی آیات کے متعلق دوراز کار تاویلات کا سہارا لے کر احادیث سے روگردانی کی' نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے لئے گمراہی لکھ دی گئی۔ مدتوں تک ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے' فتنہ انکار حدیث کے دراصل یہی لوگ بانی ہیں' لیکن پرانے منکرین حدیث اور جدید منکرین حدیث میں نمایاں فرق یہ ہے کہ قدیم منکرین حدیث احادیث نبویہ کے منکر ضرور تھے مگر ان کا مذاق نہیں اڑاتے تھے۔ ان کا یہ فتنہ' ایک علمی فتنہ تھا لیکن ہمارے دور کا فتنہ انکار حدیث علم و فہم پر مبنی نہیں بلکہ جہل و عناد پر مبنی ہے' اس کا مقصد مذہب کی گرفت ڈھیلی کرنا اور اسے ایسی صورت میں پیش کرنا ہے جو ہر سانچے میں ڈھلنے کے قابل ہو جائے۔ اس لئے اب انکار حدیث کے لئے کسی بڑی دلیل کی ضرورت نہیں رہی بلکہ صرف چند احادیث میں معمولی شبہات پیدا کر کے بقیہ تمام احادیث بلاوجہ رد کر دی گئیں۔ یہ لوگ نہ صرف احادیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں عجمی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

قرآن نے تو شریعت موسویہ کے صرف چند شدید احکام کو اِصر و اَغلال سے تعبیر فرمایا تھا لیکن ہمارے دور کے منکرین حدیث نے رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو اِصر و اَغلال کہہ ڈالا۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ اطاعت صرف کتاب اللہ کی واجب ہے' رسول اللہ ﷺ کی اطاعت منصب رسالت کے لحاظ سے کوئی ضروری نہیں ہے' اس کا فریضہ صرف تبلیغ قرآن سے ادا ہو جاتا ہے' اس کے بعد وہ عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہوتا ہے۔

اس عقیدہ کی بنیاد درحقیقت مقام نبوت اور حقوق نبوت سے تمام تر جہالت اور ناواقفیت ہے۔ اس گروہ کے چند عقائد درج ذیل ہیں:

1. اطاعت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے کسی انسان کی نہیں حتی کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کروا سکتا۔ (معارف القرآن:۴/۶۸۶)
2. اللہ اور رسول سے مراد وہ مرکز ملت ہے جو دنیا میں خدائی قانون نافذ کرے۔ (مقام حدیث:۱/۶۴)
3. یہ عقیدہ کہ بلا سمجھے قرآن کے الفاظ دھرانے سے ثواب ہوتا ہے یکسر غیر قرآنی عقیدہ ہے۔

(قرآنی فیصلے:۱۰۳)

4 تمام احادیث تخمینی اور ظنی ہیں اس لئے یہ دین نہیں قرار پا سکتیں۔ (مقام حدیث:۱/۶۳)

5 نماز خدا کی پرستش کی رسم ہے جو ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور پارسیوں کے ہاں اس کا نام تک بھی نہیں ہے۔ (قرآنی فیصلے:۴۷)

6 حج ایک یاترا کی قسم ہے یہ بھی رسم ہے' اسلامی معاشرہ کا جزو نہیں۔ (قرآنی فیصلے:۶۳)

7 یہ جو ہم بڑی عید کے موقع پر ہر شہر اور ہر قریہ' ہر گلی' ہر کوچہ میں بکرے' گائیں' ذبح کرتے ہیں' یہ ایک رسم ہے جو ہم میں متواتر چلی آ رہی ہے۔ (قرآنی فیصلے:۵۷)

8 اگر مسلمان مزید ذلت و خواری سے بچنا چاہتا ہے تو اسے مذہب چھوڑنا ہو گا۔ (طلوع اسلام / فروری ۱۹۵۲ء)

9 دین اس ضابطۂ زندگی کا نام ہے جسے قرآن نے متعین کیا ہے اور مذہب ان عقائد و رسوم کا نام ہے جو ہم میں مروج ہیں۔ (اسلامی نظام:۲۶)

10 مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لئے جو سازش کی گئی اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرنا تھا کہ رسول اللہ کو اس وحی کے علاوہ جو قرآن میں محفوظ ہے ایک اور وحی بھی دی گئی تھی جو قرآن کے ساتھ بالکل ہم پایہ ہے۔ یہ وحی روایات میں ملتی ہے اس لئے روایات عین دین ہیں۔ یہ عقیدہ پیدا کیا اور اس کے ساتھ ہی روایات سازی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور دیکھتے دیکھتے روایات کا انبار جمع ہو گیا۔ (مقام حدیث:۱/۴۲۱)

یہ دس عقائد ان حضرات کی کتابوں کے حوالہ سے بیان کئے گئے ہیں جو اپنے اندر دین اسلام سے بغاوت کا پہلو رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنہ انکار حدیث کی طرف بایں الفاظ اشارہ فرمایا تھا:

> ''خبردار! مجھے قرآن مجید اور اس طرح کی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ خبردار! قریب ہے کہ ایک آسودہ حال آدمی اپنی مسند پر بیٹھ کر یہ کہے کہ تمہیں یہ قرآن کافی ہے' اس میں جو حلال ہے اسے حلال سمجھو اور اس میں جو حرام ہے اسے حرام قرار دو۔ خبردار! میں تمہارے لئے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کرتا ہوں' اسی طرح کچلی والے درندے کو بھی حرام کرتا ہوں۔ (جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے)'' (سنن ابو داوٴد - کتاب السنة - باب لزوم السنة)

ترمذی کی ایک روایت میں مزید وضاحت ہے کہ:

”بے شک جو چیزیں اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں وہ گویا اللہ نے حرام کی ہیں۔“ (ترمذی۔ کتاب العلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس فتنہ کو بھانپ لیا تھا اور اس کی روک تھام کے لئے تدبیر بھی بتلائی تھی' فرماتے ہیں:

”تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو قرآنی شبہات کی آڑ میں تمہارے ساتھ جھگڑا کریں گے' ان کا احادیث سے مؤاخذہ کرو کیونکہ احادیث کا علم رکھنے والے ہی کتاب اللہ کی بہترین تعبیر کر سکتے ہیں۔“ (دارمی:۱/۴۷)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرین حدیث بڑی پر تکلف زندگی گزارتے ہوں گے اور خوب پیٹ بھر کر آراستہ تختوں اور نرم ونازک تکیوں پر ٹیک لگا کر احادیث کا انکار کریں گے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کی ذریت فراغت وخوشحالی اور عیش ونشاط کی زندگی گزارتی ہے' ایسے لوگ ہی حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں منکرین حدیث کی تاریخی سرگزشت کچھ یوں ہے:

① خوارج نے فضائل اہل بیت سے متعلقہ احادیث کا انکار کیا۔

② اس کے برعکس روافض نے فضائل صحابہ پر مشتمل احادیث سے پہلو تہی کی۔

③ معتزلہ اور جہمیہ نے احادیث صفات باری تعالیٰ کو مسترد کر دیا۔

④ متاخرین فقہاء حنفیہ میں سے چند حضرات نے ایسی احادیث کو نہ مانا جو بقول ان کے غیر فقیہ راویوں سے مروی تھیں۔

⑤ متکلمین کی ایک جماعت نے حجیت خبر واحد سے روگردانی کی۔

⑥ برصغیر میں سرسید اور مولوی چراغ دین نے ایسی احادیث کو رد کر دیا جو بزعم خویش عقل کے خلاف تھیں۔

⑦ عبد اللہ چکڑالوی اور حشمت علی لاہوری نے تمام احادیث نبویہ کو مسترد کر دیا۔

⑧ احمد علی امرتسری اور غلام احمد پرویز کے نزدیک احادیث ایک کھیل اور بازیچہ اطفال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مؤخر الذکر کے نزدیک رسول اللہ کی اطاعت آپ کی زندگی تک ”محض“ مرکز ملت“ ہونے کی وجہ سے تھی جس کی پابندی آج غیر ضروری ہے۔

⑨ امین احسن اصلاحی اور ان کے خوان علم کے ریزہ چینوں نے ”فکر فراہی“ اور ”نظم قرآن“

کے عنوان سے متعدد احادیث کا انکار واستخفاف کیا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی مکرم ﷺ کی اطاعت فرض اور اس کی نافرمانی کو کفر سے تعبیر کیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ ایک ڈاکیا کی طرح ہے جو ایک بند لفافے کو مکتوب الیہ تک پہنچا دے اور بس' یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ (النحل ١٦/ ٤٤)

"اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اسے خوب واضح کریں۔"

آیت بالا میں لفظ ﴿ لِلنَّاسِ ﴾ قابل غور ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اگرچہ خود بیان سہی لیکن ہر شخص اس بیان کے سمجھنے سے قاصر ہے' عام لوگوں کے اس قصور فہم کی وجہ سے اس بیان کو مزید واضح کرنے کے لئے رسول بھیجا جاتا ہے چنانچہ جو کلام جتنا بھی بلند پایہ ہوتا ہے اسی قدر شرح کا زیادہ محتاج ہوتا ہے' دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کی مراد بیان کرنا صرف اس کے رسول کا منصب ہے بلکہ اس کی بعثت کی یہ ایک بڑی غرض وغایت ہے۔

حضرت مطرف بن شخیر سے ایک شخص نے کہا کہ آپ ہمارے سامنے قرآن کے سوا کچھ اور مت بیان کیجئے! تو انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! قرآن کی بجائے ہم بھی کوئی اور کتاب نہیں چاہتے لیکن ہم اس سے کیسے قطع نظر کر سکتے ہیں جو قرآن کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔"

(موافقات: ۲۶/۴)

امام اوزاعی نے حدیث کی اسی صفت بیان کے پیش نظر یہ فرمایا تھا:

"کتاب اللہ سنت کی طرف زیادہ محتاج ہے' بہ نسبت سنت کے کتاب اللہ کی طرف (جامع بیان العلم)' حافظ ابو عمرو اس کی مراد یہ بیان کرتے ہیں کہ امام اوزاعی کا مطلب یہ ہے کہ سنت قرآن کی مراد بیان کرتی ہے۔ یہ وضاحت خود امام اوزاعی نے حسان بن عطیہ سے بھی نقل فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر وحی آیا کرتی تھی اور حضرت جبرئیل آپ کے پاس وہ سنت لے کر آیا کرتے تھے جو اس وحی کی تفسیر کر دیتی تھی۔

امام شاطبی اس کی مزید شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کی عبارت میں کبھی دو باتوں کا اور کبھی اس سے بھی زیادہ کا احتمال ہوتا ہے' اور یہ متعین نہیں ہوتا کہ اللہ

تعالیٰ کی یہاں مراد کیا ہے؟ حدیث ان میں سے ایک احتمال کو متعین کر دیتی ہے اور وہی قرآن کی مراد سمجھی جاتی ہے پھر دوسرے احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔"

(موافقات: ۱۰/۴)

اب اس کی مزید وضاحت ایک مثال سے کی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے چوری کی سزا ہاتھ کاٹ دینا مقرر فرمائی ہے مگر یہ بیان نہیں فرمایا کہ کتنا مال چرانے پر یہ سزا دی جائے؟ اس طرح یہ بھی تفصیل نہیں بتائی کہ کتنا ہاتھ کاٹا جائے؟ ان احتمالات کو سنت نے صاف کر کے بتلا دیا' جس مال کی چوری سے ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے وہ کم از کم دس درہم یا ۱/۴ دینار کی مقدار ہونا چاہیئے' پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مال محفوظ ہو تاکہ چوری کا لفظ اس پر صادق آسکے' اس کے بعد جب ہاتھ کاٹا جائے؟ تو پہونچے سے کاٹا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث نے اللہ تعالیٰ کی مراد کو واضح کر دیا ہے اور قرآن وحدیث میں متن و شرح کا ربط ہے ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کی مبیّن اور شارح ہے۔ کتاب اللہ بمنزلہ متن ہے اور حدیث اس کے لئے بمنزلہ شرح' آیت مذکورہ بالا میں رسول ﷺ کی جس خدمت کو بیان کیا گیا اسی کا دوسرا نام حدیث ہے۔

تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم صرف الفاظ قرآن یا قرآنی معانی کا نام نہیں بلکہ الفاظ و معانی کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کے معانی الفاظ قرآن سے سے جداگانہ حقیقت رکھتے ہیں' وہ اس طرح کہ قرآن کے معانی سمجھانے کے لئے ایسے نئے الفاظ استعمال کرنا انتہائی ضروری ہیں جو الفاظ قرآن کے علاوہ ہوں۔ حدیث نبوی دراصل قرآنی الفاظ کے معانی ہی کا نام ہے اور یہی قرآن کریم کا بیان ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ ﴾ (القیامۃ ۷۵/ ۱۹)

"پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اور اس کا بیان دونوں من جانب اللہ ہیں' دونوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ بایں الفاظ لی ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ ﴾ (الحجر ۱۵/ ۹)

"ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اب اگر کوئی کہتا ہے کہ قرآن تو محفوظ ہے مگر حدیث محفوظ نہیں تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ قرآن کے الفاظ تو محفوظ ہیں' مگر اس کے معانی محفوظ نہیں ہیں حالانکہ معانی کے بغیر الفاظ کی

حفاظت بے کار ہے حدیث کیا ہے؟

مجملات قرآن کی تفصیل' مبہمات قرآن کی وضاحت' مشکلات قرآن کی تفسیر اور کنایات قرآن کی تصریح ہے۔ آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن کے ساتھ ان کے معانی و بیان کا ذمہ بھی خود لیا ہے اور اس حفاظت کے تین مراحل ہیں۔

① اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن اور ان کی مرادات کو اپنی حفاظت کے ساتھ سینۂ نبوت میں اتار کر جمع اور محفوظ کیا۔

② رسول ﷺ نے اس حفاظت الٰہیہ کی مدد سے قرآن کریم کے الفاظ تلاوت کے ذریعے اور اس کے بیان کو اپنے افعال و اقوال اور تقریرات کے ذریعے اپنے صحابہ کرام کو منتقل فرمایا دیا۔

③ اس کے بعد یہ قرآن اور اس کا بیان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم تک' پھر سینہ بہ سینہ ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے۔

اور ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اب ہم حفاظت حدیث پر مختصراً اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ تمام قسم کے منکرین حدیث یہی شبہ پیدا کر کے حدیث کا انکار یا استخفاف کرتے ہیں کہ حدیث کی کماحقہ حفاظت نہیں کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنت کی حفاظت کے لئے جو اقدامات فرمائے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعامل امت: قرآن کے احکام کی تعمیل جس طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے' آپ کے صحابہ کرام بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کی اتباع کرتے' رسول اللہ ﷺ کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلے فرماتے اور ارکانِ اسلام کو بجالاتے یہ اقدام قرآن و حدیث کی حفاظت کے درمیان مشترک تھا۔ اللہ کے کلام کے احکام کی تعمیل کا دوسرا نام سنت یا تعامل امت ہے۔

حفظ و سماع: حفاظت حدیث کا دوسرا طریقہ احادیث مبارکہ کا سننا' اسے یاد رکھنا اور دوسروں تک پہنچانا تھا اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی دعا بطور خاص کتب حدیث میں مروی ہے' فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سنا' اسے یاد رکھا پھر اسے بعینہ آگے پہنچایا' کیونکہ جن لوگوں کو بات پہنچائی جاتی ہے ان میں سے بہت سے براہ راست سننے والوں سے بھی زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس دعائے نبوی کا مصداق بننے کے لئے حفاظت حدیث کے متعلق ایک

مثالی کردار ادا کیا جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

کتابت حدیث: حفاظت حدیث کی تیسری صورت اس کی کتابت و تحریر ہے اور یہ صورت بھی آپ کے حکم سے اختیار کی گئی تھی جیسا کہ آپ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا کہ ابوشاہ کو میرا خط لکھ دو اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو بطور خاص کتابت حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ گویا رسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ لکھنے کا خود حکم دیا جو آپ کے زمانہ نبوت سے شروع ہو کر آج تک جاری ہے' کتابت حدیث کو ہم تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

① دور رسالت اور دور صحابہ میں احادیث کا بہت سا تحریری سرمایہ وجود میں آ گیا تھا۔

② حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور خلافت میں زبانی اور تحریری احادیث کی جمع وتدوین کا حکم محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کو دیا' جو اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔

③ یہ دور چوتھی صدی کے خاتمہ تک پھیلا ہوا ہے اس دور میں مسند نویسی کا آغاز ہوا ان مسانید میں محدثین کرام رحمہم اللہ صحیح و ضعیف روایات کو بلا امتیاز جمع کرتے تھے۔ بالآخر سلطان المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے سب سے پہلے ایسی کتاب لکھی جو صحت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی حامل تھی' پھر ان کے تلمیذ رشید امام مسلم بن حجاج نے بھی صحیح مسلم ترتیب دی پھر سنن اربعہ کی تدوین ہوئی۔ (رحمہم اللہ)

فن حدیث پر جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں صحیح بخاری ہے اس کے متعلق چند احوال مندرجہ ذیل ہیں:

کتاب کا نام: صحیح بخاری کا پورا نام یہ ہے «الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ و سننہ و ایامہ» اس نام میں چھ چیزیں قابل وضاحت ہیں۔

1 **الجامع:** اس کتاب کو کہتے ہیں جو مندرجہ ذیل آٹھ قسم کی احادیث پر مشتمل ہو۔ احکام' مناقب' سیر' آداب' تفسیر' فتن' رقاق اور عقائد۔

2 **الصحیح:** اس کا مطلب یہ ہے کہ بنیادی طور پر اس میں صرف صحیح احادیث کو بیان کیا جائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث کی سند ابتداء سے انتہاء تک متصل اور اس کے راوی عادل وضابط ہوں گے نیز وہ شاذ اور معلول نہیں ہوگی۔

3 **المسند:** اس سے مراد مرفوع اور متصل احادیث ہیں یعنی امام بخاری کا اصل مقصود احادیث

مرفوعہ متصلہ کا بیان کرنا ہے لیکن تائید و متابعت میں احادیث معلقہ اور آثار موقوفہ بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

4 **من امور رسول اللہ ﷺ:** ان الفاظ سے مسند کی وضاحت مقصود ہے یعنی اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات کا بیان ہو گا۔

5 **سننہ:** اس سے مراد آپ کی طرف سے جاری ہونے والے فقہی احکام مراد ہیں یعنی ضابطہ زندگی اور اس کی تفصیل جو آپ سے منقول ہے وہ بیان کی جائے گی۔

6 **ایامہ:** اس سے مراد شب و روز رسول اللہ ﷺ کو پیش آنے والے حوادث و واقعات کا بیان یعنی ابواب جہاد اور مغازی کی تفصیل مقصود ہے۔

سبب تالیف: اس عظیم کتاب کی تالیف کا سبب آپ کے استاذ محترم محدث اسحاق بن راھویہ ہیں انہوں نے ایک مرتبہ اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ایسی کتاب لکھی جائے جس میں صحیح احادیث جمع ہوں امام بخاری اس مجلس میں موجود تھے' انہوں نے اس کا بیڑا اُٹھایا اور اسے پایۂ تکمیل پہنچایا' نیز اس سلسلہ میں امام بخاری نے ایک خواب دیکھا کہ میں مور چھل سے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے مکھیاں اُڑا رہا ہوں اس خواب کی تعبیریوں دی گئی کہ امام بخاری رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے کذب و افتراء کی مکھیاں دور فرمائیں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی تالیف دراصل آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔

مقصد تالیف: امام بخاری نے حسب ذیل چار اغراض کے پیش نظر اس کتاب کو تالیف فرمایا ہے:

1 بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس میں صرف احادیث صحیحہ مرفوعہ کو بیان کیا جائے جن میں کوئی سقم یا ضعف نہ ہو۔

2 صحیح حدیث سے مسائل و احکام کا استنباط کرنا چنانچہ اس کتاب میں بے شمار احکام فقہیہ اور فوائد بدیعہ بیان ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

3 استنباط مسائل کی تعلیم دینا بھی آپ کا مقصود ہے چنانچہ نصوص سے فقہی احکام ثابت کرنے کے کئی ایک طریقے ہیں یعنی دلالت نص' عبارت نص اور اشارت نص وغیرہ ان تمام طرق استخراج کی اس کتاب میں عملی تعلیم دی گئی ہے۔

4 حدیث و فقہ کو جمع کرنا یعنی یہ کتاب صرف فن حدیث پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اس میں کتاب و سنت پر مبنی فقہ کا بھی بیان ہے۔

خصوصیات بخاری: اس کتاب کی کئی ایک خصوصیات ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ہیں۔ یہاں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

① تراجم ابواب ② ثلاثیات ③ عدم تکرار ④ زمان نزول الحکم ⑤ اشارہ اختتام کتاب ⑥ مناسبة بداية الكتاب و نهايته.

تنگی دامن کے پیش نظر ہم صرف تراجم ابواب کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ گزارشات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی تفصیل ترجمہ صحیح بخاری کے مقدمہ میں بیان کریں گے۔ جس پر اللہ کی توفیق سے کام جاری ہے۔

تراجم ابواب کے متعلق امام بخاری کا طرز عمل نہایت دقیق اور عمیق ہے چنانچہ مشہور مقولہ ہے ((فقه البخاري في تراجمه)) یعنی امام بخاری نے اپنی فقاہت کو اپنے قائم کردہ تراجم ابواب میں بیان کیا ہے' امام بخاری کے تراجم کی مختلف صورتیں اور مختلف اغراض ہوتی ہیں صرف چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1. **بیان مراد حدیث:** ترجمۃ الباب میں کوئی قید ذکر کر دی جاتی ہے جبکہ اس کے تحت آنے والی حدیث مطلق ہوتی ہے اس سے مراد اس حدیث کی وضاحت ہوتی ہے جیسا کہ "باب الصفرۃ والکدرۃ فی غیر ایام الحیض" کے تحت آنے والی حدیث مطلق ہے غیر ایام الحیض کے الفاظ نے اس کا معنی متعین کر دیا ہے۔
2. کبھی ترجمۃ الباب میں ایسا مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے جس میں مختلف احادیث آتی ہیں اس سے مقصود وجہ تطبیق و ترجیح بیان کرنا ہوتا ہے۔
3. ترجمۃ الباب کے تحت کبھی ایسی حدیث بیان کی جاتی ہے جو خود ترجمۃ الباب پر دلالت نہیں کرتی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوتی ہے بعض روایات میں کوئی ایسا صریح لفظ ضرور ہوتا ہے جو ترجمۃ الباب پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ السمر فی العلم کے تحت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث بیان کی ہے اس میں رات کی گفتگو کا ذکر نہیں لیکن کتاب التفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ ایسی حدیث میں رات کی گفتگو کا تذکرہ بالصراحت موجود ہے۔
4. کبھی امام صاحب ترجمۃ الباب میں ایسی حدیث لاتے ہیں جو ان کی شرط پر نہیں ہوتی پھر اس حدیث کی صحت کے متعلق بطور شہادت عنوان کے تحت ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جو امام صاحب کی شرائط کے مطابق ہوتی ہیں اس سے مقصود ترجمۃ الباب میں پیش کردہ حدیث کی

تاکید مقصود ہوتی ہے۔

5 کبھی ترجمۃ الباب سے عبارت کا ظاہر مدلول مقصود نہیں ہوتا بلکہ دلالت التزامی سے ثابت ہونے والا امر مقصود ہوتا ہے جو احادیث باب میں کافی غور و فکر کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے' مثلاً باب کیف کان بدء الوحی میں آغاز وحی کا تذکرہ ہی مقصود نہیں بلکہ وحی کے جملہ مبادی یعنی مطلق وحی' اس کی اقسام' اس کی عظمت و صداقت' مقام وحی' زمان وحی اور موحی الیہ یعنی رسول اللہ ﷺ کے حالات و اخلاق نیز صاحب وحی حضرت جبرئیل کے حالات وغیرہ کا بیان کرنا مقصود ہے۔

6 بعض اوقات باب بلاعنوان ہوتا ہے امام بخاری کی اس سے عام طور پر تین اغراض ہوتی ہیں:

① اس قسم کے باب کا تعلق پہلے باب سے ہوتا ہے' گویا اس کی حیثیت ایک ''فصل'' کی ہوتی ہے جیسا کہ کتاب الصلٰوۃ میں باب الصلٰوۃ بین السواری کے بعد ایک باب بلاعنوان ہے۔

② قارئین اہل علم اور طلبہ کو اس بات پر آمادہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ ازخود غور و فکر کرکے اس مقام پر کوئی عنوان قائم کریں جو موقع و محل کے مطابق ہو جیسا کہ کتاب التیمم کے آخر میں ایک باب بلاعنوان ہے جس کے تحت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر ہے کہ ایک جنبی آدمی نماز میں شامل نہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تعلیم دی۔ اس مقام پر حسب حال یہ عنوان مناسب ہے کہ ((اذا لم یجد الجنب ماء یتیمم)) جب جنبی کو پانی نہ ملے تو تیمم کرلے۔

③ تکثیر فوائد: باب بلاعنوان کے تحت حدیث سے متعدد و بے شمار مسائل و احکام کا استنباط ہوتا ہے اس لئے امام بخاری اس حدیث پر کوئی عنوان بندی نہیں کرتے تاکہ اس سے مسائل کثیرہ کے استنباط کی گنجائش برقرار رہے۔

بعض تراجم ابواب کے تحت کوئی قرآنی آیت' حدیث یا اثر صحابی اور نہ کوئی قول تابعی ہی ہے غالباً ایسا اس وقت ہوا کہ امام بخاری نے عنوان قائم کر دیا لیکن بروقت کوئی دلیل نہ مل سکی تاکہ بعد میں غور و فکر کرکے کوئی حدیث و آیت بطور دلیل ذکر کریں گے لیکن موت نے مہلت نہ دی اس کے برعکس ایسے مواقع بھی ہیں کہ حدیث موجود ہے لیکن اس پر کوئی عنوان نہیں قائم کیا یہ اس لئے کہ حدیث کے صحیح ہونے کا یقین ہوگیا جسے کتاب میں لکھ لیا گیا لیکن استنباط مسئلہ کی

نوبت نہ آئی الغرض امام صاحب نے صحیح بخاری کے تراجم میں بڑے بڑے اعلیٰ مقاصد پیش نظر رکھے ہیں جن کی گہرائی تک پہنچنے کے لئے نظر غائر اور فہم ثاقب کی ضرورت ہوتی ہے سطحی فکر کا حامل ان کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

شرائط بخاری : امام بخاری نے اخذ روایات کے سلسلہ میں اپنی کسی کتاب میں شرائط وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ ان کے بعد علماء حضرات نے ان کی کتب کا مطالعہ کیا اور تتبع و تلاش کے بعد ان شرائط کا ذکر کیا جو انہوں نے اخذ روایات میں ملحوظ رکھی ہیں چنانچہ امام بخاری نے جن شرائط کا اعتبار کیا ہے وہ امام مسلم کی شرائط سے زیادہ سخت ہیں کیونکہ ہر روایت میں دو چیزوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے:

① راوی کی ذاتی حیثیت یعنی اس کا عادل و ضابط اور ثقہ ہونا۔

② اس راوی کا اپنے شیخ سے کس قسم کا تعلق ہے' ملاقات و سماع کس پائے کا ہے۔

امام بخاری نے ان دونوں چیزوں کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے یعنی وہ راوی جس سے روایت لیتے ہیں وہ عادل ثقہ اور حافظ ہو اور اپنے شیخ کے ساتھ اس کی ملاقات بالفعل ثابت ہو' سفر و حضر میں اپنے شیخ کے ساتھ رہا ہو کم از کم حضر میں تو اس کی ملاقات بکثرت ہو کیونکہ جو آدمی سفر و حضر میں کسی کا ساتھی ہو گا اس سے غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ امام مسلم پہلی شرط میں تو امام بخاری کے ساتھ ہیں البتہ دوسری شرط بالفعل ملاقات کو وہ ضروری خیال نہیں کرتے' بلکہ اخذ روایت کے لئے وہ امکان لقاء ہی کافی سمجھتے ہیں' امام ابو داؤد اور امام نسائی دونوں امام بخاری کی طرف شرط ثانی میں شریک ہیں' شرط اول کا ان کے ہاں اتنا اہتمام نہیں ہے' ترمذی میں دونوں شرائط مفقود ہیں' الغرض راوی پانچ طرح کے ہوتے ہیں:

1. كثير الضبط و كثير الملازمة لشيوخهم
2. كثير الضبط وقليل الملازمة لشيوخهم
3. قليل الضبط و كثير الملازمة لشيوخهم
4. قليل الضبط وقليل الملازمة لشيوخهم
5. قليل الضبط و قليل الملازمة مع اسباب الجرح وغيره

یہی وہ شرائط و وجوہات ہیں جن کی بناء پر یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ صحیح بخاری کو باقی کتب حدیث پر ترجیح ہے خواہ یہ ترجیح باعتبار صحت کے ہو یا جودت فقاہت کی وجہ سے ہو' اسی بناء پر امام بخاری کو "امیر المومنین فی الحدیث" اور "سید المحدثین" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگرچہ بعض محدثین کا

یہ فیصلہ ہے کہ صحت کے اعتبار سے صحیح بخاری کو ترجیح ہے اور حسن ترتیب کے لحاظ سے امام مسلم کو فوقیت حاصل ہے لیکن یہ فیصلہ محل نظر ہے، کیونکہ محدثین نے علی الاطلاق امام بخاری کی "الجامع الصحیح" کو ہر لحاظ سے اتھارٹی تسلیم کیا ہے۔

امام بخاری کی اس تالیف کو امت نے شرف قبولیت سے نوازا، اس کی متعدد شروح لکھی گئیں اور اس کے تراجم کی باریکیوں اور لطافتوں پر مستقل تصانیف منصہ شہود پر آئیں بعض محدثین کرام نے مکررات کو حذف کر کے اس کا اختصار کیا چنانچہ علامہ زبیدی نے بھی اسے مختصر کیا جس کا نام ﴿التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحيح﴾ ہے جو مختصر صحیح بخاری کے نام مشہور و متداول ہے جس کا ترجمہ اور مختصر حواشی ھدیہ قارئین ہیں۔

مولف تجرید کا مختصر تعارف : آپ کا پورا نام "ابو العباس زين الدين احمد بن عبداللطيف الشَّرجي الزبيدي" ہے جو امام زبیدی کے نام زیادہ مشہور ہیں، آپ یمن کے شہر زبید کے قریب "شرجہ" کے مقام پر جمعۃ المبارک کی رات مورخہ ۱۲ رمضان ۸۱۲ھ بمطابق ۱۴۱۰ء کو پیدا ہوئے، اس وقت کے بڑے بڑے علماء سے کسب فیض کیا فن حدیث پر انہیں خصوصی دسترس تھی اپنے وقت کے عظیم محدث اور ماہر ادب تھے یمنی ریاستوں میں عرصہ دراز تک درس حدیث دیا بالآخر ۸۹۳ بمطابق ۱۴۸۸م کو اپنی عمر کی اکیاسی ۸۱ بہاریں دیکھنے کے بعد شہر زبید میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

شہر زبید کی زرخیز سرزمین نے متعدد علماء کو جنم دیا اور بعد ازاں یہ شہر مامون کے دور میں بیرونی آفتوں کی نذر ہو گیا۔

آپ کی تالیفات : امام زبیدی نے متعدد کتب تالیف کیں جن میں چند ایک حسب ذیل ہیں:

1. طبقات الخواص (اهل الصدق والاخلاص)
2. الفوائد في الصلات والعوائد
3. نزهة الالباب في الادب
4. الجواب الشافي في الرد على المبتدع الجافي
5. التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحيح

نوٹ : رجال کی بعض کتابوں میں غلطی سے یہ کتاب حسین بن مبارک زبیدی کی طرف منسوب ہو گئی ہے چنانچہ علامہ خیر الدین زرکلی نے اپنی کتاب "الاعلام" میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

(۹۱/۱)

اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی "الجامع الصحیح" کی طرح اس مختصر کو بھی شرف قبولیت سے نوازا اس کی متعدد شروح لکھی گئی سب سے بہتر شرح علامہ نواب صدیق حسن خان کی "شرح عون الباری لحل ادلة البخاری" ہے جو مکتبہ دارالرشید حلب سوریا میں شائع ہوئی پانچ جلدوں میں دستیاب ہے پاک وہند میں بھی اس کے اردو ترجمے شائع ہوئے ہیں ﴿فجزاہ خیرالجزاء﴾

کچھ اردو ترجمہ کے متعلق : دارالسلام کے ڈائریکٹر جناب محبی و مکرمی شیخ عبدالمالک مجاہد ... جو خدمت حدیث کے صاف ستھرے جذبہ کے ساتھ اس کی نشرو اشاعت کے متعلق بھی خوبصورت ذوق رکھتے ہیں .... میں نے عزیزم حافظ عبدالعظیم اسد سلمہ اللہ کی خواہش پر جب ((الوسول کانک تراہ)) کا اردو ترجمہ بنام "آئینہ جمال نبوت" کیا تو مختصر صحیح بخاری کے ترجمہ کے لئے بھی کاتب ازل نے اس ہیچمدان کا نام سامنے کر دیا' کسی رسمی معذرت کے بغیر مجھے اس حقیقت کا برملا اعتراف ہے کہ اس خدمت کے لئے جس قدر ساز و سامان' علم و فراست کی ضرورت ہے اس کا عشر عشیر بھی میرے پاس نہیں' اپنے متعلق میں خود جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں' "من آنم' من دانم"

چونکہ خدمت حدیث کے لئے جینا اور یہی کام کرتے کرتے موت کا آنا میری ایک دلی تمنا ہے اس لئے بے سروسامانی کے عالم میں اس کٹھن منزل کے سفر کا ارادہ کر لیا' کتاب کے اردو ترجمہ کے ساتھ اس کے مختصر حواشی کی ذمہ داری بھی سونپی گئی مجھے جو ہدف دیا گیا تھا اسے پورا کرنے کے لئے تین قسم کے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔

پہلا مرحلہ : میں نے تعلیقات و حواشی کے لئے تین کتابوں کا انتخاب کیا:

① فتح الباری' ② شرح نووی' ③ المعلم بفوائد المسلم

ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ مجھے یہ احساس دامن گیر ہوا کہ اس کے لئے بہت وقت درکار ہے جب کہ میرے محسن اس کتاب کو بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ دیکھنا چاہتے تھے اس لئے یہ مرحلہ پایہ تکمیل نہ پہنچ سکا۔

دوسرا مرحلہ : پھر تعلیق و حواشی کے متعلق یہ پروگرام تشکیل دیا کہ خود امام بخاری نے احادیث سے جو احکام و مسائل مستنبط کئے ہیں وہی فوائد کے عنوان سے حاشیہ میں دے دیئے جائیں اور ساتھ کتاب اور حدیث نمبر کا حوالہ دے دیا جائے لیکن یہ کام بھی خاصا مشکل اور طویل تھا اسے بالکل نظرانداز تو نہیں کیا گیا البتہ جزوی طور پر کتاب میں اس انداز سے استفادہ کیا گیا اس

لئے قارئین اگر (التہجد:۱۱۴۰) دیکھیں تو اس سے مراد صحیح بخاری کی کتاب التہجد کا حدیث نمبر ۱۱۴۰ ہے۔

تیسرا مرحلہ : مجھے ان مراحل کے بعد ایسی کتاب کی تلاش تھی جو جامعیت کے ساتھ ساتھ مسائل و احکام پر بھی مشتمل ہو چنانچہ مجھے نواب صدیق حسن کی شرح عون الباری سے یہ مقصد پورا ہوتا نظر آیا تو میں نے فوائد کے لئے اس کتاب کو محور بنایا۔ یہ کتاب بھی فتح الباری کا نچوڑ تھی اس لئے بعض مسائل میں فتح الباری کی طرف مراجعت کرنا پڑی تاہم اب کتاب میں جتنے بھی حواشی ہیں وہ عون الباری اور فتح الباری سے ماخوذ ہیں اور کچھ میری خام عقل اور ناقص فہم کا نتیجہ ہیں۔

چونکہ یہ کتاب عامۃ الناس کی راہنمائی کے لئے شائع کی جا رہی ہے اس لئے تعلیقات و حواشی میں اس ذہنی سطح کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے اگر کسی مقام پر یہ معیار قائم نہیں رہ سکا تو اسے میری کج فہمی کا نتیجہ متصور کیا جائے البتہ منکرین حدیث کے متعلق مجھے جہاں موقع ملا ہے ان کی بھرپور تردید کی ہے ان کے متعلق میرے اندر کوئی نرم گوشہ نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی مداہنت کو روا رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنہ کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لئے ہمت عطا فرمائے اور خدمت حدیث کی توفیق دے۔ (آمین)

آخری گزارش : قارئین اگر دوران مطالعہ کسی لفظی یا فکری غلطی پر مطلع ہوں تو ضرور آگاہ فرمائیں اور ہمیں اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں میری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں شرف قبولیت سے نوازے اور مفصل صحیح بخاری کے ترجمہ و فوائد کی میرے ہاتھوں جلد تکمیل فرمائے۔ جس پر اس وقت' تدریسی ذمے داریوں کے بعد' میری ساری توجہ مبذول ہے۔ ﴿ واللّٰہ ھو الموفق والمعین ﴾

وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ وَمُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ

طالب دعا

ابو محمد عبدالستار الحماد

مرکز تعلیم القرآن میاں چنوں

(بروز جمعرات ۱۲' جماد الثانی ۱۴۲۰ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۹ء)

التجرید الصریح لأحادیث الجامع الصحیح

مختصر صحیح بخاری (اردو)

امام ابو العباس زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

جلد اوّل

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

دار السلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

مقدمة الكتاب

(الحَمْدُ لِلَّهِ) الْبَارِئِ الْمُصَوِّرِ الخَلَّاقِ، الْوَهَّابِ الْفَتَّاحِ الرَّزَّاقِ، الْمُبْتَدِئِ بِالنِّعَمِ قَبْلَ الاسْتِحْقَاقِ. وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى رَسُولِهِ الَّذِي بَعَثَهُ لِيُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ، وَفَضَّلَهُ عَلَى كَافَّةِ الْمَخْلُوقِينَ عَلَى الإِطْلَاقِ، حَتَّى فَاقَ جَمِيعَ الْبَرَايَا فِي الآفَاقِ، وَعَلَى آلِهِ الْكِرَامِ الْمَوْصُوفِينَ بِكَثْرَةِ الإِنْفَاقِ، وَعَلَى أَصْحَابِهِ أَهْلِ الطَّاعَةِ وَالْوِفَاقِ، صَلَاةً دَائِمَةً مُسْتَمِرَّةً بِالْعَشِيِّ وَالإِشْرَاقِ.

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام مخلوقات کو بہترین انداز اور مناسب شکل و صورت کے ساتھ پیدا فرماتا ہے' وہ ایسا داتا' مہربان اور روزی رساں ہے کہ کسی سابقہ حق کے بغیر بھی مخلوق کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کئے ہوئے ہے اور جب تک صبح و شام کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی اس کے رسول برحق پر ہو جو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی' اسی طرح اس کی آل و اولاد پر بھی اللہ کی رحمت ہو جو اللہ کی راہ میں بڑی فیاضی سے خرچ کرتے ہیں اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی جو اطاعت گزار اور وفا شعار ہیں۔

(أَمَّا بَعْدُ) فَاعْلَمْ أَنَّ كِتَابَ الجَامِعِ الصَّحِيحِ لِلإِمَامِ الْكَبِيرِ الأَوْحَدِ، مُقَدَّمِ أَصْحَابِ الحَدِيثِ،

حمد و صلوۃ کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری رحمہ اللہ کی عظیم الشان "الجامع الصحیح" اسلامی

أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللهُ، مِنْ أَعظَمِ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ فِي الإِسْلَامِ، وَأَكْثَرِهَا فَوَائِدَ، إِلَّا أَنَّ الأَحادِيثَ الْمُتَكَرِّرَةَ فِيهِ مُتَفَرِّقَةٌ فِي الأَبْوَابِ، وَإِذَا أَرَادَ الإِنْسَانُ أَنْ يَنْظُرَ الحَدِيثَ فِي أَيِّ بَابٍ لاَ يَكَادُ يَهْتَدِي إِلَيْهِ إِلَّا بَعْدَ جَهْدٍ وطُولِ فَتْشٍ، وَمَقْصُودُ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللهُ بِذلِكَ كَثْرَةُ طُرُقِ الحَدِيثِ وَشُهْرَتِهِ، وَمَقْصُودُنَا هُنَا أَخْذُ أَصْلِ الحَدِيثِ، لِكَوْنِهِ قَدْ عُلِمَ أَنَّ جَمِيعَ ما فيهِ صَحِيحٌ.

کتب میں سب سے زیادہ معتبراور بے شمار فوائد کی حامل ہے لیکن اس میں احادیث تکرار کے ساتھ مختلف ابواب میں متفرق طور پر بیان ہوئی ہیں اگر کوئی شخص اپنی مطلوبہ حدیث تلاش کرنا چاہے تو انتہائی تلاش و جستجو اور سخت محنت کے بعد ہی اسے معلوم کر سکتا ہے' بلاشبہ اس قسم کے تکرار سے امام بخاری کا مقصد یہ تھا کہ مختلف اسانید کے ساتھ احادیث بیان کی جائیں تاکہ انہیں درجہ شہرت حاصل ہو جائے لیکن اس مجموعہ احادیث سے ہمارا مقصد نفس حدیث سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔ باقی رہی ان کی صحت و ثقاہت تو اس کے متعلق سب جانتے ہیں کہ اس مجموعہ کی تمام احادیث صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔ امام نووی شرح مسلم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

قَالَ الإِمامُ النَّوَوِيُّ فِي مُقَدِّمَةِ كِتَابِهِ شَرْحِ مُسْلِم: «وَأَمَّا الْبُخَارِيُّ، فَإِنَّهُ يَذْكُرُ الْوُجُوهَ الْمُخْتَلِفَةَ فِي أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ مُتَبَاعِدَةٍ، وَكَثِيرٌ مِنْهَا يَذْكُرُهُ فِي غَيْرِ بَابِهِ الَّذِي يَسْبِقُ إِلَيْهِ الْفَهْمُ أَنَّهُ أَوْلَى بِهِ، فَيَصْعُبُ عَلَى الطَّالِبِ جَمْعُ طُرُقِهِ وَحُصُولُ الثِّقَةِ بِجَمِيعِ ما ذَكَرَهُ مِنْ طُرُقِ الحَدِيثِ». قَالَ: «وَقَدْ رَأَيْتُ

"حضرت امام بخاری رحمہ اللہ ایک حدیث کو مختلف اسانید کے ساتھ متفرق ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ بعض اوقات اس حدیث کا متعلقہ باب سے بہت دور کا تعلق ہوتا ہے چنانچہ اکثر اوقات اس کے متعلق یہ خیال تک نہیں گزرتا کہ اس کا وہاں ذکر کرنا مناسب ہو گا اس لئے ایک طالب علم کے لئے اس مطلوبہ حدیث کو تلاش کرنا اور اس کی تمام اسانید کو معلوم کرنا سخت مشکل ہو جاتا ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا:

جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ الْمُتَأَخِّرِينَ غَلِطُوا فِي مِثْلِ هذَا، فَنَفَوْا رِوَايَةَ الْبُخَارِيِّ أَحَادِيثَ هِيَ مَوْجُودَةٌ فِي صَحِيحِهِ فِي غَيْرِ مَظَانِّهَا السَّابِقَةِ إِلَى الْفَهْمِ». انْتَهَى مَا ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ.

"متاخرین میں سے بعض حفاظ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ انہوں نے بخاری میں ایسی احادیث کی موجودگی سے انکار کر دیا جو متفرق ابواب میں درج تھیں لیکن ان کی طرف بسہولت ذہن کی رسائی نہ ہو سکی۔" (شرح نووی، ص:۱۵۔۱)

فَلَمَّا كَانَ كَذلِكَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُجَرِّدَ أَحَادِيثَهُ مِنْ غَيْرِ تَكْرَارٍ، وَجَعَلْتُهَا مَحْذُوفَةَ الأَسَانِيدِ لِيَقْرُبَ انْتِوَالُ الْحَدِيثِ مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ، وَإِذَا أَتَى الْحَدِيثُ الْمُتَكَرِّرُ أُثْبِتُهُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَإِنْ كَانَ فِي الْمَوْضِعِ الثَّانِي زِيَادَةٌ فِيهَا فَائِدَةٌ ذَكَرْتُهَا وَإِلَّا فَلَا، وَقَدْ يَأْتِي حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ وَيَأْتِي بَعْدُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَبْسَطَ وَفِيهِ زِيَادَةٌ عَلَى الأَوَّلِ، فَأَكْتُبُ الثَّانِيَ، وَأَتْرُكُ الأَوَّلَ لِزِيَادَةِ الْفَائِدَةِ.

ایسے حالات میں میرے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل باتوں کا اہتمام کروں:

① الجامع الصحیح کی تمام احادیث کو ان کی سندوں اور تکرار کے بغیر جمع کر دیا جائے تاکہ مطلوبہ حدیث کسی قسم کی دشواری کے بغیر تلاش کی جا سکے۔

② ہر مکرر حدیث کو ایک ہی جگہ بیان کروں گا لیکن اگر کسی دوسری جگہ اس روایت میں کوئی اضافہ ہوا تو پوری حدیث ذکر کرنے کی بجائے اضافہ کا حوالہ دوں گا۔

③ اگر پہلے کوئی حدیث مختصر طور ذکر ہوئی ہو اور بعد میں کہیں اس کی تفصیل ہو تو اضافی فائدہ کے پیش نظر دوسری تفصیلی روایت کو نقل کروں گا۔

وَلَا أَذْكُرُ مِنَ الأَحَادِيثِ، إِلَّا مَا كَانَ مُسْنَدًا مُتَّصِلًا، وَأَمَّا مَا كَانَ مَقْطُوعًا أَوْ مُعَلَّقًا فَلَا أَتَعَرَّضُ لَهُ، وَكَذلِكَ مَا كَانَ مِنْ أَخْبَارِ الصَّحَابَةِ

④ مقطوع اور معلق روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف مرفوع اور متصل احادیث کو بیان کروں گا۔

⑤ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے

فَمَنْ بَعْدَهُمْ - مِمَّا لَيْسَ لَهُ تَعَلُّقٌ بِالْحَدِيثِ، وَلَا فِيهِ ذِكْرُ النَّبِيِّ ﷺ - فَلَا أَذْكُرُهُ: كَحِكَايَةِ مَشْيِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما إِلَى سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَما كانَ فِيهِ مِنَ الْمُقَاوَلَةِ بَيْنَهُمْ. وَكَقِصَّةِ مَقْتَلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَوَصِيَّتِهِ لِوَلَدِهِ فِي أَنْ يَسْتَأْذِنَ عائشَةَ لِيُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، وَكَلامِهِ فِي أَمْرِ الشُّورَى، وَبَيْعَةِ عُثْمانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. وَوَصِيَّةِ الزُّبَيْرِ لِوَلَدِهِ فِي قَضَاءِ دَيْنِهِ، وَما أَشْبَهَ ذٰلِكَ.

دوسرے لوگوں کے واقعات۔ جن کا حدیث سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک ہے' جیسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف جانا اور وہاں جا کر باہمی بات چیت کرنا نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت' اپنے بیٹے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے گھر میں دفن ہونے کے لئے اجازت لینے کی وصیت' آئندہ مجلس شوریٰ کے متعلق ان کے ارشادات' اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹوں کو قرض اتارنے کی وصیت اور ان جیسے دیگر واقعات کو بھی ذکر نہیں کروں گا۔

ثُمَّ إِنِّي أَذْكُرُ اسْمَ الصَّحَابِيِّ الَّذِي رَوَى الْحَدِيثَ فِي كُلِّ حَدِيثٍ لِيُعْلَمَ مَنْ رَوَاهُ، وَأَلْتَزِمُ كَثِيرًا أَلْفَاظَهُ فِي الْغَالِبِ، مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: عَنْ عائِشَةَ، وَتَارَةً يَقُولُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَحِينًا يَقُولُ: عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذٰلِكَ ابْنُ عُمَر. وَحِينًا يَقُولُ: عَنْ أَنَسٍ، وَحِينًا يَقُولُ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ، فَأَتْبَعُهُ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ. وَتَارَةً يَقُولُ: عَنْ

⑥ ہر حدیث کے شروع میں صرف اسی صحابی کا نام ذکر کروں گا جس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے تاکہ پہلی نظر میں ہی اس کے راوی کا علم ہو جائے۔

⑦ راوی کا نام لینے میں انہی الفاظ کا التزام کروں گا جیسا کہ امام بخاری نے کیا ہے مثلاً امام بخاری کبھی تو عن عائشہ رضی اللہ عنہا اور عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور کبھی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہہ دیتے ہیں کبھی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بسا اوقات عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نیز بعض اوقات عن انس رضی اللہ عنہ اور بعض مقامات پر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں۔

الغرض میں اس معاملہ میں ان کی پوری متابقت

فُلَانٍ - يَعْنِي الصَّحَابِيَّ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَتَارَةً يَقُولُ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَحِينًا يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَأَتْبَعُهُ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ، فَمَنْ وَجَدَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مَا يُخَالِفُ أَلْفَاظَهُ فَلَعَلَّهُ مِنِ اخْتِلَافِ النُّسَخِ.

کروں گا اسی طرح کبھی صحابی کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے عن النبی ﷺ اور کبھی قال رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں پھر بعض اوقات آن النبی ﷺ قال کذا کے الفاظ ذکر کرتے ہیں۔

بہرحال میں نے الفاظ کے ذکر کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا پورا پورا اتباع کیا ہے اگر کسی جگہ الفاظ کا کوئی اختلاف نظر آئے تو اسے متعدد نسخوں کے اختلاف پر محمول کیا جائے۔

تحدیث نعمت:

وَلِي بِحَمْدِ اللهِ فِي الْكِتَابِ الْمَذْكُورِ أَسَانِيدُ كَثِيرَةٌ مُتَّصِلَةٌ بِالْمُصَنِّفِ عَنْ مَشَايِخَ عِدَّةٍ.

اللہ کے فضل و کرم سے مجھے مختلف مشائخ عظام سے کئی ایک متصل اسانید حاصل ہیں جو امام بخاری تک پہنچی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

پہلی سند:

فَمِنْ ذٰلِكَ: رِوَايَتِي لَهُ عَنْ شَيْخِي الْعَلَّامَةِ نَفِيسِ الدِّينِ أَبِي الرَّبِيعِ سُلَيْمَانَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْعَلَوِيِّ، رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، قِرَاءَةً مِنِّي عَلَيْهِ لِبَعْضِهِ، وَسَمَاعًا لِأَكْثَرِهِ، وَإِجَازَةً فِي الْبَاقِي، بِمَدِينَةِ تَعِزَّ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَثَمَانِمِائَةٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا بِهِ وَالِدِي وَشَيْخُنَا الْإِمَامُ الْكَبِيرُ شَرَفُ الْمُحَدِّثِينَ مُوسَى بْنُ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ الدِّمَشْقِيُّ الْمَشْهُورُ بِالْغَزُولِيِّ، قِرَاءَةً مِنِّي عَلَيْهِ لِجَمِيعِهِ.

یمن کے دارالحکومت تعز میں علامہ نفیس الدین ابو الربیع سلیمان بن ابراہیم علوی سے ۸۲۳ھ میں میں نے صحیح بخاری کے کچھ اجزاء پڑھے اور اکثر کا سماع کر کے اس کی اجازت (سند) حاصل کی انہوں نے اپنے والد محترم سے اجازت حدیث لی پھر اپنے استاذ شرف المحدثین موسیٰ بن موسیٰ بن علی دمشقی سے جو غزولی کے نام سے مشہور ہیں مکمل طور پر صحیح بخاری کا درس لیا۔

قَالَا: أَخْبَرَنَا بِهِ الشَّيْخُ الْمُسْنِدُ الْمُعَمَّرُ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْحَجَّارُ، إِجَازَةً لِلْأَوَّلِ

علامہ کے والد کو شیخ ابوالعباس احمد بن ابی طالب حجار سے قولاً اور ان کے استاد کو سماعاً اجازت حاصل ہے۔

وَسَمَاعًا لِلثَّانِي.

وَمِنْهَا: رِوَايَتِي لَهُ عَنِ الشَّيْخِ الصَّالِحِ الإِمَامِ وَلِيِّ ٱللهِ تَعَالَى أَبِي الْفَتْحِ مُحَمَّدِ ٱبْنِ الإِمَامِ زَيْنِ ٱلدِّينِ أَبِي بَكْرِ بْنِ الحُسَيْنِ المَدَنِيِّ الْعُثْمَانِيِّ، سَمَاعًا عَلَيْهِ لأَكْثَرِهِ وَإِجَازَةً لِجَمِيعِهِ.

وَالشَّيْخِ الإِمَامِ خَاتِمَةِ الحُفَّاظِ شَمْسِ ٱلدِّينِ أَبِي الْخَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الجَزَرِيِّ ٱلدِّمَشْقِيِّ.

وَالْقَاضِي العَلاَّمَةِ الحَافِظِ تَقِيِّ ٱلدِّينِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْفَاسِيِّ الشَّرِيفِ الحَسَنِيِّ المَكِّيِّ قَاضِي المَالِكِيَّةِ بِمَكَّةَ المُشَرَّفَةِ، إِجَازَةً مُعَيَّنَةً مِنْهُمْ لِجَمِيعِهِ رَحِمَهُمُ ٱللهُ تَعَالَى.

قَالُوا ثَلاَثَتُهُمْ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الإِمَامُ الحَافِظُ شَيْخُ المُحَدِّثِينَ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صِدِّيقٍ ٱلدِّمَشْقِيُّ، المَعْرُوفُ بِٱبْنِ الرَّسَّامِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ أَبُو الْعَبَّاسِ الحَجَّارُ.

دوسری سند:

مجھے امام ابوالفتح محمد بن امام زین الدین ابوبکر بن حسین مدنی عثمانی سے بخاری کے پیشتر حصہ کی سماعا اور ویسے تمام کتاب کی اجازت روایت حاصل ہے۔

اسی طرح شیخ امام شمس الدین ابواظہر محمد بن محمد جزری دمشقی سے اور قاضی علامہ حافظ تقی الدین محمد بن احمد فاسی جو مکہ مکرمہ میں عہدۂ قضاء پر فائز تھے ان سے بھی مجھے بطور اجازت سند حاصل ہے۔

ان تینوں شیوخ کو شیخ المحدثین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صدیق دمشقی المعروف بہ ابن رسام سے اور انہیں حضرت ابوالعباس الحجار سے اجازت حاصل ہے۔

وَأَخْبَرَنِي بِهِ عَالِيًا الشَّيْخُ الإِمَامُ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو بَكْرِ بْنُ الحُسَيْنِ المَدَنِيُّ المَرَاغِيُّ وَلَدُ شَيْخِنَا أَبِي الْفَتْحِ وَقَاضِي الْقُضَاةِ مَجْدِ ٱلدِّينِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الشِّيرَازِيِّ إِجَازَةً عَامَّةً

قَالاَ: أَخْبَرَنَا بِهِ أَبُو الْعَبَّاسِ

تیسری سند:

میں نے اپنے شیخ ابوالفتح کے بیٹے شیخ امام زین الدین ابوبکر بن حسین مدنی مراغی سے بھی عالی سند حاصل کی ہے نیز قاضی القضاۃ مجدالدین محمد بن یعقوب شیرازی سے بھی اجازت عامہ لی۔

ان دونوں شیوخ کو حضرت ابوالعباس مجار سے

الْحَجَّارُ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الصَّالِحُ الْحُسَيْنُ بْنُ الْمُبَارَكِ الزَّبِيدِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الصَّالِحُ أَبُو الْوَقْتِ عَبْدُ الأَوَّلِ بْنُ عِيسى بْنِ شُعَيْبٍ الْهَرَوِيُّ الصُّوفِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا الشَّيْخُ الْفَقِيهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُظَفَّرِ الدَّاوُدِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الإِمامُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّويَةَ السَّرْخَسِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الصَّالِحُ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الإِمامُ الْكَبِيرُ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْماعِيلَ بْنِ إِبْراهِيمَ الْبُخارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعالى.

اجازت حاصل ہے شیخ ابوالعباس الحجار کو شیخ حسین بن مبارک زبیدی سے' انہیں شیخ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب بن الھروی صوفی سے' انہیں شیخ عبدالرحمٰن بن محمد مظفر داؤدی سے' انہیں امام ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی سے اور انہیں شاگرد امام بخاری شیخ محمد بن یوسف فربری سے اور انہیں شیخ کبیر امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری سے سند اجازت حاصل ہے۔

وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هؤُلاَءِ الْمَذْكُورِينَ إِلى الْبُخارِيِّ أَسَانِيدُ كَثِيرَةٌ بِطُرُقٍ مُتَنَوِّعَةٍ.

ان کے علاوہ بھی متعدد اسانید ہیں جو امام بخاری تک پہنچی ہیں۔

وَلِي بِحَمْدِ اللهِ أَسَانِيدُ غَيْرُ هذِهِ عَنْ مَشَايِخَ كَثِيرِينَ يَطُولُ تَعْدَادُهُمْ، اقْتَصَرْتُ مِنْهَا على هذِهِ الطُّرُقِ لِشُهْرَتِهَا وَعُلُوِّهَا.

میں نے صرف مشہور اور عالی اسناد کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے وگرنہ ان کے علاوہ بھی مجھے متعدد شیوخ سے اجازت حاصل ہے جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔

وَسَمَّيْتُ هذَا الْكِتَابَ الْمُبَارَكَ: بـ **(التَّجْرِيدِ الصَّرِيحِ لأَحادِيثِ الجَامِعِ الصَّحِيحِ)**.

میں نے اس کتاب کا نام ﴿التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح﴾ تجویز کیا ہے۔

وَالمَسْؤُولُ مِنَ اللهِ تَعالَى أَنْ يَنْفَعَ بذلِكَ، وَيَجْعَلَهُ خالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے نفع بخش بنائے اور اس کے ذریعے اعمال و مقاصد کی اصلاح فرمائے۔ (آمین)

وصلّى الله على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين

كتاب بدء الوحی

رسول اللہ ﷺ پر آغاز وحی کا بیان

١ - [باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ ٱلْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ]

باب ١ : وحی کیسے شروع ہوئی؟

١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا ٱلأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى ٱمْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ). [رواه البخاري: ١]

ا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے "(ثواب کے) تمام کام نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملے گا پھر جس شخص نے دنیا کمانے یا کسی عورت سے شادی رچانے کے لئے وطن چھوڑا تو اس کی ہجرت اسی کام کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہوگی۔"

فوائد : امام بخاری نے اس حدیث کو آغاز کتاب میں اس لئے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے نیز وحی کے ذریعہ احکام شرعیہ بیان کئے جاتے ہیں اور شرعی احکام کی بنیاد خلوص نیت ہے۔ (عون الباری:۱/۲۸) واضح رہے کہ ہر کار خیر کے بار آور ہونے کے لئے **اچھی** نیت کا ہونا ضروری ہے بصورت دیگر نہ صرف ثواب سے محرومی ہوگی بلکہ اللہ کے ہاں سخت سزا کا بھی اندیشہ ہے اور جو اعمال خالصتاً دل سے متعلق ہیں مثلاً خوف ورجاء وغیرہ ان میں نیت کی چنداں ضرورت نہیں۔ نیز نبی ﷺ کی طرف نزول وحی کا سبب آپ کا اخلاص نیت ہی ہے۔

٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا :

٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت

أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيُفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ).
قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. [رواه البخاري: ٢]

حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کبھی تو وحی آنے کی کیفیت گھنٹی کی ٹن ٹن کی طرح ہوتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت گراں گزرتی ہے پھر جب فرشتے کا پیغام مجھے یاد ہوجاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آکر مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے محفوظ (یاد) کر لیتا ہوں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت سردی کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وحی آتی تو اس کے موقوف ہونے پر آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا۔

فوائد: آپ کے پاس وحی کس حالت میں آتی ہے؟ اس سوال میں تین چیزیں آجاتی ہیں ① نفس وحی کی کیفیت' ② حامل وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی کیفیت ③ خود رسول اللہ ﷺ کی کیفیت۔ جواب میں ان تینوں چیزوں کی وضاحت ہے۔ حدیث میں وحی کی دو صورتوں کو بیان کیا گیا ہے جو عام طور پر آپ کو پیش آتی تھیں اس کے علاوہ کبھی خواب کی شکل میں' کبھی حضرت جبرئیل کے اپنے اصلی روپ میں آنے سے اور کبھی اللہ تعالیٰ کا پس پردہ بذات خود کلام کرنے سے بھی وحی کا ثبوت ملتا ہے۔ (عون الباری/۱:۳۸)

٣ : عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ، فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ - وَهُوَ التَّعَبُّدُ - اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ

٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں کی شکل میں ہوئی' آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہ سپیدۂ صبح کی طرح نمودار ہوتا پھر آپ کو تنہائی محبوب ہوگئی چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت اختیار فرماتے اور کئی کئی رات گھر تشریف لائے بغیر مصروف عبادت رہتے۔ آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جاکر وہاں چند روز گزارتے پھر

أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى جَاءَهُ ٱلْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ ٱلْمَلَكُ فَقَالَ: ٱقْرَأْ، قَالَ: (مَا أَنَا بِقَارِىءٍ). قَالَ: (فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي ٱلْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي) فَقَالَ: ٱقْرَأْ، قُلْتُ: (مَا أَنَا بِقَارِىءٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي ٱلثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي ٱلْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي) فَقَالَ: ٱقْرَأْ، فَقُلْتُ: (مَا أَنَا بِقَارِىءٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي ٱلثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي) فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ٥ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ٥ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾. فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فَقَالَ: (زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي). فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ ٱلرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا ٱلْخَبَرَ: (لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي). فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا وَٱللهِ مَا يُخْزِيكَ ٱللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ ٱلرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ ٱلْكَلَّ، وَتَكْسِبُ ٱلْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي ٱلضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ ٱلْحَقِّ.

فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ ٱلْعُزَّى، ٱبْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور تقریباً اتنے ہی دنوں کے لئے پھر توشہ لے جاتے۔ ایک روز جبکہ آپ غار حراء میں تھے یکایک آپ کے پاس حق آگیا اور ایک فرشتے نے آکر آپ سے کہا: پڑھو! آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر خوب بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو! میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس نے دوبارہ مجھے پکڑ کر دبوچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر چھوڑ کر کہا' پڑھو! میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس نے تیسری بار مجھے پکڑ کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا' پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا' اور تمہارا رب تو نہایت کریم ہے۔

رسول اللہ ﷺ ان آیات کو لے کر واپس آئے اور آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ چنانچہ آپ (اپنی بیوی) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو۔" انہوں نے آپ کو چادر اوڑھادی یہاں تک کہ خوف زدگی کی کیفیت دور ہوگئی۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا: "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قطعاً نہیں' اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' فقیروں د

ٱمْرَءًا تَنَصَّرَ فِي ٱلْجاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ ٱلْكِتَابَ ٱلْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ مَا شَاءَ ٱللهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ، ٱسْمَعْ مِنِ ٱبْنِ أَخِيكَ. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوسُ ٱلَّذِي نَزَّلَ ٱللهُ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟). قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ ٱلْوَحْيُ. [رواه البخاري: ۳]

محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے سلسلہ میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں'

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی کے پاس آئیں۔ ورقہ دور جہالت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عبرانی بھی لکھنا جانتے تھے چنانچہ عبرانی زبان میں حسب توفیق الٰہی انجیل لکھتے تھے اس وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہوچکے تھے' ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھائی جان! آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیں۔ ورقہ نے پوچھا: بھتیجے کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان فرما دیا اس پر ورقہ نے آپ سے کہا: یہ تو وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا' کاش میں آپ کے زمانہ نبوت میں توانا ہوتا' کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا' اچھا تو کیا وہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لایا جیسا آپ لائے ہیں تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپ کا زمانہ نصیب ہوا تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا' اس کے بعد ورقہ جلد ہی فوت ہوگئے اور وحی رک گئی۔

فوائد: فترۃ وحی (بندش وحی) کے زمانہ میں صرف نزول قرآن مؤخر ہوا تھا حضرت جبرئیل کی آمد ورفت منقطع نہیں ہوئی تھی اور جب کبھی آپ پہاڑ پر اپنے آپ کو گرا دینے کے ارادہ سے چڑھتے تو آپ کو تسلی دینے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو نبی برحق ہونے کا مژدہ جانفزا

سناتے۔ (عون الباری:۱/۵۲)

٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ ٱلْوَحْيِ، فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: (بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ ٱلسَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا ٱلْمَلَكُ ٱلَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ ٱلسَّمَاءِ وَٱلأَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ﴾. فَحَمِيَ ٱلْوَحْيُ وَتَتَابَعَ).
[رواه البخاري: ٤]

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی بندش وحی کا واقعہ سنا، آپ نے بیان فرمایا: ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے آسمان سے ایک آواز سنائی دی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حراء میں آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، میں اسے دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہوگیا، گھر لوٹ کر میں نے اہل خانہ سے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ (انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی)۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: "اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے، اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو۔ (سورۃ المدثر) پھر نزول وحی میں تیزی آگئی اور لگاتار نازل ہونے لگی۔

فوائد: فحمی الوحی کا لغوی معنی "وحی گرم ہو گئی" جب کوئی چیز گرم ہو جائے تو کچھ دیر کے بعد ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ تتابع کا مطلب ہے کہ وحی مسلسل شروع ہو گئی گرم ہونے کے بعد گویا سرد نہیں ہوئی۔ (عون الباری/ص:۱/۵۳)

٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ﴾. قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ ٱلتَّنْزِيلِ شِدَّةً، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ - فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا - فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمان الٰہی "اے پیغمبر! آپ وحی کو جلدی سے یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن اترتے وقت (اسے یاد کرنے کے لئے) اپنے ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے اور اس سے آپ کو کافی تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ اپنے ہونٹ ہلاتے

بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾. قَالَ: جَمْعُهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ وَتَقْرَأَهُ: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾. قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾. ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ، فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَرَأَهُ. [رواه البخاري: ٥]

تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے نبی! اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو' اس کو جمع کرنا اور پڑھا دینا ہماری ذمہ داری ہے" یعنی آپ کے سینے میں محفوظ کر دینا اور پڑھا دینا ہم پر ہے" پھر اس ارشاد الٰہی: "پھر جب ہم پڑھ چکیں تو ہمارے پڑھنے کی پیروی کرو" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "خاموشی سے کان لگا کر سنتا رہ" پھر فرمان الٰہی: "اس کا بیان کرنا بھی ہمارا کام ہے" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر قرآن سناتے تو آپ کان لگا کر سنتے رہتے' جب وہ چلے جاتے تو رسول ﷺ اسے (وعدہ الٰہی کے مطابق) اس طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا تھا۔

فوائد: اس حدیث میں قرآن حکیم کے متعلق تین مراحل کو ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ آپ کے سینہ مبارک میں محفوظ طریقہ سے اتارنا اور دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ قلب مبارک میں جمع شدہ قرآن کو زبان کے ذریعے پڑھنے کی توفیق دینا پھر آخری مرحلہ قرآن کے مجملات کی تشریح اور مشکلات کی توضیح ہے جو احادیث (صحیحہ) کی شکل میں موجود ہے۔ ان تمام مراحل کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔ (عون الباری:۱:۵۸)

٦ : وعنه رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عليه السلام، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے' خصوصاً رمضان میں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوتی تو بہت سخاوت کرتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان المبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے اور قرآن مجید کا دور فرماتے۔ الغرض رسول اللہ ﷺ صدقہ کرنے میں

[رواه البخاري: ٦]

کھلی ہوا (آندھی) سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوتے۔

فوائد: اس حدیث کی باب سے بایں طور مناسبت ہے کہ جتنا حصہ قرآن کا نازل ہو چکا تھا اتنے حصے کا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر رمضان میں آپ سے دور کرتے' آخری سال آپ نے دو مرتبہ دور فرمایا تاکہ مجموعی طور پر پورے قرآن کی یاد دہانی ہو جائے۔ (عون الباری/۶۰:۱)

٧ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، كَانُوا تُجَّارًا بِالشَّأْمِ، فِي ٱلْمُدَّةِ ٱلَّتِي كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ، فَدَعَاهُمْ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ ٱلرُّومِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَدَعَا بِالتَّرْجُمَانِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا ٱلرَّجُلِ ٱلَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ، فَقَالَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ. فَوَٱللهِ لَوْلَا ٱلْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ. ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ. قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا ٱلْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَأَشْرَافُ ٱلنَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ:

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ (شاہ روم) ہرقل نے اس کو قریش کی ایک جماعت سمیت بلوایا۔ یہ جماعت صلح حدیبیہ کے تحت رسول اللہ ﷺ اور کفار قریش کے درمیان طے شدہ عرصہ' امن میں ملک شام بغرض تجارت گئی ہوئی تھی۔ یہ لوگ ایلیاء (بیت المقدس) میں اس کے پاس حاضر ہوگئے۔ ہرقل نے انہیں اپنے دربار میں بلایا اس وقت اس کے ارد گرد روم کے رؤسا بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلا کر کہا کہ یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے تم میں سے کون اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ ابو سفیان نے کہا میں اس کا سب سے زیادہ قریب النسب ہوں' تب ہرقل نے کہا' اسے میرے قریب کردو اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کرکے اس کے پس پشت بٹھاؤ۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے کہو کہ میں اس شخص سے اس آدمی (نبی ﷺ) کے متعلق سوالات کروں گا اگر یہ غلط بیانی کرے تو تم لوگوں نے اسے جھٹلا دینا ہے۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر جھوٹ بولنے کی بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کے متعلق یقیناً جھوٹ بولتا۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پہلا

ضُعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ. قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لاَ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لاَ نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا. قَالَ: وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ. قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ. قَالَ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتُ رَجُلٌ يَتَأَسَّى بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبائِهِ مِنْ مَلِكٍ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، قُلْتُ: لَوْ

سوال جو ہرقل نے مجھ سے آپ کے بارے میں کیا وہ یہ تھا کہ تم لوگوں میں اس کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ اونچے نسب والا ہے۔ پھر کہنے لگا' اچھا! تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کبھی کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں' کہنے لگا! اچھا اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں' کہنے لگا: اچھا یہ بتاؤ کہ بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا غریبوں نے؟ میں نے کہا بلکہ کمزوروں نے' کہنے لگا: اس کے پیروکار (دن بدن) بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کہنے لگا: کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں' کہنے لگا: اس نے جو بات کہی ہے کیا اس (دعوی نبوت) سے پہلے تم لوگ اس کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں' کہنے لگا: کیا وہ بدعہدی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں' البتہ ہم لوگ اس وقت اسکے ساتھ صلح کی ایک مدت گزار رہے ہیں معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس فقرے کے سوا مجھے اور کہیں (اپنی طرف سے) بات داخل کرنے کا موقع نہیں ملا' کہنے لگا: کیا تم لوگوں نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں' اس نے کہا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کیسی رہی؟ میں نے کہا جنگ ہم دونوں کے درمیان برابر کی چوٹ ہے کبھی وہ ہمیں زک پہنچالیتا ہے اور کبھی ہم اسے نقصان سے دو چار کردیتے

كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ، قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ ٱلْكَذِبَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى ٱللهِ. وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ ٱلنَّاسِ ٱتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ، فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ ٱتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ ٱلرُّسُلِ. وَسَأَلْتُكَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الإِيمَانِ حَتَّى يَتِمَّ. وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذٰلِكَ ٱلإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ ٱلْقُلُوبَ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذٰلِكَ ٱلرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ. وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا ٱللهَ وَحْدَهُ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ ٱلأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلاَةِ وَٱلصِّدْقِ وَٱلْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ. ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ

ہیں۔ کہنے لگا: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو' جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے ان کو چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز' سچائی' پرہیزگاری' پاکدامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا تم اس شخص (ابوسفیان) سے کہو کہ میں نے تم سے اس شخص (نبی ﷺ) کا نسب پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ اونچے نسب کا ہے اور دستور یہی ہے کہ پیغمبر (ہمیشہ) اپنی قوم کے اونچے نسب میں سے بھیجے جاتے ہیں اور میں نے دریافت کیا کہ آیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی؟ تم نے بتلایا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی اور نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ شخص ایک ایسی بات کی نقالی کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے اور میں نے دریافت کیا کہ اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے بتلایا کہ نہیں' میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کی بادشاہت کا طالب ہے اور میں نے یہ دریافت کیا کہ جو بات اس نے کہی ہے اس (دعوی نبوت) سے پہلے تم نے کبھی اس پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد کیا تھا۔ تو تم نے بتلایا کہ نہیں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے پرہیز کرے

ٱلَّذِي بُعِثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ: (بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ ٱللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ ٱلرُّومِ: سَلَامٌ عَلَى مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ ٱلإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ ٱللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ ٱلأَرِيسِيِّينَ، وَ ﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ﴾).

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ ٱلْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ ٱلصَّخَبُ وَٱرْتَفَعَتِ ٱلأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ٱبْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي ٱلأَصْفَرِ. فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ ٱللهُ عَلَيَّ ٱلإِسْلَامَ.

وَكَانَ ٱبْنُ ٱلنَّاطُورِ، صَاحِبُ إِيلِيَاءَ وَهِرَقْلَ، أُسْقِفَ عَلَى نَصَارَى ٱلشَّأْمِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ إِيلِيَاءَ، أَصْبَحَ خَبِيثَ ٱلنَّفْسِ، فَقَالَ له بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ: قَدِ ٱسْتَنْكَرْنَا

اور اللہ پر جھوٹ بولے۔ میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ بڑے لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور؟ تو تم نے بتلایا کہ ناتواں لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اس قسم کے لوگ ہی پیغمبروں کے پیروکار ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے بتلایا کہ ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور درحقیقت ایمان کا یہی حال ہوتا ہے تا آنکہ وہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص متنفر ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ تو تم نے بتلایا کہ نہیں اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے کہ اس کی چاشنی جب دل میں سما جاتی ہے تو پھر نکلتی نہیں اور میں نے دریافت کیا کہ کیا وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے؟ تو تم نے بتلایا کہ نہیں اور رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ دھوکہ نہیں کرتے۔ میں نے یہ بھی پوچھا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ تو تم نے بتلایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتا ہے، تمہیں بت پرستی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نماز، سچائی اور پرہیزگاری وپاکدامنی اختیار کرنے کے متعلق کہتا ہے، تو جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ شخص بہت جلد اس جگہ کا مالک ہوجائے گا جہاں میرے یہ دونوں قدم ہیں۔ میں جانتا تھا کہ یہ نبی آنے والا ہے لیکن میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس کے پاس پہنچ سکوں گا تو اس

هَيْئَتَكَ، قَالَ ٱبْنُ ٱلنَّاطُورِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي ٱلنُّجُومِ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ: إِنِّي رَأَيْتُ ٱللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي ٱلنُّجُومِ أَنَّ مَلِكَ ٱلْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ ٱلأُمَّةِ؟ قَالُوا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا ٱلْيَهُودُ، فَلاَ يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ، وَٱكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلْكِكَ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ ٱلْيَهُودِ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ، أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا ٱسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: ٱذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لاَ؟ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ، فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ، وَسَأَلَهُ عَنِ ٱلْعَرَبِ، فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُونَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مُلْكُ هٰذِهِ ٱلأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ. ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ، وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي ٱلْعِلْمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ ٱلرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ، ثُمَّ ٱطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ ٱلرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي ٱلْفَلَاحِ وَٱلرُّشْدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ،

سے ملاقات کی ضرور زحمت اٹھاتا اگر میں اس کے پاس (مدینہ میں) ہوتا تو ضرور اس کے پاؤں دھوتا' اس کے بعد ہرقل نے رسول اکرم ﷺ کا وہ خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ خط ہرقل کو پہنچا دیا تھا' ہرقل نے اسے پڑھا اس میں یہ لکھا تھا۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔

اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے' اس کے بعد میں تجھے کلمۂ اسلام (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہوجا تو محفوظ رہے گا' اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا اجر دے گا پھر اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا گناہ بھی تجھی پر ہوگا۔

"اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے پس اگر یہ لوگ اعراض کریں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو فرمانبردار ہیں"

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہرقل جو کہنا چاہتا تھا کہہ چکا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو وہاں آوازیں بلند ہوئیں اور بہت شور مچا اور ہم باہر نکال دیئے

فَتُبَايِعُوا هٰذَا ٱلنَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ ٱلْوَحْشِ إِلَى ٱلْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ، وَأَيِسَ مِنَ ٱلْإِيمَانِ، قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ، وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ. [رواه البخاري: ٧]

گئے۔ میں نے باہر آکر اپنے ساتھیوں سے کہا: ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ بڑا زور پکڑ گیا اس سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے' اس روز کے بعد مجھے برابر یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آکر رہے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اندر اسلام جاگزیں کردیا۔

ابن ناطور جو ایلیاء کے گورنر ہرقل کا مصاحب اور شام کے عیسائیوں کا پادری تھا بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیاء (بیت المقدس) آیا تو ایک روز صبح کے وقت رنجیدہ خاطر بیدار ہوا اور اس کے کچھ مصاحب کہنے لگے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی طبیعت کچھ بجھی بجھی ہے۔ ابن ناطور نے کہا کہ ہرقل ماہر نجومی اور ستارہ شناس تھا جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو کہنے لگا کہ میں نے آج رات تاروں پر ایک نگاہ ڈالی تو دیکھتا ہوں کہ ختنہ کرنے والوں کے بادشاہ کا ظہور ہوچکا ہے (بتاؤ) ان دنوں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ مصاحب کہنے لگے یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا' ان سے فکرمند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ اپنے اہل علاقہ کو پروانہ بھیج دیں کہ وہاں کے تمام یہودیوں کو مار ڈالیں۔ اس گفتگو کے دوران ہی ہرقل کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کرتا تھا' جب ہرقل نے اس سے تمام معلومات حاصل کرلیں تو کہنے لگا کہ اسے لے جاؤ اور دیکھو کہ اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے اسے دیکھا اور ہرقل کو

بتایا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے۔ ہرقل نے اس سے دریافت کیا کہ عرب ختنہ کرتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں وہ ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا یہی شخص (پیغمبر) اس امت کا بادشاہ ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے پھر ہرقل نے اپنے علم میں ہم پلہ ایک دوست کو رومیہ میں خط لکھا اور خود حمص روانہ ہو گیا' ابھی حمص نہیں پہنچا تھا کہ اسے اپنے دوست کا جواب موصول ہو گیا' اس کی رائے بھی رسول اللہ ﷺ کے ظاہر ہونے میں ہرقل کے موافق تھی کہ آپ نبی برحق ہیں' آخر حمص پہنچ کر اس نے روم کے سرداروں کو اپنے محل آنے کی دعوت دی۔ (جب وہ آگئے) تو اس نے حکم دے کر دروازہ بند کروا دیا پھر بالاخانہ سے انہیں دیکھا اور کہنے لگا روم کے لوگو! اگر تم اپنی کامیابی بھلائی اور بادشاہت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس پیغمبر کی بیعت کر لو' یہ (اعلان حق) سنتے ہی وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے دیکھا تو وہ بند تھے اب جب ہرقل نے ان کی نفرت کو دیکھا اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوا تو کہنے لگا ان سرداروں کو میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ آئے) تو کہنے لگا کہ میں نے ابھی جو بات تمہیں کہی تھی وہ صرف آزمانے کے لئے تھی کہ دیکھوں تم اپنے دین پر کس قدر مضبوط ہو؟ اب میں وہ دیکھ چکا پھر تمام حاضرین نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔ یہ ہرقل (کے ایمان لانے) کے متعلق آخری آخری معلومات ہیں۔

فوائد: ہرقل سے متعلق یہ حدیث گویا برزخی حدیث ہے کیونکہ اس کا تعلق وحی کے ساتھ بھی بایں طور ہے کہ ہرقل جو عیسائی مذہب کا حامل تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا جو وحی کا نتیجہ ہے اور اس حدیث کا مابعد کتاب الایمان سے بھی تعلق ہے کیونکہ ایمان کی امتیازی علامت عمل و متابعت ہے جو ہرقل میں نہ تھی تصدیق جلی اور اقرار موجود ہے لیکن اس کےمطابق عمل نہ کرنے سے کافر ہی رہا۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس کتاب کو حدیث نیت سے شروع کیا تھا گویا آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر ہرقل کی نیت درست تھی تو اسے کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے بصورت دیگر اس کے مقدر میں ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ (عون الباری/۱:۸۷)

نوٹ: اس حدیث میں تیسری چیز (موحی الیہ) یعنی جس پر وحی اتری تھی کی صفات و کیفیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ (علوی)

www.KitaboSunnat.com

کتاب الایمان
ایمانیات

ایمان کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ [1] دل سے تصدیق [2] زبان سے اقرار [3] دیگر اعضاء سے التزام عمل ومتابعت۔ یہود کو آپ ﷺ کی معرفت و تصدیق تھی نیز ہرقل اور ابو طالب نے تو اقرار بھی کیا تھا لیکن اس کے باوجود مومن نہیں ہیں دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کی عمل ومتابعت کے بغیر کوئی حیثیت نہیں لہذا تصدیق میں کوتاہی کا مرتکب منافق اور اقرار میں کوتاہی کفر کا باعث جبکہ عملی کوتاہی کا مرتکب فاسق ہے اگر انکار کی وجہ سے بدعملی کا شکار ہے تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ایسے حالات میں تصدیق واقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔

١ - باب: قَوْلُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

باب ۱: فرمان نبوی: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔“

٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بُنِيَ ٱلإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، وَإِقَامِ ٱلصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ ٱلزَّكَاةِ، وَٱلْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ). [رواه البخاري: ٨]

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“

فوائد: امام بخاری کے نزدیک اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہے اور یہ باب باندھ کر ثابت کیا ہے کہ

شریعت نے چند چیزوں سے ایمان کو مرکب بنایا ہے اور اس میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے۔ امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ میں مختلف شہروں میں ہزار سے زیادہ اہل علم سے ملا ہوں سب یہی کہتے تھے کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔

٢ - باب: أُمُور ٱلإِيمَانِ

باب ٢: امور ایمان

٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱلإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، وَٱلحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمانِ) [رواه البخاري: ٩].

٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "ایمان کی ساٹھ سے کچھ زائد شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔"

فوائد: حدیث کے آخر میں حیاء کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ انسانی اخلاق میں حیاء کا بہت بلند مقام ہے یہ وہ خصلت ہے جو انسان کو بہت سے جرائم سے روکتی ہے۔ حیاء صرف لوگوں سے ہی نہیں بلکہ سب سے زیادہ حیاء اللہ سے ہونا چاہئے۔ اس بناء پر سب سے بڑا بے حیاء وہ بدبخت انسان ہے جو گناہ کرتے وقت اللہ سے نہیں شرماتا یہی وجہ ہے کہ ایمان اور حیاء کے درمیان بہت گہرا رشتہ ہے (عون الباری/١:٩٤)

٣ - باب: ٱلْمُسْلِمُ مَن سَلِمَ ٱلمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

باب ٣: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

١٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ ٱلْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسانِهِ وَيَدِهِ، وَٱلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى ٱللهُ عَنْهُ). [رواه البخاري: ١٠]

١٠۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔"

فوائد: اس حدیث میں صرف زبان اور ہاتھ سے ایذاء رسانی کا ذکر ہے کیونکہ بیشتر انسانی اذیتوں کا تعلق انہی دو سے ہوتا ہے ورنہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے چنانچہ بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کے خون محفوظ رہیں۔ واضح رہے کہ اس سے مراد وہ ایذاء رسانی ہے جو بلاوجہ ہو کیونکہ بشرط قدرت مجرموں کو سزا دینا اور شرپسند عناصر کی فساد انگیزیوں کو بزور بازو روکنا تو مسلمان کا فرض منصبی ہے۔ (عون الباری:١/٩٦)

٤ - باب: أَيُّ ٱلإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟

باب ۴: کونسا مسلمان افضل ہے؟

١١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ ٱلإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (مَنْ سَلِمَ ٱلْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ). [رواه البخاري: ١١]

۱۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کونسا مسلمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس کی زبان درازی اور دست اندازی سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

فوائد: ((اَیُّ الْاِسْلَامِ)) میں حذف ہے دراصل ((اَیُّ ذوی الْاِسْلَامِ)) ہے اس کی تائید صحیح مسلم کی ایک روایت سے ہوتی ہے جس کے الفاظ ((اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ)) بیان ہوئے ہیں۔ ترجمہ کے وقت ہم نے اسی روایت کو سامنے رکھا ہے تاکہ سوال اور جواب میں مطابقت قائم رہے۔

٥ - باب: إِطْعَامُ الطَّعامِ مِنَ ٱلإِسْلَامِ

باب ۵: کھانا کھلانا خصلت اسلام ہے۔

١٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّ ٱلإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: (تُطْعِمُ ٱلطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ). [رواه البخاري: ١٢]

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کونسی سی خصلت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم (محتاجوں) کو کھانا کھلاؤ اور آشنا اور غیر آشنا ہر ایک (مسلمان) کو سلام کرو۔"

فوائد: اس حدیث کے مطابق کھانا کھلانا اور سلام کرنے کو ایک بہترین عمل بتایا گیا ہے جبکہ دوسری احادیث میں ذکر اللہ اور جہاد اور اطاعت والدین کو افضل قرار دیا گیا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ یہ فرق سائل کی حالت وضرورت اور موقع محل کے لحاظ سے ہے۔

٦ - باب: مِنَ ٱلإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

باب ۶: ایمان کی علامت ہے کہ اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

١٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ). [رواه البخاري: ١٣]

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔"

فوائد: اخلاقیات کے باب میں اس خصلت کو بنیادی قرار دیا گیا ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلمان بھائیوں بلکہ تمام انسانوں کا خیر خواہ رہے۔ ایسے انسان کی دنیا و آخرت بڑے آرام وسکون سے گذرتی ہے۔

٧ - باب: حُبُّ ٱلرَّسُولِ ﷺ مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۷: رسول اللہ ﷺ سے محبت جزو ایمان ہے۔

١٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (فَوَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ). [رواه البخاري: ١٤]

۱۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے طبعی محبت کے علاوہ ایمانی محبت کی بھی ضرورت ہے ورنہ طبعی محبت تو جناب ابو طالب کو بھی تھی لیکن اسے مومن نہیں کہا گیا۔ باپ اور اولاد کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ انسان ان سے بے حد محبت کرتا ہے پھر باپ کو مقدم کیا کیونکہ باپ سب کا ہوتا ہے جبکہ تمام کے لئے اولاد کا ہونا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۱/۱۰۱)

١٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ الحديث بعَيْنِه وَزَادَ فِي آخِرِهِ: (وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ). [رواه البخاري: ١٥]

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے لیکن اس کے آخر میں باپ اور اولاد کے ساتھ تمام لوگوں (سے زیادہ محبت) کا اضافہ کیا ہے۔

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب تک انسان رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ سمجھے اس وقت تک ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

٨ - باب: حَلاَوَةِ ٱلإِيمَانِ

باب ۸: ایمان کی شیرینی

١٦ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاَوَةَ ٱلإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ ٱلْمَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلاَّ للهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي ٱلْكُفْرِ كَمَا

حدیث ۱۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کی مٹھاس اسی کو نصیب ہو گی جس میں تین باتیں ہوں گی ایک یہ کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت اس کو سب سے زیادہ ہو' دوسری یہ کہ صرف اللہ ہی کے لئے کسی سے دوستی رکھے تیسری یہ کہ دوبارہ کافر بننا

يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١٦]

اسے ایسا ہی ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا ہوتا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مار پیٹ اور ذلت ورسوائی کو کفر پر ترجیح دینا باعث فضیلت ہے (الاکراہ:۶۹۴۱) اگرچہ ایمان ایسی چیز نہیں جسے زبان سے چکھا جا سکے تاہم اس میں غیر مرئی مٹھاس اور لذت ہوتی ہے۔ یہ اس شخص کو محسوس ہوتی ہے جو حدیث میں مذکور مقام پر پہنچ جائے۔ بعض اوقات تو یہ چاشنی اس حد تک محسوس ہوتی ہے کہ بندہ مومن ایمان پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ (عون الباری:۱/۱۰۴) ایسا انسان نیکی اور اطاعت کے کام کرنے میں لذت اور فرحت محسوس کرتا ہے۔

٩ - باب: عَلَامَةُ ٱلْإِيمَانِ حُبُّ ٱلْأَنْصَارِ

باب ۹: انصار سے محبت علامت ایمان ہے۔

١٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ ٱلأَنصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ ٱلأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ١٧]

۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔"

فوائد: انصار، مدینہ منورہ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی اور ایسے وقت میں آپ کا ساتھ دیا جبکہ اور کوئی قوم آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ پہلے یہ لوگ بنو قیلہ کے نام سے مشہور تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام انصار رکھا۔ (عون الباری:۱/۱۰۶) انصار سے، آپ کے مددگار اور معاون کی حیثیت سے محبت کرنا مراد ہے، شخصی طور پر کسی سے اختلاف و جھگڑا ہونا اس کے منافی نہیں۔

١٨ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ ٱلصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ، وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: (بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِٱللهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُم وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ

۱۸۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی تو آپ نے فرمایا: "تم سب مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، اپنے ہاتھ اور پاؤں کے سامنے (دیدہ دانستہ) کسی پر افتراء پردازی نہیں کرو گے اور اچھے کاموں میں نافرمانی نہ کرو گے پھر

فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ الله فَهُوَ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ). فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٨]

جو کوئی تم میں سے یہ عہد پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے اور اسے دنیا میں اس کی سزا مل جائے تو اس کا گناہ اتر جائے گا اور جو کوئی ان جرائم میں سے کسی کا ارتکاب کرے پھر اللہ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی فرمائی تو وہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو (قیامت کے دن) اسے معاف کرے یا سزا دے۔" ہم نے ان سب شرطوں پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی۔

فوائد : اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حدود گناہوں کا کفارہ ہیں یعنی حد شرعی قائم ہونے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (الحدود:٦٧٨٤، ٦٨٠١) معلوم ہوا کہ دین اسلام میں بیعت لینا ایک مسنون عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے دین اسلام پر کاربند رہنے، ہجرت کرنے، میدان جہاد میں ثابت قدم رہنے، فواحش و منکرات کو چھوڑنے، سنت پر عمل کرنے اور بدعات و رسوم سے دور رہنے کی بیعت لیتے تھے۔ البتہ بیعت تصوف کا کوئی وجود نہیں یہ بہت بعد کی پیدا وار ہے۔ (عون الباری:١/١١٢)

١٠ - باب: مِنَ الدِّينِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ

باب ١٠: فتنوں سے فرار دینداری ہے۔

١٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ). [رواه البخاري: ١٩]

حدیث ١٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات کی طرف نکل جائے گا اور فتنوں سے راہ فرار اختیار کر کے اپنے دین کو بچا لے گا۔"

فوائد : فتنہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے انسان گمراہ ہو کر اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے غافل ہو جائے۔ ہمارے اس دور میں ایسے فتنوں کا ہجوم ہے جو گمراہی اور دین سے بے زاری کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے حالات میں گوشۂ تنہائی اختیار کرنا جائز ہے ہاں اگر انسان میں ایسے دجالی فتنوں کا مقابلہ کرنے کی علمی، عملی اور اخلاقی ہمت ہے تو معاشرہ میں رہتے ہوئے ان کی روک تھام میں کوشاں رہنا افضل

ہے۔

١١ - باب: قَوْلِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ

باب ۱۱: فرمان نبوی: ”اللہ کے متعلق میں تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں“

٢٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَمَرَهُمْ، أَمَرَهُمْ مِنَ ٱلأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ، قَالُوا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ ٱلْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: (إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِٱللهِ أَنَا). [رواه البخاري: ٢٠]

حدیث ۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ بآسانی کر سکتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا حال آپ جیسا نہیں ہے اللہ نے تو آپ کی اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے در گزر فرمایا ہے یہ سن کر آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کا اثر ظاہر ہوا پھر آپ نے فرمایا: ”میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار اور اللہ کو جاننے والا ہوں۔“

فوائد: رسول اللہ ﷺ اس لئے ناراض ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ”آسان کاموں“ کو رفع درجات اور غفران ذنوب کے لئے ناکافی خیال کیا۔ ان کے گمان کے مطابق بلند مراتب کے حصول کیلئے ایسے کٹھن اعمال ہونے چاہئیں جن کی ادائیگی میں تکلیف ومشقت اٹھانا پڑے۔ اس پر آپ نے تنبیہ فرمائی کہ شریعت میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں بلکہ جو اور جیسا ارشاد ہو اس پر اکتفاء کیا جائے۔
(عون الباری:۱/۱۱۵)

١٢ - باب: تَفَاضُلِ أَهْلِ ٱلإِيمَانِ فِي ٱلأَعْمَالِ

باب ۱۲: اہل ایمان کا اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے سے افضل ہونا

٢١ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَدْخُلُ أَهْلُ ٱلْجَنَّةِ ٱلْجَنَّةَ وَأَهْلُ ٱلنَّارِ ٱلنَّارَ، ثُمَّ يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ. فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا

حدیث ۲۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ تو ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا جو جل کر سیاہ ہو چکے ہوں

قَدِ ٱسْوَدُّوا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ ٱلْحَيَا، أَوِ ٱلْحَيَاةِ - شَكَّ مالِكٌ - فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الحِبَّةُ فِي جَانِبِ ٱلسَّيْلِ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً). [رواه البخاري: ٢٢]

گے پھر انہیں پانی یا زندگی کی نہر میں ڈالا جائے گا۔ (مالک کو شک ہے کہ استاد نے کون سا لفظ بولا) وہ ازسرنو یوں اگیں گے جیسے دانہ لب جو (ندی کے کنارے) اگتا ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں وہ کیسے زرد زرد لپٹا ہوا نمودار ہوتا ہے۔

فوائد: امام بخاری نے وہیب کی روایت بیان کر کے اس شک کو دور کر دیا جو امام مالک کو ہوا یعنی "زندگی کی نہر" صحیح ہے۔

٢٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ ٱلنَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ ٱلثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ ٱلْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ). قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (ٱلدِّينَ). [رواه البخاري: ٢٣]

حدیث ٢٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں ایک مرتبہ سو رہا تھا کہ بحالت خواب لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں بعض کے کرتے چھاتیوں تک ہیں اور کچھ لوگوں کے اس سے بھی کم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو میرے سامنے اس حالت میں لایا گیا کہ وہ کرتا پہنے ہوئے اور اسے زمین پر گھسیٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کی کیا تعبیر کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "دین"۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواب میں اپنی قمیص گھسیٹتے ہوئے دیکھنا اعلیٰ درجہ کی دینداری کی علامت ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان میں تفاضل اور کمی بیشی ممکن ہے۔ (عون الباری:١/١١٩)

١٣ - باب: ٱلْحَيَاءُ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ١٣: حیاء جزو ایمان ہے

٢٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ ٱلْأَنْصَارِ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي ٱلْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (دَعْهُ فَإِنَّ ٱلْحَيَاءَ مِنَ ٱلْإِيمَانِ) [رواه البخاري: ٢٤]

حدیث ٢٣۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ تو اتنی شرم کیوں کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "اسے اپنے حال پر چھوڑ دے کیونکہ شرم تو ایمان کا حصہ ہے۔"

١٤ - باب: ﴿فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾

باب ۱۴: فرمان الٰہی: "پھر اگر وہ توبہ کریں' نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو" کی تفسیر

٢٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ). [رواه البخاري: ٢٥]

حدیث ۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ پورے آداب سے نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں' جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے جان ومال کو مجھ سے بچا لیا۔ سوائے حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔"

فوائد: کفار سے جنگ لڑنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے صرف اللہ کی عبادت کریں اگرچہ اسلام میں جزیہ اور مناسب شرائط کے ساتھ مصالحت پر بھی جنگ ختم ہو جاتی ہے تاہم جنگ بندی کی یہ صورت اسلامی جنگ کی اصل غایت نہیں چونکہ ان کے ذریعے اصل مقصد کے لئے ایک پر امن راستہ کھل جاتا ہے لہٰذا ان پر بھی جنگ روک دی جاتی ہے۔ (عون الباری: ۱/۱۲۳)

١٥ - باب: مَنْ قَالَ: إِنَّ الْإِيمَانَ هُوَ الْعَمَلُ

باب ۱۵: اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے: "ایمان عمل ہی کا نام ہے"

٢٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ). قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟. قَالَ: (الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ). قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: (حَجٌّ مَبْرُورٌ). [رواه البخاري: ٢٦]

۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا" سوال کیا گیا: "پھر کونسا؟" آپ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا" پوچھا گیا: "پھر کونسا؟" آپ نے فرمایا: "وہ حج جو قبول ہو"

فوائد: حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جو ریاء کاری اور گناہوں کی آلائش سے پاک ہو۔ اس کی

علامت یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی پہلے سے بہتر روش پر قائم کرے۔

١٦ - باب: إِذَا لَمْ يَكُنِ ٱلْإِسْلَامُ عَلَى ٱلْحَقِيقَةِ

باب ١٦: کبھی اسلام سے اس کے حقیقی (شرعی) معنی مراد نہیں ہوتے

٢٦ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ، فَتَرَكَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَٱللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: (أَوْ مُسْلِمًا). فَسَكَتُّ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ، فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ: مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟. فَوَٱللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: (أَوْ مُسْلِمًا). فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي، وَعَادَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: (يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي ٱلرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ ٱللّٰهُ فِي ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ٢٧]

حدیث ٢٦۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور سعد رضی اللہ عنہ خود بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا یعنی اسے کچھ نہ دیا حالانکہ وہ تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ پسند تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا' اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "یا مسلمان" میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس کے متعلق میں جو جانتا تھا اس نے مجھے بولنے پر مجبور کیا میں نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو کیوں نظر انداز کر دیا؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا "یا مسلمان" پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا پھر اس کے متعلق جو میں جانتا تھا اس نے مجبور کیا تو میں نے تیسری مرتبہ وہی عرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی فرمایا۔ اس کے بعد آپ گویا ہوئے اے سعد! میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں حالانکہ دوسرے شخص کو اس سے بہتر خیال کرتا ہوں یہ اس اندیشہ کے پیش نظر کہ مبادا اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ دوزخ میں دھکیل دے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس کے اندرونی حالات کا علم نہ ہو اسے مومن نہیں کہنا چاہئے کیونکہ باطن پر اللہ کے علاوہ اور کون مطلع ہو سکتا ہے؟ البتہ اس کے ظاہری حالات کے پیش نظر اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ (عون الباری:١/١٢٧)

١٧ - باب: كُفْرَانِ ٱلْعَشِيرِ وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ

باب ۱۷: خاوند کی ناشکری بھی کفر ہے لیکن کفر' کفر میں فرق ہوتا ہے

٢٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أُرِيتُ ٱلنَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا ٱلنِّسَاءُ، يَكْفُرْنَ): قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِٱللهِ؟ قَالَ: (يَكْفُرْنَ ٱلْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ ٱلإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ ٱلدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ). [رواه البخاري: ٢٩]

حدیث ۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھا (کیونکہ) وہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے کہا: کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ وہ اپنے خاوند کا کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں' وہ یوں کہ اگر تو ساری عمر عورت سے اچھا سلوک کرے پھر وہ (معمولی سی ناگوار) بات تجھ میں دیکھے تو کہنے لگتی ہے کہ مجھے تجھ سے کبھی آرام نہیں ملا۔"

فوائد: امام بخاری نے ایمان اور اس کے ثمرات بیان کرنے کے بعد اس کی ضد یعنی کفر اور اس کی اقسام کو بیان کرنا شروع کیا۔ کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے دوسرا وہ کفر ہے جس کا مرتکب گنہگار تو ضرور ہوتا ہے لیکن خارج از اسلام نہیں ہوتا۔ اس عنوان سے دوسری قسم کا کفر مراد ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ معاصی کے ارتکاب سے ایمان میں کمی آجاتی ہے۔ (عون الباری:۱/۱۲۹)

١٨ - باب: ٱلْمَعَاصِي مِنْ أَمْرِ ٱلْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِٱرْتِكَابِهَا إِلَّا بِٱلشِّرْكِ

باب ۱۸: گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور ان کا مرتکب کافر نہیں ہوتا البتہ شرک کا مرتکب (یا کفر کا معتقد) ضرور کافر ہوتا ہے۔

٢٨ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ لِي ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا ذَرٍّ، أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ ٱمْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ ٱللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ

حدیث ۲۸۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو بایں طور گالی دی کہ اسے ماں کی عار دلائی۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: "کیا تو نے اسے اس کی ماں سے عار دلائی ہے؟ ابھی تک تم میں جاہلیت کا اثر باقی ہے تمہارے غلام تمہارے

تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ).
[رواه البخاري: ٣٠]

بھائی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے تصرف میں رکھا ہے پس جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اس کو چاہیئے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان پر گراں گزرے اور اگر ایسے کام کی انہیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔"

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو صرف اتنا کہا تھا کہ اے سیاہ فام عورت کے بیٹے! ہمارے معاشرہ میں اس قسم کی بات گالی شمار نہیں ہوتی بلکہ صرف مذاق کی ایک قسم ہے لیکن شریعت نے اسے دور جاہلیت کی یادگار سے تعبیر کیا ہے۔

١٩ - باب: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا﴾

باب ۱۹: اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ

٢٩ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا ٱلْتَقَى ٱلْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي ٱلنَّارِ). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ هَذَا ٱلْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ ٱلْمَقْتُولِ؟. قَالَ: (إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ).
[رواه البخاري: ٣١]

حدیث ۲۹۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے "جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر آپس میں لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ قاتل (تو ضرور جہنمی ہے) لیکن مقتول کیوں جہنمی ہو گا؟ آپ نے فرمایا: "اس کی خواہش بھی دوسرے ساتھی کو قتل کرنے کی تھی۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ دلی ارادہ جب مصمم ہو جائے تو اس پر بھی مواخذہ ہو گا جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے دلی خیالات کو معاف کر دیا ہے جب تک ان کے مطابق عمل نہ کریں۔ ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں کیونکہ ایسے خیالات پر مواخذہ نہیں ہو گا جو پختہ نہ ہوں یعنی آئیں اور گذر جائیں البتہ مصمم اور پختہ عزم پر مواخذہ ضرور ہو گا اگرچہ اس کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔ (عون الباری: ۱/۱۳۲)

٢٠ - باب: ظُلْمٌ دُونَ ظُلْمٍ

باب ٢٠: ایک ظلم دوسرے ظلم سے کمتر ہوتا ہے

٣٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوٓا إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟. فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾. [رواه البخاري: ٣٢]

حدیث ٣٠۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب یہ آیت اتری "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا" تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "یقیناً شرک ظلم عظیم ہے"

فوائد: اس حدیث سے دور حاضر کے معتزلہ (منکرین حدیث) کی تردید ہوتی ہے جو قرآن فہمی کے لئے صرف عربی لغت کو کافی سمجھتے ہیں اگر ان کا یہ دعویٰ درست ہوتا تو صحابہ کرام قرآن مجید کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن کا شکار نہ ہوتے لہٰذا قرآن کو سمجھنے کے لئے صاحب قرآن ﷺ کے ارشادات اور معمولات کو پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے یہی وہ بیان ہے جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے بیڑا اٹھایا ہے (القیامۃ :١٩)

٢١ - باب: عَلَامَاتُ ٱلْمُنَافِقِ

باب ٢١: منافق کی نشانیاں

٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (آيَةُ ٱلْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا ٱؤْتُمِنَ خَانَ). [رواه البخاري: ٣٣]

حدیث ٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

٣٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ ٱلنِّفَاقِ

حدیث ٣٢۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار باتیں جس میں ہوں گی وہ تو خالص منافق ہو گا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بھی ہو گی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی یہاں تک کہ وہ اسے

حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا ٱؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ). [رواه البخاري: ٣٤]

ترک کر دے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب عہد کرے تو دغابازی کرے اور جھگڑے تو بے ہودہ بکواس کرے۔"

فوائد: نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک نفاق تو ایمان وعقیدے کا ہوتا ہے جو کفر کی بد ترین قسم ہے جس کی نشاندہی صرف وحی سے ممکن ہے دوسرا عملی نفاق ہے جسے سیرت وکردار کا نفاق بھی کہتے ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں علامات نفاق میں سے کوئی ایک علامت ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ مجھ میں منافقانہ خصلت ہے اور جس میں یہ تمام علامتیں جمع ہوں وہ سیرت وکردار میں خالص منافق ہے۔

٢٢ - باب: قِيَامُ لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۲۲: شب قدر کا قیام جزو ایمان ہے

٣٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ ٱلْقَدْرِ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٣٥]

۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر ثواب کی نیت سے شب قدر کا قیام کرے گا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

٢٣ - باب: ٱلْجِهَادُ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۲۳: جہاد ایمان کا حصہ ہے

٣٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱنْتَدَبَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، أَوْ أُدْخِلَهُ ٱلْجَنَّةَ، وَلَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ). [رواه البخاري: ٣٦]

حدیث ۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ذمہ داری لیتا ہے جو اس کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلے اسے گھر سے صرف اس بات نے نکالا کہ وہ مجھ (اللہ) پر ایمان رکھتا ہے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے تو میں اسے اس ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا جو اس نے جہاد میں پایا ہے یا اسے (شہید بنا کر) جنت میں داخل کروں گا۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو کبھی بھی چھوٹے سے چھوٹے لشکر کے پیچھے نہ بیٹھ

رہتا اور میری یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

٢٤ - باب: تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ

باب ۲۴: رمضان میں تراویح پڑھنا (بھی) ایمان سے ہے۔

٣٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٣٧]

۳۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رمضان میں ایماندار ہو کر حصول ثواب کے لئے رات کے وقت قیام کرے گا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

فوائد : گناہوں کی معافی میں حقوق العباد شامل نہیں ہیں کیونکہ اس بات پر امت کا اتفاق ہے کہ ایسے حقوق حقداروں کی رضا مندی سے ہی ساقط ہو سکتے ہیں۔ قیامت کے دن حقداروں کی برائیاں لے کر اور اپنی نیکیاں دے کر ان کی تلافی ممکن ہے۔ (عون الباری: ۱/۱۳۸) الا یہ کہ اللہ ان کو اپنی طرف سے ثواب دے کر راضی کر دے۔

٢٥ - باب: صَوْمُ رَمَضَانَ ٱحْتِسَابًا مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۲۵: ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھنا ایمان کا حصہ ہے

٣٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٣٨]

حدیث ۳۶: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے ایمان کے پیش نظر حصول ثواب کے لئے ماہ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

٢٦ - باب: ٱلدِّينُ يُسْرٌ

باب ۲۶: دین آسان ہے۔

٣٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱلدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ ٱلدِّينَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا،

حدیث ۳۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک دین اسلام بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا اس لئے

وَٱسْتَعِينُوا بِٱلْغُدْوَةِ وَٱلرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ ٱلدُّلْجَةِ). [رواه البخاري: ٣٩]

میانہ روی اختیار کرو اور (اعتدال کے ساتھ) قریب رہو اور خوش ہو جاؤ (کہ تمہیں ایسا آسان دین ملا ہے)۔ صبح' دوپہر کے بعد اور کچھ رات میں عبادت کرنے سے مدد حاصل کرو۔"

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو راحت وسکون کے اوقات میں نہایت نشاط سے فریضہ عبادت ادا کرنا چاہئے تاکہ اس کا عمل مستقل بنیادوں پر قائم رہے کیونکہ تھوڑا سا عمل استقلال وثبات سے کرنا اس عمل کثیر سے کہیں بڑھ کر ہے جس میں انقطاع آجائے۔ (عون الباری:۱/۱۴۴)

٢٧ - باب: ٱلصَّلَاةُ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۲۷: نماز بھی ایمان کا جزو ہے

٣٨ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ ٱلْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ - أَوْ قَالَ: أَخْوَالِهِ - مِنَ ٱلْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ ٱلْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ ٱلْبَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ ٱلْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ بِٱللهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ ٱلْبَيْتِ وَكَانَتِ ٱلْيَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ ٱلْمَقْدِسِ، وَأَهْلُ ٱلْكِتَابِ، فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ ٱلْبَيْتِ، أَنْكَرُوا ذَلِكَ. [رواه البخاري: ٤٠]

حدیث ۳۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ددھیال یا ننھیال جو انصار سے تھے ان کے ہاں اترے اور (مدینہ میں) سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے البتہ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے (چنانچہ ہو گیا) اور پہلی نماز جو آپ نے (کعبہ کی طرف) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے ان میں سے ایک شخص نکلا اور کسی مسجد والوں کے پاس سے اس کا گزر ہوا وہ (بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے) رکوع کی حالت میں تھے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے (یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اس حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور جب آپ بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے تو یہودی اور دوسرے اہل کتاب نصاریٰ

بہت خوش ہوتے تھے لیکن جب آپ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ انہیں بہت ناگوار گزرا۔

فوائد: (اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے جو لوگ فوت ہو چکے تھے ان کے متعلق ہمیں معلوم نہ تھا کہ انہیں نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ایمان یعنی تمہاری نمازیں ضائع کر دے" آیت کریمہ میں نماز کی تعبیر ایمان سے کی گئی ہے معلوم ہوا کہ نماز جو ایک عمل ہے یہ ایمان کا حصہ ہے اور اس میں کمی و بیشی ممکن ہے۔

٢٨ - باب: حُسْنِ إِسْلَامِ ٱلْمَرْءِ

باب ٢٨: آدمی کے اسلام کی خوبی

٣٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا أَسْلَمَ ٱلْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلامُهُ، يُكَفِّرُ ٱللهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ ٱلْقِصَاصُ: ٱلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَٱلسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ ٱللهُ عَنْهَا). [رواه البخاري: ٤١]

حدیث ٣٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اسلام پر اچھی طرح عمل پیرا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جن کا اس نے (قبل از اسلام) ارتکاب کیا تھا اور اس کے بعد (پھر) معاوضہ (شروع) ہوتا ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ اس کے دس گنے سے سات سو گنے تک اور برائی کا بدلہ تو برائی کے موافق ہی دیا جاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔

فوائد: دار قطنی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو شمار کرے گا جو اس نے اسلام سے پہلے کی تھی۔ معلوم ہوا کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو زمانہ کفر کی نیکیوں کا بھی اسے ثواب ملے گا۔ (عون الباری:١/١٥٠)

٢٩ - باب: أَحَبُّ ٱلدِّينِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ

باب ٢٩: اللہ تعالیٰ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے

٤٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا ٱمْرَأَةٌ، قَالَ: (مَنْ هَذِهِ). قَالَتْ: فُلَانَةُ، تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، قَالَ: (مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَٱللهِ لَا

حدیث ٤٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ان کے پاس تشریف لائے وہاں ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ فلاں عورت ہے اور اس کی (کثرت) نماز کا حال بیان

يَمَلُّ ٱللهُ حَتَّى تَمَلُّوا). وَكَانَ أَحَبُّ ٱلدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ. [رواه البخاري: ٤٣]

کرنے لگیں آپ نے فرمایا رک جا! تم اپنے ذمہ صرف وہی کام رکھو جو (ہمیشہ) کر سکتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا تم ہی عبادت کرنے سے تھک جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اطاعت کا وہ کام ہے جس کے کرنے والا اس پر ہمیشگی کرے۔

فوائد: میانہ روی کے ساتھ نیک عمل پر دوام رہنا چاہیے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کرتے وقت بہت سختی اٹھانا ایک مکروہ عمل ہے۔ (التہجد:۱۱۵)

٣٠ - باب: زِيَادَةُ ٱلإِيمَانِ وَنُقْصَانُهُ

ایمان کی کمی وبیشی

٤١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَخْرُجُ مِنَ ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ). [رواه البخاري: ٤٤]

۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی یعنی ایمان ہو وہ دوزخ سے (ضرور) نکلے گا اور جس نے ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھلائی (ایمان) ہو وہ دوزخ سے ضرور نکلے گا اور جس نے ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) کہا اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (ایمان) ہو وہ بھی دوزخ سے (ضرور) نکلے گا۔“

فوائد: سورج کی شعاعوں میں سوئی کی نوک کے برابر بے شمار ذرات اڑتے نظر آتے ہیں۔ چار ذرے ایک رائی کے دانے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور سو ذرات ایک جو کے دانے کے برابر ہوتے ہیں حدیث کا یہ اسلوب ایمان کی کمی وبیشی پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بد عمل موحدین جہنم میں داخل ہوں گے نیز اس بات کا بھی پتہ چلا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔ (عون الباری:۱/۱۵۵)

٤٢ : عَنْ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ -: أَنَّ رَجُلاً مِنَ ٱلْيَهُودِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ،

حدیث ۴۲: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! تمھاری کتاب (قرآن) میں ایک ایسی

آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُونَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا. قَالَ: أَيُّ آيَةٍ هِيَ؟ قَالَ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾. قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ. [رواه البخاري: ٤٥]

آیت ہے جسے تم پڑھتے رہتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہرا لیتے۔ حضرت عمر نے کہا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی بولا یہ آیت "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنا احسان بھی تم پر تمام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا" حضرت عمر نے کہا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو جانتے ہیں جس میں یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ آیت جمعہ کے دن اتری جب آپ ﷺ عرفات میں کھڑے تھے۔

فوائد: آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس کے نزول سے پہلے دین (ایمان) پورا نہیں تھا بلکہ ناقص تھا لہٰذا اس میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے 'ھو المقصود' امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مختلف شہروں میں ہزار سے زیادہ اہل علم سے ملا ہوں تمام کا یہی موقف تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ (فتح الباری:۱/۱۰۷)

٣١ - باب: الزَّكَاةُ مِنَ الْإِسْلَامِ

باب ۳۱: زکوٰۃ دینا اسلام سے ہے

٤٣ : عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ الرَّأْسِ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ). فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: (لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ). قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (وَصِيَامُ رَمَضَانَ). قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: (لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ). قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۴۳۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل نجد سے ایک شخص پراگندہ مو (بال) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے مگر یہ نہ سمجھتے تھے کہ کیا کہتا ہے تاآنکہ وہ نزدیک آ پہنچا تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دن رات میں پانچ نمازیں ہیں" اس نے کہا: ان کے علاوہ (بھی) مجھ پر کوئی نماز فرض ہے؟ آپ نے فرمایا "نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے پڑھے" (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور رمضان کے روزے رکھنا" اس نے عرض کیا: اور تو کوئی روزہ مجھ پر فرض نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو

ٱلزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: (لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ). قَالَ: فَأَدْبَرَ ٱلرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَٱللهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ). [رواه البخاري: ٤٦]

اپنی خوشی سے رکھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوۃ کا بھی ذکر کیا اس نے کہا: مجھ پر اس کے علاوہ (کوئی اور صدقہ بھی) فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے دے۔" طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا کہ اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ یا کم نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔"

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں ہے بلکہ نماز تہجد کا حصہ ہونے کی وجہ سے نفل ہے کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صرف پانچ نمازوں کو فرض فرمایا اور باقی کو نفل قرار دیا ہے۔ (فتح الباری:۱/۱۰۷)

٣٢ - باب: ٱتِّبَاعُ ٱلْجَنَائِزِ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۳۲: جنازہ کے ہمراہ جانا ایمان کا حصہ ہے

٤٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّي عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ ٱلْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ، كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ). [رواه البخاري: ٤٧]

۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی ایماندار ہو کر حصول ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز و دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس آتا ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص جنازہ پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے۔"

فوائد: آخرت کے لحاظ سے ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہو گا البتہ دنیا میں ایک قیراط بارہ درہم کے برابر ہوتا ہے۔ اس حدیث سے جنازے کے ساتھ چلنے' نماز پڑھنے اور دفن کے بعد واپس آنے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے (عون الباری:۱/۱۶۳)

٣٣ - باب: خَوْفُ ٱلْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ

باب ۳۳: مومن کو ڈرنا چاہیے کہ مبادا اس

يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

کے اعمال بے خبری میں ضائع ہو جائیں۔

٤٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (سِبَابُ ٱلْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ). [رواه البخاري: ٤٨]

۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپس میں گالی گلوچ اور لعن طعن ایک مسلمان کے شایان شان نہیں (الادب:۶۰۴۴) نیز ایک دوسرے کی ناحق گردنیں مارنے سے ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے (الفتن:۷۰۷۶) نیز حدیث میں مذکور کفر سے مراد کفر حقیقی نہیں جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے بلکہ کفر لغوی مراد ہے۔ (عون الباری:۱/۱۶۴)

٤٦ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ ٱلصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ، فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: (إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ، ٱلْتَمِسُوهَا فِي ٱلسَّبْعِ وَٱلتِّسْعِ وَٱلْخَمْسِ). [رواه البخاري: ٤٩]

۴۶۔ حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ شب قدر بتانے کے لئے (اپنے حجرے سے) نکلے' اتنے میں دو مسلمان آپس میں جھگڑ پڑے۔ آپ نے فرمایا: میں تو اس لئے باہر نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر بتاؤں مگر فلاں فلاں آدمی جھگڑ پڑے اس لئے وہ (میرے دل سے) اٹھالی گئی اور شاید یہی تمہارے حق میں مفید ہو۔ اب تم شب قدر کو رمضان کی ستائیسویں' انتیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باہمی لڑنا جھگڑنا اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی نحوست سے شب قدر جیسی عظیم دولت سے ہمیں محروم کردیا گیا۔ شب قدر کو نہیں بلکہ اس کی تعیین کو اٹھایا گیا اس میں یہ حکمت تھی کہ اس کی تلاش میں لوگ زیادہ عبادت کریں۔ (عون الباری:۱:۱۶۶)

٣٤ - باب: سُؤَالِ جِبْرِيلَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ عَنِ ٱلْإِيمَانِ وَٱلْإِسْلَامِ وَٱلْإِحْسَانِ...

باب ۳۴: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ سے ایمان' اسلام اور احسان کے متعلق دریافت کرنا۔

٤٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا

۴۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں

ٱلإِيمَانُ؟ قَالَ: (الإِيمانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِٱللهِ وَمَلائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِٱلْبَعْثِ). قَالَ: مَا ٱلإِسْلامُ؟ قَالَ: (ٱلإِسْلامُ: أَنْ تَعْبُدَ ٱللهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ، وَتُقِيمَ ٱلصَّلاَةَ، وَتُؤَدِّيَ ٱلزَّكَاةَ ٱلمفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ). قَالَ: مَا ٱلإِحْسَانُ؟ قَالَ: (أَنْ تَعْبُدَ ٱللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ). قَالَ: مَتَى ٱلسَّاعَةُ؟ قَالَ: (مَا ٱلمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ ٱلسَّائِلِ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ ٱلأَمَةُ رَبَّهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ ٱلإِبِلِ ٱلبُهْمِ فِي ٱلْبُنْيَانِ، فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ ٱللهُ). ثُمَّ تَلاَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ ٱلآيَةَ، ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ: (رُدُّوهُ). فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: (هٰذَا جِبْرِيلُ، جَاءَ يُعَلِّمُ ٱلنَّاسَ دِينَهُمْ). [رواه البخاري: ٥٠]

حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر' اس کے فرشتوں پر اور روز حشر اللہ کے حضور پیش ہونے پر' اللہ کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور قیامت کا یقین کرو۔ اس نے مزید سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تم محض اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' نماز کو ٹھیک طور پر ادا کرو' فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو پھر اس نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: قیامت کب برپا ہو گی؟ آپ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا البتہ میں تمہیں قیامت برپا ہونے کی کچھ نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنا آقا جنے گی اور جب اونٹوں کے غیر معروف سیاہ فام چرواہے فلک بوس عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے (تو قیامت قریب ہو گی)۔ دراصل قیامت ان پانچ باتوں میں سے ہے جن کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "بے شک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے ...." (لقمان: ۳۴) اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ نے فرمایا: "اسے میرے پاس لاؤ چنانچہ لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن اسکا کوئی سراغ نہ ملا۔ تو آپ نے فرمایا: "یہ جبرائیل

علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔"

فوائد: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ قیامت کے قریب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد ہو جائیں گے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب نالائق اور رذیل لوگ عنان اقتدار سنبھالیں تو قیامت کا انتظار کرنا افسوس کہ آج ہم اس قسم کے حالات سے دوچار ہیں۔

٣٥ - باب: فَضْلِ مَنِ ٱسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

باب ۳۵: اپنے دین کی خاطر گناہوں سے الگ ہو جانے والے کی فضیلت

٤٨ : عَنِ ٱلنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (ٱلْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَٱلْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ ٱلنَّاسِ، فَمَنِ ٱتَّقَى ٱلشُّبُهَاتِ ٱسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي ٱلشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ ٱلْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ وَإِنَّ حِمَى ٱللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلاَ وَإِنَّ فِي ٱلْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ ٱلْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ ٱلْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ وَهِيَ ٱلْقَلْبُ).

[رواه البخاري: ٥٢]

۴۸۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی) ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے پس جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو شاہی چراگاہ کے آس پاس (اپنے جانوروں کو) چرائے قریب ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا (جانور) گھس جائے۔ آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سن لو! بدن میں ایک ٹکڑا (گوشت کا) ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ آگاہ رہو وہ ٹکڑا دل ہے۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا تقویٰ کی علامت ہے (البیوع:۲۰۵۱) اور مشتبہات سے مراد وہ پیچیدہ معاملات ہیں کہ ان پر یقینی طور پر کوئی حکم نہ لگایا جا سکتا ہو' اگرچہ اہل علم کسی حد تک ان سے باخبر ہوتے ہیں تاہم شکوک و شبہات سے خالی نہیں ہوتے (عون الباری:۱/۱۷۴)

٣٦ - باب: أَدَاءُ ٱلْخُمُسِ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۳۶: خمس کا ادا کرنا جزو ایمان ہے

٤٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنهُما قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ ٱلْقَيْسِ لَمَّا أَتَوا ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱلْقَوْمُ؟ أَوْ مَنِ ٱلْوَفْدُ)؟. قَالُوا: رَبِيعَةُ. قَالَ: (مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ، أَوْ بِالْوَفْدِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا لاَ نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلاَّ فِي الشَّهْرِ ٱلْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا ٱلْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ، نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، وَنَدْخُلْ بِهِ ٱلْجَنَّةَ. وَسَأَلُوهُ عَنِ ٱلأَشْرِبَةِ: فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ: بِالْإِيمَانِ بِٱللهِ وَحْدَهُ، قَالَ: (أَتَدْرُونَ مَا ٱلْإِيمَانُ بِٱللهِ وحْدَهُ؟). قَالُوا: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: (شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، وَإِقَامُ ٱلصَّلاةِ، وَإِيتَاءُ ٱلزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ ٱلمَغْنَمِ ٱلْخُمُسَ). وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: (ٱلْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَٱلنَّقِيرِ وَٱلْمُزَفَّتِ. وَرُبَّمَا قَالَ: (ٱلْمُقَيَّرِ). وَقَالَ: (ٱحْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ). [رواه البخاري: ٥٣]

۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفد عبد القیس کے لوگ جب رسول ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں یا کون سے نمائندہ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم خاندان ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا تم آرام کی جگہ آئے ہو، ذلیل ہو گے نہ شرمندہ! پھر ان لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم ماہ حرام کے علاوہ دوسرے دنوں میں آپ کے پاس نہیں آ سکتے کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا قبیلہ رہتا ہے لہٰذا آپ خلاصہ کے طور پر ہمیں کوئی ایسی بات بتا دیں کہ ہم اپنے پیچھے والوں کو اس کی اطلاع کر دیں اور ہم سب اس (پر عمل کرنے) سے جنت میں داخل ہو جائیں اور انہوں نے آپ سے مشروبات کے متعلق بھی پوچھا تو آپ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا۔ آپ نے انہیں ایک اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہیں ۔ آپ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز ٹھیک طریقہ سے ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور شراب سازی کے چار برتنوں یعنی بڑے مٹکوں، کدو

سے تیار کردہ پیالوں ' لکڑی سے تراشے ہوئے لگن اور تارکول سے رنگے ہوئے روغنی برتنوں سے انہیں منع کیا پھر آپ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے پیچھے والوں کو ان سے مطلع کر دو۔

فوائد: حرمت کے مہینوں سے مراد رجب' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ کفار ان کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور ان میں کسی دوسرے پر دست درازی کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنا اسلامی ادب ہے نیز ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایمان و علم کو اپنے سینے میں محفوظ کر کے اسے دوسروں تک پہنچائے۔ (العلم:۸۷)

٣٧ - باب: مَا جَاءَ أَنَّ ٱلْأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ

باب ٣٧: (ثواب کے) تمام کام نیت پر موقوف ہونے کا بیان

٥٠ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيثُ إِنَّما الأَعمَالُ بِالنِّياتِ، وَقَدْ تَقَدَّم فَي أَوَّلِ الكِتاب، وَزَادَ هُنَا بَعْدَ قَوْلِه: (وَإِنَّما لِكُلِّ امْرِئٍ ما نَوىَ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلى اللهِ وَرَسولِهِ فَهِجرتُهُ إِلى ٱللهِ وَرَسُولِهِ) وَسَرَدَ باقِيَ الحديثِ [رواه البخاري: ٥٤]

٥٠۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ شروع کتاب میں گزر چکی ہے البتہ اس مقام پر " ہر انسان کو وہی ملے گا جو وہ نیت کرے گا" کے بعد کچھ اضافہ ہے کہ اگر کوئی اپنا وطن اللہ اور اس کے رسول کے لئے چھوڑے گا تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی پھر انہوں نے باقی حدیث کو بیان کیا جو پہلے گزر چکی ہے۔

٥١ : عَنْ أَبي مَسْعودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَنْفَقَ ٱلرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٥٥]

٥١۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جب مرد اپنی بیوی پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے حق میں صدقہ ہوتا ہے۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ اپنے اہل و عیال پر خوش دلی سے خرچ کرنا بھی باعث ثواب ہے (النفقات:٥٣٥١) بشرطیکہ ثواب کی نیت ہو اس کے بغیر ذمہ داری تو ادا ہو جائے گی لیکن ثواب نہیں ملے گا۔ (عون الباری:١/١٨٤)

٣٨ - باب: قَوْلِ ٱلنَّبِيِّ - ﷺ -: ٱلدِّينُ ٱلنَّصِيحَةُ

باب ۳۸: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "دین خیر خواہی کا نام ہے"

٥٢ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱلبَجَلِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ ٱلصَّلاةِ، وَإِيتَاءِ ٱلزَّكَاةِ، وَٱلنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. [رواه البخاري: ٥٧]

۵۲۔ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے (کے اقرار) پر بیعت کی۔

فوائد: یہ حدیث اسلام کے تمام شعبوں کو شامل ہے۔ امام صاحب اس باب کو کتاب الایمان کے آخر میں لاکر اشارہ کر رہے ہیں کہ میں نے کتاب کی جمع وتدوین میں لوگوں کی خیر خواہی کی ہے' وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو بالکل صحیح ہیں تاکہ عمل کرنے میں سہولت رہے نیز یہ حدیث اتنی جامع ہے کہ محدثین کے نزدیک اسلام کے چوتھائی حصہ پر مشتمل ہے۔ (عون الباری:۱/۱۸۵)

٥٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي أَتَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: أُبَايِعُكَ عَلَى ٱلإِسْلاَمِ، فَشَرَطَ عَلَيَّ: (وَٱلنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ). فَبَايَعْتُهُ عَلَى هَذَا. [رواه البخاري: ٥٨]

۵۳۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے اسلام پر بیعت کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے مجھ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا عہد لیا پس اسی پر میں نے آپ سے بیعت کر لی۔

فوائد: کافروں کو بھی نصیحت کی جائے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اور جب وہ مشورہ لیں تو ان کی صحیح راہنمائی کی جائے البتہ بیعت کا سلسلہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے (عون الباری:۱/۱۸۶)

کتاب العلم
علم کا بیان

امام بخاری رح کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم لائے ہیں کیونکہ ایمان لانے کے بعد دین کا علم سیکھنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

١ - باب: فَضْلِ الْعِلْمِ

٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ ٱلْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى ٱلسَّاعَةُ؟.

فَمَضى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ ٱلْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ. حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ: (أَيْنَ - أُرَاهُ - ٱلسَّائِلُ عَنِ ٱلسَّاعَةِ). فَقَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (فَإِذَا ضُيِّعَتِ ٱلأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ ٱلسَّاعَةَ). فَقَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: (إِذَا وُسِّدَ ٱلأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ ٱلسَّاعَةَ). [رواه البخاري: ٥٩]

باب ا: علم کی فضیلت

۵۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مجلس میں لوگوں سے کچھ بیان کر رہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا' قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ (اسے کوئی جواب دیئے بغیر) اپنی باتوں میں مصروف رہے۔ (حاضرین میں سے) کچھ لوگ کہنے لگے آپ نے دیہاتی کی بات کو سن تو لیا ہے لیکن اسے پسند نہیں فرمایا اور بعض کہنے لگے ایسا نہیں بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب آپ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو فرمایا: وہ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ دیہاتی نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ (ﷺ)! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے دریافت کیا کہ امانت کس طرح ضائع ہو گی؟ آپ

نے فرمایا: جب (ذمہ داری کے) کام نااہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔

فوائد: امر سے مراد دینی معاملات ہیں جیسے خلافت' قضاء اور افتاء وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی ضروریات کے لئے علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ طالبان حق کی تشفی کرائیں۔ (عون الباری:۱/۱۸۸)

٢ - باب: مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ

باب ۲: علمی باتیں بآواز بلند کہنا

٥٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: تَخَلَّفَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنَّا فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَدْرَكَنَا - وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا ٱلصَّلَاةُ - وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: (وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ ٱلنَّارِ). مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. [رواه البخاري: ٦٠]

۵۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے تھے پھر آپ ہمیں اس حالت میں ملے کہ ہم سے نماز میں دیر ہو گئی تھی اور ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے' ہم اپنے پاؤں (خوب دھونے کی بجائے ان) پر مسح کی طرح تر ہاتھ پھیرنے لگے یہ دیکھ کر آپ نے بآواز بلند دو یا تین مرتبہ فرمایا: دوزخ میں جانے والی ایڑیوں پر افسوس!

فوائد: معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت بآواز بلند نصیحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وعظ کے وقت ایسا انداز سنت نبوی ہے۔ (عون الباری:۱/۱۸۹)

٣ - باب: طَرْحُ ٱلإِمَامِ ٱلمَسْأَلَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ ٱلعِلْمِ

باب ۳: معلومات آزمانے کے لئے استاد کا شاگردوں کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کرنا۔

٥٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنَ ٱلشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ ٱلمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟). فَوَقَعَ ٱلنَّاسُ فِي شَجَرِ ٱلبَوَادِي، قَالَ عَبْدُ ٱللهِ: وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا ٱلنَّخْلَةُ، فَٱسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ

۵۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کے مشابہ ہے۔ مجھے بتلایئے وہ کون سا درخت ہے؟ اس پر لوگوں نے صحرائی درختوں کا خیال کیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (بزرگوں سے) مجھے شرم آئی آخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (هِيَ ٱلنَّخْلَةُ).
[رواه البخاري: ٦١]

نے کہا آپ ہی بتا دیجئے وہ کونسا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ دین سمجھنے اور علم حاصل کرنے میں حیا نہیں کرنا چاہئے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب کرتے ہوئے انہیں گفتگو کا پہلے موقع دیا جائے۔ (الادب:٦١٢٢، ٦١٤٤)

٤ - باب: القِرَاءَةُ والعَرْضُ على المُحدِّث

باب ۴: شاگرد کا استاد کے سامنے پڑھنا اور پیش کرنا

٥٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي ٱلْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي ٱلْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَٱلنَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا: هٰذَا ٱلرَّجُلُ ٱلأَبْيَضُ ٱلْمُتَّكِئُ. فَقَالَ لَهُ ٱلرَّجُلُ: ٱبْنَ عَبْدِ ٱلْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ لَهُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (قَدْ أَجَبْتُكَ). فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي ٱلْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. قَالَ: (سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ). فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، آللهُ أَرْسَلَكَ إِلَى ٱلنَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ: أَنْشُدُكَ بِٱللهِ، آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ ٱلصَّلَوَاتِ ٱلْخَمْسَ فِي ٱلْيَوْمِ وَٱللَّيْلَةِ؟ قَالَ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ أَنْشُدُكَ بِٱللهِ، آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا ٱلشَّهْرَ مِنَ ٱلسَّنَةِ؟ قَالَ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ: أَنْشُدُكَ بِٱللهِ، آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ

۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اونٹ سوار آیا اور اپنے اونٹ کو اس نے مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا پھر پوچھنے لگا کہ تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: یہ سفید رنگ والے تکیہ لگائے ہوئے حضرت محمد ﷺ ہیں تب وہ آپ سے کہنے لگا اے فرزند عبدالمطلب! اس پر آپ نے فرمایا: کہو! میں تجھے جواب دیتا ہوں پھر اس شخص نے آپ سے کہا کہ میں آپ سے کچھ دریافت کرنے والا ہوں اور اس میں سختی کروں گا آپ دل میں مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا (کوئی بات نہیں) جو چاہے پوچھ! تب اس نے کہا: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے مالک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اللہ گواہ ہے۔ پھر اس نے کہا: آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا

هٰذِهِ ٱلصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). فَقَالَ ٱلرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ، أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. [رواه البخاري: ٦٣]

ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اللہ شاہد ہے۔ پھر اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے سال بھر میں رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اللہ گواہ ہے۔ پھر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے امراء سے صدقہ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں: اللہ گواہ ہے۔ اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا: میں اس (شریعت) پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں۔ میں اپنی قوم کا نمائندہ بن کر حاضر خدمت ہوا ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور قبیلہ سعد بن ابی بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے خبر واحد پر عمل کرنے کا ثبوت ملتا ہے نیز اگر دادا کی شہرت زیادہ ہو تو اس کی طرف نسبت کرنے میں کوئی حرج نہیں (عون الباری:۱/۱۶۳)

۵۸ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ ٱلْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ ٱلْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ. [رواه البخاري: ٦٤]

۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط ایک شخص کے ہمراہ بھیجا اور اسے فرمایا کہ یہ خط بحرین کے گورنر کو پہنچا دے پھر حاکم بحرین نے اس کو کسریٰ تک پہنچا دیا۔ کسریٰ نے اسے پڑھ کر چاک کر دیا۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ان پر بددعا کی کہ اللہ کرے ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں۔

فوائد: اس حدیث سے مناولہ اور اہل علم کی باتوں کو تحریر کر کے دیگر ممالک ارسال کرنے کا ثبوت ملتا ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم حکومت سے اعلان جنگ سے پہلے اسے دین اسلام کی دعوت دی جائے۔ (عون الباری:۱/۱۶۴)

۵۹ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَتَبَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا

۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھایا لکھنے کا

- أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ - فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ. [رواه البخاري: ٦٥]

ارادہ فرمایا۔ جب آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر لگا خط نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (اس کی خوب صورتی میری نظر میں کھب گئی) گویا اب بھی آپ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۱/۱۶۶)

٦٠: عَنْ أَبِي وَاقِدٍ ٱللَّيْثِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ وَٱلنَّاسُ مَعَهُ، إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ ٱثْنَانِ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، قَالَ: فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا: فَرَأَى فُرْجَةً فِي ٱلْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا ٱلْآخَرُ: فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا ٱلثَّالِثُ: فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ ٱلنَّفَرِ ٱلثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى ٱللهِ فَآوَاهُ ٱللهُ، وَأَمَّا ٱلْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا ٱللهُ مِنْهُ، وَأَمَّا ٱلْآخَرُ [فَأَعْرَضَ] فَأَعْرَضَ ٱللهُ عَنْهُ). [رواه البخاري: ٦٦]

۶۰۔ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور ایک واپس چلا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ دونوں کچھ دیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے۔ ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی تو بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے بیٹھ گیا تیسرا تو واپس جا ہی چکا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: "کیا میں تمہیں ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے بھی اسے جگہ دے دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے اس سے شرم کی اور تیسرے نے روگردانی کی تو اللہ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔"

فوائد: اس حدیث میں اللہ کے لئے صفت حیا کا ثبوت ملتا ہے بعض اہل علم نے اس کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد رحم کرنا اور کسی کو عذاب نہ دینا ہے لیکن محققین اسلاف نے اس انداز کو پسند نہیں کیا بلکہ ان کے نزدیک اللہ کی صفات کو جوں کا توں تسلیم کیا جائے۔

٥ - باب: قَوْلُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ:

باب ۵: ارشاد نبوی: "بسا اوقات وہ شخص

رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ

جسے حدیث پہنچائی جائے (براہ راست مجھ سے) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔"

٦١ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قَعَدَ عليه السَّلامُ عَلَى بَعِيرِهِ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ - أَوْ بِزِمَامِهِ - ثُمَّ قَالَ: (أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟). فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى ٱسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ يَوْمَ ٱلنَّحْرِ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟). فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ ٱسْمِهِ، فَقَالَ: (أَلَيْسَ بِذِي ٱلْحِجَّةِ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، لِيُبَلِّغِ ٱلشَّاهِدُ ٱلْغَائِبَ، فَإِنَّ ٱلشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٦٧]

٦١۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص اس کی نکیل یا مہار تھامے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم لوگ اس خیال سے خاموش رہے کہ شاید آپ اس کے اصل نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم پھر اس خیال سے چپ رہے کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ماہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! تب آپ نے فرمایا: "تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسا کہ تمہارے ہاں اس شہر اور اس مہینہ میں اس دن کی حرمت ہے۔ چاہئے کہ جو شخص یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ خبر پہنچا دے اس لئے کہ شاید حاضر ایسے شخص کو خبر کر دے جو اس بات کو اس سے زیادہ یاد رکھے۔"

فوائد : مجلس وعظ میں حاضرین کو چاہئے کہ وہ علمی اور دینی باتیں غیر موجود لوگوں تک پہنچائیں۔ (العلم:١٠٥)

٦ - باب: مَا كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَٱلْعِلْمِ كَيْ لاَ يَنْفِرُوا

باب ٦: رسول اللہ ﷺ کا علم اور وعظ کیلئے خیال رکھنا (رعایت کرنا) تاکہ لوگ گھبرا نہ جائیں۔

٦٢ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي ٱلأَيَّامِ، كَرَاهِيَةَ ٱلسَّآمَةِ عَلَيْنَا. [رواه البخاري: ٦٨]

۶۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پریشان ہونے (اکتا جانے) کے اندیشہ سے ہمیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے وقت اور موقع و محل کا خیال رکھتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مقررین کو وعظ و نصیحت کے وقت موقع و محل کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں اور نہ ہی ان میں نفرت کے جذبات پیدا ہوں۔

٦٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا). [رواه البخاري: ٦٩]

۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(دین میں) آسانی کرو سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوشخبری سناؤ انہیں (ڈرا ڈرا کر) متنفر نہ کرو۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں بے جا سختی نہیں کرنا چاہئے۔ (الادب:۶۱۲۵)

٧ - باب: مَنْ يُرِدِ الله بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ [فِي ٱلدِّينِ]

باب ٧: اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے فہم دین عطا فرماتا ہے

٦٤ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: (مَنْ يُرِدِ ٱللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي ٱلدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَٱللهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ ٱلأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ ٱللهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٧١]

۶۴۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنائت کر دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا تو اللہ ہی ہے اور (اسلام کی) یہ جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی جو ان کا مخالف ہو گا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک اللہ کا حکم یعنی قیامت آ جائے۔

فوائد: دین میں (سمجھ داری) کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا شوق سے مطالعہ کیا جائے تاکہ وہ

دینی امور میں صحیح چھان بین اور اصل و نقل کے فرق کو سمجھنے کے قابل ہو جائے۔ (عون الباری:۱/۲۰۶)

٨ - باب: اَلْفَهْمُ فِي اَلْعِلْمِ

باب: علم میں فہم و بصیرت کا بیان۔

٦٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ، فَقَالَ: (إِنَّ مِنَ ٱلشَّجَرِ شَجَرَةً) وذكر الحديث وَزَادَ فِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ: فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ ٱلْقَوْمِ، فَسَكَتُّ. [رواه البخاري: ٧٢]

۶۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ آپ کے پاس کھجور کا گودا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے .... یہ حدیث ۵۶ پہلے گزر چکی ہے۔ اس روایت میں انہوں نے یہ اضافہ بیان کیا "میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ہی سب سے چھوٹا ہوں للہذا خاموش رہا۔

٩ - [باب: الاغتِبَاطُ فِي العِلمِ وَالْحِكْمَةِ]

باب ۹: علم و حکمت میں رشک کرنا

٦٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي ٱثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ ٱللهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي ٱلْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ ٱللهُ ٱلْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا). [رواه البخاري: ٧٣]

۶۶۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے رشک جائز نہیں مگر دو (آدمیوں کی) خصلتوں پر ایک اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے مال دیا ہو وہ اسے راہ حق میں نیک کاموں پر خرچ کرے اور دوسرے اس شخص (کی عادت) پر جسے اللہ نے (قرآن و حدیث کا) علم دے رکھا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہو۔

فوائد: رشک یہ ہے کہ کسی میں اچھی صفت دیکھ کر انسان اپنے لئے اس کی تمنا کرے اور اگر مقصود یہ ہو کہ اس سے وہ نعمت چھن جائے اور مجھے حاصل ہو جائے تو اسے حسد کہتے ہیں اور یہ قابل مذمت ہے۔ (عون الباری:۱/۲۰۷)

١٠ - باب: قَوْلُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ ٱلْكِتَابَ

باب ۱۰: (حضرت ابن عباس کیلئے) نبی ﷺ کی دعا: یااللہ! اسے قرآن کا علم دے

٦٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: (اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ ٱلْكِتَابَ). [رواه البخاري: ٧٥]

۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا دی کہ اے اللہ! اسے اپنی کتاب کا علم عطا فرما۔

١١ - باب: مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ ٱلصَّغِيرِ

باب ۱۱: لڑکے کا کس عمر میں سماع حدیث درست ہے؟

٦٨ : وعنه رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ ٱلاحْتِلَامَ، وَرَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ ٱلصَّفِّ، وَأَرْسَلْتُ ٱلأَتَانَ تَرْتَعُ، فَدَخَلْتُ فِي ٱلصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ. [رواه البخاري: ٧٦]

۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دن گدھی پر سوار ہو کر آیا' اس وقت میں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کسی دیوار کو سامنے کئے بغیر نماز پڑھا رہے تھے۔ میں ایک صف کے آگے سے گزرا اور گدھی کو چرنے کے لئے چھوڑا اور خود صف میں شامل ہو گیا تو مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

٦٩ : عَنْ مَحْمُودِ بْنِ ٱلرَّبِيعِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَقَلْتُ مِنَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي، وَأَنَا ٱبْنُ خَمْسِ سِنِينَ، مِنْ دَلْوٍ. [رواه البخاري: ٧٧]

۶۹۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے (اب تک) رسول اللہ ﷺ کی ایک کلی یاد ہے جو آپ نے ایک ڈول سے پانی لے کر میرے چہرے پر کی تھی اس وقت میں پانچ برس کا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سمجھ دار بچے بھی مجلس علم میں حاضر ہو سکتے ہیں اور اہل علم ان سے خوش طبعی بھی کر سکتے ہیں۔ (عون الباری: ۱/۲۱۴)

١٢ - باب: فَضْل مَنْ عَلِمَ وَعَلَّم

باب ۱۲: علم پڑھنے اور پڑھانے والے کی فضیلت۔

٧٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللّٰهُ

۷۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ مَا بَعَثَنِي ٱللهُ بِهِ مِنَ ٱلْهُدَى وَٱلعِلْمِ، كَمَثَلِ ٱلْغَيْثِ ٱلْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ ٱلْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ ٱلْكَلأَ وَٱلْعُشْبَ ٱلْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ ٱلْمَاءَ، فَنَفَعَ ٱللهُ بِهَا ٱلنَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لاَ تُمْسِكُ مَاءً وَلاَ تُنْبِتُ كَلأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ ٱللهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي ٱللهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى ٱللهِ ٱلَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ). [رواه البخاري: ۷۹]

کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال تیز بارش کی سی ہے جو زمین پر برسے پھر صاف اور عمدہ زمین تو پانی کو جذب کر لیتی ہے اور بہت سا گھاس اور سبزہ اگاتی ہے جبکہ سخت زمین پانی کو روکتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے لوگ خود بھی پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی سیراب کرتے ہیں اور اس کے ذریعے کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔ اور کچھ بارش ایسے حصہ پر برسی جو صاف اور چٹیل میدان تھا وہ نہ تو پانی کو روکتا ہے اور نہ ہی سبزہ اگاتا ہے پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو تعلیمات دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے اسے فائدہ ہوا۔ یعنی اس نے انہیں خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے سر تک نہ اٹھایا اور اللہ کی ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا۔

۱۳ - باب: رَفْعِ ٱلعِلْمِ وَظُهُورِ ٱلْجَهْلِ

باب ۱۳: دنیا سے علم اٹھ جانا اور جہالت کا عام ہو جانا

۷۱ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ ٱلسَّاعَةِ: أَنْ يُرْفَعَ ٱلعِلْمُ وَيَثْبُتَ ٱلجَهْلُ، وَيُشْرَبَ ٱلْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ ٱلزِّنَا). [رواه البخاري: ۸۰]

۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی۔ شراب بکثرت نوش کی جائے گی اور زنا کاری علانیہ ہو گی۔"

۷۲ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ:

۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں

لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي، سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مِنْ أَشْرَاطِ ٱلسَّاعَةِ: أَنْ يَقِلَّ ٱلْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ ٱلْجَهْلُ، وَيَظْهَرَ ٱلزِّنَا، وَتَكْثُرَ ٱلنِّسَاءُ، وَيَقِلَّ ٱلرِّجَالُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ ٱمْرَأَةً ٱلْقَيِّمُ ٱلْوَاحِدُ). [رواه البخاري: ٨١]

نے فرمایا: "میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میرے بعد تمہیں کوئی نہیں سنائے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم دین کم اور جہالت غالب ہو جائے گی' زنا کاری عام ہو جائے گی۔ عورتیں زیادہ اور مرد کم ہوں گے یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا کفیل ہو گا۔

فوائد: قرب قیامت کے وقت مردوں کے کم اور عورتوں کے بکثرت ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایسے حالات میں لڑائیاں بہت ہوں گی۔ ایک حکومت دوسری پر چڑھائی کرے گی' ان لڑائیوں میں مرد مارے جائیں گے اور عورتیں بکثرت باقی رہ جائیں گی۔

١٤ - باب: فَضْلُ ٱلْعِلْمِ

باب ۱۴: علم کی فراوانی

٧٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى ٱلرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ ٱلْخَطَّابِ). قَالُوا: فَما أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (ٱلْعِلْمَ). [رواه البخاري: ٨٢]

۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میں ایک مرتبہ سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اسے پی لیا یہاں تک کہ سیرابی میرے ناخنوں سے ظاہر ہونے لگی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر "علم" ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خواب میں دودھ پینے کی تعبیر علم کا حصول ہے نیز اگر دودھ کی سیرابی کو ناخنوں میں دیکھے تو اس سے علم کی سیرابی مراد لی جا سکتی ہے۔ (تعبیر الرؤیا: ۲۰۰۶'۷، ۷۰۰۷)

١٥ - باب: ٱلْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى ٱلدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا

باب ۱۵: سواری وغیرہ پر سوار رہ کر فتوی دینا

٧٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ

۷۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے

ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ ٱلْوَدَاعِ بِمِنى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فَقَالَ: (اذْبَحْ وَلاَ حَرَجَ). فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قَالَ: (ارْمِ وَلاَ حَرَجَ). فَما سُئِلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلاَ أُخِّرَ إِلاَّ قَالَ: (ٱفْعَلْ وَلاَ حَرَجَ). [رواه البخاري: ٨٣]

وقت منیٰ میں ان لوگوں کے لئے کھڑے تھے جو آپ سے مسائل پوچھ رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے خیال نہیں رہا میں نے قربانی سے پہلے اپنا سر منڈوا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب ذبح کر لو کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک شخص آیا اور عرض کیا لا علمی سے میں نے کنکریاں مارنے (رمی) سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: اب رمی کر لو کوئی حرج نہیں۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس دن آپ سے جس بات کی بابت پوچھا گیا جو کسی نے پہلے کر لی یا بعد میں تو آپ نے فرمایا: اب کر لو کچھ حرج نہیں۔

١٦ - باب: مَنْ أَجَابَ ٱلْفُتْيَا بِإِشَارَةِ ٱلرَّأْسِ وَٱلْيَدِ

باب ۱۶: جس نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سوال کا جواب دیا

٧٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُقْبَضُ ٱلْعِلْمُ، وَيَظْهَرُ ٱلجَهْلُ وَٱلْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ ٱلْهَرْجُ). قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَمَا ٱلْهَرْجُ؟ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا، كَأَنَّهُ يُرِيدُ ٱلْقَتْلَ. [رواه البخاري: ٨٥]

۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "آئندہ زمانہ میں علم اٹھا لیا جائے گا' جہالت اور فتنے غالب ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو گا" عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہرج کیا چیز ہے؟ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس طرح ترچھا اشارہ کر کے فرمایا گویا آپ کی مراد قتل تھی۔

٧٦ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهما قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ ٱلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ إِلَى ٱلسَّمَاءِ، فَإِذَا ٱلنَّاسُ قِيَامٌ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ ٱللهِ، قُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ

۷۶۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے یعنی وہ پریشان کیوں ہیں؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی دیکھو سورج کو گرہن لگا ہوا ہے اتنے میں لوگ (نماز کسوف کے لئے) کھڑے

بِرَأْسِهَا: أَيْ نَعَمْ، فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي الْمَاءَ، فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا، حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ: أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ - مِثْلَ أَوْ - قَرِيبَ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، يُقَالُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ - لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى، فَأَجَبْنَاهُ وَاتَّبَعْنَاهُ، هُوَ مُحَمَّدٌ، ثَلَاثًا، فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا، قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ. وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ). [رواه البخاري: ٨٦]

ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سبحان اللہ! میں نے پوچھا (یہ گرہن) کیا کوئی (عذاب یا قیامت کی) علامت ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں‘ پھر میں بھی (نماز کے لئے) کھڑی ہو گئی حتی کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی تو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ (جب نماز ختم ہو چکی تو) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: ”جو چیزیں اب تک مجھے نہ دکھائی گئی تھیں ان کو میں نے اپنی اس جگہ سے دیکھ لیا ہے حتی کہ جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہو گی جیسے مسیح دجال یا اس کے قریب قریب فتنہ سے آزمائے جاؤ گے (راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے کونسا لفظ کہا تھا) اور کہا جائے گا کہ تجھے اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ سے کیا واقفیت ہے؟ ایمان دار یا یقین رکھنے والا (راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے کونسا لفظ کہا تھا۔) کہے گا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ھدایت لے کر آئے تھے‘ ہم نے ان کا کہا مانا اور ان کی پیروی کی یہ محمد ﷺ ہیں تین بار ایسا ہی کہے گا چنانچہ اس سے کہا جائے گا تو مزے سے سو جا بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور منافق یا شک کرنے والا (راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے کونسا لفظ کہا تھا) کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا ہاں لوگوں کو جو کہتے سنا میں بھی وہی کہنے لگا۔“

فوائد: اس حدیث سے عذاب قبر اور اس میں فرشتوں کا سوال کرنا ثابت ہوتا ہے نیز جو انسان رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر شک کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہلکی غشی پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (عون الباری:۱/۲۲۸)

١٧ - باب: اَلرِّحْلَة فِي المَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ، وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ

باب ۱۷: درپیش مسئلہ کے لئے سفر کرنا اور اپنے اہل کو تعلیم دینا۔

٧٧ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ ٱلحارِثِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ ٱبْنَةً لأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ، فَأَتَتْهُ ٱمْرَأَةٌ فَقالَتْ: إِنّي أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَٱلَّتِي تَزَوَّجَ بِها، فَقالَ لَها عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي، وَلاَ أَخْبَرْتِنِي فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِالمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟). فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ.

[رواه البخاري: ٨٨]

۷۷۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اھاب بن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا۔ پھر ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ نے کہا کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ پہلے تم نے اس کی خبر دی پھر حضرت عقبہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آ گئے اور آپ سے مسئلہ پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(تو اس عورت سے) کیسے (صحبت کرے گا) جب کہ ایسی بات کہی گئی ہے آخر عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

فوائد: اس حدیث سے ان شبہات کی تفسیر ہوتی ہے جن سے اجتناب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (البیوع:۲۰۵۲)

١٨ - باب: اَلتَّنَاوُبُ فِي ٱلعِلْمِ

باب ۱۸: حصول علم کے لئے باری مقرر کرنا

٧٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ ٱلأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهِيَ مِنْ عَوَالِي ٱلمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ ٱلنُّزُولَ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، يَنْزِلُ

۷۸۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی بنو امیہ بن زید کے گاؤں میں رہا کرتے تھے جو مدینہ کی بلندی کی طرف تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری آتے تھے۔ ایک دن وہ آتا

يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ ٱلْيَوْمِ مِنَ ٱلْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَنَزَلَ صَاحِبِي ٱلْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا، فَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ. قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: لاَ أَدْرِي. ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: (لاَ). فَقُلْتُ: ٱللهُ أَكْبَرُ. [رواه البخاري: ٨٩]

اور ایک دن میں۔ جس دن میں آتا تھا اس روز کی وحی وغیرہ کا حال میں اس کو بتا دیتا تھا اور جس دن وہ آتا وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میرا انصاری دوست جب واپس آیا تو اس نے میرے دروازے پر زور سے دستک دی اور کہنے لگا کہ وہ (عمر) یہاں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکل آیا تو وہ بولا: آج ایک بہت بڑا سانحہ ہوا۔ (رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ وہ بولیں مجھے علم نہیں ہے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کھڑے کھڑے عرض کیا کہ آیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا "نہیں" تو میں نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر ہمسایوں کو تکلیف نہ ہو تو چھت پر بالا خانہ بنانے میں کوئی حرج نہیں (المظالم:۲۴۶۸) نیز باپ کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کو خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کے متعلق نصیحت کرتا رہے۔ (النکاح:۵۱۹۱)

١٩ - باب: ٱلْغَضَبُ فِي ٱلْمَوْعِظَةِ وَٱلتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ

باب ۱۹: وعظ یا تعلیم کے وقت کسی ناپسندیدہ بات پر اظہار ناراضی کرنا

٧٩ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ٱلْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لاَ أَكَادُ أُدْرِكُ ٱلصَّلاَةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلاَنٌ، فَمَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: (أَيُّهَا ٱلنَّاسُ، إِنَّكُمْ

۷۹۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے نماز باجماعت پڑھنا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ فلاں شخص نماز بہت لمبی پڑھاتے ہیں۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول

مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وذَا الْحَاجَةِ). [رواه البخاري: ٩٠]

اللہ ﷺ کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ کبھی غصہ میں نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا لوگو! تم دین سے نفرت دلانے والے ہو۔ دیکھو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہئے کہ تخفیف کرے کیونکہ مقتدیوں میں بیمار' ناتواں اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مساجد کے آئمہ کرام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہئے نیز بحالت غصہ فیصلہ یا فتوی دینا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے دوسروں کو اس کی اجازت نہیں۔ (الاحکام:۷/۱۵۹) الا یہ کہ انسان غصہ سے متاثر نہ ہو۔

٨٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ ﷺ: (اَعْرِفْ وِكَاءَهَا - أَوْ قَالَ: وِعَاءَهَا - وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ). قَالَ: فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: (مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا). قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: (لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ). [رواه البخاري: ٩١]

٨٠۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گری ہوئی چیز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اس کے بندھن یا برتن اور تھیلی کی پہچان رکھ اور ایک سال تک (لوگوں میں) اس کا اعلان کرتا رہ' پھر اس سے فائدہ اٹھا' اس دوران اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے حوالے کر دے۔" پھر اس شخص نے پوچھا کہ گمشدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ اس قدر غصے ہوئے کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا (راوی کو شک ہے) اور فرمایا کہ تجھے اونٹ سے کیا غرض ہے؟ اس کی مشک اور اس کا موزہ اس کے ساتھ ہے جب پانی پر پہنچے گا پانی پی لے گا اور درخت سے چرے گا' اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے۔ پھر اس شخص نے کہا اچھا گمشدہ بکری؟ آپ نے فرمایا: "وہ تمہاری یا تمہارے بھائی (اصل مالک) یا بھیڑیے کی ہے۔"

فوائد: آج کل کسی آبادی میں آوارہ اونٹ ملے تو اسے پکڑ لینا چاہئے تاکہ مسلمان کا مال محفوظ رہے

اور کسی شرپسند کی بھینٹ نہ چڑھ سکے۔ (عون الباری:۱/۲۳۵)

۸۱ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: (سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ؟). قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: (أَبُوكَ حُذَافَةُ). فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ فَقَالَ: (أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ). فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ. [رواه البخاري: ۹۲]

۸۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند ایسی باتیں پوچھی گئیں جو آپ کے مزاج کے خلاف تھیں۔ جب اس قسم کے سوالات کی آپ کے سامنے تکرار کی گئی تو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا اچھا جو چاہو مجھ سے پوچھو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم جو شیبہ کا غلام ہے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک پر آثار غضب دیکھے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کثرت سوالات اور لایعنی تکلفات مکروہ عمل ہے۔ (الاعتصام:۷۲۹۱)

۲۰ - باب: مَنْ أَعَادَ ٱلْحَدِيثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ

باب ۲۰: خوب سمجھانے کے لئے ایک بات کو تین مرتبہ دھرانا

۸۲ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا، حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ ثَلَاثًا. [رواه البخاري: ۹٤]

۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی اہم بات فرماتے تو اسے تین بار دھراتے تاکہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو انہیں تین دفعہ سلام بھی فرماتے تھے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اوقات میں تین دفعہ سلام کرنے کا معمول تھا مثلاً کسی کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرتے وقت ایسا ہوتا تھا یا ایک مرتبہ سلام اجازت کے لئے دوسرا جب ان کے پاس جاتے اور تیسرا جب ان سے رخصت ہوتے۔ عام حالات میں تین مرتبہ سلام کرنا آپ کے معمول سے ثابت نہیں۔ (عون الباری:۱/۲۳۸)

٢١ - باب: تَعْلِيمُ ٱلرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ

باب ۲۱: اپنی لونڈی اور اہل خانہ کو تعلیم دینا

٨٣ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ثَلاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، وَٱلْعَبْدُ ٱلْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ ٱللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ). [رواه البخاري: ٩٧]

۸۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے اپنے نبی پر اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دوسرا وہ غلام جو اللہ اور اپنے مالکان کا حق ادا کرتا رہے اور (تیسرا) وہ جس کے پاس اس کی لونڈی ہو جس سے تعلقات قائم کرتا ہو پھر اسے اچھی طرح تعلیم و ادب سے آراستہ کرکے آزاد کر دے بعد ازاں اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

٢٢ - باب: عِظَةُ ٱلإِمَامِ ٱلنِّسَاءَ

باب ۲۲: امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا

٨٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ ٱلنِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ ٱلْمَرْأَةُ تُلْقِي ٱلْقُرْطَ وَٱلْخَاتَمَ، وَبِلاَلٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ٩٨]

۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن مردوں کی صف سے عورتوں کی جانب) نکلے اور آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ شاید عورتوں تک میری آواز نہیں پہنچی اس لئے آپ نے ان کو نصیحت فرمائی اور صدقہ و خیرات دینے کا حکم دیا تو کوئی عورت اپنی بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ (ان زیورات کو) اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کے لئے شوق دلانا اور سفارش کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ (الزکوٰۃ:۱۴۳۱) نیز عورتوں کو انگوٹھی، چھلا، ہار، گلوبند، اور بالیاں پہننا جائز ہے۔ (اللباس:۵۸۸۰ تا ۵۸۸۳)

٢٣ - باب: ٱلْحِرْصُ عَلَى ٱلْحَدِيثِ

باب ۲۳: حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لئے حرص کرنا

٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَنْ أَسْعَدُ ٱلنَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَقَدْ ظَنَنْتُ - يَا أَبَا هُرَيْرَةَ - أَنْ لاَ يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا ٱلْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى ٱلْحَدِيثِ، أَسْعَدُ ٱلنَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ، أَوْ نَفْسِهِ). [رواه البخاري: ٩٩]

ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی سفارش سے کون زیادہ حصہ پائے گا تو آپ نے فرمایا: ابوھریرہ! میرا خیال تھا کہ تم سے پہلے کوئی مجھ سے یہ بات نہیں پوچھے گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تجھے حدیث کی انتہائی حرص ہے۔ قیامت کے دن میری شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ ور وہ شخص ہو گا جس نے اپنے دل یا خلوص نیت سے "لا الہ الا اللہ" کہا ہو۔

فوائد: دل سے کلمہ اخلاص کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے کیونکہ جو شخص شرک کرتا ہے اس کا محض زبانی دعوی ہے دل سے اس کا اقرار نہیں کرتا۔ (عون الباری:۱/۲۴۲)

٢٤ - باب: كَيْفَ يُقْبَضُ ٱلْعِلْمُ

باب ۲۴: علم کس طرح اٹھالیا جائے گا؟

٨٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ ٱلْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ لاَ يَقْبِضُ ٱلْعِلْمَ ٱنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ ٱلْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ ٱلْعِلْمَ بِقَبْضِ ٱلْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، ٱتَّخَذَ ٱلنَّاسُ رُؤَسَاءَ جُهَّالاً، فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا). [رواه البخاري: ١٠٠]

۸۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم دین کو ایسے نہیں اٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ اہل علم کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے اور ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں فضول رائے زنی اور خواہ مخواہ قیاس کرنا قابل مذمت ہے۔ (الاعتصام:۷۳۰۷)

٢٥ - باب: هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْماً فِي ٱلعِلْمِ

باب ۲۵: کیا عورتوں کی تعلیم کے لئے الگ دن مقرر کیا جاسکتا ہے؟

٨٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَتِ ٱلنِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ ٱلرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: (مَا مِنْكُنَّ ٱمْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابٌ مِنَ ٱلنَّارِ). فَقَالَتِ ٱمْرَأَةٌ: وَٱثْنَيْنِ؟ فَقَالَ: (وَٱثْنَيْنِ). [رواه البخاري: ١٠١]

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: (لَمْ يَبْلُغُوا ٱلْحِنْثَ). [رواه البخاري: ١٠٢]

۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ سے فائدہ اٹھانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیں۔ آپ نے ان کی ملاقات کے لئے ایک دن کا وعدہ کر لیا چنانچہ اس دن آپ نے نصیحت فرمائی اور شریعت کے احکام بتائے۔ آپ نے انہیں جو باتیں تلقین فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اگر کوئی دو بھیجے تو؟ آپ نے فرمایا کہ دو کا بھی یہی حکم ہے اور حضرت ابوھریرہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ تین بچے جو گناہ کی عمر یعنی بلوغ تک نہ پہنچے ہوں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کے تین بچے مرجائیں اور وہ صبر کا مظاہرہ کرے تو وہ قیامت کے دن جہنم سے اوٹ بن جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک بچہ بلکہ کچا بچہ بھی جہنم سے رکاوٹ کا باعث ہے۔

٢٦ - باب: مَنْ سَمِعَ شَيْئاً فَرَاجَعَ حَتَّى يَعْرِفَهُ

باب ۲۶: ایک بات سننے کے بعد سمجھنے کے لئے دوبارہ پوچھنا

٨٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَوَ لَيْسَ يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿فَسَوْفَ

۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن جس کا محاسبہ ہوا اسے عذاب دیا جائے گا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اس کا

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾. فَقَالَ: (إِنَّمَا ذَلِكَ الْعَرْضُ، وَلَكِنْ: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ). [رواه البخاري: ١٠٣]

حساب آسانی سے لیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا (یہ حساب نہیں ہے) بلکہ اس سے مراد اعمال کی پیشی ہے لیکن جس سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر دینی مسئلہ میں کسی کو اشکال ہو تو سوال کے ذریعے اس کا حل تلاش کرنا چاہیے۔

٢٧ - باب: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

باب ٢٧: چاہیے کہ حاضر غائب کو علم پہنچا دے۔

٨٩ : عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، يَقُولُ قَوْلًا، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا، فَقُولُوا: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ). [رواه البخاري: ١٠٤]

٨٩۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے دن ایک ایسی بات محفوظ کی جسے میرے کانوں نے سنا، دل نے اسے یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ آپ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ مکہ (میں جنگ و جدال کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا لہٰذا اگر کوئی شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے یا وہاں سے کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتال (لڑائی کرنے) سے جواز پیدا کرے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) کو تو اجازت دی تھی لیکن تمہیں نہیں دی، اور مجھے بھی دن میں کچھ وقت کے لئے اجازت تھی اور آج اس کی حرمت پھر ویسی ہی ہو گئی جیسے کل تھی۔ جو شخص یہاں حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ خبر پہنچا دے۔

٢٨ - باب: إِثْمُ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب۲۸: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کا گناہ

٩٠ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١٠٧]

۹۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے: "(دیکھو) مجھ پر جھوٹ نہ باندھنا کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ یقیناً دوزخ میں جائے گا۔"

فوائد: یہ وعید ہر طرح کے جھوٹ کو شامل ہے جو لوگ ترغیب وترہیب کے متعلق بے اصل احادیث بیان کرتے ہیں وہ اسی زد میں آتے ہیں۔

٩١ : عَنْ سَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١٠٩]

۹۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔

٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (تَسَمَّوْا بِٱسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي ٱلْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ ٱلشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١١٠]

۹۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام (محمد اور احمد) پر نام رکھو مگر میری کنیت (ابو القاسم) نہ رکھو اور یقین کرو جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً" مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

فوائد: خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی سعادت ایسی صورت میں باعث برکت ہے جبکہ خواب میں دیکھا ہوا حلیہ کتب حدیث میں موجود آپ کے حلیہ مبارک کے مطابق ہو۔ آپ کے حلیہ مبارک کے متعلق مستند کتاب ((الرسول ﷺ کانک تراہ)) بہت مفید ہے جس کا اردو ترجمہ "آئینہ جمال نبوت" کے نام سے مکتبہ دار السلام نے شائع کیا ہے۔

٢٩ - باب: كِتَابَةُ ٱلْعِلْمِ

باب ۲۹: علم کی باتیں لکھنا

٩٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ

۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے بے

ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ ٱلْقَتْلَ، أَوِ ٱلْفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَٱلْمُؤْمِنِينَ، أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، أَلاَ وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلاَ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ، لاَ يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلاَ يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلاَ تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ ٱلنَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ ٱلْقَتِيلِ). فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْيَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَالَ: (اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ). فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ: إِلَّا الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا؟ فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِلاَّ ٱلإِذْخِرَ إِلاَّ الإِذْخِرَ). [رواه البخاري: ١١٢]

شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا فیل (ہاتھی) کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو ان (کافروں) پر غالب کر دیا خبردار! مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا خبردار! یہ میرے لئے بھی دن میں ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا تھا۔ خبردار! وہ اس وقت بھی حرام ہے۔ وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں نہ اس کے درخت قطع کئے جائیں اعلان کرنے والے کے علاوہ وہاں کی گری ہوئی چیز کوئی نہ اٹھائے اور جس کا کوئی عزیز مارا جائے اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے۔ دیت قبول کر لے یا قصاص لے لے اتنے میں ایک یمنی شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (یہ مسائل) مجھے لکھ دیجئے! آپ نے فرمایا: اچھا! ابو فلاں کو لکھ دو۔ قریش کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مگر اذخر (خوشبو دار گھاس) کے کاٹنے کی اجازت دیجئے اس لئے کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں مگر اذخر مگر اذخر یعنی وہ کاٹ سکتے ہو۔

٩٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا ٱشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَجَعُهُ قَالَ: (ٱئْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ). قَالَ عُمَرُ: إِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ غَلَبَهُ ٱلْوَجَعُ، وَعِنْدَنَا كِتَابُ ٱللهِ حَسْبُنَا. فَاخْتَلَفُوا

۹۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بہت بیمار ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کا غلبہ ہے اور ہمارے

وَكَثُرَ ٱللَّغَطُ، قَالَ: (قُومُوا عَنِّي، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي ٱلتَّنَازُعُ). [رواه البخاري: ١١٤]

پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہمیں کافی ہے لوگوں نے اختلاف شروع کر دیا اور شور و غل مچ گیا تب آپ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ میرے ہاں لڑائی جھگڑے کا کیا کام ہے؟

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد آپ کے حکم سے سرعدولی نہ تھا بلکہ آپ نے ایسا از راہ محبت فرمایا ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد چار روز تک زندہ رہے اور دوسرے احکام نافذ فرماتے رہے جبکہ تحریر کے متعلق آپ نے سکوت اختیار فرمایا معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے آپ کو اتفاق تھا (عون الباری:۱/۲۵۷) واضح رہے کہ سامان نوشت لانے کا یہ حکم آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔

٣٠ - باب: ٱلْعِلْمُ وَٱلْعِظَةُ بِاللَّيْلِ

باب۳۰: رات کو علم و نصیحت کی باتیں کرنا

٩٥ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتِ: ٱسْتَيْقَظَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: (سُبْحَانَ ٱللهِ، مَاذَا أُنْزِلَ ٱللَّيْلَةَ مِنَ ٱلْفِتَنِ، وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ ٱلْخَزَائِنِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ ٱلْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي ٱلدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي ٱلآخِرَةِ). [رواه البخاري: ١١٥]

۹۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا: سبحان اللہ! آج رات کتنے فتنے نازل کئے گئے اور کتنے خزانے کھولے گئے۔ ان حجروں میں سونے والیوں کو جگاؤ کیونکہ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والیاں ایسی ہیں جو آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

٣١ - باب: ٱلسَّمَرُ فِي ٱلْعِلْمِ

باب۳۱: رات کو علم کی باتیں کرنا

٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى بِنَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ ٱلْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: (أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ ٱلأَرْضِ أَحَدٌ). [رواه البخاري: ١١٦]

۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری عمر میں ہمیں نماز عشاء پڑھائی جب سلام کے بعد کھڑے ہو گئے تو فرمایا تم اس رات کی اہمیت کو جانتے ہو آج کی رات سے سو برس بعد کوئی شخص جو اب زمین پر موجود ہے زندہ نہیں رہے گا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث کے مطابق سو سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا کوئی بھی زندہ نہیں رہا' لیکن نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کو اس سے اتفاق نہیں۔ (عون الباری:۱/۲۶۱)

٩٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحارِثِ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ العِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: (نَامَ الْغُلَيِّمُ). أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاةِ. [رواه البخاري: ١١٧]

٩٧۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ اور اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی اس رات رسول اللہ ﷺ بھی انہی کے پاس تھے آپ نے عشاء مسجد میں ادا کی پھر اپنے گھر تشریف لائے اور چار رکعت پڑھ کر سو رہے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا کیا بچہ سو گیا ہے؟ یا کچھ ایسا ہی فرمایا اور پھر نماز پڑھنے لگے میں بھی آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا اور پانچ رکعات پڑھیں اس کے بعد دو رکعت (سنت فجر) ادا کیں پھر سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے بھرنے کی آواز سنی پھر (صبح کی) نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

فوائد: یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ سونے سے وضوء آپ کا نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا (عون الباری:١/٢٦٧)

٣٢ - باب: حِفْظُ الْعِلْمِ

باب ٣٢: علم کو یاد رکھنا

٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلاَ آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الرَّحِيمُ﴾. إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ،

٩٨۔ حضرت ابو هریره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں: ابو ہریرہؓ نے بہت احادیث بیان کی ہیں حالانکہ اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک بھی حدیث بیان نہ کرتا پھر انہوں نے ان آیات کو تلاوت کیا۔ ”جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی ہوئی نشانیوں اور ھدایت کی باتوں کو جو ہم نے نازل کیں ..... الرحیم تک بے شک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازار میں خرید و فروخت کا شغل رہتا تھا اور ہمارے انصاری بھائی

وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ. [رواه البخاري: ١١٨]

اموال (وزراعت) کے شغل میں لگے رہتے تھے لیکن ابوھریرہؓ تو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود رہتا تھا اور ایسے موقع پر حاضر رہتا جہاں لوگ حاضر نہ رہتے اور وہ باتیں یاد کر لیتا جو دوسرے لوگ نہ یاد کر سکتے تھے۔

٩٩ : وعَنْهُ - رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْه - قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ؟ قَالَ: (أبْسُطْ رِدَاءَكَ). فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (ضُمَّهُ). فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ. [رواه البخاري: ١١٩]

۹۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ چنانچہ میں نے چادر پھیلائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو سا بنایا اور چادر میں ڈال دیا پھر فرمایا کہ اسے اپنے اوپر لپیٹ لو۔ میں نے اسے لپیٹ لیا اس کے بعد میں کوئی چیز نہ بھولا۔

فوائد: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نسیان کو ختم کر دیا گیا جو انسان کو لازم ہے۔ (عون الباری:۱/۲۶۷)

١٠٠ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا ٱلآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا ٱلْبُلْعُومُ. [رواه البخاري: ١٢٠]

۱۰۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو ظرف یاد کئے ان میں سے ایک تو میں نے ظاہر کر دیا اور اگر دوسرے کو بھی ظاہر کر دوں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے۔

فوائد: دوسرے ظرف کا تعلق غلط کار حکمرانوں کے ناموں سے تھا۔ چنانچہ بعض روایات اس کی صراحت ہے۔

٣٣ - باب: ٱلْإِنْصَاتُ لِلْعُلَمَاءِ

باب ۳۳ اہل علم کی بات سننے کے لئے خاموش رہنے کا بیان۔

١٠١ : عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ

۱۰۱۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان

اَلْوَدَاعِ: (اَسْتَنْصِتِ النَّاسَ). فَقَالَ: (لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ). [رواه البخاري: ١٢١]

سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کراؤ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔

فوائد: اس سے مراد کفر حقیقی نہیں بلکہ کافروں کا سا فعل مراد ہے ورنہ مسلمان کو قتل کرنے والا کافر نہیں ہوتا ہاں! اگر اس قتل کو حلال سمجھتا ہے تو ایسا انسان دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

٣٤ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ لِلعَالِمِ إِذَا سُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟

باب ۳۴: جب عالم سے پوچھا جائے کہ لوگوں میں کون زیادہ جاننے والا ہے تو اسے کیا کہنا چاہیئے؟

١٠٢ : عَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ، فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللهِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ، هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ. قَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ بِهِ؟ فَقِيلَ لَهُ: اْحمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فإذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوشَعَ ابْنِ نُونٍ، وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا وَنَامَا، فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا، وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا، لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا

۱۰۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام ایک دن بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں ہوں اللہ نے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ کے حوالے نہ کیا پھر اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں ایک بندہ جہاں دو دریا ملتے ہیں ایسا ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار! میری ان سے کیونکر ملاقات ہوگی؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی کو تھیلے میں رکھو۔ جہاں وہ گم ہو جائے وہی اس کا ٹھکانا ہے پھر موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے اور ان کا خادم یوشع بن نون بھی ساتھ تھا ان دونوں نے ایک مچھلی کو تھیلے میں رکھ لیا۔ جب ایک پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے اس دوران مچھلی تھیلے سے نکل کر دریا میں چلی گئی جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان خادم کو

نَصَبًا. وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ؟ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ، قَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ، إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ، أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ، فَسَلَّمَ مُوسَى، فَقَالَ الْخَضِرُ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا مُوسَى، فَقَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، يَا مُوسَى، إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا أَعْلَمُهُ. قَالَ: سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا، وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا. فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، لَيْسَ لَهُمَا سَفِينَةٌ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ، فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا، فَعُرِفَ الْخَضِرُ، فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَجَاءَ عُصْفُورٌ، فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ، فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ الْخَضِرُ: يَا مُوسَى مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ

تعجب ہوا پھر دونوں بقیہ رات اور ایک دن چلتے رہے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ناشتہ لاؤ ہم تو اس سفر سے تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس وقت تک انہوں نے کچھ تھکاوٹ محسوس نہ کی۔ اس وقت ان کے خادم نے کہا: کیا آپ نے دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو مچھلی (نکل بھاگی تھی اور میں اس کا ذکر کرنا) بھول گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم تو اس کی تلاش میں تھے آخر وہ دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے پاؤں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ جب اس پتھر کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی کپڑا لپیٹے ہوئے یا اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں سے آیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ (میں یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں بلکہ) میں موسیٰ ہوں حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ انہوں نے کہا! ہاں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ کیا میں اس امید پر تمہارے ہمراہ ہو جاؤں کہ جو کچھ ھدایت کی تمہیں تعلیم دی گئی ہے وہ مجھے بھی سکھا دو گے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک (قسم کا) علم مجھے دیا ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے اور آپ کو ایک قسم کا علم دیا ہے جو میرے پاس نہیں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شاء اللہ تم

إلاَّ كَنَقْرَةِ هٰذَا ٱلْعُصْفُورِ فِي ٱلْبَحْرِ، فَعَمَدَ ٱلْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ ٱلسَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا؟ قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِي صَبْرًا؟ قَالَ: لاَ تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا - فَكَانَتِ ٱلأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا - فَانطَلَقَا. فَإِذَا غُلاَمٌ يَلْعَبُ مَعَ ٱلْغِلْمَانِ، فَأَخَذَ ٱلْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلاهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ مُوسَى: أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ؟ قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِي صَبْرًا؟ - قَالَ ٱبْنُ عُيَيْنَةَ: وَهٰذَا أَوْكَدُ - فَانْطَلَقَا، حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ، قَالَ ٱلْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ، فَقَالَ مُوسَى: لَوْ شِئْتَ لاَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ: هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ). قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (يَرْحَمُ ٱللّٰهُ مُوسَى، لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا). [رواه البخاري: ١٢٢]

مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا پھر وہ دونوں سمندر کے کنارے چلے ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی اتنے میں ایک کشتی گزری انہوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ہمیں سوار کر لو۔ حضرت خضر علیہ السلام پہچان لئے گئے اس لئے کشتی والوں نے بغیر اجرت بٹھا لیا اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اس نے سمندر میں ایک دو چونچیں ماریں حضرت خضر علیہ السلام گویا ہوئے :اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم سے صرف چڑیا کی چونچ کی بقدر حصہ لیا ہے پھر حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ اکھاڑ ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان لوگوں نے تو ہمیں بغیر کرایہ کے سوار کیا اور آپ نے یہ کام کیا کہ ان کی کشتی میں چھید کر ڈالا تاکہ اہل کشتی کو غرق کر دو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میری بھول چوک پر مواخذہ کر کے میرے کام میں مجھ پر تنگی نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا اعتراض بھول کی وجہ سے تھا۔ پھر دونوں (کشتی سے اتر کر) چلے ایک لڑکا ملا جو دوسرے لڑکوں سے کھیل رہا تھا خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر الگ کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ نے ایک معصوم جان کو ناحق قتل کیا خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا (ابن عینیہ کہتے ہیں کہ پہلے

جواب کی نسبت اس میں زیادہ تاکید تھی) پھر دونوں چلتے چلتے ایک گاؤں کے پاس پہنچے وہاں کے باشندوں سے انہوں نے کھانا مانگا انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے صاف انکار کر دیا اسی دوران دونوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی حضرت خضر علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ سے سہارا دے کر سیدھا کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے حضرت خضر علیہ السلام بولے بس یہاں سے ہمارے تمہارے درمیان جدائی کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ ہم چاہتے تھے کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کے مزید حالات بھی ہم سے بیان کئے جاتے۔

فوائد : حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہ تھے لیکن آپ کا یہ کہنا کہ میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا انہیں چاہئے تھا کہ اس بات کو اللہ کے حوالے کر دیتے چنانچہ ان کا مقابلہ ایسے انسان سے کرایا گیا جو ان سے درجہ میں کہیں کم تھا تاکہ پھر کبھی اس قسم کا دعویٰ نہ کریں۔

٣٥ - باب: مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا

باب ۳۵: جو عالم بیٹھا ہو اس سے کھڑے کھڑے سوال کرنا۔

١٠٣ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَا ٱلْقِتَالُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ؟ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، فَقَالَ: (مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ ٱللهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ). [رواه البخاري: ١٢٣]

۱۰۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں لڑنا کسے کہتے ہیں؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی حمیت کے سبب جنگ کرتا ہے آپ نے فرمایا جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو ایسی لڑائی اللہ کی

راہ میں ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر طالب علم کھڑا ہے اور استاد بیٹھے بیٹھے اس کو جواب دے دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ خود پسندی اور تکبر کی بناء پر ایسا نہ کرے۔ اسی طرح کھڑے کھڑے سوال کرنا بھی درست ہے۔ اور یہاں سوال کھڑے کھڑے کیا گیا تھا۔

٣٦ - باب: قَوْلُ اللهِ - تعالى -:
﴿وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾

١٠٤ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي خِرَبِ ٱلْمَدِينَةِ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ ٱلْيَهُودِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ ٱلرُّوحِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ، لَا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَه، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَنَسْأَلَنَّهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا ٱلْقَاسِمِ، مَا ٱلرُّوحُ؟ فَسَكَتَ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ، فَلَمَّا ٱنْجَلَى عَنْهُ، فَقَالَ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلرُّوحِ قُلِ ٱلرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّى وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾. [رواه البخاري: ١٢٥]

باب ٣٦: ارشاد الٰہی (کی تفسیر): "تمہیں تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے"

١٠٤: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے راستے میں چند یہودیوں پر گزر ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ ان سے روح کے متعلق سوال کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم ایسا سوال نہ کریں کہ جس کے جواب میں وہ ایسی بات کہیں جو تمہیں ناگوار گزرے۔ بعض نے کہا: ہم تو ضرور پوچھیں گے۔ آخر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے ابو القاسم ﷺ! روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش رہے' میں نے دل میں کہا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے اور خود کھڑا ہو گیا جب وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی "اے پیغمبر ﷺ! یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے مالک کا حکم ہے۔ (اور اس کی حقیقت یہ نہیں جان سکتے کیونکہ) تمہیں بہت کم علم عطا کیا گیا ہے۔

فوائد: امام اعمش کی قرأت میں یہ آیت بصیغہ غائب پڑھی گئی ہے جو شاذ ہے متواتر قرأت بصیغہ خطاب ہے۔

٣٧ - باب: مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوماً دُونَ قَومٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا

باب ۳۷: اندیشہ نافہمی کی وجہ سے ایک قوم کو چھوڑ کر دوسروں کو تعلیم دینا

١٠٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى ٱلرَّحْلِ، قَالَ: (يَا مُعَاذُ). قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: (يَا مُعَاذُ). قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلاثًا، قَالَ: (مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلاَّ حَرَّمَهُ ٱللهُ عَلَى ٱلنَّارِ). قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَفَلاَ أُخْبِرُ بِهِ ٱلنَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُونَ؟ قَالَ: (إِذًا يَتَّكِلُوا). وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا. [رواه البخاري: ١٢٨]

۱۰۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سواری پر پیچھے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اے معاذؓ! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سعادت مندی کے ساتھ حاضر ہوں پھر آپ نے فرمایا اے معاذؓ! انہوں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں تین مرتبہ ایسا ہوا پھر آپ نے فرمایا جو کوئی سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ﷺ ہیں تو اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں لوگوں میں اس کی تشہیر نہ کروں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسا کرے گا تو ان کو اسی پر بھروسہ ہو جائے گا پھر حضرت معاذؓ نے (اپنی وفات کے قریب) یہ حدیث بخوف گناہ لوگوں کو بیان کی۔

فوائد: بعض اوقات مصلحت کے مطابق کام کرنا قرین قیاس ہوتا ہے مثلاً نماز جوتے سمیت پڑھنا سنت ہے لیکن اگر کسی جگہ لوگ جاہل ہوں اور ایسا کام کرنے سے اختلاف اور فساد کا اندیشہ ہو تو ایسی سنت پر عمل کرنے کو آئندہ کے لئے موخر کر دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن حکیمانہ انداز سے انہیں اس کی اہمیت جتاتے رہنا ایک داعی کا اہم فریضہ ہے۔

٣٨ - باب: اَلْحَيَاءُ فِي الْعِلْمِ

باب ۳۸ علم پوچھنے میں شرم کرنا

١٠٦ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ

۱۰۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان

ٱللهِ، إِنَّ ٱللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ ٱلْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى ٱلْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا ٱحْتَلَمَتْ؟ قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا رَأَتِ ٱلْمَاءَ). فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ، يَعْنِي وَجْهَهَا، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَتَحْتَلِمُ ٱلْمَرْأَةُ؟ قَالَ: (نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا). [رواه البخاري: ١٣٠]

کرنے سے نہیں شرماتا' کیا عورت کو احتلام ہو تو اسے غسل کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں جبکہ (اپنے کپڑے پر) پانی دیکھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (شرم سے) اپنا منہ چھپا لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں تیرا ہاتھ خاک آلود ہو' پھر بچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے؟

فوائد : اگر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اسے علماء سے دریافت کرنا چاہیے شرم اور حیاء سے کام نہ لیا جائے (عون الباری:۲۸۵:۱)

٣٩ - باب: مَنِ ٱسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ

باب ۳۹ شرم کی بناء پر دوسروں کے ذریعے مسئلہ پوچھنا

١٠٧ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ ٱلمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: (فِيهِ ٱلْوُضُوءُ). [رواه البخاري: ١٣٢]

۱۰۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھیں چنانچہ انہوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مذی کے لئے وضوء کرنا چاہیے۔

فوائد : دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت نہ کر سکے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں تھی اس لئے حیا مانع تھا ایسی شرم میں کوئی قباحت نہیں جبکہ کسی دوسرے ذریعے سے مسئلہ دریافت کر لیا جائے' بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں یہ مسئلہ پوچھا گیا (عون الباری:۱/۲۸۵)

٤٠ - باب: ذِكْرُ ٱلعِلْمِ وَٱلْفُتْيَا فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۰ مسجد میں علم کی باتیں کرنا اور فتوی دینا

١٠٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي ٱلْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مِنْ

۱۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں احرام باندھنے کا کس

أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُهِلُّ أَهْلُ ٱلْمَدِينَةِ مِنْ ذِي ٱلْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ ٱلشَّامِ مِنَ ٱلْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ).

قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَيُهِلُّ أَهْلُ ٱلْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ). وَكَانَ ٱبْنُ عُمَرَ يَقُولُ: وَلَمْ أَفْقَهْ هٰذِهِ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٣٣]

مقام سے حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، شام کے لوگ جحفہ سے اور نجد کے باشندے قرن سے احرام باندھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد میں علم دین پڑھنا، پڑھانا، فتویٰ دینا، مقدمات کا فیصلہ کرنا اور دینی مباحثہ کرنا جائز ہے اگرچہ آواز اونچی ہی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ یہ سب دینی کام ہیں جو مسجد میں سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔

٤١ - باب: مَنْ أَجَابَ ٱلسَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ

باب ۴۱: سوال سے زیادہ جواب دینے کا بیان

١٠٩: وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النبي ﷺ مَا يَلْبَسُ ٱلْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ: (لَا يَلْبَسُ ٱلْقَمِيصَ، وَلَا ٱلْعِمَامَةَ، وَلَا ٱلسَّرَاوِيلَ، وَلَا ٱلْبُرْنُسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ ٱلْوَرْسُ أَوِ ٱلزَّعْفَرَانُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ ٱلنَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ ٱلْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ ٱلْكَعْبَيْنِ). [رواه البخاري: ١٣٤]

۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ جو شخص احرام باندھے وہ کیا پہنے؟ آپ نے فرمایا نہ کرتا، نہ پگڑی، نہ پاجامہ، نہ ٹوپی اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگی ہو اور اگر جوتی نہ ہو تو موزے پہن لے اور انہیں اوپر سے کاٹ لے تاکہ ٹخنے کھل جائیں۔

كتاب الوضوء

وضو کا بیان

١ - باب: لَا تُقبَلُ صَلاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

باب ۱: وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

١١٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قال: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ). قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا ٱلْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ. [رواه البخاري: ١٣٥]

۱۱۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا وضو ٹوٹ جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وضوء نہ کرے۔“ ایک حضرمی نے پوچھا: ”اے ابوھریرہ! حدث (بے وضو ہونا) کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”فساء یا ضراط یعنی وہ ہوا جو پاخانہ کے مقام سے خارج ہو۔“

فوائد: اس حدیث سے اس حیلہ گری کی بھی تردید ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ آخری تشہد میں ہوا نکلنے کا خطرہ ہو تو سلام پھیرنے کے بجائے اگر قصداً ہوا خارج کر دی جائے تو نماز صحیح ہے یہ بات اس لئے غلط ہے کہ نماز سلام سے ہی مکمل ہوتی ہے اور بزور ہوا خارج کرنا کسی صورت میں بھی سلام کا بدل نہیں ہو سکتا اس قسم کی حیلہ گری اسلام میں ناجائز اور حرام ہے۔ (حیل:۶۹۵۴)

٢ - باب: فَضْلُ ٱلْوُضُوءِ

باب ۲: وضوء کی فضیلت

١١١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ ٱلْوُضُوءِ، فَمَنِ ٱسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ

۱۱۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے جبکہ وضوء کے نشانات کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ اب

فَلْيَفْعَلْ). [رواه البخاري: ١٣٦]

جو کوئی تم میں سے اپنی چمک بڑھانا چاہے تو اسے بڑھا لینا چاہیے۔

٣ - باب: لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ

باب ۳: شک سے وضوء نہ کرے تاوقتیکہ (حدث کا) یقین نہ ہوجائے

١١٢ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: الرَّجُلَ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: (لَا يَنْفَتِلْ - أَوْ: لَا يَنْصَرِفْ - حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا). [رواه البخاري: ١٣٧]

۱۱۲۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا حال بیان کیا جس کو یہ خیال ہوجاتا تھا کہ نماز میں وہ کوئی چیز (ہوا کا نکلنا) محسوس کر رہا ہے آپ نے فرمایا: وہ نماز سے اس وقت تک نہ پھرے جب تک ہوا نکلنے کی آواز یا بو نہ پائے۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ نمازی کو جب تک اپنے بے وضوء ہونے کا یقین نہ ہو جائے نماز کو ترک نہ کرے اس حدیث سے یہ قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی یقینی معاملہ صرف شک کی وجہ سے مشکوک نہیں ہوتا اور کسی چیز کو بلاوجہ شک وشبہ کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں (البیوع:۲۰۵۶)۔

٤ - باب: التَّخْفِيفُ فِي الْوُضُوءِ

باب ۴: ہلکا وضوء کرنا

١١٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَرُبَّمَا قَالَ: اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [رواه البخاري: ١٣٨]

۱۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سوئے یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے پھر آپ نے (بیدار ہوکر) نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا کبھی راوی نے یوں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کروٹ پر لیٹے یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگی پھر بیدار ہوکر آپ نے نماز پڑھی۔

فوائد: دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ نے بیدار ہوکر پانی سے بھرے ہوئے ایک پرانے مشکیزے سے ہلکا سا وضوء کیا یعنی اعضاء پر زیادہ پانی نہیں ڈالا یا اپنے اعضاء کو صرف ایک ایک مرتبہ دھویا' (الاذان:۸۵۹)

٥ - [باب: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ]

باب ۵: مکمل وضوء کرنا

١١٤ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ

۱۱۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَفَعَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ بِالشِّعْبِ فَبَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ ٱلْوُضُوءَ، فَقُلْتُ: ٱلصَّلَاةَ يَا رَسُولَ ٱللَّهِ، فَقَالَ: (ٱلصَّلَاةُ أَمَامَكَ). فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ ٱلْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ، فَأَسْبَغَ ٱلْوُضُوءَ، ثُمَّ أُقِيمَتِ ٱلصَّلَاةُ، فَصَلَّى ٱلْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيمَتِ ٱلْعِشَاءُ فَصَلَّى، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا. [رواه البخاري: ١٣٩]

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہنچے تو اتر کر پیشاب کیا پھر وضوء فرمایا لیکن وضوء پورا نہ کیا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز کا وقت قریب ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز آگے چل کر پڑھیں گے' پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ آیا تو اترے اور پوا وضوء کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی اور آپ نے مغرب کی نماز ادا کی اس کے بعد ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنے مقام پر بٹھایا پھر عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ نے نماز پڑھی اور دونوں کے درمیان نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔

فوائد: مکمل وضوء سے مراد اپنے اعضائے وضوء کو خوب مل کر دھونا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا وضوء کرتے وقت کسی دوسرے سے تعاون لینا جائز ہے (الوضوء:۱۸۱) اور دوران حج مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا چاہیے۔ (الحج:۱۶۷۲)

٦ - باب: غَسْلُ ٱلْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

باب ٦: چلو بھر کر دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا

١١٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَوَضَّأَ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ، أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَمَضْمَضَ بِهَا وَٱسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا، أَضَافَهَا إِلَى يَدِهِ ٱلْأُخْرَى، فَغَسَلَ بِهَا وَجْهَهُ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ ٱلْيُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ ٱلْيُسْرَى، ثُمَّ مَسَحَ

۱۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے وضوء کیا اور اپنا منہ دھویا اس طرح کہ پانی کا ایک چلو لے کر اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر ایک اور چلو پانی لیا ہاتھ ملا کر اس سے منہ دھویا پھر ایک چلو پانی سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا پھر ایک اور چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا بعد ازاں ایک چلو پانی اپنے دائیں پاؤں پر ڈالا اور اسے دھو لیا پھر دوسرا چلو پانی لے کر اپنا بایاں پاؤں دھویا اس کے بعد کہنے لگے کہ

بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ ٱلْيُمْنَى حَتَّى غَسَلَهَا، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرَى، فَغَسَلَ بِهَا يَعْنِي رِجْلَهُ ٱلْيُسْرَى، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. [رواه البخاري: ١٤٠]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ وضو کے لئے دونوں ہاتھوں سے چلو بھرنا ضروری نہیں نیز ان روایات کے ضعف کی طرف اشارہ ہے جن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی ہاتھ سے اپنے چہرے کو دھوتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کی جائے اور آدھے سے ناک صاف کرے۔

٧ - باب: مَا يَقُولُ عِنْدَ ٱلْخَلَاءِ

باب ۷: بیت الخلاء جانے کی دعا

١١٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ ٱلْخَلَاءَ قَالَ: (ٱللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ ٱلْخُبُثِ وَٱلْخَبَائِثِ). [رواه البخاري: ١٤٢]

۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو فرماتے "اے اللہ میں ناپاک چیزوں اور ناپاکیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

فوائد: اس دعا کا دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ "اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں" یہ دعا قضاء حاجت کے وقت اپنا کپڑا اٹھانے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

٨ - باب: وَضْعُ ٱلْمَاءِ عِنْدَ ٱلْخَلَاءِ

باب ۸: بیت الخلاء کے پاس پانی رکھنا

١١٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ ٱلْخَلَاءَ، قَالَ: فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا، فَقَالَ: (مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟). فَأُخْبِرَ، فَقَالَ: (ٱللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي ٱلدِّينِ). [رواه البخاري: ١٤٣]

۱۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء گئے تو میں نے آپ کے لئے وضوء کا پانی رکھ دیا۔ آپ نے (باہر نکل کر) پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ آپ کو بتا دیا گیا تو آپ نے فرمایا "اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما"

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ خدمت بجا لا کر عقلمندی کا ثبوت دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے ویسی ہی دعا فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت سے نوازا اور حضرت ابن عباس

حبر الْأُمَّة (اُمت کے عالم) کے لقب سے مشہور ہوئے (المناقب:۳۷۵۶)

۹ - باب: لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ

باب ۹: قضاء حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ بیٹھنا

۱۱۸ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ ٱلْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ ٱلْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ ٱلْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا). [رواه البخاري: ١٤٤]

۱۱۸۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قضاء حاجت کے لئے جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے نہ پشت' بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کیا کرو۔

فوائد: قضاء حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ نہ کرنے کا خطاب اہل مدینہ سے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف تھا برصغیر میں رہنے والوں کے لئے قبلہ مغرب کی طرف ہے لہٰذا ہمارے لئے جنوب اور شمال کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ (الصلوٰۃ:۳۹۴)

۱۰ - باب: مَنْ تَبَرَّزَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ

باب ۱۰: اینٹوں پر بیٹھ کر قضاء حاجت کرنا

۱۱۹ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ: إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ ٱلْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ ٱلْمَقْدِسِ. لَقَدِ ٱرْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ ٱلْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ. [رواه البخاري: ١٤٥]

۱۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تم قضاء حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ بیت المقدس کی طرف حالانکہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے دو کچی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف منہ کرکے بیٹھے تھے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آپ قبلہ کی طرف پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے ((الخمس:۳۱۰۲)) امام بخاری کا موقف ہے کہ بیت الاخلاء میں قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کی اجازت ہے یہ پابندی بیرون آبادی کے لئے ہے (الوضوء:۱۴۴)

۱۱ - باب: خُرُوجُ ٱلنِّسَاءِ إِلَى ٱلْبَرَازِ

باب ۱۱: عورتوں کا قضاء حاجت کیلئے باہر جانا

۱۲۰ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَزْوَاجَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ كُنَّ

۱۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رات کو قضاء حاجت

يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى ٱلْمَنَاصِعِ، وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ، فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ٱحْجُبْ نِسَاءَكَ، فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَفْعَلُ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، زَوْجُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، لَيْلَةً مِنَ ٱللَّيَالِي عِشَاءً، وَكَانَتِ ٱمْرَأَةً طَوِيلَةً، فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلاَ قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ ٱلْحِجَابُ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ عزَّ وجلَّ ٱلْحِجَابَ. [رواه البخاري: ١٤٦]

کے لئے مناصع کی طرف جاتی تھیں' جو ایک کھلی جگہ تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیں لیکن رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے ایک رات عشاء کے وقت حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (قضاء حاجت کے لئے) باہر نکلیں وہ قد آور خاتون تھیں عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا: آگاہ "رہو سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔" اس سے حضرت عمر کی خواہش یہ تھی کہ پردے کا حکم اترے آخر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمادی۔

فوائد : معلوم ہوا کہ حوائج ضروریہ کے لئے عورت کا باپردہ ہو کر گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ (النکاح:۵۲۳۷)

١٢ - باب: ٱلاِسْتِنْجَاءُ بِٱلْمَاءِ

باب ۱۲: پانی سے استنجا کرنا

۱۲۱ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، أَجِيءُ أَنَا وَغُلاَمٌ، مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ. [رواه البخاري: ١٥٠]

۱۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب قضاء حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ایک دوسرا لڑکا اپنے ساتھ پانی کا ایک برتن لے کر جاتے (آپ اس سے استنجاء کرتے)

فوائد : صرف ڈھیلے کا استعمال بھی جائز ہے اس سے عین نجاست دور ہو جاتی ہے البتہ پانی کے استعمال سے نجاست اور اس کے نشانات اور اثرات بھی زائل ہو جاتے ہیں۔

١٣ - باب: حَمْلُ ٱلْعَنَزَةِ مَعَ ٱلْمَاءِ فِي ٱلاِسْتِنْجَاءِ

باب ۱۳: استنجا کے لئے پانی کے ساتھ برچھی لے جانا

۱۲۲ : وَفِي رِوايةٍ : مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةٍ، يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. [رواه البخاري: ١٥٢]

۱۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت ہے کہ پانی کے برتن کے ساتھ برچھی بھی ہوتی اور آپ پانی سے استنجا فرماتے تھے۔

فوائد : برچھی اس لئے ساتھ لے جاتے تاکہ سخت جگہ کو نرم کر کے پیشاب کی چھینٹوں سے اجتناب کیا جائے اور بوقت ضرورت آڑ کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکے نیز اسے بطور سترہ بھی استعمال کیا

جاتا تھا (الصلوۃ:۵۰۰)

١٤ - باب: اَلنَّهْيِ عَنِ ٱلاسْتِنجَاءِ بِالْيَمِينِ

باب ۱۴: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

١٢٣ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَتَنَفَّسْ فِي ٱلإِنَاءِ، وَإِذَا أَتَى ٱلْخَلاَءَ فَلاَ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلاَ يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ). [رواه البخاري: ١٥٣]

۱۲۳۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی کسی چیز کو نوش کرے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلاء آئے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ اس سے استنجاء کرے۔

١٥ - باب: ٱلاسْتِنْجَاءُ بِالحِجَارَةِ

باب ۱۵: ڈھیلوں سے استنجاء کرنا

١٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱتَّبَعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَكَانَ لاَ يَلْتَفِتُ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: (ٱبْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا -أَوْ نَحْوَهُ- وَلاَ تَأْتِنِي بِعَظْمٍ، وَلاَ رَوْثٍ). فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي، فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ، وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ، فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ. [رواه البخاري: ١٥٥]

۱۲۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے باہر گئے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ چلتے وقت دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے جب میں آپ کے قریب گیا تو فرمایا کہ مجھے پتھر تلاش کر دو میں ان سے استنجاء کروں گا (یا اس کی مثل کوئی اور لفظ فرمایا) لیکن ہڈی اور گوبر نہ لانا چنانچہ میں اپنے کپڑے کے کنارے میں کئی پتھر لے کر آیا اور انہیں آپ کے پاس رکھ دیا اور خود ایک طرف ہٹ گیا پھر جب آپ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے تو پتھروں سے استنجا فرمایا۔

فوائد: ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور گوبر ان کے جانوروں کا چارہ ہے اس لئے ان سے استنجا کرنا منع ہے (المناقب:۳۸۶۰)

١٦ - باب: لا يستنجي بِرَوْثٍ

باب ۱۶: گوبر سے استنجاء نہ کرنا

١٢٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى ٱلنَّبِيُّ ﷺ

۱۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ

اَلْغَائِطَ، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ، فَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْهُ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: (هٰذَا رِكْسٌ). [رواه البخاري: ١٥٦]

قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور مجھے تین پتھر لانے کا حکم دیا مجھے دو پتھر تو مل گئے لیکن تلاش کے باوجود تیسرا نہ مل سکا' میں نے گوبر کا ایک خشک ٹکڑا اٹھا لیا اور وہ آپ کے پاس لایا' آپ نے دونوں پتھر تو لے لئے گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے۔

فوائد: گوبر کا ٹکڑا دراصل گدھے کی لید تھی جسے آپ نے نجس قرار دیا پھر آپ نے تیسرا پتھر طلب فرمایا (فتح الباری:۱/۲۵۷)

١٧ - باب: اَلْوُضُوء مَرَّةً مَرَّةً

باب ۱۷: وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھونا

١٢٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً. [رواه البخاري: ١٥٧]

۱۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھویا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اعضاء کو ایک ایک بار دھونے سے بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

١٨ - باب: اَلْوُضُوءُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

باب ۱۸: وضوء میں اعضاء کو دو دو بار دھونا

١٢٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٥٨]

۱۲۷۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء کے اعضاء کو دو دو بار دھویا۔

فوائد: یہ عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری مازنی ہیں' اور اذان کا خواب دیکھنے والے عبداللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں جو دوسرے صحابی ہیں۔

١٩ - باب: اَلْوُضُوءُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

باب ۱۹: وضوء میں اعضاء کو تین تین بار دھونا

١٢٨ : عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ: دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ

۱۲۸۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پانی کا برتن منگوایا اور اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈال کر دھویا' پھر دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی لیا' کلی کی' ناک میں پانی ڈالا

وَٱسْتَنْشَقَ واستَنْثَر، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثَ مراتٍ، وَيَدَيْهِ إِلَى ٱلمِرْفَقَيْنِ ثَلاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثَ مراتٍ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لاَ يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ١٥٩]

اور اسے صاف کیا پھر اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین دفعہ دھویا بعدازاں سر کا مسح کیا پھر اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرے اور اس کے بعد دو رکعت ادا کرے اور ان کی ادائیگی کے وقت کوئی خیال دل میں نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس بخشش پر مغرور بھی نہیں ہونا چاہئے کہ اب دیگر اعمال کی کیا ضرورت ہے؟ (الرقاق:۶۴۳۳)

١٢٩ : وَفِي رواية: أَنَّ عُثْمانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا لَوْلاَ آيَةٌ فِي كِتابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ، سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّي ٱلصَّلاَةَ، إِلاَّ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلصَّلاَةِ حَتَّى يُصَلِّيَها). قَالَ عُرْوَةُ: وَٱلآيَةُ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ﴾. [رواه البخاري: ١٦٠]

۱۲۹۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں اگر قرآن میں ایک آیت نہ ہوتی تو وہ حدیث تمہیں نہ سناتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضوء کرے اور نماز پڑھے تو جتنے گناہ اس نماز سے دوسری نماز تک ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ آیت یہ ہے۔
"بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ آیات کو چھپاتے ہیں .... آخر تک (بقرہ:۱۶۱)

٢٠ - باب: ٱلاسْتِنْثَارُ فِي ٱلوُضُوءِ

باب ۲۰: وضوء میں ناک صاف کرنا

١٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ ٱسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ). [رواه البخاري: ١٦١]

۱۳۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی وضوء کرے تو اپنی ناک صاف کرے اور جو پتھر سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا وضوء کے لئے صرف سنت ہی نہیں بلکہ فرض ہے کیونکہ آپ کا حکم ہے۔

٢١ - باب: ٱلاسْتِجمَارُ وِتْراً

باب ٢١: استنجا میں طاق ڈھیلے لینا

١٣١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ، وَمَنِ ٱسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، وَإِذَا ٱسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لاَ يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ).

[رواه البخاري: ١٦٢]

١٣١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضوء کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے اور اسے صاف کرے اور جو شخص پتھر سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے اور تم میں جب کوئی سو کر اٹھے تو وضوء کے پانی میں اپنے ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں دھولے کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں پھرتا رہا ہے۔

فوائد: ناک جھاڑنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے جو اس ناک پر شب باشی کرتا ہے۔ (بدء الخلق:٣٢٩٥)

٢٢ - [باب: غَسْلُ الرِّجْلَينِ فِي النَّعْلَينِ ولا يُمْسَح عَلَى النَّعْلَينِ]

باب ٢٢: جوتوں پر مسح کرنے کی بجائے دونوں پاؤں کو دھونا

١٣٢ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا - وقد قيل له -: رَأَيْتُكَ لاَ تَمَسُّ مِنَ ٱلأَرْكَانِ إِلَّا ٱلْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ ٱلنِّعَالَ ٱلسِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ ٱلنَّاسُ إِذَا رَأَوُا ٱلْهِلاَلَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ ٱلتَّرْوِيَةِ. قَالَ أَمَّا ٱلأَرْكَانُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا ٱلْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا ٱلنِّعَالُ ٱلسِّبْتِيَّةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَلْبَسُ ٱلنَّعْلَ ٱلَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا،

١٣٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ان پر کسی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ کے کسی کونے کو ہاتھ نہیں لگاتے اور آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں اور زرد خضاب استعمال کرتے ہیں نیز مکہ میں دوسرے لوگ تو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں مگر آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ بیت اللہ کے کونوں کو چھونے کی بات تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمانی رکنوں کے علاوہ کسی دوسرے

فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا ٱلصُّفْرَةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وأَمَّا ٱلإِهْلاَلُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ. [رواه البخاري: ١٦٦]

رکن کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا اور سبتی جوتیوں کے متعلق یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ جوتیاں پہنے دیکھا جن پر بال نہ تھے اور آپ ان میں وضوء فرماتے تھے لہٰذا میں ان جوتیوں کو پہننا پسند کرتا ہوں' رہا زرد رنگ کا معاملہ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک احرام باندھتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی سواری آپ کو لے کر نہ اٹھتی یعنی آٹھویں تاریخ کو۔

فوائد: جوتوں پر مسح کرنے کی روایات ضعیف ہیں اس لئے پاؤں دھونے چاہئیں استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ وضوء میں اصل غسل اعضاء ہے نیز اگر مسح کیا ہوتا تو يَتَوَضَّأُ فِيهَا کے بجائے يَتَوَضَّأُ عَلَيْهَا ہونا چاہئے تھا (فتح الباری/ص:۲۶۹/ج:۱)

٢٣ - باب: ٱلتَّيَمُّنُ فِي ٱلْوُضُوءِ وَٱلْغُسْلِ

باب ۲۳: وضوء اور غسل میں دائیں جانب سے شروع کرنا

١٣٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ ٱلتَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُورِهِ، وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ. [رواه البخاري: ١٦٨]

۱۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جوتا پہننا کنگھی کرنا اور طہارت کرنا الغرض ہر ذی شان کام کی ابتداء دائیں جانب سے کرنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔

فوائد: بیت الخلاء میں داخل ہونا' مسجد سے نکلنا' ناک صاف کرنا اور استنجا کرنا اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

٢٤ - باب: ٱلتِمَاسُ ٱلْوَضُوءِ إِذَا حَانَتِ ٱلصَّلاَةُ

باب ۲۴: جب نماز کا وقت آجائے تو پانی تلاش کرنا

١٣٤ : عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ،

۱۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس

وَحَانَتْ صَلَاةُ ٱلْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ ٱلنَّاسُ ٱلْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِوَضُوءٍ، فَوَضَعَ فِي ذٰلِكَ ٱلإِنَاءِ يَدَهُ، وَأَمَرَ ٱلنَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ ٱلْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ. [رواه البخاري: ١٦٩]

حالت میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے وضوء کے لئے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا آخر رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں وضوء کے لئے پانی لایا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضوء کریں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔

فوائد: وضوء کرنے والوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی اس میں آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا (المناقب:۳۵۷۲)

٢٥ - باب: ٱلْمَاءُ ٱلَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ ٱلإِنْسَانِ

باب ۲۵: جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جائیں (اس کا پاک ہونا)

١٣٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ، كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ. [رواه البخاري: ١٧١]

۱۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب (حج میں) اپنا سر منڈوایا تو سب سے پہلے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال لئے تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور انہیں دھونے کے لئے استعمال ہونے والا پانی بھی پاک رہتا ہے۔

٢٦ - باب: إِذَا شَرِبَ الكلبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ

باب ۲۶: جب کتا برتن میں (منہ ڈال کر) پی لے (تو اسے سات مرتبہ دھونا)

١٣٦ : عن أبي هريرةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا شَرِبَ ٱلْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا). [رواه البخاري: ١٧٢]

۱۳۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے کسی کے برتن میں سے پی لے تو چاہئے کہ اس برتن کو سات مرتبہ دھوئے۔

فوائد: طب جدید نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ کتے کے لعاب دھن میں ایسے زہریلے

جراثیم ہوتے ہیں جنہیں صرف مٹی ہی ختم کرتی ہے۔ اس لئے آپ نے پانی کے ساتھ مٹی سے صاف کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

١٣٧ : عَنِ عبد اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنهُمَا قَالَ: كَانَتِ ٱلْكِلَابُ تَبُولُ، وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فِي زَمَانِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٧٤]

١٣٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے اور صحابہ کرام وہاں کسی جگہ پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

فوائد : یہ اسلام کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے بعد ازاں مسجد کے تقدس اور احترام کو برقرار رکھنے کے لئے دروازے لگا دیئے گئے (فتح الباری/ص:٢٧٩/ج:١)

٢٧ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ ٱلْوُضُوءَ إِلَّا مِنَ ٱلْمَخْرَجَيْنِ

باب ٢٧: جو حدث مخرجین (قبل یا دبر) سے نکلے اس کا ناقض وضوء ہونا

١٣٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَزَالُ ٱلْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ، مَا كَانَ فِي ٱلْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ ٱلصَّلَاةَ، مَا لَمْ يُحْدِثْ) [رواه البخاري: ١٧٦]

١٣٨۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ برابر نماز میں ہے جب تک مسجد میں نماز کا منتظر رہے تاوقتیکہ بے وضو نہ ہو جائے۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں ہے کہ کسی عجمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدث کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ہلکی یا باآواز ہوا کا خارج ہونا حدث ہے' اگرچہ اس کے علاوہ دیگر چیزوں سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے لیکن نمازی کو مسجد میں بیٹھے عام طور پر اس قسم کے حدث سے واسطہ پڑتا ہے حدیث میں یہ بھی ہے کہ مسجد میں نماز کا انتظار کرنے والے کے لئے فرشتے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں (بدء الخلق:٣٢٢٩)

١٣٩ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: يَتَوَضَّأُ

١٣٩۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن انزال نہ ہو (تو اس پر غسل ہے یا نہیں؟) انہوں نے جواب دیا

كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ. قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيًّا، وَٱلزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَأَمَرُونِي بِذَلِكَ. [رواه البخاري: ١٧٩]

کہ وہ نماز کے وضوء کی طرح وضو کرے اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے (زید کہتے ہیں) چنانچہ میں نے یہ مسئلہ حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا۔

فوائد: عدم انزال کی صورت میں غسل نہ کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ آخری حکم یہ ہے کہ مجرد دخول سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے آئمہ اربعہ اور اکثر علماء کرام کا یہی موقف ہے البتہ امام بخاری کا رجحان یہ ہے کہ ایسی حالت میں احتیاطاً غسل کر لیا جائے۔

١٤٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ ٱلْأَنْصَارِ، فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ). فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ ٱلْوُضُوءُ). [رواه البخاري: ١٨٠]

۱۴۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری آدمی کو بلا بھیجا وہ اس حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا شاید ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا ہے اس نے کہا "جی ہاں" تب آپ نے فرمایا کہ جب تو جلدی میں پڑ جائے یا تیری منی رک جائے (انزال نہ ہو) تو وضوء کرلیا کر (غسل ضروری نہیں)

فوائد: ایسی حالت میں غسل ضروری نہ ہونے کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

٢٨ - باب: ٱلرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ

باب ۲۸: دوسرے کو وضوء کرانا

١٤١ : عَنِ ٱلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ، وَأَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ ٱلْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ. [رواه البخاري: ١٨٢]

۱۴۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے (جب واپس آئے تو) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ (کے اعضا) پر پانی ڈالنے لگے اور آپ وضوء کر رہے تھے آپ نے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے' سر اور موزوں پر مسح فرمایا۔

٢٩ - باب: قِرَاءَةُ ٱلْقُرْآنِ بَعدَ ٱلحَدَثِ

١٤٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ، فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ ٱلْوِسَادَةِ، وَٱضْطَجَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا ٱنْتَصَفَ ٱللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، ٱسْتَيْقَظَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَجَلَسَ يَمْسَحُ ٱلنَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ ٱلْعَشْرَ ٱلْآيَاتِ ٱلْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ ٱلْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي ٱلْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ ٱضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ ٱلْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى ٱلصُّبْحَ.

وَقَد تَقَدَّمَ هذا الحديث وفي كُلٍّ منهما مَا لَيْسَ فِي الآخَرِ. [رواه البخاري: ١٨٣]

باب ٢٩: بغیر وضوء قرآن پڑھنا

١٤٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک رات اپنی خالہ اور رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے انہوں نے کہا کہ میں تو بستر کے عرض میں لیٹا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ کم وبیش تو آپ بیدار ہو گئے اور بیٹھ کر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ملنے لگے پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں اس کے بعد ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کی طرف کھڑے ہوئے اس میں سے اچھی طرح وضوء کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر میں بھی اٹھا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے اس کے بعد آپ نے (تہجد کی) دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں (کل بارہ رکعات) ادا کیں۔ پھر وتر پڑھا بعد ازاں لیٹ گئے یہاں تک کہ موذن آپ کے پاس آیا' اس وقت آپ کھڑے ہوئے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے اور نماز فجر پڑھائی۔

یہ حدیث (٩٧) میں گزر چکی ہے لیکن ہر ایک طریق کی افادیت دوسرے طریق سے کچھ مختلف ہے۔

فوائد: امام بخاری کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فعل سے ہے کیونکہ انہوں نے قرآنی آیات بے وضوء تلاوت کی تھیں رسول اللہ کے لئے نیند ناقض وضوء نہیں ممکن ہے کہ آپ کا وضوء کرنا کسی اور وجہ سے ہو ایسے حالات میں رسول اللہ ﷺ کے فعل سے بھی استدلال ہو سکتا ہے۔

٣٠ - باب: مَسْحُ ٱلرَّأْسِ كُلِّهِ

باب ۳۰: تمام سر کا مسح کرنا

١٤٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَٱسْتَنْشَقَ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى ٱلْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى ٱلْمَكَانِ ٱلَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. [رواه البخاري: ١٨٥]

۱۴۳۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کیا تم مجھے دکھا سکتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضوء کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں' پھر انہوں نے پانی منگوایا اور اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا انہیں دو مرتبہ دھویا پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو' دو مرتبہ دھوئے بعد ازاں دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی ان کو آگے اور پیچھے لے گئے (مسح کا) آغاز سر کے ابتدائی حصہ سے کیا اور دونوں ہاتھ گدی تک لے گئے پھر دونوں کو وہیں تک واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالا جا سکتا ہے (الوضوء:۱۹۱) نیز سر کا مسح صرف ایک مرتبہ کرنا ہے اور پورے سر کا مسح کیا جائے گا۔ (الوضوء:۱۹۲)

٣١ - باب: ٱسْتِعْمَالُ فَضْلِ وَضُوءِ ٱلنَّاسِ

باب ۳۱: لوگوں کے وضوء سے باقی ماندہ پانی کو استعمال کرنا

١٤٤ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالهَاجِرَةِ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ ٱلنَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ، فَصَلَّى ٱلنَّبِيُّ

۱۴۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے وضوء فرمایا پھر لوگ آپ کے وضوء کا باقی ماندہ پانی لینے لگے اور بدن پر ملنے لگے۔

ﷺ اَلظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ. [رواه البخاري: ١٨٧]

پھر رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھیں اور (دوران نماز) آپ کے سامنے ایک برچھی گاڑی گئی تھی۔

فوائد: اس باب میں ماء مستعمل کا حکم بیان کیا گیا ہے بعض لوگ اسے دوبارہ استعمال کے قائل نہیں سمجھتے قطع نظر کہ وہ پانی جو وضوء کے بعد برتن میں بچ رہے یا وہ پانی جو وضوء کرنے والے کے اعضاء سے ٹپکے معلوم ہوا کہ اس قسم کے پانی کو دوبارہ استعمال کیا جا سکتا ہے نیز یہ مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں بھی امام اور منفرد کو نماز کے لئے اپنے آگے سترہ رکھنا ضروری ہے۔ (الصلوۃ:۵۰۱)

١٤٥ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [رواه البخاري: ١٩٠]

۱۴۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بھانجا بیمار ہے تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے وضوء فرمایا اور میں نے آپ کے وضوء کا بچا ہوا پانی پی لیا پھر میں آپ کے پس پشت کھڑا ہوا اور مہر نبوت کو دیکھا جو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان چھپر کٹ کی گنڈی کی طرح تھی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بیمار بچے کو کسی بزرگ کے پاس بغرض دعا لے جانا تقوی کے خلاف نہیں (المرضیٰ:۵۶۷۰) نیز بچوں سے پیار اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کرنا سنت نبوی ہے (الدعوات:۶۳۵۲) رسول اللہ ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ حضرت سائب چورانوے سال کی عمر میں بھی تندرست و توانا تھے (مناقب:۳۵۴۰)

٣٢ - باب: وُضُوءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ

باب ۳۲: مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ وضوء کرنا

١٤٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ

۱۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مرد اور عورت سب مل کر (ایک ہی برتن سے) وضو کیا کرتے تھے۔

ٱللهِ ﷺ جَمِيعًا. [رواه البخاري: ١٩٣]

فوائد: ممکن ہے کہ مرد اور عورتوں کا مل کر وضوء کرنا پردہ اترنے سے پیشتر ہو یا اس سے وہ مرد' عورتیں مراد ہوں جو ایک دوسرے کے محرم ہوں یا اس سے مراد میاں بیوی ہوں۔ اس حدیث کا یہ بھی مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مرد ایک جگہ مل کر وضوء کرتے اور عورتیں ان سے علیحدہ ایک جگہ مل کر وضوء کرتیں (فتح الباری/ص:۳۰۰/ج:۱)

٣٣ - باب: صَبِّ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَضُوءَهُ عَلَى ٱلْمُغْمَى عَلَيهِ

باب ۳۳: رسول اللہ ﷺ کا اپنے وضوء سے باقی ماندہ پانی بے ہوش پر چھڑکنا

١٤٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَعُودُنِي، وَأَنَا مَرِيضٌ لاَ أَعْقِلُ، فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ، فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ لِمَنِ ٱلمِيرَاثُ؟ إِنَّمَا يَرِثُنِي كَلاَلَةٌ، فَنَزَلَتْ آيَةُ ٱلْفَرَائِضِ. [رواه البخاري: ١٩٤]

۱۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں ایسا سخت بیمار تھا کہ کوئی بات نہ سمجھ سکتا تھا آپ نے وضوء فرمایا اور وضوء سے بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو میں ہوش میں آ گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا وارث کون ہو گا؟ میں تو کلالہ ہوں تب آیت وراثت نازل ہوئی

فوائد: کلالہ اس کو کہتے ہیں جس کا نہ باپ دادا ہو اور نہ ہی اس کی اولاد ہو' معلوم ہوا کہ بیمار کی تیمارداری کرنا چاہئے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا (المرضی:۵۶۵۱'۵۶۶۴)

٣٤ - باب: ٱلْغُسْلُ وَٱلْوُضُوءُ فِي ٱلمِخْضَبِ

باب ۳۴: ٹب یا لگن سے غسل اور وضوء کرنا

١٤٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَضَرَتِ ٱلصَّلاَةُ، فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ ٱلدَّارِ إِلَى أَهْلِهِ، وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ، فَصَغُرَ ٱلمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّأَ ٱلْقَوْمُ كُلُّهُمْ، قُلْنَا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةً. [رواه البخاري: ١٩٥]

۱۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کا وقت ہو گیا تو جس شخص کا گھر قریب تھا وہ تو اپنے گھر (وضوء کرنے کے لئے) چلا گیا صرف چند لوگ رہ گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا وہ اتنا چھوٹا تھا کہ آپ اپنی ہتھیلی اس میں نہ پھیلا سکے لیکن (اس کے باوجود) سب لوگوں نے اس سے وضوء کر لیا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ تم اس

وقت کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا ۸۰ سے کچھ زیادہ تھے۔

١٤٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ. [رواه البخاري: ١٩٦]

۱۴۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا آپ نے اس سے ہاتھ منہ دھویا اور کلی فرمائی۔

فوائد: اگرچہ اس حدیث میں وضوء کا ذکر نہیں تاہم ہاتھ منہ دھونا وضوء کے اعمال ہیں ممکن ہے کہ آپ نے مکمل وضوء کیا ہو لیکن راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

١٥٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَٱشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، ٱسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ، تَخُطُّ رِجْلاَهُ فِي ٱلأَرْضِ، بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا تُحَدِّثُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: بَعْدَمَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَٱشْتَدَّ وَجَعُهُ: (هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ، لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ، لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى ٱلنَّاسِ). وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا: (أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ). ثُمَّ خَرَجَ إِلَى ٱلنَّاسِ. [رواه البخاري: ١٩٨]

۱۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمارداری کی جائے سب نے آپ کو اجازت دے دی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کا سہارا لے کر نکلے آپ کے دونوں قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ آپ نکلے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے آئے اور آپ کی بیماری اور زیادہ ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر ایسی سات مشکیں بہاؤ جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں لوگوں کو کچھ وصیت کروں پھر آپ کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بٹھا دیا گیا اس کے بعد ہم سب آپ کے اوپر پانی بہانے لگے یہاں تک کہ آپ ہماری طرف اشارہ کرنے لگے "بس، بس" کہ تم اپنا کام پورا کر چکی ہو۔ پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف

لے گئے۔

فوائد: بحالت بخار ٹھنڈے پانی سے نہانا خصوصاً جب صفراوی بخار ہو انتہائی مفید ہے جس کا طب جدید نے بھی اعتراف کیا ہے۔

١٥١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ، فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى ٱلْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ منه، مَا بَيْنَ ٱلسَّبْعِينَ إِلَى ٱلثَّمَانِينَ. [رواه البخاري: ٢٠٠]

١٥١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا تو آپ کے پاس ایک کھلے منہ والا چوڑا پیالہ لایا گیا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اس میں اپنی انگلیاں رکھ دیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پانی کو دیکھنے لگا وہ آپ کی مبارک انگلیوں سے بڑے جوش سے پھوٹ رہا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ان لوگوں کا اندازہ کیا جنہوں نے اس سے وضوء کیا تھا تو وہ ستر اسی کے قریب تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے معجزات کا متعدد مرتبہ ظہور ہوا وضوء کرنے والوں کی تعداد میں کمی بیشی اسی بناء پر ہے۔

٣٥ - باب: ٱلْوُضُوءُ بِالْمُدِّ

باب ٣٥: ایک مد سے وضو کرنا

١٥٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَغْسِلُ، أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ، بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ. [رواه البخاري: ٢٠١]

١٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک پانی استعمال کرتے اور ایک مد پانی سے وضوء کر لیتے۔

فوائد: جدید تحقیق کے مطابق صاع کا وزن ۲ کلو ۱۰۰ گرام ہے وضوء اور غسل کے لئے اشخاص وحالات کے پیش نظر پانی کی مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے بہرصورت اس سلسلہ میں اسراف کرنا اور بلا ضرورت پانی بہانا جائز نہیں (فتح الباری/ص:۳۰۵/ج:۱) نوٹ: علامہ قرضاوی نے اس کا وزن ۲ کلو ۱۷۶ گرام اور ۲٫۷۵ لیٹر لکھا ہے۔

٣٦ - باب: ٱلْمَسْحُ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ

باب ٣٦: موزوں پر مسح کرنا

١٥٣ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ. وَأَنَّ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ

١٥٣۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

عُمَرَ: سَأَلَ عُمَرَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: نَعَمْ، إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَلاَ تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ. [رواه البخاري: ٢٠٢]

یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں آپ نے موزوں پر مسح کیا ہے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث تجھ سے بیان کریں تو کسی دوسرے سے اس کے متعلق مت پوچھا کرو۔

١٥٤ : عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ ٱلضَّمْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ. [رواه البخاري: ٢٠٤]

۱۵۴۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

١٥٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ. [رواه البخاري: ٢٠٥]

۱۵۵۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی پگڑی اور دونوں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: موزوں پر مسح کے لئے شرط یہ ہے کہ انہیں پہلے وضوء کی حالت میں پہنا ہو لیکن پگڑی پر مسح کے لئے کوئی شرط نہیں ہے مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے نیز اس مدت کا آغاز وضوء ٹوٹنے کے بعد ہو گا۔

٣٧ - باب: إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

باب ۳۷: موزوں کو باوضو پہننے کا بیان

١٥٦ : عَنِ ٱلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: (دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ). فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. [رواه البخاري: ٢٠٦]

۱۵۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (آپ وضو کر رہے تھے) میں جھکا تاکہ آپ کے دونوں موزوں کو اتاروں تو آپ نے فرمایا۔ انہیں رہنے دو میں نے ان کو باوضو پہنا تھا پھر آپ نے ان پر مسح فرمایا

٣٨ - باب: مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ ٱلشَّاةِ وَالسَّوِيقِ

باب ۳۸: بکری کے گوشت اور ستو کھانے کے بعد وضو نہ کرنا

١٥٧ : عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ

۱۵۷۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت

اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَى السِّكِّينَ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٢٠٨]

ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا یعنی اذان ہو گئی تو آپ نے چھری رکھ دی پھر نماز پڑھائی اور نیا وضو نہ کیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ چھری سے گوشت کاٹ کر کھانا سنت ہے (الاطعمہ: ۵۴۰۸) حدیث میں اگرچہ ستو کا ذکر نہیں چونکہ یہ بھی گوشت کی طرح آگ پر پکائے جاتے ہیں اس لئے دونوں کا حکم ایک ہی ہے کہ ان کے استعمال سے وضوء نہیں ٹوٹتا (فتح الباری، ص:۳۱۱/ج:۱)

٣٩ - باب: مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب ۳۹: ستو کھانے کے بعد صرف کلی کرنا اور وضو نہ کرنا

١٥٨ : عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلاَّ بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٢٠٩]

۱۵۸۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتح خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے تھے جب مقام صہباء پر پہنچے جو خیبر کے قریب تھا تو آپ نے نماز عصر پڑھی پھر زاد سفر طلب فرمایا تو صرف ستو لائے گئے آپ نے انہیں تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ اور ہم سب نے کھائے اس کے بعد آپ نماز مغرب کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے صرف کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا۔

١٥٩ : عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٢١٠]

۱۵۹۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں شانہ (کا گوشت) تناول فرمایا پھر نماز ادا کی اور نیا وضو نہیں فرمایا

فوائد: اس حدیث میں گوشت کھانے کے بعد کلی کرنے کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ کلی کرنا مستحب ہے ضروری نہیں (فتح الباری/ص:۳۱۳/ج:۱)

٤٠ - باب: هَلْ يُمَضْمَضُ مِنَ ٱللَّبَنِ

باب ۴۰: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

١٦٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا، فَمَضْمَضَ وَقَالَ: (إِنَّ لَهُ دَسَمًا). [رواه البخاري: ٢١١]

۱۶۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا تو کلی کی اور کہا کہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ چکنائی والی چیز کھا کر کلی کرنا چاہیئے۔ (علوی)

٤١ - باب: ٱلْوُضُوءُ مِنَ ٱلنَّوْمِ وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ ٱلنَّعْسَةِ وَٱلنَّعْسَتَيْنِ أَوِ ٱلْخَفْقَةِ وُضُوءًا

باب ۴۱: نیند سے وضو کرنا نیز ایک یا دو بار اونگھنے یا جھونکا لینے سے وضوء ضروری نہیں

١٦١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ ٱلنَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ). [رواه البخاري: ٢١٢]

۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس دوران اگر اونگھ آ جائے تو وہ سو جائے تاکہ اس کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ اونگھتے ہوئے اگر کوئی نماز پڑھے گا تو وہ نہیں جانتا کہ اپنے لئے استغفار کر رہا ہے یا خود کو بد دعا دے رہا ہے۔

فوائد: نیند بذاتہ ناقض وضوء نہیں بلکہ بے وضوء ہونے کا ذریعہ ضرور ہے بشرطیکہ انسان کے عقل وشعور پر غالب آجائے۔

١٦٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّه قَالَ: (إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي ٱلصَّلَاةِ فَلْيَنَمْ، حَتَّى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ). [رواه البخاري: ٢١٣]

۱۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز کے دوران اونگھنے لگے تو اسے سو رہنا چاہیئے تاکہ نیند جاتی رہے اور جو پڑھ رہا ہے اس کو سمجھنے کے قابل ہو جائے۔

فوائد: اونگھ یہ ہے کہ انسان اپنے پاس والے کی بات تو سنے لیکن سمجھ نہ سکے ایسی حالت میں نمازی کو چاہیئے کہ وہ سلام پھیر کر سو جائے چونکہ ایسی حالت میں ادا شدہ نماز کو دھرانے کا آپ نے حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ اونگھنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

٤٢ - باب: اَلْوُضُوءُ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ

باب ۴۲: حدث کے بغیر وضو کرنے کا بیان

١٦٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ. قَالَ: وَكَانَ يُجْزِئُ أَحَدَنَا ٱلْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ. [رواه البخاري: ٢١٤]

۱۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تو ایک ہی وضو کافی ہوتا ہے جب تک حدث نہ ہو۔

فوائد: ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا مستحب ہے ضروری نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر پانچوں نمازیں ایک ہی وضوء سے پڑھی تھیں۔ وضوء علی الوضوء کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ کیونکہ یہ نور علی نور ہے۔

٤٣ - باب: مِنَ ٱلْكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِن بَوْلِهِ

باب ۴۳: اپنے پیشاب سے احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے

١٦٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رضي ٱللّٰه عنهما قَالَ: مَرَّ ٱلنَّبِي ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ ٱلْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ). ثُمَّ قَالَ: (بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ ٱلآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ). ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ رَطْبَةٍ، فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ، فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: (لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا). [رواه البخاري: ٢١٦]

۱۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے کسی باغ سے گزرے تو وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن یہ کسی بڑی بات پر نہیں دیا جا رہا پھر فرمایا ہاں (بڑی ہی ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی' اس کے دو ٹکڑے کرکے ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا' آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا! امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوجائیں گی ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔

فوائد: یہ حدیث نص صریح ہے کہ عذاب زمینی قبر میں ہوتا ہے اور جن لوگوں کو یہ قبر نہیں ملی

ان کے لئے وہی قبر ہے جہاں ان کے ذرات پڑے ہیں قرآن وحدیث میں اس کے علاوہ کسی برزخی قبر کا وجود ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ بعض فتنہ پرور لوگوں کا خیال ہے۔

٤٤ - باب: مَا جَاءَ فِي غَسْلِ ٱلْبَوْلِ

باب ۴۴: پیشاب کو دھونا

١٦٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ، أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهِ. [رواه البخاري: ٢١٧]

۱۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں آپ کے لئے پانی لاتا تھا جس سے آپ استنجا کرتے تھے۔

فوائد: رفع حاجت میں پیشاب بھی آجاتا ہے اس طرح پیشاب کا دھونا ثابت ہوا' حلال جانوروں کا پیشاب اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

٤٥ - باب: تَرْكُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسِ الأَعْرَابِيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے دیہاتی کو کچھ نہ کہا یہاں تک کہ وہ مسجد میں پیشاب سے فارغ ہوگیا

١٦٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَهُ ٱلنَّاسُ، فَقَالَ لَهُمُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ). [رواه البخاري: ٢٢٠]

۱۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول بہا دو کیونکہ تم لوگ آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو تمہیں سختی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی حاجت سے فراغت کے بعد بلایا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کی یاد اور نماز کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے اس اسلوب سے وہ متاثر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔

٤٦ - باب: بَوْلُ ٱلصِّبْيَانِ

باب ۴۶: بچوں کا پیشاب

١٦٧ : عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَتَتْ بِٱبْنٍ لَهَا صَغِيرٍ، لَمْ يَأْكُلِ ٱلطَّعَامَ، إِلَى رَسُولِ

۱۶۷۔ حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللهِ ﷺ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [رواه البخاري: ٢٢٣]

نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا لیکن اسے دھویا نہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے البتہ لڑکی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

٤٧ - باب: اَلْبَوْلُ قَائِمًا وَقَاعِدًا

باب ۴۷: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

١٦٨ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. [رواه البخاري: ٢٢٤]

۱۶۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر تشریف لائے وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا پھر پانی مانگا تو میں آپ کے پاس پانی لایا اور آپ نے وضوء فرمایا:

فوائد: اگر پیشاب کی چھینٹیں بدن پر پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ممانعت کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ (فتح الباری/ص:۳۳۰/ج:۱) نوٹ: رسول اللہ ﷺ عام طور پر بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ (علوی)

٤٨ - باب: اَلْبَوْلُ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرُ بِالْحَائِطِ

باب ۴۸: دیوار کی اوٹ میں اور اپنے ساتھی کے نزدیک ہی پیشاب کرنا

١٦٩ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ. [رواه البخاري: ٢٢٥]

۱۶۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت میں ہے انہوں نے کہا (کہ جب آپ پیشاب کرنے لگے) تو میں آپ سے الگ ہو گیا اور جب آپ نے میری طرف اشارہ کیا تو میں حاضر ہو کر آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا تا آنکہ آپ پیشاب کی حاجت سے فارغ ہو گئے۔

فوائد: جب انسان کی اوٹ لی جا سکتی ہے تو دیوار کی اوٹ بالاولیٰ کافی ہو گی۔ (علوی)

٤٩ - باب: غَسْلُ الدَّمِ

باب ۴۹: خون کا دھونا

١٧٠ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

۱۷۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت

قَالَتْ: جَاءَتِ ٱمْرَأَةٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي ٱلثَّوْبِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: (تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، وَتَنْضَحُهُ، وَتُصَلِّي فِيهِ). [رواه البخاري: ٢٢٧]

ہے انہوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ بتایئے ہم میں سے اگر کسی عورت کو کپڑے میں حیض آ جائے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر رگڑے اور صاف کرکے اس میں نماز پڑھے۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نجاست دور کرنے کے لئے پانی کو ہی استعمال کیا جاتا ہے دوسری مائع چیزیں یعنی سرکہ وغیرہ سے دھونا درست نہیں۔

١٧١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي ٱمْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ ٱلصَّلاَةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ، إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي ٱلصَّلاَةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ ٱلدَّمَ ثُمَّ صَلِّي).

وَقَالَ: (ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلاَةٍ، حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ ٱلْوَقْتُ). [رواه البخاري: ٢٢٨]

١٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسی عورت ہوں کہ اکثر مستحاضہ رہتی ہوں اور کئی دنوں تک پاک نہیں ہوتی' کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نماز مت چھوڑو' یہ ایک رگ کا خون ہے جو حیض نہیں پھر جب تیرے حیض کا وقت آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب وقت گزر جائے تو اپنے بدن (اور کپڑوں) سے خون دھو کر اس کے بعد نماز پڑھو البتہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرتی رہو تاآنکہ پھر حیض کا وقت آجائے۔

فوائد: استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں عورت کا خون جاری رہتا ہے بند نہیں ہوتا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے ہوا یا پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو وہ بھی ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرکے اسے ادا کرتا رہے۔

٥٠ - باب: غَسْلُ ٱلْمَنِيِّ وَفَرْكُهُ

باب ٥٠: منی کا دھونا اور اسے کھرچ ڈالنا

١٧٢ : وعنها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ ٱلْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَيَخْرُجُ إِلَى ٱلصَّلاَةِ،

١٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے (کپڑے سے) جنابت کے اثرات کو دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کے

وَإِنَّ بُقَعَ ٱلْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ٢٢٩]

لئے باہر تشریف لے جاتے اگرچہ آپ کے کپڑے میں پانی کے دھبے باقی ہوتے تھے۔

فوائد: جنابت کے اثرات اگر خشک ہوچکے ہوں تو انہیں کھرچ دینا ہی کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں۔

٥١ - باب: أَبْوَالُ ٱلْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَٱلْغَنَمِ وَمَرَابِضُهَا

باب ۵۱: اونٹ بکریوں اور دیگر چوپائیوں کے پیشاب نیز بکریوں کے باڑے کا حکم

١٧٣ : عَنْ أَنسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ، فَاجْتَوَوُا ٱلْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِلِقَاحٍ، وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَانْطَلَقُوا، فَلَمَّا صَحُّوا، قَتَلُوا رَاعِيَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَٱسْتَاقُوا ٱلنَّعَمَ، فَجَاءَ ٱلْخَبَرُ فِي أَوَّلِ ٱلنَّهَارِ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَلَمَّا ٱرْتَفَعَ ٱلنَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ، وَأُلْقُوا فِي ٱلْحَرَّةِ، يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ. [رواه البخاري: ٢٣٣]

۱۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت' انہوں نے بیان کیا کہ عکل اور عرینہ کے چند لوگ مدینہ منورہ آئے یہاں کی آب وہوا ان کے موافق نہ آئی رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ (جنگل میں صدقہ کی) اونٹنیوں کے پاس چلے جائیں اور وہاں ان کا پیشاب اور دودھ پئیں چنانچہ وہ چلے گئے اور جب صحت مند ہوگئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانور ہانک کر لے گئے صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب میں آدمی روانہ کیے۔ سورج بلند ہونے تک سب کو گرفتار کرلیا گیا۔ چنانچہ آپ کے حکم پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے' آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور گرم سنگلاخ جگہ پر انہیں ڈال دیا گیا وہ پانی مانگتے لیکن انہیں پانی نہ دیا جاتا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کا گوبر اور پیشاب پلید نہیں ہے تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا۔ اور انہوں نے جو سلوک چرواہے کے ساتھ کیا تھا وہی سلوک ان کے ساتھ کیا گیا۔

١٧٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، قَبْلَ أَنْ يُبْنَى ٱلْمَسْجِدُ، فِي مَرَابِضِ ٱلْغَنَمِ. [رواه

۱۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی بننے سے پہلے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

البخاري: ٢٣٤]

فوائد: ظاہر ہے کہ بکریاں وہاں پیشاب وغیرہ کرتی ہیں اس کے باوجود آپ نے وہاں نماز پڑھی معلوم ہوا کہ ان کا پیشاب وغیرہ پلید نہیں البتہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ ان کے مستی میں آنے سے نقصان کا اندیشہ ہے۔

٥٢ - باب: مَا يَقَعُ مِنَ ٱلنَّجَاسَاتِ فِي ٱلسَّمْنِ وَٱلْمَاءِ

باب ۵۲: گھی اور پانی میں نجاستوں کا پڑ جانا

١٧٥ : عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ، فَقَالَ: (أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ، وَكُلُوا سَمْنَكُمْ). [رواه البخاري: ٢٣٥]

۱۷۵۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک چوہیا کے متعلق پوچھا گیا جو گھی میں گر گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ اسے نکال دو اور اس کے قریب جس قدر گھی ہو اسے پھینک دو پھر اپنے باقی گھی کو استعمال کر لو۔

فوائد: بعض روایات میں "جامد" کے الفاظ ہیں معلوم ہوا کہ اگر پگھلا ہوا ہو تو استعمال کے قابل نہیں اور نہ ہی اسے فروخت کرنا جائز ہے' شہد وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ چونکہ پانی بہنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی پلید ہو گا۔

١٧٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ ٱلْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، يَكُونُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا، إِذْ طُعِنَتْ، تَفَجَّرُ دَمًا، ٱللَّوْنُ لَوْنُ ٱلدَّمِ، وَٱلْعَرْفُ عَرْفُ ٱلْمِسْكِ). [رواه البخاري: ٢٣٧]

۱۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگتا ہے قیامت کے دن وہ اپنی اصل حالت میں ہو گا جیسے زخم لگتے وقت تھا خون بہہ رہا ہو گا اس کا رنگ تو خون جیسا ہو گا مگر خوشبو کستوری کی طرح ہو گی۔

فوائد: مشک ہرن کی ناف سے برآمد ہوتا ہے جو دراصل خون ہے مگر جب اس میں خوشبو پیدا ہو گئی تو اس کا حکم خون کا نہ رہا اسی طرح پانی میں نجاست گرنے سے اگر اس کا کوئی وصف بدل جائے تو وہ بھی طہارت پر نہیں رہے گا بلکہ ناپاک ہو جائے گا۔

٥٣ - باب: ٱلْبَوْلُ فِي ٱلْمَاءِ ٱلدَّائِمِ

باب ۵۳: کھڑے پانی میں پیشاب کرنا

١٧٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ

۱۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ

ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي ٱلْمَاءِ ٱلدَّائِمِ ٱلَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ) [رواه البخاري: ٢٣٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کیونکہ ممکن ہے اس میں پھر غسل کرنے کی حاجت ہو جائے۔

فوائد: یہ ممانعت ادب وتنزیہ کے طور پر ہے کیونکہ کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کے بعد اگر اسے نہانے کی ضرورت پڑی تو آدمی کو اس سے نفرت ہوگی۔

٥٤ - باب: إِذَا أُلقِيَ عَلَى ظَهْرِ ٱلْمُصَلِّي قَذَرٌ وجيفَةٌ لَمْ تَفسُدْ عَلَيْهِ صَلاتُهُ

باب ۵۴: جب نمازی کی پشت پر گندگی یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز خراب نہیں ہو گی۔

١٧٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ ٱلْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى ٱلْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: (اَللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ). ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ ٱلدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ ٱلْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ،

۱۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے' ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ آپس میں کہنے لگے تم میں سے کون جاتا ہے کہ فلاں قبیلہ کی اونٹنی کی بچہ دانی لے آئے جسے وہ سجدہ کی حالت میں محمد ﷺ کی پشت پر رکھ دے؟ چنانچہ ایک بدبخت اٹھا اور اسے اٹھا لایا پھر دیکھتا رہا جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے اسے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھ دیا میں یہ سب کچھ دیکھ تو رہا تھا لیکن کچھ نہ کر سکتا تھا کاش کہ مجھے تحفظ حاصل ہوتا' پھر وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے رسول اللہ ﷺ سجدہ ہی میں پڑے رہے اپنا سر نہیں اٹھایا تا آنکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کی پشت سے اسے اٹھا کر پھینک دیا تب آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ یوں بددعا کی یا اللہ قریش سے بدلہ لے' رسول اللہ ﷺ کا یوں بددعا

ثُمَّ سَمَّى: (اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ). وَعَدَّ السَّابِعَ فَنَسِيَهُ الراوي. قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَى، فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ. [رواه البخاري: ٢٤٠]

کرنا ان پر بڑا گراں گزرا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے پھر آپ نے نام بہ نام فرمایا یا اللہ! ابوجہل سے انتقام لے' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت کو اپنے اوپر لازم کر' ساتویں شخص کا بھی نام لیا لیکن راوی کو بھول گیا' حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کو دیکھا جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا بدر کے کنویں میں مرے پڑے تھے۔

فوائد: امام بخاری کا یہی مذہب ہے کہ دوران نماز نجاست لگنے سے نماز میں خلل نہیں آتا البتہ نماز کے آغاز میں ہر قسم کی طہارت کا اہتمام ضروری ہے۔

٥٥ - باب: اَلْبُصَاقُ وَالْمُخَاطُ وَنَحْوُهُ فِي الثَّوْبِ

باب ۵۵: کپڑے میں تھوکنا اور ناک وغیرہ صاف کرنا۔

١٧٩ : عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قال: بَزَقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ٢٤١]

۱۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ (بحالت نماز) اپنے کپڑے میں تھوکا۔

فوائد: اگر منہ میں کوئی نجاست نہ ہو تو آدمی کا تھوک پاک ہے اور اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ایسے پانی سے وضوء کیا جا سکتا ہے۔

٥٦ - باب: غَسْلُ الْمَرْأَةِ الدَّمَ عَنْ وَجْهِ أَبِيهَا

باب ۵۶: عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا

١٨٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَأَلَهُ النَّاسُ: بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهِ فِيهِ

۱۸۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے (غزوہ احد کے وقت) زخم پر کونسی دوا استعمال کی گئی تھی انہوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ

مَاءٌ، وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، وأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ، فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ. [رواه البخاري: ٢٤٣]

اپنی ڈھال میں پانی لاتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ مبارک سے خون دھوتی تھیں پھر ایک چٹائی جلائی گئی اور آپ کے زخم میں اسے بھر دیا گیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خون کی بندش کے لئے چٹائی کی راکھ بہترین دوا ہے (الطب:۵۷۲۲) نیز دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں۔

٥٧ - باب: اَلسِّوَاكُ

باب ۵۷: مسواک کرنا

١٨١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ، يَقُولُ أُعْ أُعْ، وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ، كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ. [رواه البخاري: ٢٤٤]

۱۸۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مسواک کرتے دیکھا' مسواک آپ کے منہ میں تھی آپ اع اع کی آواز نکال رہے تھے گویا قے کر رہے ہیں۔

فوائد: وضوء' نماز' تلاوت' قرآن' بیداری' منہ کی خرابی بلکہ ہر وقت مسواک کرنا مسنون عمل ہے' نظر کی تیزی' مسوڑوں کی مضبوطی اور قوت حافظہ کے لئے تو بہت مفید ہے جس کا طب جدید نے بھی اعتراف کیا ہے۔

١٨٢ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. [رواه البخاري: ٢٤٥]

۱۸۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔

٥٨ - باب: دَفْعُ السِّوَاكِ إِلَى الأَكْبَرِ

باب ۵۸: بڑے شخص کو پہلے مسواک دینا

١٨٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الأَكْبَرِ مِنْهُمَا). [رواه البخاري: ٢٤٦]

۱۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو مسواک کرتے دیکھا پھر میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک عمر میں دوسرے سے بڑا تھا میں نے ان میں سے چھوٹے کو مسواک دے دی تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دیجئے تب میں نے وہ مسواک بڑے کو دے دی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے' پینے اور گفتگو کرنے میں بڑوں کو پہلے موقع دیا جائے اگر ترتیب سے

بیٹھے ہوں تو دائیں جانب سے آغاز کیا جائے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کی جا سکتی ہے لیکن اسے دھو کر صاف کر لینا مستحب ہے۔

٥٩ - باب: فَضْلُ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوءِ

باب ۵۹: باوضو سونے کی فضیلت

١٨٤ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ، فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَكَلَّمُ بِهِ). قَالَ: فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغْتُ: اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، قُلْتُ: وَرَسُولِكَ، قَالَ: (لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ). [رواه البخاري: ٢٤٧]

۱۸۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب تم اپنی خوابگاہ میں جاؤ تو پہلے نماز کا سا وضو کرو اور اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو

اے اللہ تیرے ثواب کے شوق میں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنا لیا تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں مگر تیرے ہی پاس' اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر یقین کیا جسے تو نے بھیجا۔

اب اگر تو اس رات مر جائے تو فطرت اسلام پر مرو گے نیز یہ دعائیہ کلمات سب باتوں سے فارغ ہو کر پڑھو' حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات آپ کے سامنے دہرائے جب میں اس جگہ پہنچا آمنت بکتابک الذی انزلت اس کے بعد میں نے ورسولک کہہ دیا آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یوں کہو ((ونبیک الذی ارسلت))

فوائد: معلوم ہوا کہ ادعیہ مسنونہ اور اذکار ماثورہ میں جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان میں تصرف نہیں کرنا چاہئے حدیث میں مذکورہ فضیلت اس شخص کو ملتی ہے جو بیدار رہتے ہوئے آخر میں وضوء کرتا اور آخری گفتگو کے طور پر یہ دعا پڑھتا ہے نیز دائیں جانب لیٹنے سے زیادہ غفلت نہیں ہوتی اور شب خیزی کے لئے آنکھ کھل جاتی ہے نیز اس سے امام بخاری کا اشارہ ہے کہ یہ حدیث کتاب الوضوء کا خاتمہ ہے۔

كتاب الغسل

غسل (نہانے) کا بیان

١ - باب: اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الْغُسْلِ

باب ا: غسل سے پہلے وضوء کرنا

١٨٥ : عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ورضي عنها: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ الشَّعَرِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ.

[رواه البخاري: ٢٤٨]

١٨٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کے وضوء کی طرح وضوء کرتے بعد ازاں اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے پھر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی لے کر اپنے سر پر ڈالتے اس کے بعد اپنے تمام جسم پر پانی بہاتے۔

فوائد: غسل میں بدن پر پانی بہانے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن مسنونہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضوء کیا جائے۔

١٨٦ : عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ

١٨٦۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (غسل کے وقت) پہلے نماز کے وضوء کی طرح وضوء کیا لیکن پاؤں نہیں دھوئے البتہ اپنی شرمگاہ اور جسم پر لگنے والی آلائش کو دھویا پھر اپنے

نَحَّى رِجْلَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا، هٰذِهِ غُسْلُهُ مِنَ ٱلْجَنَابَةِ. [رواه البخاري: ٢٤٩]

اوپر پانی بہایا اس کے بعد جائے غسل سے الگ ہو کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے آپ کا غسل جنابت یہی تھا۔

فوائد: غسل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے پردے کا اہتمام کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے جائیں بعد ازاں دائیں سے پانی ڈال کر شرمگاہ کو دھویا جائے اور اس پر لگی ہوئی آلائش کو دور کیا جائے پھر وضوء کا اہتمام ہو لیکن پاؤں نہ دھوئے جائیں پھر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا کر انہیں اچھی طرح تر کیا جائے پھر تمام بدن پر پانی بہایا جائے آخر میں جائے غسل سے الگ ہو کر پاؤں دھوئے جائیں (الغسل:۲۷۲'۲۸۱) نوٹ: غسل خانہ صاف ہو تو پاؤں وہاں بھی دھوئے جا سکتے ہیں۔ (علوی)

٢ - باب: غُسْلُ ٱلرَّجُلِ مَعَ ٱمْرَأَتِهِ

باب ۲: مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ غسل کرنا

١٨٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ ٱلْفَرَقُ. [رواه البخاري: ٢٥٠]

۱۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کرتے تھے وہ برتن کیا تھا ایک قدح یعنی بڑا پیالہ جسے فرق کہا جاتا تھا۔

٣ - باب: ٱلْغُسْلُ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهِ

باب ۳: ایک صاع یا اس کے قریب (پانی) سے غسل کرنا

١٨٨ : وعنها رضي الله عنها أَنَّها سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ، فَاغْتَسَلَتْ، وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا، وَبَيْنَهَا وبين السائلِ حِجَابٌ. [رواه البخاري: ٢٥١]

۱۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ ان سے جب رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے ایک صاع کے برابر (پانی کا) برتن منگوایا' اس سے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا دوران غسل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سائل کے درمیان پردہ حائل تھا۔

فوائد: اگر آدمی اسراف نہ کرے تو ایک صاع پانی سے بخوبی غسل ہو سکتا ہے اس حدیث پر منکرین حدیث بہت اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں لوگوں کے سامنے غسل کرنے کا بیان ہے لہٰذا احادیث کی صداقت مجروح ہے حالانکہ غسل پس پردہ کیا گیا ہے اور جن کے سامنے آپ نے غسل کیا وہ آپ کے محرم تھے کیونکہ ایک رضاعی بھانجا اور دوسرا رضاعی بھائی تھا (فتح الباری/ص:۳۶۵/ج:۱)

١٨٩ : عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ رضي الله عنهما أَنّه سأَلَهُ رَجُلٌ عن

۱۸۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے غسل کے متعلق پوچھا تو

الغسل؟ فَقَالَ: يَكْفِيكَ صَاعٌ. فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَكْفِينِي، فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعَرًا وَخَيْرٌ مِنْكَ، ثُمَّ أَمَّهُمْ فِي ثَوْبٍ. [رواه البخاري: ٢٥٢]	انہوں نے کہا تجھے ایک صاع پانی کافی ہے ایک دوسرا شخص بولا مجھے تو کافی نہیں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مقدار اس شخص کو کافی ہو جاتی تھی جس کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے اور وہ خود بھی تجھ سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے میں ہماری امامت کرائی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حدیث کے خلاف جھگڑنے والے کو سختی سے سمجھانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حسن بن محمد بن الحنفیہ کو سمجھایا (فتح الباری/ص:۳۶۶/ج:۱)

٤ - باب: مَنْ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلاثاً	**باب ۴: سر پر تین بار پانی بہانے کا بیان**
١٩٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلاثًا). وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا. [رواه البخاري: ٢٥٤]	۱۹۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین دفعہ پانی بہاتا ہوں' یہ کہہ کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا
٥ - باب: مَنْ بَدَأَ بِالحِلاَبِ أَوِ ٱلطِّيبِ عِنْدَ ٱلْغُسْلِ	**باب ۵: نہاتے وقت حلاب (دہی وغیرہ کا استعمال) یا خوشبو سے ابتدا کرنا**
١٩١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا ٱغْتَسَلَ مِنَ ٱلْجَنَابَةِ، دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ ٱلْحِلاَبِ، فَأَخَذَ بِكَفِّهِ، فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ ٱلأَيْمَنِ، ثُمَّ ٱلأَيْسَرِ، فَقَالَ بِهِمَا عَلَى وَسَطِ رَأْسِهِ. [رواه البخاري: ٢٥٨]	۱۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرنے کا ارادہ فرماتے تو کوئی چیز مثل حلاب وغیرہ کے منگواتے اور اسے اپنے ہاتھ میں لے کر پہلے سر کے دائیں حصہ سے ابتداء کرتے پھر بائیں جانب (لگاتے تھے) اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں سے تالو پر مالش کرتے۔

٦ - باب: إذا جامَعَ ثُمَّ عادَ

باب ٦: ہمبستر ہونے کے بعد دوبارہ بیوی کے پاس جانا

١٩٢ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا. [رواه البخاري: ٢٦٧]

١٩٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی بعد میں آپ اپنی سب بیویوں کے پاس دورہ فرماتے پھر دوسرے دن احرام باندھتے باوجودیکہ آپ کے جسم مبارک سے خوشبو کی مہک نکل رہی ہوتی تھی۔

فوائد: مسلم میں ہے کہ جب آدمی ہم بستر ہونے کے بعد دوبارہ بیوی کے پاس جائے تو وضوء کر لے لیکن وضوء کرنے کا حکم وجوب کے لئے نہیں ہے۔ (فتح الباری:١/٣٧٧)

١٩٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: كانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ في ٱلسَّاعَةِ ٱلْواحِدَةِ، مِنَ ٱللَّيْلِ وَالنَّهارِ، وهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ. وَفي رِوايَةٍ: تِسْعُ نِسْوَةٍ. قِيلَ لِأَنَسٍ: أَوَ كانَ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلاثِينَ. [رواه البخاري: ٢٦٨]

١٩٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کا رات دن کی ایک گھڑی میں دورہ کر لیتے باوجودیکہ آپ کی گیارہ بیویاں تھیں ایک دوسری روایت میں نو عورتوں کا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ میں اس قدر طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا، ہم تو کہا کرتے تھے آپ کو تیس مردوں کی قوت ملی ہے۔

فوائد: گیارہ سے مراد نو بیویاں اور دو آپ کی کنیز ہیں ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا ریحانہ تھا۔ رضی اللہ عنہن

٧ - باب: مَنْ تَطَيَّبَ واغتَسَلَ

باب ٧: خوشبو لگا کر نہانا

١٩٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ، في مَفْرِقِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [رواه البخاري: ٢٧١]

١٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں جب آپ احرام باندھ رہے ہوتے۔

فوائد: باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کا غسل کیا تھا معلوم ہوا کہ پہلے خوشبو لگائی پھر غسل فرمایا۔

٨ - باب: تَخْلِيلِ الشَّعَرِ أثناء الغسلِ

باب ٨: دوران غسل بالوں میں خلال کرنا

١٩٥ : وعَنْها رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنابَةِ، غَسَلَ يَدَيْهِ، وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدَيْهِ شَعَرَهُ، حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَه، أَفاضَ عَلَيْهِ المَاءَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ. [رواه البخاري: ٢٧٢]

١٩٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور نماز کے وضوء جیسا وضوء فرماتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے بالوں کا خلال کرتے جب آپ سمجھ لیتے کہ کھال تر ہو چکی ہے تو اس پر تین بار پانی بہاتے پھر اپنا باقی جسم دھوتے۔

٩ - باب: إِذَا ذَكَرَ فِي المَسجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ يَخرُجُ كَمَا هُوَ وَلاَ يَتَيَمَّمْ

باب ٩: مسجد میں آنے کے بعد جنابت کا علم ہو تو فورا نکل جائے اور تیمم نہ کرے

١٩٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيامًا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ، ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ، فَقالَ لَنَا: (مَكَانَكُمْ). ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ. [رواه البخاري: ٢٧٥]

١٩٦۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی جب صفیں برابر ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مصلے پر کھڑے ہوتے ہی آپ کو یاد آیا کہ جنابت سے ہیں چنانچہ آپ نے ہم سے فرمایا اپنی جگہ پر رہو' پھر آپ لوٹ گئے اور جلدی سے غسل کرکے واپس تشریف لائے اور آپ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے (نماز) کے لئے اللہ اکبر کہا اور ہم سب نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر غسل جنابت میں دیر ہو جائے تو چنداں حرج نہیں ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان یا تکبیر کے بعد کسی معقول عذر کی بناء پر مسجد سے نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں (الاذان:٦٣٩)

١٠ - باب: مَن اغْتَسَلَ عُرْيَاناً وَحْدَهُ فِي خَلْوَةٍ

باب ١٠: گوشہ تنہائی میں ننگے نہانا

١٩٧ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ، فَقَالُوا: وَاللهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلاَّ أَنَّهُ آدَرُ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ، يَقُولُ: ثَوْبِي يَا حَجَرُ، ثوبي يَا حَجَر، حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى، فَقَالُوا: وَاللهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ، فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا). فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ، سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ، ضَرْبًا بِالْحَجَرِ. [رواه البخاري: ٢٧٨]

١٩٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بنی اسرائیل ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہوکر غسل کیا کرتے تھے جبکہ موسیٰ علیہ السلام تنہا نہاتے بنی اسرائیل نے کہا اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اس لئے غسل نہیں کرتے کہ آپ مرض فتق میں مبتلا ہیں' اتفاق سے ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے نہاتے وقت اپنا لباس ایک پتھر پر رکھ دیا' ہوا یوں کہ وہ پتھر ان کا لباس لے بھاگا' حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے تعاقب میں یہ کہتے ہوئے دوڑے' اے پتھر! میرے کپڑے دے دے' اے پتھر! میرے کپڑے دے دے' یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا اور کہنے لگے واللہ موسیٰ علیہ السلام کو کوئی بیماری نہیں' موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لئے اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کی مار کے چھ یا سات نشان اس پتھر پر اب بھی موجود ہیں۔

فوائد: بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خصیے بڑے ہوئے ہیں اس لئے شرم کے مارے ہمارے ساتھ نہیں نہاتے مبادا عیب ظاہر ہو جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کے پیش نظر دوسروں کے سامنے ستر کھولنا جائز ہے (فتح الباری/ص:٣٨٦/ج:١)

١٩٨ : وعَنْه رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ

١٩٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہارہے تھے کہ ان پر سونے کی مکڑیاں برسنے لگیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام انہیں

رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى وَعِزَّتِكَ، وَلٰكِنْ لاَ غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ). [رواه البخاري: ٢٧٩]

اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آواز دی' اے ایوب! جو تم دیکھ رہے ہو کیا میں نے تمہیں ان سے بے نیاز نہیں کیا حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا! مجھے تیری عزت کی قسم! کیوں نہیں مگر میں تیرے کرم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہوں۔

فوائد : اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام بھی ثابت ہوتی ہے (التوحید:۷۴۹۳) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس صفت میں آواز بھی ہے۔

١١ - باب: اَلتَّسَتُّرِ فِي ٱلْغُسْلِ عِنْدَ ٱلنَّاسِ

باب ۱۱: لوگوں کے سامنے نہاتے وقت پردہ کرنا

١٩٩ : عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَامَ ٱلْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: (مَنْ هٰذِهِ؟). فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِىءٍ. [رواه البخاري: ٢٨٠]

۱۹۹۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ پر پردہ کیے ہوئے تھیں' آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا جناب میں ہوں ام ہانی رضی اللہ عنہا

١٢ - باب: عَرَقِ ٱلْجُنُبِ وَأَنَّ ٱلْمُؤْمِنَ لاَ يَنْجُسُ

باب ۱۲: جنبی کا پسینہ اور مسلمان کا ناپاک نہ ہونا

٢٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طُرُقِ ٱلْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، قَالَ: فَٱنْخَنَسْتُ مِنْهُ، فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: (أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟). قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ: (سُبْحَانَ ٱللهِ، إِنَّ

۲۰۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مدینہ کے کسی راستہ میں ملے اور خود ابوھریرہ رضی اللہ عنہ جنابت سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے الگ ہوگیا جب غسل کرکے واپس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا' ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! تم کہاں چلے گئے تھے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے نہانے کی حاجت تھی تو میں نے طہارت کے بغیر آپ کے پاس بیٹھنا برا خیال کیا آپ نے فرمایا

اَلْمُؤْمِنَ لاَ يَنْجُسُ). [رواه البخاري: ۲۸۳] سبحان اللہ! مومن کسی حال میں نجس نہیں ہوتا۔

فوائد: اس حدیث سے پسینے کے پاک ہونے کا بایں طور ثبوت ملتا ہے کہ جب بدن پاک ہے تو جو بدن سے برآمد ہو اسے بھی پاک ہونا چاہئے' واضح رہے کہ جنبی کی نجاست حکمی ہے اور کافر کی اعتقادی جب تک بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو نجس نہیں ہوتا۔

۱۳ - باب: مَبِيت الجُنُبِ إذا تَوضَّأ....

باب ۱۳: جنابت کے بعد صرف وضوء کرکے سونا

۲۰۱ : عَنْ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: سَأَلَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: (نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ). [رواه البخاري: ۲۸۷]

۲۰۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" جب تم میں کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو وضو کرلے اور سو جائے۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پہلے شرم گاہ سے الائش کو دھوئے پھر نماز کا سا وضوء کرے لیکن اس وضوء سے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ جنابت کی حالت میں غسل کے بغیر نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں۔

۱٤ - باب: إِذَا ٱلتَقَى ٱلخِتَانَانِ

باب ۱۴: جب (بیوی خاوند کے) ختان مل جائیں (تو غسل ضروری ہونا)

۲۰۲ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا ٱلأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ ٱلْغُسْلُ). [رواه البخاري: ۲۹۱]

۲۰۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب مرد (اپنی) عورت کے چاروں حصوں کے درمیان بیٹھ گیا پھر اس کے ساتھ کوشش کی یعنی دخول کیا تو یقیناً غسل واجب ہوگیا۔

فوائد: بعض حضرات نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو شاید انہیں یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔

كتاب الحيض
حیض کا بیان

١ - باب: الأمرُ بِالنُّفَسَاءِ إذا نَفِسْنَ

٢٠٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا لاَ نَرَى إِلَّا ٱلْحَجَّ، فَلَمَّا كُنتُ بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، قَالَ: (مَا لَكِ أَنفِسْتِ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ ٱللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي ٱلْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ). قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ. [رواه البخاري: ٢٩٤]

باب ا: حائضہ کو (دوران حج) کیا کرنا چاہیئے

٢٠٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم سب مدینہ منورہ سے صرف حج کے ارادہ سے نکلے اور جب مقام سرف پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تجھے حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ یہ امر تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے اس لئے حاجیوں کے سب کام کرتی رہو البتہ کعبہ کا طواف نہ کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی دی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ دیگر مناسک حج ادا کرنے کی پابند ہے۔ (الحج:١٦٥٠)

٢ - باب: غَسْلُ ٱلحَائِضِ رَأْسَ زَوجِهَا وَتَرجِيلِه

باب ۲: حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا اور اس میں کنگھی کرنا

٢٠٤ : وعَنْها رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ. [رواه البخاري: ٢٩٥]

۲۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت انہوں نے فرمایا کہ میں بحالت حیض رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حائضہ عورت گھر کا کام کاج اور خاوند کی دیگر خدمات سرانجام دے سکتی ہے۔

٢٠٥ : وَفي رواية: وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي ٱلمَسْجِدِ، يُدْنِي لَهَا رَأْسَهُ، وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا، فَتُرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ. [رواه البخاري: ٢٩٦]

۲۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور اپنا سر مبارک اس کے قریب کر دیتے اور وہ خود بحالت حیض اپنے حجرہ میں رہتے ہوئے انہیں کنگھی کر دیا کرتی تھیں۔

٣ - باب: قِرَاءَة الرَّجُلِ فِي حَجْرِ ٱمرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

باب ۳: مرد کا اپنی حائضہ بیوی کی گود میں (تکیہ لگا کر) قرآن پڑھنا

٢٠٦ : وعَنْها رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ ٱلْقُرْآنَ. [رواه البخاري: ٢٩٧]

۲۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں تکیہ لگا لیتے تھے جبکہ میں حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے۔

فوائد: حائضہ عورت اور جنبی مرد قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا البتہ ان کی گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھنا چیزے دیگر است۔

٤ - باب: مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا

باب ۴: حیض کو نفاس کہنا

٢٠٧ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي،

۲۰۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک مجھے حیض آ گیا میں آہستہ سے سرک گئی اور اپنے

قَالَ: (أَنفِسْتِ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي ٱلْخَمِيلَةِ. [رواه البخاري: ۲۹۸]

حیض کے کپڑے پہن لئے تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں نفاس آگیا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں' پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں اسی چادر میں آپ کے ساتھ لیٹ گئی۔

٥ - باب: مُبَاشَرَةِ ٱلْحَائِضِ

باب ۵: حائضہ عورت کے ساتھ لیٹنا

۲۰۸ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، كِلَانَا جُنُبٌ، وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ، فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. [رواه البخاري: ۲۹۹-۳۰۱]

۲۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کرتے اسی طرح میں حیض سے ہوتی اور آپ حکم دیتے تو میں ازار پہن لیتی پھر آپ میرے ساتھ لیٹ جاتے نیز آپ بحالت اعتکاف اپنا سر مبارک میری طرف کر دیتے تو میں اس کو دھو دیتی باوجودیکہ خود حیض سے ہوتی۔

۲۰۹ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا، فَأَرَادَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يُبَاشِرَهَا، أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا. قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ، كَمَا كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ. [رواه البخاري: ۳۰۲]

۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت میں یوں ہے فرماتی ہیں ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا اور رسول اللہ ﷺ اس سے اختلاط چاہتے تو اسے حکم دیتے کہ اپنے حیض کے غلبہ کے وقت ازار پہن لے پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش پر اس قدر قابو رکھتا ہو جس قدر رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش پر قابو یافتہ تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس کا اپنے جذبات پر کنٹرول نہ ہو وہ ایسے اختلاط سے اجتناب کرے مبادا کسی حرام کا مرتکب ہو جائے۔

٦ - باب: تَرْكُ ٱلْحَائِضِ ٱلصَّوْمَ

باب ٦: حائضہ کا روزہ چھوڑنا

۲۱۰ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ علينا

۲۱۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي أَضْحَى، أَو فِطْرٍ، إِلَى ٱلْمُصَلَّى، فَمَرَّ عَلَى ٱلنِّسَاءِ، فَقَالَ: (يَا مَعْشَرَ ٱلنِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ ٱلنَّارِ). فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (تُكْثِرْنَ ٱللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ ٱلْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ ٱلرَّجُلِ ٱلْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ). قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (أَلَيْسَ شَهَادَةُ ٱلْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ ٱلرَّجُلِ؟). قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: (فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟). قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: (فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا). [رواه البخاري: ٣٠٤]

عید الفطر میں نکلے اور عید گاہ میں عورتوں کی جماعت پر گزرے تو آپ نے فرمایا عورتو! خیرات کرو کیونکہ میں نے تمہاری اکثریت کو دوزخی دیکھا ہے وہ بولیں یا رسول اللہ ﷺ! کیوں؟ آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو میں نے تم سے زیادہ کسی کو دین اور عقل میں نقص رکھنے کے باوجود پختہ رائے مرد کی عقل کو لے جانے والا نہیں پایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہماری عقل اور دین میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کیا عورت کی گواہی شرعا مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک ہے آپ نے فرمایا یہی اس کی عقل کا نقصان ہے پھر آپ نے فرمایا کیا یہ امرواقعہ نہیں کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے انہوں نے کہا ہاں یہ تو ہے آپ نے فرمایا بس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

٧ - باب: اعتِكَاف المستحَاضَةِ

باب ۷: مستحاضہ کا اعتکاف بیٹھنا

٢١١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ ٱعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ، وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى ٱلدَّمَ، فَرُبَّمَا وَضَعَتِ ٱلطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ ٱلدَّمِ. [رواه البخاري: ٣٠٩]

۲۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کی ایک اہلیہ نے اعتکاف کیا حالانکہ اسے استحاضہ کی بیماری تھی کہ وہ اکثر خون دیکھتی رہتی اور عام طور پر وہ اپنے نیچے خون کی وجہ سے طشت رکھ لیا کرتی تھیں۔

فوائد: جو شخص دائم الحدث ہو یا جس کے زخموں سے خون بہتا رہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

٨ - باب: ٱلطِّيبِ لِلمرأَةِ عِنْدَ غُسلِهَا مِنَ ٱلمحِيضِ

باب ۸: غسل حیض سے فراغت کے بعد عورت کا خوشبو لگانا

٢١٢ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ

۲۱۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلاَ نَكْتَحِلَ، وَلاَ نَتَطَيَّبَ، وَلاَ نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلاَّ ثَوْبَ عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ، إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا، فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ. [رواه البخاري: ٣١٣]

نے فرمایا کہ ہمیں کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی ممانعت کی جاتی تھی مگر شوہر (کے مرنے) پر چار مہینے دس دن تک (سوگ کا حکم تھا) نیز یہ بھی حکم تھا کہ اس دوران نہ ہم سرمہ لگائیں نہ خوشبو اور نہ ہی کوئی رنگین کپڑا پہنیں مگر جس کپڑے کا دھاگہ بناوٹ سے رنگا ہوا ہو البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت یہ اجازت تھی کہ جب حیض کا غسل کرے تو تھوڑا سا کست اظفار (خوشبو کی ایک قسم) استعمال کر لے اس کے علاوہ جنازوں کے ساتھ جانے کی بھی ممانعت کر دی گئی تھی۔

فوائد: ہمارے برصغیر کی بیشتر عورتیں اس امر نبوی کو نظر انداز کر دیتی ہیں حیض سے فراغت کے بعد کراہت و نفرت کو دور کرنے کے لئے خوشبو کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔

٩ - باب: دَلْك الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَت مِنَ الْمحيضِ

باب ٩: غسل حیض کے وقت بدن ملنے کا بیان

٢١٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: (خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ، فَتَطَهَّرِي بِهَا). قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: (تَطَهَّرِي بِهَا). قَالَتْ: كَيْفَ؟ قَالَ: (سُبْحَانَ اللهِ، تَطَهَّرِي). فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ. [رواه البخاري: ٣١٤]

٢١٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے غسل حیض کے متعلق پوچھا؟ آپ نے اس کے سامنے غسل کی کیفیت بیان کی (اور) فرمایا کہ کستوری لگا ہوا روئی کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر، وہ کہنے لگی کیسے طہارت کروں؟ آپ نے فرمایا، سبحان اللہ! پاکیزگی حاصل کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور اسے سمجھایا کہ اسے مقام خون یعنی شرمگاہ پر لگا لے۔

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ عورت کو اپنے سر پر پانی ڈال کر خوب ملنا چاہیے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہائے۔

١٠ - باب: اَمْتِشَاط الْمَرأةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ

باب ۱۰: غسل حیض کے وقت بالوں میں کنگھی کرنا

٢١٤ : وعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ ٱلْوَدَاعِ، فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ ٱلْهَدْيَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ، وَلَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱنْقُضِي رَأْسَكِ، وَٱمْتَشِطِي، وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ). فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ ٱلْحَجَّ، أَمَرَ عَبْدَ ٱلرَّحْمٰنِ، لَيْلَةَ ٱلْحَصْبَةِ، فَأَعْمَرَنِي مِنَ ٱلتَّنْعِيمِ، مَكَانَ عُمْرَتِي ٱلَّتِي نَسَكْتُ. [رواه البخاري: ٣١٦]

۲۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجتہ الوداع میں احرام باندھا تو میں ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے حج تمتع کی نیت کی تھی اور اپنے ساتھ قربانی نہیں لائے تھے (اتفاق سے) مجھے حیض آ گیا اور شب عرفہ تک پاک نہ ہوئی تب میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو عرفہ کی رات آ گئی اور میں نے تو عمرے کا احرام باندھا تھا (اب کیا کروں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنا سر کھول کر کنگھی کرو اور اپنے عمرے کے اعمال کو موقوف کر دو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں حج سے فارغ ہو گئی تو آپ نے شب محصب (میرے بھائی) عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو وہ میرے' اس عمرے کے بدلے جس میں میں نے احرام باندھا تھا مجھے مقام تنعیم سے دوسرا عمرہ کرا لائے۔

١١ - باب: نَقْضُ الْمَرأةِ شَعَرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيضِ

باب ۱۱: غسل حیض کے وقت عورت کا اپنے بال کھولنا

٢١٥ : وعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي ٱلْحِجَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ، فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ). فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ، وسَاقَتِ الحَدِيثَ، وَذَكَرَتْ

۲۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ ہم ذوالحجہ کے چاند کے قریب حج کو نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور خود میں اگر ھدی (جانور) نہ لایا ہوتا تو عمرہ کا احرام باندھتا اس پر کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا او کچھ نے حج کا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوری حدیث بیان

حَيْضَتَهَا قالت: أَرْسَلَ مَعِي أَخِي عَبْدَ ٱلرَّحْمٰنِ إِلَى ٱلتَّنْعِيمِ، فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ. وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَٰلِكَ، هَدْيٌ وَلاَ صَوْمٌ وَلاَ صَدَقَةٌ. [رواه البخاري: ٣١٧]

کی اور اپنے حیض کا بھی تذکرہ کیا اور فرمایا کہ آپ نے میرے ہمراہ میرے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو مقام تنعیم تک بھیجا وہاں سے میں نے عمرے کا احرام باندھا اور ان سب باتوں میں نہ قربانی لازم ہوئی' نہ روزہ رکھنا پڑا اور نہ ہی صدقہ دینا پڑا۔

فوائد: اس حدیث میں غسل حیض کے وقت اپنے بال کھولنے کا بھی ذکر ہے جسے متن میں اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔

١٢ - باب: لا تقضِي الحَائِضُ الصَّلاَةَ

باب ۱۲: حائضہ کا نماز کی قضا نہ دینا

٢١٦ : وعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً قَالَتْ: أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلاَتَهَا إِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَلاَ يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلاَ نَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٣٢١]

۲۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت ہے کہ ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ کیا ہمیں ایام طہارت کی نمازیں کافی ہیں حیض کی نمازوں کی قضا ضروری نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو حروریہ (خارجی) معلوم ہوتی ہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض آتا تو آپ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے یا فرمایا کہ ہم قضا نہیں پڑھتی تھیں۔

فوائد: اس مسئلہ پر اجماع ہے البتہ چند خوارج کا موقف ہے کہ حائضہ کو فراغت کے بعد فوت شدہ نمازوں کی قضاء دینا چاہیے غالباً اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائلہ کو حروریہ کہا ہے کیونکہ یہ ایک ایسے مقام کی نسبت ہے جہاں خارجی اکٹھے ہوئے تھے۔

١٣ - باب: ٱلنَّوْمُ مَعَ الحَائِضِ فِي ثِيَابِهَا

باب ۱۳: حیض کے کپڑے پہننے کے باوجود حائضہ عورت کے ساتھ لیٹنا

٢١٧ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا حديثُ حَيْضِها وهي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في الخَميلةِ، ثمَّ قالت في هذهِ الرواية: إِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يُقَبِّلُهَا

۲۱۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حیض کے متعلق حدیث نمبر ۲۰۷ پہلے گزر چکی ہے جس میں ہے کہ وہ بحالت حیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوتی تھیں اور اس میں یہ بھی بیان کیا

وَهُوَ صَائِمٌ. [ر: ٢٠٧] [رواه البخاري: ٣٢٢]

گیا ہے رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کے ساتھ بوس و کنار کرتے تھے۔

١٤ - باب: شُهُودُ ٱلحَائِضِ ٱلعِيدَيْنِ

باب ۱۴: حائضہ عورت کا عیدین میں شمولیت کرنا

٢١٨ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (تَخْرُجُ ٱلْعَوَاتِقُ، وَذَوَاتُ ٱلْخُدُورِ، أَوِ ٱلْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ ٱلْخُدُورِ، وَٱلْحُيَّضُ، وَلْيَشْهَدْنَ ٱلْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ ٱلْمُؤْمِنِينَ، وَيَعْتَزِلُ ٱلْحُيَّضُ ٱلْمُصَلَّى). قِيلَ لَهَا: ٱلْحُيَّضُ؟ فَقَالَتْ: أَلَيْسَ يَشْهَدْنَ عَرَفَةَ، وَكَذَا وَكَذَا. [رواه البخاري: ٣٢٤]

۲۱۸۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دوشیزہ عورتیں، پردہ نشین خواتین اور حائضہ عورتیں (سب عید کے لئے) باہر نکلیں اور مسلمانوں کی مجالس خیر اور دعا میں شامل ہوں مگر حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں کسی نے پوچھا کہ حائضہ عورتیں بھی شریک ہوں؟ تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کیا حیض والی عورتیں عرفات اور فلاں فلاں مقامات پر حاضر نہیں ہوتیں؟

١٥ - باب: ٱلصُّفْرَةُ وَٱلْكُدْرَةُ فِي غَيْرِ أَيَّامِ ٱلحَيضِ

باب ۱۵: ایام حیض کے علاوہ خاکستری اور زرد رنگ دیکھنا

٢١٩ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا لَا نَعُدُّ ٱلْكُدْرَةَ وَٱلصُّفْرَةَ شَيْئًا. [رواه البخاري: ٣٢٦]

۲۱۹۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم مٹیالا پن اور زردی کو کچھ نہ سمجھتے تھے یعنی اسے حیض خیال نہ کرتے تھے۔

فوائد: اگر مخصوص ایام اس رنگت کا خون برآمد ہو تو اسے حیض ہی سمجھا جائے گا اگر دیگر ایام میں دیکھا جائے تو اسے حیض نہ خیال کیا جائے۔

١٦ - باب: ٱلمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ ٱلإِفَاضَةِ

باب ۱۶: طواف افاضہ کے بعد حیض کا آنا

٢٢٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ. أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ صَفِيَّةَ

۲۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (آپ کی اہلیہ)

بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ؟). فَقَالُوا: بَلَى، قَالَ: (فَاخْرُجِي). [رواه البخاري: ۳۲۸]

صفیہ کو حیض آگیا ہے آپ نے فرمایا شاید وہ ہمیں روک رکھے گی؟ کیا اس نے تمہارے ساتھ طواف (افاضہ) نہیں کیا؟ انہوں نے کہا طواف تو کر چکی ہے آپ نے فرمایا تو پھر چلو (کیونکہ طواف وداع حائضہ کے لئے ضروری نہیں)

فوائد: طواف افاضہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو کیا جاتا ہے یہ فرض اور حج کا رکن ہے البتہ طواف وداع جو کعبہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے وہ حائضہ کے لئے ضروری نہیں ہے۔

۱۷ - باب: اَلصَّلَاةُ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتُهَا

باب ۱۷: نفاس والی عورت کا جنازہ پڑھنا اور اس کا طریقہ

۲۲۱: عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ، فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ وَسَطَهَا. [رواه البخاري: ۳۳۲]

۲۲۱۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت دوران زچگی فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور جنازہ پڑھتے وقت اس کے درمیان (کمر کے سامنے) کھڑے ہوئے

۱۸ - باب

باب ۱۸:

۲۲۲: عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا لَا تُصَلِّي، وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَتِهِ، إِذَا سَجَدَ أَصَابَهَا بَعْضُ ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ۳۳۳]

۲۲۲۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ جب وہ حائضہ ہوتیں اور نماز نہ پڑھتیں تو بھی رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ کے پاس لیٹی رہتیں رسول اللہ ﷺ اپنی چادر پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو آپ کا کچھ کپڑا ان سے مس ہو جاتا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز حائضہ عورت سے کپڑا چھو جانے یا اس کے بستر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں (الصلوۃ:۵۱۷)

كتاب التيمم
تیمم کا بیان

١ - [باب: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً﴾]

باب ا: تیمم کی آیات: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً﴾ کا شان نزول

٢٢٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ ٱلْجَيْشِ، ٱنْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى ٱلتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ ٱلنَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَأَتَى ٱلنَّاسُ إِلَى أَبي بَكْرٍ ٱلصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلاَ تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَٱلنَّاسِ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ

۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش کے لئے قیام فرمایا تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے مگر وہاں کہیں پانی نہ تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے' آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے ران پر سر رکھے محو استراحت تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم نے رسول اللہ ﷺ اور سب

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَٱلنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُم مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ مَا شَاءَ ٱللهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلاَ يَمْنَعُنِي مِنَ ٱلتَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ آيَةَ ٱلتَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ ٱلْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. [رواه البخاري: ٣٣٤]

لوگوں کو یہاں ٹھہرا لیا حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں ہے اور نہ ہی اس جگہ دستیاب ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا (برا بھلا) کہا نیز میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکا لگانے لگے لیکن میں نے حرکت اس لئے نہ کی کہ میرے ران پر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک تھا صبح کے وقت جب اس بے آب مقام پر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات تیمم نازل فرمائی چنانچہ لوگوں نے تیمم کر لیا اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بولے اے آل ابوبکر! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی ہم نے اسے اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ باپ اپنی بیٹی کی شادی کے بعد بھی اسے کسی بات پر ڈانٹ ڈپٹ کر سکتا ہے چونکہ اس حدیث میں ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء اور تیمم کے بغیر نماز پڑھ لی معلوم ہوا کہ اگر وضوء کے لئے پانی اور تیمم کے لئے مٹی نہ ملے تو یوں ہی نماز پڑھ لی جائے۔ (التیمم:۳۳۶)

٢٢٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أُعْطِيتُ خَمْسًا، لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ ٱلأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ ٱلصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ ٱلْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ ٱلشَّفَاعَةَ، وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى

۲۲۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں ایک یہ کہ مجھے ایک مہینہ کی مسافت پر بذریعہ رعب مدد دی گئی ہے دوسری یہ کہ تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی اب میری امت میں جس شخص پر نماز کا وقت آجائے چاہیئے کہ نماز پڑھ لے (اگرچہ وہاں مسجد اور پانی نہ ہو) تیسری یہ کہ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے حالانکہ پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا

ٱلنَّاسِ عَامَّةً). [رواه البخاري: ٣٣٥]

چوتھی یہ کہ مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی۔ پانچویں یہ کہ پہلے نبی خاص اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا مگر میں سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

٢ - باب: ٱلتَّيَمُّمُ فِي ٱلْحَضَرِ إِذَا لَم يَجِدِ ٱلْمَاءَ وَخَافَ فَوتَ ٱلصَّلَاةِ

باب ۲: پانی نہ ملے اور نماز کے قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو حضر میں تیمم کرنا

٢٢٥ : عَنْ أَبِي جُهَيْمِ بْنِ ٱلْحارِثِ الأَنْصارِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقْبَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ٱلنَّبِيُّ ﷺ السَّلامَ، حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى ٱلْجِدارِ، فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامَ. [رواه البخاري: ٣٣٧]

۲۲۵۔ حضرت ابو جہیم بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک دفعہ بئر جمل کی طرف سے آرہے تھے کہ راستہ میں ایک شخص ملا اس نے آپ کو سلام کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ ایک دیوار کے پاس آئے اور اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کیا یعنی تیمم فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فوائد: جب سلام کا جواب دینے کے لئے تیمم جائز ہے تو حضر میں نماز کے لئے بطریق اولی جائز ہو گا۔ جبکہ پانی دستیاب نہ ہو اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو۔

٣ - باب: ٱلْمُتَيَمِّمُ هَل يَنفُخُ فِيهِمَا

باب ۳: تیمم کرنے والے کا ہاتھوں پر پھونک مارنا

٢٢٦ : عَنْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ أَنَّه قَالَ لِعُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا). فَضَرَبَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ

۲۲۶۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو یاد ہے کہ میں اور آپ دونوں سفر میں تھے اور جنبی ہوگئے تھے۔ آپ نے تو نماز نہیں پڑھی تھی اور میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان

بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. [رواه البخاري: ٣٣٨]

میں پھونک ماری پھر اس سے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

فوائد: اس حدیث میں تیمم کا طریقہ بھی بیان ہوا ہے کہ حدث یا جنابت دور کرنے کی نیت سے پاک مٹی سے ہاتھوں اور منہ کا مسح کرنا چاہئے نیز تیمم کے لئے صرف ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مارنا کافی ہے (التیمم:٣٤٧) یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پانی کے استعمال سے بیماری کا اندیشہ ہو یا پینے کے لئے پانی نہ بچتا ہو تو بھی تیمم کیا جا سکتا ہے (التیمم:٣٤٥،٣٤٦)

٤ - باب: اَلصَّعِيدُ اَلطَّيِّبُ وَضُوءُ اَلْمُسْلِمِ يَكْفِيهِ عن اَلْمَاءِ

باب ۴: پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اور اسے پانی کے بدلے کافی ہے

٢٢٧ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَلْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُما قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ اَلنَّبِيِّ ﷺ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا، حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اَللَّيْلِ، وَقَعْنَا وَقْعَةً، وَلا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ اَلْمُسَافِرِ مِنْهَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلاَّ حَرُّ اَلشَّمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اَسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ اَلْخَطَّابِ اَلرَّابِعُ، وَكَانَ اَلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَامَ لَمْ نُوقِظْهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ، لأَنَّا لاَ نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ، فَلَمَّا اَسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ اَلنَّاسَ، وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا، فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، حَتَّى اَسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ اَلنَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا اَسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ اَلَّذِي أَصَابَهُمْ، قَالَ: (لاَ ضَيْرَ أَوْ لاَ يَضِيرُ، اَرْتَحِلُوا). فَارْتَحلوا فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ نَزَلَ

٢٢٧۔ حضرت عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے اور رات بھر چلتے رہے جب آخر شب ہوئی تو ہم کچھ دیر کے لئے سو گئے اور مسافر کے نزدیک اس وقت سے زیادہ کوئی نیند میٹھی نہیں ہوتی ایسے سوئے کہ آفتاب کی گرمی سے ہی بیدار ہوئے سب سے پہلے جس کی آنکھ کھلی وہ فلاں شخص تھا پھر فلاں شخص اور پھر فلاں شخص پھر چوتھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جاگے اور (ہمارا قاعدہ یہ تھا کہ) جب رسول اللہ ﷺ استراحت فرماتے تو کوئی آپ کو بیدار نہ کرتا تھا تا آنکہ آپ خود بیدار ہو جاتے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کو خواب میں کیا پیش آرہا ہے؟ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیدار ہو کر وہ حالت دیکھی جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ دلیر آدمی تھے انہوں نے باآواز بلند تکبیر کہنا شروع کی سو وہ برابر اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے رہے یہاں تک کہ ان کی آواز سے رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے جب آپ جاگ

فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ، وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا ٱنْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ ٱلْقَوْمِ، قَالَ: (مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ ٱلْقَوْمِ؟). قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ، قَالَ: (عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ). ثُمَّ سَارَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَاشْتَكَى إِلَيْهِ ٱلنَّاسُ مِنَ ٱلْعَطَشِ، فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا وَدَعَا عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقَالَ ﷺ: (ٱذْهَبَا فَابْتَغِيَا ٱلْمَاءَ). فَانْطَلَقَا، فَلَقِيَا ٱمْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ، أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا، فَقَالَا لَهَا: أَيْنَ ٱلْمَاءُ؟ قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ ٱلسَّاعَةَ، وَنَفَرُنَا خُلُوفٌ، قَالَا لَهَا: ٱنْطَلِقِي إِذًا، قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَا: إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قَالَتِ: ٱلَّذِي يُقَالُ لَهُ ٱلصَّابِئُ؟ قَالَا: هُوَ ٱلَّذِي تَعْنِينَ، فَانْطَلِقِي، فَجَاءَا بِهَا إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَاهُ ٱلْحَدِيثَ، قَالَ: فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ ٱلْمَزَادَتَيْنِ، أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ، وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا، وَأَطْلَقَ ٱلْعَزَالِيَ، وَنُودِيَ فِي ٱلنَّاسِ: ٱسْقُوا وَٱسْتَقُوا، فَسَقَى مَنْ سَقَى، وَٱسْتَقَى مَنْ شَاءَ، وَكَانَ آخِرَ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى ٱلَّذِي أَصَابَتْهُ

اٹھے تو لوگوں نے آپ سے اس مصیبت کا شکوہ کیا جو ان پر پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں یا اس سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔ چلو اب کوچ کرو پھر لوگ روانہ ہوئے تھوڑی سی مسافت کے بعد آپ اترے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضوء کیا نماز کے لئے اذان دی گئی اس کے بعد آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص کو گوشہ تنہائی میں بیٹھے دیکھا جس نے ہم لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا اے فلاں شخص! تیرے لئے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کونسی چیز مانع ہوئی؟ اس نے عرض کیا کہ میں جنبی ہوں اور پانی موجود نہ تھا آپ نے فرمایا تجھے پاک مٹی سے تیمم کرنا چاہئے تھا۔ وہ تجھے کافی ہے پھر رسول اللہ ﷺ چلے تو لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ اترے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے شخص کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو اس پر وہ دونوں روانہ ہوئے تو راستہ میں انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ پر پانی کی دو مشکوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ پانی مجھے گذشتہ کل اسی وقت ملا تھا اور ہمارے مرد پیچھے ہیں ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمارے ہمراہ چل' اس نے کہا کہاں جانا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس وہ بولی وہی جسے بے دین کہا جاتا ہے انہوں نے کہا ہاں وہی ہے جنہیں تو ایسا کہتی ہے۔ چل تو سہی آخر وہ دونوں

ٱلْجَنابَةُ إِناءً مِنْ مَاءٍ، قَالَ: (ٱذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ). وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا، وَٱيْمُ ٱللهِ، لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا، وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلأَةً مِنْهَا حِينَ ٱبْتَدَأَ فِيهَا، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱجْمَعُوا لَهَا). فَجَمَعُوا لَهَا مِن بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ، حَتَّى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا، فَجَعَلُوهَا فِي ثَوْبٍ، وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا، وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا، قَالَ لَهَا: (تَعْلَمِينَ، مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا، وَلٰكِنَّ ٱللهَ هُوَ ٱلَّذِي أَسْقَانَا). فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ ٱحْتَبَسَتْ عَنْهُمْ، قَالُوا: مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ؟ قَالَتِ: ٱلْعَجَبُ، لَقِيَنِي رَجُلَانِ، فَذَهَبَا بِي إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: ٱلصَّابِئُ، فَفَعَلَ كَذَا وَكَذا، فَوَٱللهِ، إِنَّهُ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَهٰذِهِ - وَقَالَتْ بِإِصْبَعَيْهَا ٱلْوُسْطَى وَٱلسَّبَابَةِ، فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى ٱلسَّمَاءِ تعني: ٱلسَّمَاءَ وَٱلأَرْضَ - أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ ٱللهِ حَقًّا. فَكَانَ ٱلْمُسْلِمُونَ بَعْدَ ذَلِكَ، يُغِيرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ، وَلاَ يُصِيبُونَ ٱلصِّرْمَ ٱلَّذِي هِيَ مِنْهُ، فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا: مَا أُرَى أَنَّ هٰؤُلَاءِ ٱلْقَوْمَ يَدْعُونَكُمْ عَمْدًا، فَهَلْ

اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ سے سارا قصہ بیان کیا حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اتار لیا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں پکھالوں یا مشکوں کے منہ اس میں کھول دیئے پھر اوپر کا منہ بند کرکے نیچے کا منہ کھول دیا اور لوگوں کو اطلاع کردی گئی کہ خود بھی پانی پئیں اور جانوروں کو بھی پلائیں تو جس نے چاہا خود پیا اور جس نے چاہا جانوروں کو پلایا بالآخر آپ نے یہ کیا کہ جس شخص کو نہانے کی ضرورت تھی اسے بھی پانی کا ایک برتن بھر کر دیا اور اسے کہا کہ جاؤ اس سے غسل کرو وہ عورت کھڑی یہ منظر دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اللہ کی قسم! جب پانی لینا بند کیا گیا تو ہمارے خیال کے مطابق وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئی تھیں جب آپ نے ان سے پانی لینا شروع کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کے لئے کچھ جمع کرو لوگوں نے کھجور آٹا اور ستو اکٹھے کرنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ ایک اچھی مقدار اس کے پاس جمع ہوگئی جمع شدہ سامان انہوں نے ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اسے اونٹ پر سوار کرکے وہ کپڑا اس کے آگے رکھ دیا پھر آپ نے اس سے فرمایا تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی میں کچھ کمی نہیں کی بلکہ ہمیں تو اللہ نے پلایا ہے پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئی چونکہ وہ دیر سے پہنچی تھی اس لئے انہوں نے پوچھا اے فلاں عورت! تجھے کس نے

لَكُمْ فِي ٱلْإِسْلاَمِ؟ فَأَطَاعُوهَا فَدَخَلُوا فِي ٱلْإِسْلاَمِ. [رواه البخاري: ٣٤٤]

روک لیا تھا؟ اس نے کہا مجھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اور وہ یہ کہ (راستہ میں) مجھے دو آدمی ملے جو مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جس کو بے دین کہا جاتا ہے اس نے ایسا ایسا کیا' اللہ کی قسم! جتنے لوگ اس (آسمان) کے اور اس (زمین) کے درمیان ہیں اور اس نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی اٹھا کر آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔ ان سب میں سے وہ بڑا جادوگر ہے یا وہ اللہ کا حقیقی رسول ہے پھر مسلمانوں نے یہ کرنا شروع کر دیا کہ اس عورت کے اردگرد جو مشرک آباد تھے ان پر تو وہ حملہ آور ہوئے اور جن لوگوں میں وہ عورت رہتی تھی ان کو چھوڑ دیتے آخر اس نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میرے خیال میں مسلمان تمہیں دانستہ چھوڑ دیتے ہیں کیا تمہیں اسلام سے کچھ رغبت ہے؟ تب انہوں نے اس کی بات قبول کی اور مسلمان ہو گئے۔

كتاب الصلاة

نماز کا بیان

١ - باب: كَيْفَ فُرِضَتِ ٱلصلاةُ في الإِسْرَاءِ

٢٢٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ، فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُمْتَلِىءٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى ٱلسَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى ٱلسَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ ٱلسَّمَاءِ: ٱفْتَحْ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، مَعِي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَقَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا ٱلسَّمَاءَ ٱلدُّنْيَا، فَإِذَا رَجُلٌ

باب ا: شب معراج میں نماز کس طرح فرض کی گئی؟

۲۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب میں مکہ میں تھا تو ایک شب میرے گھر کی چھت پھٹی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے انہوں نے پہلے میرے سینے کو چاک کر کے اسے آب زم زم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لائے اور اسے میرے سینے میں ڈال دیا بعد میں سینہ بند کر دیا پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے چڑھے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے داروغہ آسمان سے کہا دروازہ کھول' اس نے کہا کون ہے؟ بولے میں جبرئیل علیہ السلام ہوں پھر اس نے پوچھا یہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں' اس نے پھر دریافت کیا کہ انہیں دعوت دی گئی ہے؟ حضرت

قَاعِدٌ، عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ ٱلصَّالِحِ وَٱلِابْنِ ٱلصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا آدَمُ، وَهٰذِهِ ٱلْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ ٱلْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ ٱلْجَنَّةِ، وَٱلْأَسْوِدَةُ ٱلَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ ٱلنَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى ٱلسَّمَاءِ ٱلثَّانِيَةِ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا: ٱفْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ ٱلْأَوَّلُ، فَفَتَحَ. قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ فِي ٱلسَّمَاوَاتِ: آدَمَ، وَإِدْرِيسَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَإِبْرَاهِيمَ، صَلَوَاتُ ٱللهِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي ٱلسَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا، وَإِبْرَاهِيمَ فِي ٱلسَّمَاءِ ٱلسَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ ﷺ بِإِدْرِيسَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ ٱلصَّالِحِ وَٱلْأَخِ ٱلصَّالِحِ. (فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ ٱلصَّالِحِ وَٱلْأَخِ ٱلصَّالِحِ، قُلْتُ: (مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا مُوسَى، ثُمَّ

جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! اس نے جب دروازہ کھول دیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھے وہاں ہم نے ایک ایسے شخص کو بیٹھے دیکھا جس کی دائیں جانب جم غفیر اور بائیں جانب بھی انبوہ کثیر تھا جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں کی طرف دیکھتا تو رو دیتا اس نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا کہ نیک پیغمبر اچھے بیٹے خوش آمدید! میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں انبوہ کثیر ان کی اولاد کی ارواح ہیں دائیں جانب والی جنتی اور بائیں جانب والی دوزخی ہیں اس لئے دائیں طرف نظر کرکے ہنس دیتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر رو دیتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے اور اس کے داروغہ سے کہا دروازہ کھول دو' اس نے بھی وہی گفتگو کی جو پہلے نے کی تھی چنانچہ اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم' ادریس' موسیٰ' عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن ان کے مقامات کو بیان نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ آسمان اول پر حضرت آدم علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا

مَرَرْتُ بِعِيسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ: (مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: (مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيمُ ﷺ.

قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُما - وَأَبُو حَبَّةَ الأَنْصَارِيُّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - يَقُولاَنِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ). قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَفَرَضَ اللهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاَةً، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ

کہ نیک پیغمبر اور اچھے بھائی خوش آمدید! میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے بھی کہا نیک پیغمبر اور اچھے بھائی خوش آمدید! میں نے پوچھا یہ کون ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا نیک پیغمبر اور اچھے بھائی خوش آمدید! میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے بھی کہا اے صالح نبی اور اچھے بیٹے خوش آمدید! میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتیٰ کہ میں ایک ایسے بلند ہموار مقام پر پہنچا جہاں میں (فرشتوں کے) قلموں کی آوازیں سنتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں یہ حکم لے کر واپس آیا جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا (شب وروز میں) پچاس نماز فرض کی ہیں

لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: ارْجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي، حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا، أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ). [رواه البخاري: ٣٤٩]

(اس پر) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت ان کی متحمل نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کردیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کردی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس دوبارہ جاؤ آپ کی امت ان کی بھی متحمل نہیں ہے۔ میں لوٹا تو اللہ نے کچھ اور نمازیں معاف کردیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ پھر اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیں کیونکہ آپ کی امت ان (نمازوں) کی بھی متحمل نہیں ہو سکے گی۔ میں پھر لوٹا (اور ایسا کئی بار ہوا) بالآخر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ نمازیں پانچ ہیں اور درحقیقت (ثواب کے لحاظ سے) پچاس ہیں میرے ہاں فیصلہ بدلنے کا دستور نہیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس (مزید تخفیف کے لئے) لوٹ جاؤ میں نے کہا اب مجھے اپنے مالک سے شرم آتی ہے پھر مجھے جبرئیل لے کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی تک پہنچا دیا جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ جن کی حقیقت کا مجھے علم نہیں پھر میں جنت میں داخل کیا گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں موتیوں کی (جگمگاتی) لڑیاں ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے۔

فوائد: سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عالم بیداری میں بدن اور روح ہر دو کے ساتھ ہوا اور اس موقع پر نمازیں فرض ہوئیں نیز نو بار اپنے رب کے حضور آمد ورفت سے پچاس نمازوں میں سے پانچ رہ گئیں چونکہ قرآنی ضابطہ کے مطابق ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے اس لئے

پانچ نمازیں ادا کرنے سے پچاس ہی کا ثواب لکھا جاتا ہے (عون الباری/ص: ۴۸۰/۱)

۲۲۹ : عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا، رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ. [رواه البخاري: ۳۵۰]

۲۲۹۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض کی تھی تو حضر و سفر میں (ہر نماز کی) دو دو رکعتیں فرض کی تھیں پھر نماز سفر اپنی اصلی حالت میں قائم رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کیا گیا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دوران سفر نماز قصر کرنا عزیمت کے باب سے ہے اسے رخصت پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ (عون الباری/ص:۴۸۳/ج:۱)

۲ - باب: وُجُوبُ الصَّلَاةِ فِي الثِّيَابِ

باب ۲: نماز کے لئے لباس کی فرضیت

۲۳۰ : عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. [رواه البخاري: ۳٥٤]

۲۳۰۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی لیکن اس کے دونوں کناروں کو الٹ کر (اپنے کندھوں پر) ڈال لیا تھا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو اگلے باب میں لائے ہیں نیز مخالفت' التحاف' توشیح اور اشتمال ان تمام کا ایک ہی مفہوم ہے کہ کپڑے کا وہ کنارہ جو دائیں کندھے پر ہے اسے بائیں بغل سے اور جو بائیں کندھے پر ہے اسے دائیں بغل سے نکال کر دونوں کناروں کو سینہ پر باندھ لیا جائے اس کا فائدہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کے وقت کپڑا جسم سے گرنے نہ پائے نیز رکوع کے وقت نمازی کی نظر شرمگاہ پر نہ پڑے۔ (عون الباری/ص:۴۸۵/ج:۱)

۳ - باب: الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ

باب ۳: ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر اس میں نماز پڑھنا

۲۳۱ : عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: حديث صلاة النَّبِيِّ ﷺ يومَ الفَتْحِ تقدَّم. [رواه البخاري: ۳٥۳]

۲۳۱۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جس میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان ہے (نمبر۱۹۹) گزر چکی ہے۔

۲۳۲ : وفي هذه الرواية قالَتْ: فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، مُلْتَحِفًا فِي

۲۳۲۔ حضرت ام ہانی کی اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک

ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي، أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ). قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: وَذَاكَ ضُحًى. [رواه البخاري: ٣٥٧]

ہی کپڑا اپنے گرد لپیٹ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے مادر زاد (علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ایک آدمی ھبیرہ کے فلاں بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

٢٣٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ). [رواه البخاري: ٣٥٨]

۲۳۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ساتھی نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں؟

٤ - باب: إِذَا صَلَّى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلَى عَاتِقَيْهِ

باب ۴: جب کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے کندھوں پر کچھ (کپڑا) ڈال لے

٢٣٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ). [رواه البخاري: ٣٥٩]

۲۳۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو یعنی شانے ننگے ہوں۔

فوائد: یہ اس صورت میں ہے جب کپڑا اس قدر وسیع ہو کہ ستر پوشی کے بعد اس سے کندھے بھی ڈھانپ لئے جائیں اس کے برعکس اگر کپڑا اتنا تنگ ہو کہ کندھوں کو چھپانے کے بعد ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں ستر پوشی کے بعد کندھوں کو کھلا رکھتے ہوئے نماز پڑھ لینا بالاتفاق جائز ہے۔

(عون الباری/ص:۴۸۹/ج:۱)

٢٣٥ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ،

۲۳۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو

فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ). [رواه البخاري: ٣٦٠]

شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے چاہئے کہ اس کے دونوں کناروں کو الٹ لے۔

٥ - باب: إِذَا كَانَ ٱلثَّوبُ ضَيِّقًا

باب ٥: جب کپڑا تنگ ہو (تو اس میں کیسے نماز پڑھے؟)

٢٣٦ : عَنْ جَابِرٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَاشْتَمَلْتُ بِهِ، وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (مَا ٱلسُّرَى يَا جَابِرُ؟). فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي، فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ: (مَا هٰذَا ٱلاشْتِمَالُ ٱلَّذِي رَأَيْتُ). قُلْتُ: كَانَ ثَوْبٌ، قَالَ: (فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ). [رواه البخاري: ٣٦١]

٢٣٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھا رات کو کسی ضروری کام کے لئے (آپ کے پاس) آیا تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں (اس وقت) میرے اوپر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اسے اپنے بدن پر لپیٹا اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا' اے جابر! رات کے وقت کیسے آئے؟ میں نے اپنی ضرورت بتائی جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا یہ کپڑا لپیٹنا کیسا تھا جو میں نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا آپ نے فرمایا اگر کشادہ ہو تو اسے لپیٹ لے اور اگر تنگ ہو تو صرف تہبند بنا لے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ کپڑا انتہائی تنگ تھا اور حضرت جابر اسے پہن کر اس لئے آگے کو جھکے ہوئے تھے کہ مبادا ستر کھل جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں بایں حالت دیکھا تو فرمایا کہ کناروں کو الٹ کر پہننا اس وقت ہے جب کپڑا کشادہ ہو تنگ ہونے کی صورت میں اسے تہبند کے طور پر پہننا ہی کافی ہے۔ (عون الباری/ص:۳۹۱/ج:۱)

٢٣٧ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، كَهَيْئَةِ ٱلصِّبْيَانِ، وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ: (لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ

٢٣٧۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی چادریں بچوں کی طرح گردنوں پر باندھے نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو ہدایت کی جاتی کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں تو

اَلرِّجَالُ جُلُوسًا). [رواه البخاري: ٣٦٢] اپنے سر سجدہ سے نہ اٹھائیں۔

فوائد: یہ اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے تھا تاکہ عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑے۔ (عون الباری:۱/۴۹۲)

٦ - باب: اَلصَّلاةُ فِي اَلْجُبَّةِ اَلشَّامِيَّةِ

باب ٦: شامی جبہ میں نماز پڑھنا

٢٣٨ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ اَلنَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: (يَا مُغِيرَةُ، خُذِ اَلإِدَاوَةَ). فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي، فَقَضَى حَاجَتَهُ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاةِ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ صَلَّى. [رواه البخاري: ٣٦٣]

۲۳۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی سفر میں تھا۔ آپ نے فرمایا اے مغیرۃ رضی اللہ عنہ! پانی کا برتن اٹھا لو میں نے اٹھا لیا تو پھر آپ چلے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے آپ نے اپنی حاجت کو پورا کیا اس وقت آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے' آپ نے اس کی آستین سے ہاتھ نکالنا چاہا چونکہ وہ تنگ تھا اس لئے آپ نے اپنا ہاتھ اس کے نیچے سے نکالا پھر میں نے آپ کے اعضاء شریفہ پر پانی ڈالا آپ نے نماز کے لئے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

فوائد: شام میں ان دنوں کفار کی حکومت تھی مقصد یہ ہے کہ کافروں کے تیار کردہ کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ اس بات کا یقین ہو کہ یہ نجاست آلود نہیں ہیں۔ (عون الباری: ص:۴۹۳/ج:۱)

٧ - باب: كَرَاهِيَةُ اَلتَّعَرِّي فِي اَلصَّلاةِ

باب ۷: نماز میں برہنہ ہونے کی ممانعت

٢٣٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللهِ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اَللهِ ﷺ، كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اَلْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ، وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ، فَقَالَ لَهُ اَلْعَبَّاسُ عَمُّهُ: يَا ابْنَ أَخِي، لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ، فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ اَلْحِجَارَةِ، قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ

۲۳۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے ہمراہ کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھاتے تھے آپ نے صرف تہبند باندھا ہوا تھا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھتیجے! تم اپنا تہبند اتار کر اسے اپنے شانوں پر پتھر سے بچاؤ کے لئے رکھ لو (تاکہ تمہیں آسانی رہے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ

عَلَى مَنْكِبَيْهِ، فَسَقَطَ مَغْشِيًا عَلَيْهِ، فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذَلِكَ عُرْيَانًا ﷺ. [رواه البخاري: ٣٦٤]

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھوں پر رکھا لیا تو آپ اسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد آپ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ پھر ایک فرشتہ اترا اس نے دوبارہ آپ کے تہبند باندھ دیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بعثت سے پہلے بھی برے کاموں اور بے شرمی کی باتوں سے محفوظ تھے۔ (عون الباری/ص:۴۹۴/ج:۱) نوٹ: جب عام حالات میں برہنگی درست نہیں ہے' تو نماز ننگے کیسے پڑھی جا سکتی ہے؟ (علوی)

٨ - [باب: مَا يُستَر مِنَ العَورَةِ]

باب ۸: جسم میں قابل ستر حصے

٢٤٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ ٱشْتِمَالِ ٱلصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ ٱلرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [رواه البخاري: ٣٦٧]

۲۴۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت بکل سے منع فرمایا نیز آپ نے گوٹھ مار کر ایک کپڑے میں بیٹھنے سے بھی روکا جبکہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔

فوائد: سخت بکل یہ ہے کہ کپڑا اس طرح لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ وغیرہ بند ہو جائیں اور گوٹھ مار کر بیٹھنا یہ ہے کہ دونوں سرین زمین پر رکھ کر اپنی پنڈلیاں کھڑی کر کے بیٹھنا یہ اس لئے منع ہے کہ اس میں ستر کھلنے کا اندیشہ ہے۔

٢٤١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ ٱللِّمَاسِ وَٱلنِّبَاذِ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ ٱلصَّمَّاءَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ ٱلرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ. [رواه البخاري: ٣٦٨]

۲۴۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ایک چھونے سے اور دوسری جو محض پھینکنے سے پختہ ہو جائے نیز اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔

٢٤٢ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ ٱلْحَجَّةِ، فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ ٱلنَّحْرِ، نُؤَذِّنُ بِمِنًى: أَلاَ لاَ يَحُجُّ بَعْدَ ٱلْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ

۲۴۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج میں قربانی کے دن منادی کرنے والوں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ہم منیٰ میں یہ اعلان کریں کہ اس سال

يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلِيًّا، فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِ «بَرَاءَةٌ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ ٱلنَّحْرِ: لَا يَحُجُّ بَعْدَ ٱلْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. [رواه البخاري: ٣٦٩]

کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف نہ کرے پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ سورۃ براءت کا اعلان کردیں (جس میں مشرکین سے اعلان لا تعلقی ہے) حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن ہمارے ساتھ منیٰ کے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ آج کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

فوائد: جب دوران طواف ستر عورت ضروری ہے تو نماز میں بطریق اولیٰ واجب ہو گا۔

٩ - باب: مَا يُذْكَرُ فِي ٱلْفَخِذِ

باب ۹: ران کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٢٤٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ، فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ ٱلْغَدَاةِ بِغَلَسٍ، فَرَكِبَ نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ، وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ، وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَجْرَى نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ، وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ حَسَرَ ٱلْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ، حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا دَخَلَ ٱلْقَرْيَةَ قَالَ: (ٱللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ، فَسَاءَ صَبَاحُ ٱلْمُنْذَرِينَ). قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ: وَخَرَجَ ٱلْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ وَٱلْخَمِيسُ، - يَعْنِي ٱلْجَيْشَ

۲۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا رخ کیا تو ہم نے نماز فجر خیبر کے نزدیک اول وقت ادا کی پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سوار ہوئے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں اپنی سواری کو ایڑی لگائی (دوڑتے وقت) میرا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک سے چھو جاتا تھا پھر آپ نے اپنی ران سے چادر ہٹا دی یہاں تک کہ مجھے ران مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی اور جب آپ بستی کے اندر داخل ہو گئے تو آپ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے۔

اللہ اکبر خیبر ویران ہوا سو جب ہم کسی قوم کے آنگن میں پڑاؤ کرتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بڑی ہولناک ہوتی ہے جو قبل ازیں متنبہ کئے گئے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بستی کے لوگ اپنے

- قَالَ: فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً، فَجُمِعَ ٱلسَّبْيُ، فَجَاءَ دِحْيَةُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ ٱلسَّبْيِ، قَالَ: (ٱذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً). فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَٱلنَّضِيرِ، لاَ تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: (ٱدْعُوهُ بِهَا). فَجَاءَ بِهَا، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ قَالَ: (خُذْ جَارِيَةً مِنَ ٱلسَّبْيِ غَيْرَهَا). قَالَ: فَأَعْتَقَهَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَتَزَوَّجَهَا. وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ، جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ ٱللَّيْلِ، فَأَصْبَحَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا، فَقَالَ: (مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِيءْ بِهِ). وَبَسَطَ نِطَعًا، فَجَعَلَ ٱلرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ ٱلرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ ٱلسَّوِيقَ، قَالَ: فَحَاسُوا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٧١]

کام کاج کے لئے نکلے تو کہنے لگے یہ محمد ﷺ اور ان کا لشکر آپہنچا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو بزور شمشیر فتح کیا پھر قیدی جمع کیے گئے تو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا فرمائیں آپ نے فرمایا جاؤ کوئی لونڈی لے لو انہوں نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو لے لیا پھر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر' عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے قبیلہ قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دے دی ہے حالانکہ آپ کے علاوہ کوئی اس کے مناسب نہیں ہے آپ نے فرمایا اچھا دحیہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ چنانچہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جب صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو دحیہ سے فرمایا تم اس کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کردیا اور اس کی آزادی کو حق مہر قرار دے کر اس سے نکاح کرلیا جب روانہ ہوئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے لئے آراستہ کرکے رات کو آپ کے پاس بھیجا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت دلہا فرمایا جس کے پاس جو کچھ ہے وہ یہاں لے آئے اور آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا تو کوئی کھجوریں لایا اور کوئی گھی لایا راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت انس نے ستو کا بھی ذکر کیا پھر انہوں نے ملیدہ تیار کیا

اور یہی رسول اللہ کی دعوت ولیمہ تھی۔

فوائد: امام بخاری کا موقف ہے کہ ران قابل ستر حصہ نہیں جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ اسے چھپایا جائے۔

١٠ - باب: فِي كَمْ تُصَلِّي ٱلْمَرْأَةُ مِنَ ٱلثِّيَابِ

باب ۱۰: عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟

٢٤٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي ٱلْفَجْرَ، فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ ٱلْمُؤْمِنَاتِ، مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ، مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ. [رواه البخاري: ٣٧٢]

۲۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تو آپ کے ہمراہ کچھ مسلمان خواتین اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی حاضر ہوتی تھیں بعد میں اپنے گھروں کو ایسے لوٹ جاتیں کہ اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی نہ پہچان سکتا تھا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر عورت ایک ہی کپڑے میں تمام جسم چھپالے تو نماز درست ہے۔

١١ - باب: إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ

باب ۱۱: جب کوئی منقش کپڑے میں نماز پڑھے

٢٤٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (ٱذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ، وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي). [رواه البخاري: ٣٧٣]

۲۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منقش چادر میں نماز پڑھی آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑھی تو آپ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا میری اس چادر کو ابوجہم رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لے جاؤ اور اس سے اس کی انبجانی سادہ چادر لے آؤ کیونکہ اس (منقش چادر) نے مجھے ابھی اپنی نماز سے غافل کردیا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو اشیاء بھی خشوع میں خلل انداز ہوں نمازی کو ان سے اجتناب کرنا چاہئے منقش جائے نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

١٢ - باب: إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلاَتُهُ؟

باب ۱۲: اگر صلیب یا تصویر بنے کپڑے میں نماز پڑھے تو کیا فاسد ہو جائے گی؟

٢٤٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ، سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا، فَإِنَّهُ لاَ تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلاَتِي). [رواه البخاري: ٣٧٤]

۲۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جسے انہوں نے گھر کے ایک گوشہ میں ڈال رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے (اسے دیکھ کر) فرمایا ہمارے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو کیونکہ اس کی تصویریں مسلسل میری نماز میں سامنے آتی رہتی ہیں۔

فوائد: اگرچہ حدیث میں صلیب کا ذکر نہیں مگر یہ تصویر کے حکم میں داخل ہے جب ایسے کپڑے کا لٹکانا منع ہے تو پہننا بطریق اولیٰ منع ہو گا شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کوئی چیز نہ چھوڑتے جس پر صلیب بنی ہوتی تھی اسے توڑ ڈالتے تھے۔

١٣ - باب: مَنْ صَلَّى فِي فَرُّوجِ حَرِيرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ

باب ۱۳: ریشمی کوٹ میں نماز پڑھنا اور پھر اسے اتار دینا

٢٤٧ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ فَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ ٱنْصَرَفَ، فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا، كَالْكَارِهِ لَهُ، وَقَالَ: (لاَ يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ). [رواه البخاري: ٣٧٥]

۲۴۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی کوٹ بطور ھدیہ لایا گیا آپ نے اسے زیب تن فرما کر نماز پڑھی مگر جب نماز سے فارغ ہوئے تو اسے سختی سے اتار پھینکا گویا آپ کو وہ سخت ناگوار گزرا نیز آپ نے فرمایا کہ تقویٰ شعار لوگوں کے لئے یہ غیر مناسب ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ مجھے حضرت جبرئیل نے یہ ریشمی کوٹ پہننے سے روک دیا تھا ممکن ہے کہ آپ نے اسے ریشمی لباس کی حرمت سے پہلے پہنا ہو۔

١٤ - باب: اَلصَّلاَةُ فِي ٱلثَّوْبِ الأَحْمَرِ

باب ۱۴: سرخ کپڑے میں نماز پڑھنا

٢٤٨ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي

۲۴۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے

قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلاَلًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَرَأَيْتُ ٱلنَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَلِكَ ٱلْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَأَيْتُ بِلاَلًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا، وَخَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا، صَلَّى إِلَى ٱلْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُ ٱلنَّاسَ وَٱلدَّوَابَّ، يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ ٱلْعَنَزَةِ.

[رواه البخاري: ٣٧٦]

ایک سرخ خیمے میں دیکھا اور میں نے (یہ بھی بچشم خود) ملاحظہ کیا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی لاتے تو لوگ اسے دست بدست لینے لگتے جس کو اس میں سے کچھ مل جاتا وہ اسے اپنے چہرے پر مل لیتا اور جسے کچھ نہ ملتا وہ اپنے پاس والے کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک چھوٹا نیزہ اٹھا کر گاڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ جوڑا زیب تن کئے دامن اٹھائے برآمد ہوئے اور چھوٹے نیزے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی میں نے دیکھا کہ لوگ اور جانور نیزہ کے آگے سے گزر رہے تھے۔

فوائد: امام ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ کا یہ جوڑا سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سیاہ دھاریاں تھیں اس سے مردوں کو سرخ لباس پہننے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ عورتوں اور کفار سے مشابہت اور شہرت کی ہوس نہ ہو (عون الباری:۱/۵۰۸)

١٥ - باب: ٱلصَّلاَةِ فِي ٱلسُّطُوحِ وَٱلْمِنبَرِ وَٱلْخَشَبِ

باب ۱۵: چھت منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا

٢٤٩ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: وقد سئل: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ٱلْمِنْبَرُ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّي، هُوَ مِنْ أَثْلِ ٱلْغَابَةِ، عَمِلَهُ فُلاَنٌ مَوْلَى فُلاَنَةَ، لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ، فَاسْتَقْبَلَ ٱلْقِبْلَةَ، وَكَبَّرَ وَقَامَ ٱلنَّاسُ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ ٱلنَّاسُ خَلْفَهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ

۲۴۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ منبر کس چیز کا تھا؟ وہ بولے کہ اب لوگوں میں اس کے متعلق جاننے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے وہ مقام غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فلاں عورت کے فلاں غلام نے تیار کیا تھا جب وہ تیار ہو چکا اور (مسجد میں) رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رو ہو کر تکبیر کہی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے قراءت فرمائی اور

ٱلْقَهْقَرَى، فَسَجَدَ عَلَى ٱلأَرْضِ، ثُمَّ عَادَ إِلَى ٱلمِنبَرِ، ثمَّ قَرأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَجعَ ٱلْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالأَرْضِ، فَهَذَا شَأْنُهُ. [رواه البخاري: ٣٧٧]

رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پیچھے ہٹ کر زمین پر سجدہ کیا (دونوں سجدے ادا کرنے کے بعد) پھر منبر پر لوٹ آئے' قراءت کی اور رکوع فرمایا پھر آپ نے (رکوع) سے سر اٹھایا اور پیچھے ہٹے حتی کہ زمین پر سجدہ کیا منبر نبوی کا یہی قصہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے جیسا کہ امام بخاری نے خود اس حدیث کے آخر میں صراحت کی ہے نواب صدیق حسن خان نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے۔ (عون الباری:۱/۵۱۱)

١٦ - باب: ٱلصَّلاَةُ عَلَى حَصِيرٍ

باب ۱۶: چٹائی پر نماز پڑھنے کا بیان

٢٥٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - دَعَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: (قُومُوا فَلأُصَلِّي لَكُمْ). قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا، قَدِ ٱسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَصَفَفْتُ أَنَا وَٱلْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَٱلْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ٱنْصَرَفَ. [رواه البخاري: ٣٨٠]

۲۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے دعوت دی جو انہوں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا آپ نے اس سے کچھ تناول فرمایا پھر فرمانے لگے کہ کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی کو اٹھایا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگئی تھی میں نے اسے پانی سے دھویا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوگئے میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی فراغت کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران جماعت عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے جبکہ مردوں کے لئے ایسا کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ (عون الباری:۱/۵۱۴)

١٧ - باب: ٱلصَّلاَةُ عَلَى ٱلْفِرَاشِ

باب ۱۷: بستر پر نماز پڑھنا

٢٥١ : عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - زَوجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ:

۲۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا' میں

كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَٱلْبُيوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. [رواه البخاري: ٣٨٢]

رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی تھی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے منہ کی طرف ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے اور میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو پھر انہیں پھیلا دیتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

فوائد: امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو مٹی کے سوا دیگر چیزوں پر سجدہ جائز نہیں سمجھتے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا (عون الباری:۱/۵۱۵)

٢٥٢ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي، وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْقِبْلَةِ، عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ، ٱعْتِرَاضَ ٱلْجَنَازَةِ. [رواه البخاري: ٣٨٣]

۲۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بستر پر نماز پڑھتے اور وہ خود آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازے کی طرح لیٹی ہوتی تھیں۔

فوائد: اس حدیث سے وضاحت ہو گئی کہ آپ نے بستر پر نماز پڑھی تھی کیونکہ پہلی حدیث میں اس کی صراحت نہ تھی اگرچہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے آگے لیٹنے میں اشارہ موجود ہے کہ آپ سونے کے بستر پر نماز پڑھ رہے تھے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سوئے ہوئے آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

١٨ - باب: ٱلسُّجُودُ عَلَى ٱلثَّوْبِ فِي شِدَّةِ ٱلْحَرِّ

باب ۱۸: سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا

٢٥٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ ٱلثَّوْبِ، مِنْ شِدَّةِ ٱلْحَرِّ، فِي مَكَانِ ٱلسُّجُودِ. [رواه البخاري: ٣٨٥]

۲۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی سخت گرمی کی وجہ سے سجدہ کی جگہ اپنے کپڑے کا کنارہ بچھا دیتا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

١٩ - باب: ٱلصَّلَاةُ فِي ٱلنِّعَالِ

باب ۱۹: جوتوں سمیت نماز پڑھنا

٢٥٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي

۲۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ جوتوں سمیت

نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [رواه البخاري: ٣٨٦] نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں!

فوائد: معلوم ہوا کہ جوتوں سمیت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ نجاست آلود نہ ہوں واضح رہے کہ اس قسم کے جوتے زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں خواہ نجاست کسی قسم کی ہو۔

٢٠ - باب: اَلصَّلَاةُ فِي الْخِفَافِ

باب ۲۰: موزے پہن کر نماز پڑھنا

٢٥٥ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أنه بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَسُئِلَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا. فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ، لِأَنَّ جَرِيرًا كَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ أَسْلَمَ. [رواه البخاري: ٣٨٧]

۲۵۵۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پیشاب کیا پھر وضو کیا تو اپنے موزوں پر مسح کیا اس کے بعد کھڑے ہو کر (موزوں سمیت) نماز ادا کی ان سے اس کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آخر میں اسلام لائے تھے۔

فوائد: حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے عمل سے وضاحت ہو گئی کہ سورۃ مائدہ میں وضوء کے وقت پاؤں دھونے کا جو ذکر ہے اس سے موزوں پر مسح کرنے کا عمل منسوخ نہیں ہوا بلکہ یہ حکم آخر وقت تک باقی رہا۔ (عون الباری: ص: ۱/۵۱۹)

٢١ - باب: يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ

باب ۲۱: دوران سجدہ دونوں بازو کشادہ اور پہلو سے دور رکھنا

٢٥٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. [رواه البخاري: ٣٩٠]

۲۵۶۔ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان کشادگی رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نمایاں ہو جاتی۔

فوائد: عورتوں کے لئے بھی اسی انداز سے سجدہ کرنے کا حکم ہے جن روایات میں عورتوں کے لئے اپنا وجود سمیٹنے کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں ہیں۔

٢٢ - باب: فَضْلُ ٱسْتِقْبَالِ ٱلْقِبْلَةِ

باب ۲۲: (نماز میں) قبلہ رو کھڑے ہونے کی فضیلت

٢٥٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا، وَٱسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذٰلِكَ ٱلْمُسْلِمُ، ٱلَّذِي لَهُ ذِمَّةُ ٱللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا ٱللهَ فِي ذِمَّتِهِ). [رواه البخاري: ٣٩١]

۲۵۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ ایسا مسلمان ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ حاصل ہے۔

فوائد: دوران نماز قبلے کی طرف منہ کرنا ضروری ہے البتہ عذر یا خوف کی حالت میں اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اسی طرح نفلی نماز میں بھی اس کے متعلق کچھ تخفیف ہے جبکہ سواری پر ادا کی جارہی ہو (عون الباری:۱/۵۲۲)

٢٣ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾

باب ۲۳: فرمان الٰہی: ''مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ''

٢٥٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِٱلْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ، وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةِ، أَيَأْتِي ٱمْرَأَتَهُ؟ فَقَالَ: قَدِمَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَطَافَ بِٱلْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلَّى خَلْفَ ٱلْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةِ، وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. [رواه البخاري: ٣٩٥]

۲۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی تو کیا وہ اپنی بیوی کے پاس آسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ (مدینہ سے) تشریف لائے تو سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی یقیناً رسول اللہ (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

٢٥٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: لَمَّا دَخَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ

۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کعبہ میں

ٱلْبَيْتَ، دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قِبَلِ ٱلْكَعْبَةِ، وَقَالَ: (هٰذِهِ ٱلْقِبْلَةُ). [رواه البخاري: ٣٩٨]

داخل ہوئے تو آپ نے اس کے سب گوشوں میں دعا فرمائی باہر نکلنے تک کوئی نماز نہیں پڑھی جب آپ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو اس کے سامنے دو رکعت پڑھ کر فرمایا یہی قبلہ ہے۔

فوائد: صحیح اور معتبرات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی تھی جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ (عون الباری:۱/۵۲۴)

٢٤ - باب: ٱلتَّوَجُّه نَحْوَ ٱلْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ

باب ۲۴: آدمی جہاں کہیں ہو (نماز کے لئے) قبلہ کی طرف رخ کرے۔

٢٦٠: عَنِ ٱلْبَرَاءِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ ٱلمقْدِسِ، سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا. تقدَّم وبينهما مخالَفَةٌ في اللَّفظِ. [رواه البخاري: ٣٩٩]

۲۶۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی (پھر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا) یہ حدیث (رقم ۳۸) پہلے گزر چکی ہے لیکن دونوں کے الفاظ میں فرق ہے اس لئے پھر درج کی گئی ہے۔

٢٦١: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، فَإِذَا أَرَادَ فَرِيضَةً، نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ ٱلْقِبْلَةَ. [رواه البخاري: ٤٠٠]

۲۶۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل پڑھتے رہتے وہ جدھر منہ کرتی آپ کو لے جاتی لیکن جب فرض نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اتر کر قبلہ کی طرف منہ کرتے اور نماز پڑھتے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اونٹنی پر نفل نماز شروع کرتے وقت آپ قبلہ کی طرف منہ کرکے تکبیر تحریمہ کہا کرتے تھے۔

٢٦٢: عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى ٱلنَّبِيُّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ إِبْراهيمُ الراوي عَنْ عَلْقَمَةَ الراوي عَنِ ٱبْنِ

۲۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ ابراہیم یہ حدیث حضرت علقمہ سے اور وہ ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں

مَسْعُودٍ: لاَ أَدْرِي: زَادَ أَوْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَحَدَثَ فِي ٱلصَّلاَةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: (وَمَا ذَاكَ). قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَيْهِ، وَٱسْتَقْبَلَ ٱلْقِبْلَةَ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ. فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ: (إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي ٱلصَّلاَةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ، وَلٰكِنْ، إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي، وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلاَتِهِ، فَلْيَتَحَرَّ ٱلصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّمْ، ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ). [رواه البخاري: ٤٠١]

کہ آپ نے نماز میں کچھ اضافہ کردیا تھا یا کمی جب آپ نے سلام پھیرا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بتاؤ اصل بات کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے اتنی اتنی رکعات پڑھی ہیں یہ سن کر آپ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹے اور قبلہ رو ہو کر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا اور ہمیں مخاطب ہو کر فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تمہیں ضرور مطلع کرتا لیکن میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں- اس لئے جب میں کبھی بھول کا شکار ہو جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں شک کرے تو اسے اپنے ظن غالب پر عمل کرنا چاہئے اور اس پر اپنی نماز پوری کرکے سلام پھیردے اس کے بعد دو سجدے کرے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ظہر کی چار رکعات کی بجائے پانچ رکعات پڑھ لی تھیں' ظن غالب پر عمل کرنے کا مطلب ہے کہ تین یا چار کے شک میں تین پر بنیاد قائم کرکے نماز مکمل کرے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھول چوک ممکن ہے۔

(نوٹ): دوسری حدیث کا تعلق اس طرح ہے کہ آپ نے نماز سے فراغت کے بعد منہ قبلہ سے پھیرلیا تھا اور بتانے پر نئے سرے سے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز کی تکمیل کی۔ (علوی)

٢٥ - باب: مَا جَاءَ فِي ٱلْقِبْلَةِ وَمَنْ لم ير الإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ ٱلْقِبْلَةِ

باب ٢٥: قبلہ کے متعلق کیا آیا ہے؟ اور جس شخص نے غیر قبلہ کی طرف سہواً نماز پڑھ لی اس کے لئے نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔

٢٦٣ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلاَثٍ:

٢٦٣۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے پروردگار سے تین

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾. وَآيَةُ الْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا﴾ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ. [رواه البخاري: ٤٠٢]

باتوں میں موافقت کا شرف حاصل ہوا ہے ایک مرتبہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کاش کہ مقام ابراہیم ہمارا مصلیٰ ہوتا تو یہ آیت نازل ہوئی: "مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنالو" اور آیت حجاب بھی اسی طرح نازل ہوئی کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دے دیں کیونکہ ان سے ہر نیک وبد گفتگو کرتا ہے تو آیت حجاب نازل ہوئی اور (ایک دفعہ ایسا ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے باہمی رشک ورقابت کی وجہ سے آپ کے خلاف اتفاق کرلیا تو میں نے ان سے کہا کہ بعید نہیں اگر رسول اللہ ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اس پر پروردگار تم سے بہتر بیویاں تمہارے بدلے میں اسے عطا فرما دے۔ پھر یہی آیت (جو سورۃ تحریم میں ہے) نازل ہوئی۔

فوائد: عنوان کے دوسرے حصہ کو حذف کر دینا مناسب ہے کیونکہ موجودہ حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

٢٦ - باب: حَكُّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب ۲۶: تھوک کو بذریعہ ہاتھ مسجد سے صاف کرنا

٢٦٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ).

۲۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ قبلہ کی جانب کچھ تھوک دیکھا تو سخت ناگوار گزرا حتی کہ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھا گیا آپ خود کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک سے صاف کرکے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا تم میں

ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ، فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: (أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا). [رواه البخاري: ٤٠٥]

سے کوئی بھی (بحالت نماز) اپنے قبلے کی طرف نہ تھوکے بلکہ بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے (تھوک سکتا ہے) پھر آپ نے اپنی چادر کے ایک کنارے میں تھوکا اور اسے الٹ پلٹ کیا پھر آپ نے فرمایا کہ یا اس طرح کر لے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں سامنے نہ تھوکنے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بائیں طرف اور پاؤں تلے تھوکنا بھی منع ہوتا تمام آئمہ سنت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش معلی پر مستوی ہے اور ہر جگہ اس کی معیت سے مراد اس کی قدرت اور وسیع علم ہے (عون الباری/ص:۵۳۲/ج:۱)

٢٧ - باب: لاَ يَبْصُقْ عَنْ يَمِينِهِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۲۷: نمازی اپنی دائیں جانب نہ تھوکے

٢٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديثُ النُّخَامَةِ، وفيه زيادةٌ: (ولا عَلَى عَنْ يمينِهِ). [رواه البخاري: ٤١٠]

۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی مذکورہ بالا حدیث نخامہ مروی ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ (دوران نماز) اپنی دائیں جانب نہ تھوکے۔

فوائد: ایک روایت میں دائیں جانب نہ تھوکنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔ (عون الباری/ص:۵۳۴/ج:۱)

٢٨ - باب: كَفَّارَةُ ٱلْبُزَاقِ فِي ٱلمسجِدِ

باب ۲۸: مسجد میں تھوکنے کا (کیا) کفارہ (ہے)

٢٦٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱلْبُزَاقُ فِي ٱلْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا). [رواه البخاري: ٤١٥]

۲۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔

فوائد: اگر مسجد کے صحن میں مٹی وغیرہ ہو تو اسے دفن کر دیا جائے بصورت دیگر اسے کپڑے یا پتھر سے صاف کر کے باہر پھینک دیا جائے۔ (عون الباری/ص:۵۳۵/۱)

٢٩ - باب: عِظَةُ ٱلإِمَامِ ٱلنَّاسَ فِي إِتْمَامِ ٱلصَّلاةِ وَذِكْرُ ٱلْقِبْلَةِ

باب ۲۹: امام کا لوگوں کو نصیحت کرنا کہ نماز کو (اچھی طرح) پورا کریں اور قبلے کا تذکرہ

٢٦٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟، فَوَٱللهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلاَ رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي). [رواه البخاري: ٤١٨]

۲۶۷۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو، اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ اور نہ تمہارا رکوع اور میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

فوائد: یہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپ کو پیچھے سے بھی اسی طرح نظر آتا تھا جیسے کوئی سامنے سے دیکھتا ہے۔

٣٠ - باب: هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلاَنٍ؟

باب ۳۰: مسجد بنی فلاں کہا جا سکتا ہے

٢٦٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ ٱلْخَيْلِ ٱلَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ ٱلْحَفْيَاءِ، وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ ٱلْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ ٱلْخَيْلِ ٱلَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ ٱلثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَإِنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ. [رواه البخاري: ٤٢٠]

۲۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے تیار شدہ گھوڑوں کے (مقابلہ کیلئے) فاصلہ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک اور غیر تیار شدہ گھوڑوں کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک مقرر کی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے گھوڑ دوڑ میں حصہ لیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد فلاں کہنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسا کہنے سے کسی کی ذاتی ملکیت مراد نہیں بلکہ مسجد کی شناخت مقصود ہوتی ہے۔

٣١ - باب: ٱلْقِسْمَةُ وَتَعْلِيقُ ٱلْقِنْوِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۳۱: مسجد میں مال تقسیم کرنا اور خوشۂ کھجور لٹکانا

٢٦٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِمَالٍ مِنَ

۲۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کے پاس بحرین سے کچھ مال لایا

ٱلْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ ﷺ: (ٱنْثُرُوهُ فِي ٱلْمَسْجِدِ). وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى ٱلصَّلَاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ، فَلَمَّا قَضَى ٱلصَّلَاةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ، إِذْ جَاءَهُ ٱلْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعْطِنِي، فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (خُذْ). فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ، قَالَ: (لَا). قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: (لَا). فَنَثَرَ مِنْهُ، ثُمَّ ٱحْتَمَلَهُ، فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ، ثُمَّ ٱنْطَلَقَ، فَمَا زَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا، عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ، فَمَا قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

[رواه البخاري: ٤٢١]

گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں ڈھیر کردو یہ مال کافی مقدار میں تھا لیکن رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آکر اس کے پاس بیٹھ گئے پھر جس کو دیکھا اسے دیتے چلے گئے اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا اٹھا لو انہوں نے اپنے کپڑے میں دونوں ہاتھ سے اتنا مال بھر لیا کہ اٹھا نہ سکے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو کہہ دیجئے کہ یہ مال اٹھانے میں میری مدد کرے آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ ہی اسے اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیں آپ نے فرمایا نہیں (اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کم کیا اور پھر اٹھانے لگے لیکن اب بھی نہ اٹھا سکے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو کہہ دیں کہ مجھے اٹھوا دے آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیں آپ نے فرمایا نہیں تب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ مزید کمی کی بعد میں اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چل دیئے رسول اللہ ﷺ ان کی حرص و لالچ پر تعجب کر کے ان کو برابر دیکھتے رہے حتیٰ کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے الغرض رسول اللہ ﷺ وہاں سے اس وقت اٹھے کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔

فوائد: مسجد میں خوشہ لٹکانے کا اس حدیث میں ذکر نہیں جبکہ دوسری روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

٣٢ - باب: اَلْمَسَاجِدُ فِي اَلْبُيُوتِ

٢٧٠ : عَنْ مَحْمُودِ بْنِ اَلرَّبِيعِ الأَنْصارِيِّ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ: أَنَّ عِتْبَانَ ابْنَ مالِكٍ، وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اَللهِ ﷺ، مِمَّن شَهِدَ بَدْرًا مِنَ اَلأَنْصَارِ: أَتَى رَسُولَ اَللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اَللهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي، فَإِذَا كَانَتِ اَلأَمْطَارُ، سَالَ اَلْوَادِي اَلَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّي لهم، وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اَللهِ، أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي، فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اَللهِ ﷺ: (سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اَللهُ). قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اَللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ اَرْتَفَعَ اَلنَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ اَلْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ: (أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ). قَالَ: فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ اَلْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ فَكَبَّرَ، فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ، قَالَ: فَثَابَ فِي اَلْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ

باب ٣٢: گھروں میں مساجد بنانا

٢٧٠۔ حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ان انصاری اصحاب میں سے ہیں جو شریک بدر تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری بینائی خراب ہوگئی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں لیکن بارش کی وجہ سے جب وہ نالہ بہنے لگتا ہے جو میرے اور ان کے درمیان ہے تو میں نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں نہیں آ سکتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو جائے نماز قرار دے لوں راوی کہتا ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان شاء اللہ جلد ہی ایسا کروں گا حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے گھر تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میرے اجازت دینے پر آپ گھر میں داخل ہوئے اور بیٹھنے سے پہلے فرمایا تم اپنے گھر میں کس جگہ نماز پڑھنا چاہتے ہو تاکہ میں وہاں نماز پڑھوں حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک گوشہ کی نشاندہی کی تو آپ نے وہاں کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کہی ہم بھی صف بستہ ہوکر آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی

أَهْلِ ٱلدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ، فَاجْتَمَعُوا، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ ٱلدُّخَيْشِنِ أَوِ ٱبْنُ ٱلدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لاَ يُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَقُلْ ذٰلِكَ، أَلاَ تَرَاهُ قَدْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ ٱللهِ). قَالَ: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى ٱلْمُنَافِقِينَ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَإِنَّ ٱللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٤٢٥]

اور اس کے بعد سلام پھر دیا، پھر ہم نے آپ کے لئے کچھ حلیم تیار کر کے آپ کو روک لیا اس کے بعد اہل محلہ میں کئی آدمی گھر میں آکر جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ مالک بن دخیشن یا دخشن کہاں ہے؟ کسی نے کہا وہ تو منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کہو کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ خالص اللہ کی خوشنودی کے لئے لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ وہ شخص بولا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں بظاہر تو ہم اس کا رخ اور اس کی خیر خواہی منافقین کے حق میں دیکھتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہہ دے بشرطیکہ اس سے اللہ کی رضامندی ہی مقصود ہو۔

٣٣ - باب: هل تُنْبَشُ قُبُورُ مُشرِكِي ٱلجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ

باب ۳۳: زمانہ جاہلیت میں بنی ہوئی مشرکوں کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کی جگہ مساجد کو بنایا جا سکتا ہے

٢٧١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ، فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (إِنَّ أُولٰئِكَ، إِذَا كَانَ فِيهِمُ ٱلرَّجُلُ ٱلصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ ٱلصُّوَرَ، فَأُولٰئِكَ شِرَارُ ٱلْخَلْقِ عِنْدَ ٱللهِ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ).

۲۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کی عادت تھی کہ ان میں اگر کوئی نیک مرد مرتا تو اس کی قبر پر مسجد اور تصویریں بنا دیتے قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

[رواه البخاري: ٤٢٧]

فوائد: آج کل تو لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اور برملا ان کا طواف کیا جاتا ہے جو کھلا شرک ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہود ونصاری کی عادت ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے نیز آپ نے تصویر کشی کو حرام فرما کر بت پرستی کی جڑ کاٹ دی ہے۔

٢٧٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ ٱلْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى ٱلْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي ٱلنَّجَّارِ، فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ ٱلسُّيُوفَ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلأُ بَنِي ٱلنَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى أَلْقَى رَحْلَهُ بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ ٱلصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ ٱلْغَنَمِ، وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ ٱلْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلإٍ مِنْ بَنِي ٱلنَّجَّارِ، فَقَالَ: (يَا بَنِي ٱلنَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا). قَالُوا: لَا وَٱللهِ، لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى ٱللهِ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ، قُبُورُ ٱلْمُشْرِكِينَ، وَفِيهِ خِرَبٌ، وَفِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِقُبُورِ ٱلْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصَفُّوا ٱلنَّخْلَ قِبْلَةَ ٱلْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ ٱلْحِجَارَةَ، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ ٱلصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ، وَٱلنَّبِيُّ ﷺ

٢٧٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو عمرو بن عوف نامی قبیلہ میں پڑاؤ کیا جو مدینہ کے بلند مقام پر واقع تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں میں چودہ شب قیام فرمایا پھر آپ نے بنو نجار کو بلایا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آپہنچے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف اور بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد ہیں یہاں تک کہ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اپنا پالان ڈال دیا آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جس جگہ نماز کا وقت ہو جائے وہیں پڑھ لیں حتی کہ آپ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے پھر آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار کے لوگوں کو بلا کر فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا یہ باغ ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو انہوں نے عرض کیا ایسا نہیں ہو سکتا اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت اللہ سے ہی لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تمہیں بتاؤں کہ اس باغ میں کیا تھا وہاں مشرکوں کی قبریں' پرانے کھنڈرات اور کچھ کھجوروں کے درخت تھے آپ کے حکم کے مطابق مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں' کھنڈرات ہموار کر دیئے گئے اور کھجوروں

مَعَهُمْ، وَهُوَ يَقُولُ:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ ٱلآخِرَهْ

فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَٱلْمُهَاجِرَهْ

[رواه البخاري: ٤٢٨]

کے درخت کاٹ کر ان کی لکڑیوں کو مسجد کے سامنے نصب کر دیا گیا (اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا) اور اس کی بندش پتھروں سے کی گئی چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رجز پڑھتے ہوئے پتھر لانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے یہ فرماتے تھے:

اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے' پس تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے

٣٤ - باب: اَلصَّلَاةُ فِي مَوَاضِعِ الإِبِلِ

باب ۳۴: اونٹوں کی جگہ پر نماز پڑھنا

٢٧٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ. وَقَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٤٣٠]

۲۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ خود اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: حق یہ ہے کہ اونٹوں کی جگہ پر نماز پڑھنا حرام ہے اور اس ممانعت پر بکثرت احادیث وارد ہیں۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جب اونٹ سامنے بیٹھا ہو اور اس سے کسی قسم کا خطرہ نہ ہو اور جہاں ممانعت آئی ہے وہاں یہ مقصود ہے کہ اونٹ کھڑے ہوں اور ان کی طرف سے لات مانے کا خطرہ ہو' اس لئے کوئی تعارض نہیں ہے۔

٣٥ - باب: مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَو نَارٌ أَو شَيءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ وجه الله تعالى

باب ۳۵: اگر کوئی نماز پڑھے اور اس کے سامنے تنور یا آگ یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کی جاتی ہے لیکن نمازی کی نیت اللہ کی رضاجوئی ہو (تو اس کی نماز درست ہے)

٢٧٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ ٱلنَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي). [رواه البخاري: ٤٣١]

۲۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کو میرے روبرو پیش کیا گیا جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں گیس ہیٹر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ وہ بجانب قبلہ

ہی کیوں نہ ہوں۔

٣٦ - باب: كَرَاهِيَةُ ٱلصَّلاَةِ فِي ٱلْمَقَابِرِ

باب ٣٦: قبرستان میں نماز پڑھنے کی حرمت

٢٧٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلاَتِكُمْ، وَلاَ تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا). [رواه البخاري: ٤٣٢]

٢٧٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ نماز (نفل) اپنے گھروں میں ادا کرو اور انہیں قبرستان مت بناؤ۔

٣٧ - باب:

باب ٣٧:

٢٧٦ : عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُم قَالاَ: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا ٱغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ: (لَعْنَةُ ٱللهِ عَلَى ٱلْيَهُودِ وَٱلنَّصَارَى، ٱتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ). يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا. [رواه البخاري: ٤٣٥، ٤٣٦]

٢٧٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر آخری وقت آیا تو ایک چادر اپنے اوپر ڈالنے لگے پھر جوں ہی گھبراہٹ ہوتی تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے اسی حالت میں آپ نے فرمایا یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا گویا آپ ان کے افعال سے (امت کو) خبردار کرتے تھے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ یہود ونصاری نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کی سجدہ گاہ بنا لیا۔اس انداز گفتگو سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو متنبہ کیا ہے کہ مبادا میری قبر کے ساتھ ایسا سلوک کریں لیکن نام نہاد مسلمانوں پر افسوس ہے کہ وہ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حکومت سعودیہ کو جزائے خیر دے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر لوگوں کو غیر شرعی کاموں سے باز رکھتی ہے۔

٣٨ - باب: نَوْمُ ٱلْمَرْأَةِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ٣٨: مسجد میں عورت کا سونا

٢٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ، لِحَيٍّ

٢٧٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک سیاہ فام باندی تھی

مِنَ ٱلْعَرَبِ، فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ، قَالَتْ: فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ، عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ، قَالَتْ: فَوَضَعَتْهُ، أَوْ وَقَعَ مِنْهَا، فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى، فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ، قَالَتْ: فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، قَالَتْ: فَاتَّهَمُونِي بِهِ، قَالَتْ: فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ، حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا، قَالَتْ: وَٱللهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ، إِذْ مَرَّتِ ٱلْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ، قَالَتْ: فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: هٰذَا ٱلَّذِي ٱتَّهَمْتُمُونِي بِهِ، زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ، وَهُوَ ذَا هُوَ، قَالَتْ: فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَأَسْلَمَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي، قَالَتْ: فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا، إِلَّا قَالَتْ:

وَيَوْمَ ٱلْوِشَاحِ مِنْ أَعَاجِيبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ ٱلْكُفْرِ أَنْجَانِي

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا شَأْنُكِ، لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هٰذَا؟ قَالَتْ: فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا ٱلْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ٤٣٩]

جسے انہوں نے آزاد کر دیا مگر وہ ان کے ساتھ ہی رہا کرتی تھی اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اس قبیلہ کی کوئی لڑکی باہر نکلی اس پر سرخ تسموں کا ایک کمربند تھا جسے اس نے اتار کر رکھ دیا یا وہ از خود گر گیا ایک چیل ادھر سے گزری تو اس نے اسے گوشت خیال کیا اور جھپٹ کر لے گئی وہ کہتی ہے کہ اہل قبیلہ نے کمربند کو تلاش کیا مگر کہیں سے نہ ملا انہوں نے مجھ پر چوری کا الزام لگا دیا اور میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے میری شرمگاہ کو بھی نہ چھوڑا وہ کہتی ہے کہ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس کھڑی ہی تھی کہ اتنے میں وہی چیل آئی اس نے وہ کمربند پھینک دیا تو وہ ان کے درمیان آگرا میں نے کہا تم اس کی چوری کا الزام مجھ پر لگاتے تھے حالانکہ میں اس سے بری تھی اب اپنا کمربند سنبھال لو' حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ لونڈی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلی آئی اور مسلمان ہو گئی اس کا خیمہ یا جھونپڑا مسجد میں تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ میرے پاس آکر باتیں کیا کرتی تھی اور جب بھی میرے پاس بیٹھتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی

"کمربند کا دن اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرتوں سے ہے اس نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس سے کہا کیا بات ہے؟ جب تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ شعر ضرور کہتی ہو تب اس نے مجھ سے اپنی داستان بیان کی

فوائد: اس میں دار الکفر سے ہجرت کرنے کی فضیلت کا بیان ہے نیز مظلوم انسان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو (عون الباری:۱/۵۵۸)

٣٩ - باب: نَوْمُ ٱلرِّجَالِ فِي ٱلْمَسجِدِ

باب ٣٩: مسجد میں مردوں کا سونا

٢٧٨ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي ٱلْبَيْتِ، فَقَالَ: (أَيْنَ ٱبْنُ عَمِّكِ). قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: (ٱنْظُرْ أَيْنَ هُوَ). فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، هُوَ فِي ٱلْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: (قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ). [رواه البخاري: ٤٤١]

٢٧٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پاکر ان سے پوچھا تمہارے چچا زاد کہاں گئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا تھا وہ مجھ پر ناراض ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں یہاں نہیں سوئے تب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ دیکھ کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سن کر آپ مسجد میں تشریف لے گئے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے ان کے ایک پہلو سے چادر گرنے کی وجہ سے وہاں مٹی لگ گئی تھی رسول اللہ ﷺ ان کے جسم سے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے' ابو تراب اٹھو! ابو تراب اٹھو

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد نہیں تھے بلکہ عرب کے محاورہ کے مطابق باپ کے عزیز کو چچا زاد کہا گیا ہے۔

٤٠ - باب: إِذَا دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

باب ٤٠: جب کوئی مسجد میں آئے تو چاہیئے کہ دو رکعت نماز پڑھے

٢٧٩ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ٱلسُّلَمِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ ٱلْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ). [رواه البخاري: ٤٤٤]

٢٧٩۔ حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز ضرور پڑھے۔

فوائد: اگر دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھ جائے تو اس سے تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہو جائے گا بلکہ اٹھ کر انہیں ادا کرنا ہو گا (عون الباری: ۱/۵۶۱)

٤١ - باب: بُنْيَانُ ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۱: مسجد تعمیر کرنا

٢٨٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهما، قَالَ: إِنَّ ٱلْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ، وَسَقْفُهُ بِٱلْجَرِيدِ، وَعُمُدُهُ خَشَبُ ٱلنَّخْلِ، فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ، وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، بِاللَّبِنِ وَٱلْجَرِيدِ، وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمانُ، فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً، وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ ٱلْمَنْقُوشَةِ وَٱلْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ، وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ. [رواه البخاري: ٤٤٦]

۲۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی چھت پر کھجور کی ڈالیاں تھیں اور ستون بھی کھجور کی لکڑی کے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع ضرور کی لیکن عمارت اسی طرح کی رکھی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی یعنی کچی اینٹیں' ڈالیاں اور ستون اسی کھجور کی لکڑی کے بنائے گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کر کے بہت توسیع فرمائی یعنی اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے بنوائیں ستون بھی منقش پتھروں کے بنائے اور اس کی چھت ساگوان سے تیار کی

٤٢ - باب: ٱلتَّعَاوُنُ فِي بِنَاءِ ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۲: مسجد بنانے میں تعاون کرنا

٢٨١ : عن أَبي سعيدٍ الخدريِّ رضي الله عنه أَنَّهُ كانَ يحدِّثُ يومًا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِناءِ ٱلْمَسْجِدِ، فَقالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَيَنْفُضُ ٱلتُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: (وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ ٱلْفِئَةُ ٱلْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى ٱلنَّارِ). قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنَ ٱلْفِتَنِ.

۲۸۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن حدیث بیان کرتے ہوئے مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر کرنے لگے کہ ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔ یہ ان کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ اسے دوزخ کی دعوت دیں گے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا

[رواه البخاري: ٤٤٧]

کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اکثر کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

٤٣ - باب: مَنْ بَنَى مَسْجِداً

باب ۴۳: جو شخص مسجد بنائے (اس کی فضیلت کا بیان)

٢٨٢ : عَنْ عُثْمانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عِنْدَ قَوْلِ ٱلنَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ، وَإِنِّي سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ ٱللهِ، بَنَى ٱللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي ٱلْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٤٥٠]

۲۸۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے (منقش پتھر اور چونے سے) مسجد بنوائی تو لوگ اس کے متعلق باتیں کرنے لگے تب انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مسجد بنائے اور اس سے محض اللہ کی رضا مقصود ہو تو اللہ اس کے لئے اس جیسا گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔

فوائد: علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ جو شخص مسجد بنوا کر اس پر اپنا نام کندہ کرا دیتا ہے وہ مخلص نہیں بلکہ نمود و نمائش کا خوگر ہے۔

٤٤ - باب: الأخذُ بِنُصُولِ ٱلنَّبلِ إِذَا مَرَّ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۴: مسجد سے گزرے تو تیر کا پھل (نوک) پکڑ لے

٢٨٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا). [رواه البخاري: ٤٥١]

۲۸۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص مسجد نبوی سے تیر لئے گزر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ ان کے پھل تھامے رکھو۔

٤٥ - باب: ٱلْمُرُورُ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۵: مسجد سے گزرنا

٢٨٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى ٱلأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، بِنَبْلٍ، فَلْيَأْخُذْ عَلَى

۲۸۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری مسجدوں یا بازاروں سے تیر لئے ہوئے گزرے تو چاہئے کہ وہ ان کے پھل (نوکیں) تھامے رکھے

نِصَالِهَا، لاَ يَعْقِرْ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا). تاکہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دے۔

[رواه البخاري: ٤٥٢]

٤٦ - باب: اَلشِّعْرُ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۴۶: مسجد میں شعر پڑھنا

٢٨٥ : عَنْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ اسْتَشْهَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْشُدُكَ اللهَ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ؟). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ.

[رواه البخاري: ٤٥٣]

۲۸۵۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے گواہی طلب کر رہے تھے کہ تمہیں اللہ کی قسم! بتاؤ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ اے اللہ تو حسان رضی اللہ عنہ کی روح القدس سے تائید فرما حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ "ہاں" یعنی سنا ہے۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں شعر پڑھنا منع ہے تو اس سے مراد عشقیہ اور لغو قسم کے اشعار ہیں۔ (عون الباری:۱/۵۷۱)

٤٧ - باب: أَصْحَابُ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۴۷: برچھے والوں کا مسجد میں داخل ہونا

٢٨٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ. في رواية: يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ. [رواه البخاري: ٤٥٤]

۲۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دراوزے پر کھڑے دیکھا اور حبشہ کے کچھ لوگ مسجد میں (جہادی مشقیں کرتے ہوئے) کھیل رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھے چھپا رہے تھے اور میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اپنے ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو ہتھیار مسجد میں لے جانا جائز ہیں۔

٤٨ - باب: اَلتَّقَاضِي وَالمُلَازَمَةُ فِي المَسجِدِ

باب ۴۸: مسجد میں قرض دار سے قرض کا تقاضا کرنا اور اس کے پیچھے پڑنا

٢٨٧ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ -: أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي المَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا، حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى: (يَا كَعْبُ). قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا). وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ: أَيِ الشَّطْرَ قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (قُمْ فَاقْضِهِ). [رواه البخاري: ٤٥٧]

۲۸۷۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد میں عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اس پر دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سن لیا آپ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور حجرے کا پردہ اٹھا کر آواز دی اے کعب رضی اللہ عنہ! انہوں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تم اپنے قرض میں کچھ کمی کر دو' اور اشارہ فرمایا نصف کر دو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا حکم سر آنکھوں پر' تب آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اٹھو اس کا قرض ادا کر دو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کے پیش نظر مسجد میں بآواز بلند گفتگو کرنا جائز ہے البتہ بلاوجہ مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت ہے (عون الباری:۴۷۵/ج:۱)

٤٩ - باب: كَنْسِ المَسجِدِ وَالتِقَاطِ الخِرَقِ وَالقَذَى وَالعِيدَانِ

باب ۴۹: مسجد سے چیتھڑے کوڑا کرکٹ اور لکڑیاں اٹھانا اور اس کی صفائی کرنا

٢٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ، أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ، كَانَ يَقُمُّ المَسْجِدَ، فَمَاتَ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَاتَ، قَالَ: (أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ، دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ، أَوْ قَالَ قَبْرِهَا). فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا. [رواه البخاري: ٤٥٨]

۲۸۸۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے اس کی بابت پوچھا' انہوں نے کہا: "وہ تو فوت ہو گئی۔" آپ نے فرمایا: "بھلا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی' اچھا اب مجھے اس کی قبر بتاؤ۔" پھر اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد: بیہقی کی روایت میں ہے کہ یہ ام محجن نامی عورت تھی جو مسجد سے چیتھڑے اور تنکے وغیرہ چنا کرتی تھی نیز معلوم ہوا کہ قبر پر نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔

٥٠ - باب: تَحْرِيمُ تِجَارَةِ ٱلْخَمْرِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۵۰: مسجد میں شراب کی تجارت کو حرام کہنا

٢٨٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ ٱلآيَاتُ مِنْ سُورَةِ ٱلْبَقَرَةِ فِي ٱلرِّبَا، خَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى ٱلنَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ ٱلْخَمْرِ. [رواه البخاري: ٤٥٩]

۲۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سود کے متعلق سورہ بقرہ کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو وہ آیات پڑھ کر سنائیں پھر فرمایا کہ شراب کی تجارت بھی حرام ہے۔

فوائد: اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ممانعت کی غرض سے برے کاموں اور فحش باتوں کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔

٥١ - باب: ٱلأَسِيرُ أَوِ ٱلْغَرِيمُ يُربَطُ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۵۱: قیدی یا قرضدار کو مسجد میں باندھنا

٢٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: قَالَ: (إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ ٱلْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ ٱلْبَارِحَةَ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - لِيَقْطَعَ عَلَيَّ ٱلصَّلاَةَ، فَأَمْكَنَنِي ٱللهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَربِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي ٱلْمَسْجِدِ، حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ ٱغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيٓ﴾). [رواه البخاري: ٤٦١]

۲۹۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات اچانک ایک سرکش جن مجھ سے ٹکرا گیا یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ ارشاد فرمایا تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے مگر اللہ نے مجھے اس پر قابو دے دیا میں نے چاہا کہ اسے مسجد میں کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم بھی اس کو دیکھ لو پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔

"اے میرے رب! مجھے معاف کر اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی اور کے لئے سزاوار نہ ہو"

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس شریر جن کو بعد میں قید کرنے کا ارادہ فرمایا امام بخاری نے قرض دار کو اسی پر قیاس کیا ہے۔ (عون الباری:۱/۵۷۷)

٥٢ - باب: اَلْخَيْمَةُ فِي اَلْمَسْجِدِ لِلْمَرضى وَغَيْرِهِمْ

باب ۵۲: مسجد میں بیماروں اور دوسروں کے لئے خیمہ لگانا

٢٩١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْها قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ اَلْخَنْدَقِ فِي اَلأَكْحَلِ، فَضَرَبَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي اَلْمَسْجِدِ، لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ، وَفِي اَلْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، إِلَّا اَلدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا أَهْلَ اَلْخَيْمَةِ، مَا هٰذَا اَلَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ فِيهَا. [رواه البخاري: ٤٦٣]

۲۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ خندق کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ہفت اندام کی رگ میں (تیر کا) زخم لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تاکہ نزدیک سے ان کی عیادت کر لیا کریں اور مسجد میں بنو غفار کا خیمہ بھی تھا' اچانک ان کی طرف سے خون بہہ کر آنے لگا تو لوگ اس سے خوفزدہ ہوئے کہنے لگے۔ اے خیمہ والو! یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آرہا ہے دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا آخر وہ اسی زخم سے فوت ہوگئے۔

٥٣ - باب: إِدْخَالُ اَلبَعِيرِ فِي اَلمَسجِدِ لِلْعِلَّةِ

باب ۵۳: ضرورت کے وقت اونٹ کو مسجد میں لانا

٢٩٢ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْها قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اَللهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي، قَالَ: (طُوفِي مِنْ وَرَاءِ اَلنَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ). فَطُفْتُ، وَرَسُولُ اَللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ اَلْبَيْتِ، يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ. [رواه البخاري: ٤٦٤]

۲۹۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیماری کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو لوگوں کے پیچھے پیچھے سواری پر بیٹھ کر طواف کر لے چنانچہ میں نے سوار ہوکر طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پہلو میں کھڑے نماز میں سورۃ والطور تلاوت فرما رہے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد میں حلال جانور لایا جا سکتا ہے بشرطیکہ مسجد کی آلودگی کا اندیشہ نہ ہو (عون الباری:۱/۵۷۹)

٥٤ - باب:

٢٩٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَمَعَهُمَا مِثْلُ ٱلْمِصْبَاحَيْنِ، يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ، حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ. [رواه البخاري: ٤٦٥]

باب ۵۴:

۲۹۳۔ حضرت انس بناٹنڈ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابہ آپ کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے ان دونوں کے ساتھ دو چراغ جیسے روشن تھے جو ان کے سامنے روشنی دے رہے تھے جب وہ دونوں علیحدہ ہوگئے تو ہر ایک کے ساتھ ان میں سے ایک ایک ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

فوائد: اس حدیث سے اندھیری رات میں مسجد کی طرف آنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے (عون الباری:۱/۵۸۰)

٥٥ - باب: ٱلْخَوْخَةُ وَٱلْمَمَرُّ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۵۵: مسجد میں کھڑکی اور گزر گاہ رکھنا

٢٩٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (إِنَّ ٱللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ ٱلدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَٱخْتَارَ مَا عِنْدَ ٱللهِ). فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا يُبْكِي هٰذَا ٱلشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ ٱللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ ٱلدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَٱخْتَارَ مَا عِنْدَ ٱللهِ، فَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ هُوَ ٱلْعَبْدُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: (يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ ٱلنَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ

۲۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری بناٹنڈ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کرے تو اس نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق بناٹنڈ رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑھا کس لئے روتا ہے؟ بات تو صرف یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرنے کا اختیار دیا ہے پس اس نے آخرت کو پسند کیا ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر بعد میں یہ راز کھلا کہ) بندے سے مراد خود رسول اللہ ﷺ تھے

ٱلإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ، لاَ يَبْقَيَنَّ فِي ٱلْمَسْجِدِ بَابٌ إِلاَّ سُدَّ، إِلاَّ بَابَ أَبِي بَكْرٍ). [رواه البخاري: ٤٦٦]

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم مت روؤ میں لوگوں میں سے کسی کے مال اور صحبت کا اتنا زیر بار نہیں جتنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوں اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت و محبت ضرور ہے دیکھو مسجد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کردیئے جائیں۔

فوائد: اس حدیث میں آپ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا کہ خلافت کے زمانہ میں نماز پڑھانے کے لئے آنے جانے سے سہولت رہے گی۔

٢٩٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا - قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ ٱلَّذِي مَاتَ فِيهِ، عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ ٱلنَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ ٱلنَّاسِ خَلِيلًا لَٱتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ خُلَّةُ ٱلإِسْلاَمِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا ٱلْمَسْجِدِ، غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ). [رواه البخاري: ٤٦٧]

٢٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض وفات میں ایک پٹی سے اپنے سر کو باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر فروکش ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اپنی جان اور مال کو مجھ پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی خرچ کرنے والا نہیں اور میں لوگوں میں سے اگر کسی کو دلی دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی دوستی سب سے بڑھ کر ہے دیکھو! میری طرف سے ہر وہ کھڑکی جو اس مسجد میں کھلتی ہے بند کردو صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کو رہنے دو۔

٥٦ - باب: ٱلأَبْوَابُ وَٱلْغَلَقُ لِلْكَعْبَةِ وَٱلْمَسَاجِدِ

باب ٥٦: کعبہ اور دیگر مساجد کیلئے دروازے چٹخنی اور تالا لگانا

٢٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ

٢٩٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ، فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ، فَفَتَحَ ٱلْبَابَ، فَدَخَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، وَبِلاَلٌ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعُثْمانُ بْنُ طَلْحَةَ، ثُمَّ أُغْلِقَ ٱلْبَابُ، فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَجُوا. قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلاَلًا، فَقَالَ: صَلَّى فِيهِ، فَقُلْتُ: فِي أَيٍّ؟ قَالَ: بَيْنَ ٱلأُسْطُوَانَتَيْنِ. قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى. [رواه البخاري: ٤٦٨]

کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے (چابی بردار) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھول دیا پھر رسول اللہ ﷺ، حضرت بلال، اسامہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم اندر گئے بعد ازیں دروازہ بند کرلیا گیا۔ آپ وہاں تھوڑی دیر رہے پھر سب باہر نکلے خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جلد اٹھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے جاکر پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی میں نے پوچھا کس مقام پر تو انہوں نے کہا دونوں ستونوں کے درمیان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ بات پوچھنے سے رہ گئی کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھی تھیں؟

٥٧ - باب: ٱلحِلَقُ وَٱلجُلُوسُ فِي ٱلمَسْجِدِ

باب ۵۷: مسجد میں حلقے بنانا اور بیٹھنا

٢٩٧ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ٱلنَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ: مَا تَرَى فِي صَلاَةِ ٱللَّيْلِ؟ قَالَ: (مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ ٱلصُّبْحَ صَلَّى وَاحِدَةً، فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى). وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ٱجْعَلُوا آخِرَ صَلاَتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا، فَإِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِهِ. [رواه البخاري: ٤٧٢]

۲۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا: رات کی نماز کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت ادا کی جائیں۔ اگر کسی کو صبح ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت اور پڑھے وہ سابقہ ساری نماز کو وتر کردے گی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز کے آخر میں وتر پڑھا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے وتر کی ایک رکعت پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

٥٨ - باب: ٱلاستِلْقَاءُ فِي ٱلمَسجِدِ

باب ۵۸: مسجد میں چت لیٹنا

٢٩٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي ٱلْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى ٱلأُخْرَى. [رواه البخاري: ٤٧٥]

۲۹۸۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو مسجد میں چت لیٹے اور پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: اگر اس طرح لیٹنے سے ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس کی ممانعت ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ (عون الباری:۱/۵۸۶) نوٹ: اگر پاؤں کو پاؤں پر رکھا جائے تو ستر کھلنے کا اندیشہ نہیں۔ ہاں اگر پاؤں کو گھٹنے پر رکھنے سے ستر کھلنے کا اندیشہ ہے۔ (علوی)

٥٩ - باب: ٱلصَّلاةُ فِي مَسْجِدِ ٱلسُّوقِ

باب ۵۹: بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا

٢٩٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (صَلاَةُ ٱلْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلاَتِهِ فِي بَيْتِهِ، وَصَلاَتِهِ فِي سُوقِهِ، خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، وَأَتَى ٱلْمَسْجِدَ، لاَ يُرِيدُ إِلَّا ٱلصَّلاَةَ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلاَّ رَفَعَهُ ٱللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً، حَتَّى يَدْخُلَ ٱلْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلاَةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَتُصَلِّي - يَعْنِي - عَلَيْهِ ٱلمَلاَئِكَةُ، مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ ٱلَّذِي يُصَلِّي فِيهِ: ٱللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لَهُ، ٱللَّهُمَّ ٱرْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ). [رواه البخاري: ٤٧٧]

۲۹۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نماز باجماعت گھر اور بازار کی نماز سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں نماز ہی کے ارادہ سے آئے تو مسجد میں پہنچنے تک جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس پر اللہ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور جب وہ مسجد میں پہنچ جاتا ہے تو جب تک نماز کے لئے وہاں رہے تو اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے اور جب تک وہ اپنے اس مقام میں رہے جہاں نماز پڑھتا ہے فرشتے اس کے لئے یوں دعا کرتے ہیں' اللہ اسے معاف کردے اللہ اس پر رحم فرما یہ اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔

٦٠ - باب: تَشْبِيكُ ٱلأَصَابِعِ فِي ٱلْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

باب ٦٠: مسجد وغیرہ میں (ہاتھوں کی) انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کرنا

٣٠٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱلْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا). وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ. [رواه البخاري: ٤٨١]

٣٠٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کے ایک حصہ سے دوسرے حصے کو تقویت ملتی ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل فرمایا

فوائد: بعض احادیث میں ایسا کرنے کی ممانعت ہے امام بخاری کے نزدیک ان کی صحت محل نظر ہے یا وہ دوران نماز ایسا کرنے پر محمول ہیں۔ آپ نے ضرورت کے تحت تمثیل کے لئے ایسا کیا۔

٣٠١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِحْدَى صَلاَتَيِ ٱلْعَشِيِّ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ، وَوَضَعَ يَدَهُ ٱلْيُمْنَى عَلَى ٱلْيُسْرَى، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، وَوَضَعَ خَدَّهُ ٱلأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ ٱلْيُسْرَى، وَخَرَجَتِ ٱلسَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ ٱلْمَسْجِدِ، فَقَالُوا: قَصُرَتِ ٱلصَّلاَةُ؟ وَفِي ٱلْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَفِي ٱلْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ، يُقَالُ لَهُ ذُو ٱلْيَدَيْنِ، قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ ٱلصَّلاَةُ؟ قَالَ: (لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ). فَقَالَ: (أَكَمَا

٣٠١۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زوال کے بعد کی نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی اور آپ نے دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا اس کے بعد مسجد میں گاڑی ہوئی ایک لکڑی کی طرف گئے اس پر آپ نے ٹیک لگا لیا گویا آپ ناراض تھے اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل فرمایا اور اپنا دایاں رخسار بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا جلدباز تو مسجد کے دروازوں سے نکل گئے اور مسجد میں حاضر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کیا نماز کم کر دی گئی؟ اس وقت لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے مگر ان دونوں نے آپ سے گفتگو کرنے سے ہیبت محسوس کی ایک شخص جس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اور اسے ذوالیدین بھی کہا جاتا تھا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھول گئے ہیں

يَقُولُ ذُو ٱلْيَدَيْنِ؟). فَقَالُوا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ سَلَّمَ. [رواه البخاري: ٤٨٢]

یا نماز کم کردی گئی ہے آپ نے فرمایا نہ میں بھولا ہو اور نہ ہی نماز کم کی گئی ہے پھر آپ نے فرمایا کیا ذوالیدین صحیح کہتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "جی ہاں" یہ سن کر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز رہ گئی تھی اسے ادا کیا پھر سلام پھیرا اس کے بعد آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ (سہو) کیا جو عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا تھا پھر آپ نے سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا جو اپنے عام سجدوں کی طرح یا اس سے کچھ طویل تھا پھر سر اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور سلام پھیر دیا۔

٦١ - باب: ٱلْمَسَاجِدُ ٱلَّتِي عَلَى طُرُقِ ٱلْمَدِينَةِ وَٱلْمَوَاضِعِ ٱلَّتِي صَلَّى فِيهَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ

باب ۶۱: مدینہ کے راستہ میں واقع مساجد اور وہ مقامات جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی

٣٠٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي أَمَاكِنَ مِنَ ٱلطَّرِيقِ ويقولُ: إِنَّهُ رَأَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي تِلْكَ ٱلأَمْكِنَةِ. [رواه البخاري: ٤٨٣]

۳۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہ مکہ اور مدینہ کے راستہ میں متعدد مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان جگہوں پر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

٣٠٣ : وعَنْه رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ بِذِي ٱلْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ، وَفِي حَجَّتِهِ حِينَ حَجَّ، تَحْتَ سَمُرَةٍ، فِي مَوْضِعِ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بِذِي ٱلْحُلَيْفَةِ، وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوٍ، كَانَ فِي تِلْكَ ٱلطَّرِيقِ، أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ، فَإِذَا ظَهَرَ

۳۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ کے لئے جاتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو ذوالحلیفہ میں اس کیکر کے نیچے پڑاؤ کرتے جہاں اب مسجد ذوالحلیفہ ہے اور جب آپ جہاد' حج یا عمرہ سے (مدینہ) واپس آتے اور اس راستہ میں سے گزرتے تو وادی عقیق کے نشیب میں اترتے جب وہاں سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو

مِنْ بَطْنِ وَادٍ، أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ ٱلَّتِي عَلَى شَفِيرِ ٱلْوَادِي ٱلشَّرْقِيَّةِ، فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتَّى يُصْبِحَ، لَيْسَ عِنْدَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بِحِجَارَةٍ، وَلاَ عَلَى ٱلأَكَمَةِ ٱلَّتِي عَلَيْهَا ٱلْمَسْجِدُ، كَانَ ثَمَّ خَلِيجٌ يُصَلِّي عَبْدُ ٱللهِ عِنْدَهُ، فِي بَطْنِهِ كُثُبٌ، كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ثَمَّ يُصَلِّي، فَدَحَا فِيهِ ٱلسَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ، حَتَّى دَفَنَ ذَلِكَ ٱلْمَكَانَ، ٱلَّذِي كَانَ عَبْدُ ٱللهِ يُصَلِّي فِيهِ. [رواه البخاري: ٤٨٤]

بطحاء میں بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر ہے اور آخر شب میں وہیں آرام فرماتے یہاں تک صبح ہوجاتی یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں جو پتھروں پر بنی ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد ہے بلکہ اس جگہ ایک گہرا نالہ تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اس کے اندر کچھ (ریت کے) ٹیلے تھے رسول اللہ ﷺ وہیں نماز پڑھتے تھے (راوی کہتا ہے) لیکن اب نالے کی رو (پانی کے بہاؤ) نے وہاں کنکریاں بچھا دی ہیں اور اس مقام کو چھپا دیا ہے جہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان مقامات پر بطور تبرک واتباع نماز پڑھتے تھے ویسے تو رسول اللہ ﷺ کا ہر قول' ہر فعل اور ہر نقش قدم ہمارے لئے باعث خیر وبرکت ہے مگر تبرکات انبیاء کے نام سے جو افراط وتفریط کی جاتی ہے وہ بھی حد درجہ قابل مذمت ہے جیسا کہ بعض لوگ آپ کے پیشاب اور فضلات کو بھی پاک کہتے ہیں نیز ان احادیث میں جن مساجد کا ذکر ہے ان میں سے اکثر لاپتہ ہو چکی ہیں اس کے وہ درخت اور نشانات بھی ختم ہو چکے ہیں صرف مسجد ذو الحلیفہ کی شناخت ہو سکتی ہے باقی رہے نام اللہ کا۔

٣٠٤ : وحدَّث عبدُ الله: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى حَيْثُ ٱلْمَسْجِدُ ٱلصَّغِيرُ، ٱلَّذِي دُونَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بِشَرَفِ ٱلرَّوْحَاءِ، وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَعْلَمُ ٱلْمَكَانَ ٱلَّذِي كَانَ صَلَّى فِيهِ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، يَقُولُ: ثَمَّ عَنْ يَمِينِكَ، حِينَ تَقُومُ فِي ٱلْمَسْجِدِ تُصَلِّي، وَذَلِكَ ٱلْمَسْجِدُ عَلَى حَافَةِ ٱلطَّرِيقِ ٱلْيُمْنَى، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ،

٣٠٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں بھی نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی سی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو روحاء کی بلندی پر واقع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مقام کی نشاندہی کرتے تھے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تھی اور کہتے تھے کہ جب تو مسجد میں نماز پڑھے تو وہ جگہ تیرے دائیں ہاتھ کی طرف پڑتی ہے اور یہ چھوٹی مسجد مکہ کو جاتے ہوئے راستہ کے دائیں کنارے پر واقع ہے اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان کم وبیش پتھر

أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ. [رواه البخاري: ٤٨٥]

پھینکنے کی مسافت ہے۔

٣٠٥ : وَكَانَ عبدُ اللهِ يُصَلِّي إِلَى ٱلْعِرْقِ ٱلَّذِي عِنْدَ مُنْصَرَفِ ٱلرَّوْحَاءِ، وَذٰلِكَ ٱلْعِرْقُ ٱنْتِهَاءُ طَرَفِهِ عَلَى حَافَةِ ٱلطَّرِيقِ، دُونَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْمُنْصَرَفِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ، وَقَدِ ٱبْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ، فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ ٱللهِ يُصَلِّي فِي ذٰلِكَ ٱلْمَسْجِدِ، كَانَ يَتْرُكُهُ عَنْ يَسَارِهِ وَوَرَاءَهُ، وَيُصَلِّي أَمَامَهُ إِلَى ٱلْعِرْقِ نَفْسِهِ. وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَرُوحُ مِنَ ٱلرَّوْحَاءِ، فَلاَ يُصَلِّي ٱلظُّهْرَ حَتَّى يَأْتِيَ ذٰلِكَ ٱلْمَكَانَ، فَيُصَلِّي فِيهِ ٱلظُّهْرَ، وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ، فَإِنْ مَرَّ بِهِ قَبْلَ ٱلصُّبْحِ بِسَاعَةٍ، أَوْ مِنْ آخِرِ ٱلسَّحَرِ، عَرَّسَ حَتَّى يُصَلِّيَ بِهَا ٱلصُّبْحَ. [رواه البخاري: ٤٨٦]

٣٠٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس چھوٹی سی پہاڑی کے پاس بھی نماز پڑھا کرتے تھے جو روحاء کے خاتمہ پر ہے اس پہاڑی کا سلسلہ راستے کے آخری کنارے پر جا کر ختم ہوجاتا ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور روحاء کے آخری حصے کے درمیان ہے وہاں ایک اور مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مسجد میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ اسے اپنی بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے اور اس کے آگے خود پہاڑی کے پاس نماز پڑھتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زوال آفتاب کے بعد روحاء سے چلتے پھر ظہر کی نماز اس مقام پر پہنچ کر ادا کرتے اور جب مکہ سے (مدینہ) آتے تو صبح ہونے سے کچھ وقت پہلے یا سحری کے آخری وقت وہاں پڑاؤ کرتے اور فجر کی نماز ادا کرتے۔

٣٠٦ : وحدَّث عبدُ اللهِ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ، دُونَ ٱلرُّوَيْثَةِ، عَنْ يَمِينِ ٱلطَّرِيقِ وَوُجَاهِ ٱلطَّرِيقِ، فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ، حَتَّى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ ٱلرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ، وَقَدِ ٱنْكَسَرَ أَعْلاَهَا فَٱنْثَنَى فِي جَوْفِهَا، وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلَى سَاقٍ، وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ. [رواه البخاري: ٤٨٧]

٣٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام رویثہ کے قریب راستہ کی دائیں جانب کشادہ' نرم اور ہموار جگہ میں ایک گھنے درخت کے نیچے اترتے یہاں تک کہ اس ٹیلے سے بھی آگے گزر جاتے جو رویثہ کے راستے سے دو میل کے قریب ہے اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا ہے اب درمیان سے خمیدہ ہوکر اپنے تنے پر کھڑا ہے اس کی جڑ میں بہت سے ریت کے ٹیلے ہیں۔

٣٠٧ : وحدَّث عبدُ الله: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، صَلَّى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ ٱلْعَرْجِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى هَضْبَةٍ، عِنْدَ ذَلِكَ ٱلْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلاَثَةٌ، عَلَى ٱلْقُبُورِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِينِ ٱلطَّرِيقِ، عِنْدَ سَلِمَاتِ ٱلطَّرِيقِ، بَيْنَ أُولَئِكَ ٱلسَّلِمَاتِ، كَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَرُوحُ مِنَ ٱلْعَرْجِ، بَعْدَ أَنْ تَمِيلَ ٱلشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ، فَيُصَلِّي ٱلظُّهْرَ فِي ذَلِكَ ٱلْمَسْجِدِ. [رواه البخاري: ٤٨٨]

٣٠٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلے کے کنارے پر بھی نماز پڑھی جہاں سے پانی اترتا ہے یہ مقام ہضبہ کو جاتے ہوئے عرج کے پیچھے واقعہ ہے' اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں ان پر اوپر تلے پتھر رکھے ہوئے ہیں یہ راستہ سے دائیں جانب ان بڑے پتھروں کے پاس ہے جو راستہ پر واقع ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دوپہر کو زوال کے بعد عرج سے ان بڑے پتھروں کے درمیان چلتے پھر ظہر کی نماز اس مسجد میں ادا کرتے۔

٣٠٨ : قال عبدُ اللهِ: ونزل رسولُ الله ﷺ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ ٱلطَّرِيقِ، فِي مَسِيلٍ دُونَ هَرْشَى، ذَلِكَ ٱلمسِيلُ لاَصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى، بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ. وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ، هِيَ أَقْرَبُ ٱلسَّرَحَاتِ إِلَى ٱلطَّرِيقِ، وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ. [رواه البخاري: ٤٨٩]

٣٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس اترے جو راستہ کے بائیں جانب ہرشی پہاڑی کے پاس وادی میں ہیں یہ وادی ہرشی کے کنارے سے مل گئی ہے۔ وادی اور راستہ کے درمیان ایک تیر پھینکنے کا فاصلہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بڑے درخت کے پاس نماز پڑھتے جو وہاں تمام درختوں سے بڑا اور راستہ کے زیادہ قریب تھا۔

٣٠٩ : ويقولُ: إِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ فِي ٱلمَسِيلِ ٱلَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ ٱلظَّهْرَانِ، قِبَلَ ٱلْمَدِينَةِ، حِينَ يَهْبِطُ مِنَ ٱلصَّفْرَاوَاتِ، يَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذَلِكَ ٱلمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ ٱلطَّرِيقِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ،

٣٠٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وادی میں پڑاؤ کرتے جو مرالظہران کے نشیب میں مقام صفوات سے اترتے وقت مدینہ کی جانب ہے آپ اس وادی کے نشیب میں پڑاؤ کرتے جو مکہ جاتے ہوئے راستہ کی بائیں جانب واقع ہے۔ آپ جہاں اترتے اس میں اور

لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبَيْنَ ٱلطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ. [رواه البخاري: ٤٩٠]

عام راستہ کے درمیان ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا۔

٣١٠ : قَالَ: وكانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى، وَيَبِيتُ حَتَّى يُصْبِحَ، ثُمَّ يُصَلِّي ٱلصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ، وَمُصَلَّى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ، لَيْسَ فِي ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بُنِيَ ثَمَّ، وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ. [رواه البخاري: ٤٩١]

۳۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مقام ذی طوی میں اترا کرتے اور رات یہیں گزارا کرتے تھے صبح ہوتی تو نماز فجر یہیں پڑھ کر مکہ مکرمہ کو روانہ ہوتے' یہاں آپ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے ٹیلے پر تھی یہ وہ جگہ نہیں جہاں آج مسجد بنی ہوئی ہے بلکہ اس کے نشیب میں وہ بڑے ٹیلے پر واقع تھی۔

٣١١ : وَأَنَّ عَبْدَ ٱللهِ يُحدِّثُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ ٱسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ ٱلْجَبَلِ، ٱلَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْجَبَلِ ٱلطَّوِيلِ نَحْوَ ٱلْكَعْبَةِ، فَجَعَلَ ٱلْمَسْجِدَ ٱلَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ ٱلْمَسْجِدِ بِطَرَفِ ٱلْأَكَمَةِ، وَمُصَلَّى ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى ٱلْأَكَمَةِ ٱلسَّوْدَاءِ، تَدَعُ مِنَ ٱلْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا، ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ ٱلْفُرْضَتَيْنِ مِنَ ٱلْجَبَلِ ٱلَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ ٱلْكَعْبَةِ. [رواه البخاري: ٤٩٢]

۳۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی بیان کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کے دونوں دروں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل طویل کے درمیان کعبہ کی سمت میں ہے۔ آپ اس مسجد کو جو ٹیلے کے کنارے پر اب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں جانب کر لیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہی مائل ٹیلے پر تھی (اگر تو ٹیلے سے کم وبیش دس ہاتھ چھوڑ کر وہاں نماز پڑھے تو تیرا رخ سیدھا پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف ہوگا یعنی وہ پہاڑی جو تیرے اور بیت اللہ کے درمیان واقع ہے

٦٢ - باب: سُتْرَةُ ٱلْإِمَامِ سُتْرَةُ لِمَنْ خَلْفَهُ

باب ۶۲: امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے بھی ہے

٣١٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا

۳۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (نماز کے

خَرَجَ يَوْمَ ٱلْعِيدِ، أَمَرَنَا بِحَرْبَةٍ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَٱلنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي ٱلسَّفَرِ، فَمِنْ ثَمَّ ٱتخذَهَا ٱلأُمَرَاءُ. [رواه البخاري: ٤٩٤]

لئے) نکلتے تو برچھا کے متعلق ہمیں حکم دیتے تب وہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا آپ اس کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے دوران سفر بھی آپ ایسا ہی کرتے چنانچہ (مسلمانوں) کے خلفاء نے اس وجہ سے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت اپنالی ہے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اظہار افسوس کرتے ہیں کہ ان روساء نے برچھا بردار تو رکھ لئے ہیں لیکن نماز کو نظرانداز کر دیا جو اسلام کی عظیم نشانی ہے۔

٣١٣ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، ٱلظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَٱلْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ ٱلْمَرْأَةُ وَٱلْحِمَارُ. [رواه البخاري: ٤٩٥]

٣١٣۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی بطحاء میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے نیزہ گاڑ دیا گیا آپ نے (سفر کی وجہ سے) ظہر کی دو رکعتیں ادا کیں اسی طرح عصر کی بھی دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

فوائد: آپ کے سامنے گذرنے کا مطلب یہ ہے کہ نصب کردہ سترہ کے آگے عورتیں وغیرہ گذرتی تھیں جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ (الصلوٰۃ:٤٩٩)

٦٣ - باب: قَدْرُ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ ٱلْمُصَلِّي وَٱلسُّتْرَةِ

باب ٦٣: نمازی اور سترہ میں فاصلہ کی مقدار

٣١٤ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبَيْنَ ٱلْجِدَارِ مَمَرُّ ٱلشَّاةِ. [رواه البخاري: ٤٩٦]

٣١٤۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز اور سامنے کی دیوار کے درمیان اس قدر فاصلہ تھا کہ ایک بکری گزر سکتی تھی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نمازی کو سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہئے ایک روایت میں نمازی اور سترہ کا درمیانی فاصلہ تین ہاتھ بتایا گیا ہے۔

٦٤ - باب: ٱلصَّلَاةُ إِلَى ٱلْعَنَزَةِ

باب ٦٤: نیزہ کی طرف نماز پڑھنا

٣١٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا

٣١٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لئے

خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ، وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ، أَوْ عَصًا، أَوْ عَنَزَةٌ، وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ ٱلْإِدَاوَةَ. [رواه البخاري: ٥٠٠]

نکلتے تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے ساتھ جاتے ہمارے پاس نوک دار لکڑی یا ڈنڈا یا نیزہ ہوتا اور پانی کی چھاگل بھی ہمراہ لے جاتے جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم چھاگل آپ کو دے دیتے۔

٦٥ - باب: ٱلصَّلَاةُ إِلَى ٱلْأُسْطُوَانَةِ

باب ٦٥: ستون کی آڑ میں نماز پڑھنا

٣١٦ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ ٱلْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ ٱلْأُسْطُوَانَةِ ٱلَّتِي عِنْدَ ٱلْمُصْحَفِ، فَقِيل له: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى ٱلصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ ٱلْأُسْطُوَانَةِ؟ قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى ٱلصَّلَاةَ عِنْدَهَا. [رواه البخاري: ٥٠٢]

٣١٦۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے جہاں قرآن شریف رکھا رہتا تھا ان سے پوچھا گیا کہ اے ابو مسلم! تم اس ستون کے قریب ہی نماز پڑھنے کی کوشش کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے وہ کوشش سے اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کی بات ہے جبکہ قرآن مجید صندوق میں محفوظ کر کے ایک ستون کے پاس رکھا جاتا تھا اور اس ستون کو اسطوانۃ المصحف کہتے تھے اس کو اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتے تھے کیونکہ مہاجرین وہاں جمع ہوتے تھے (عون الباری:١/٦٠١)

٦٦ - باب: ٱلصَّلَاةُ بَيْنَ ٱلسَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ

باب ٦٦: اکیلے نمازی کا دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا

٣١٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديثُ دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ الكَعْبَةَ قال: فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ: مَا صَنَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ، وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ ٱلْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ

٣١٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کے کعبہ میں داخل ہونے کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیت اللہ سے باہر آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے ایک ستون کو تو اپنی دائیں جانب اور ایک کو بائیں جانب اور تین ستونوں کو اپنے عقب میں کر لیا (پھر

أَعْمِدَةٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: عَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ. [رواه البخاري: ٥٠٥]

آپ نے نماز پڑھی) اس وقت کعبہ کی عمارت چھ ستون پر تھی ایک روایت ہے کہ آپ نے دو ستونوں کو اپنی دائیں جانب کیا تھا۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا منع ہے یہ اس وقت جو جماعت ہو رہی ہو کیونکہ ایسا کرنے سے صف بندی میں خلل آتا ہے۔ (عون الباری:۱/۶۰۲)

٦٧ - باب: اَلصَّلَاةُ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ

باب ٦٧: سواری اونٹ' درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا

٣١٨ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ ٱلرِّكَابُ؟ قَالَ: كَانَ يَأْخُذُ هٰذَا ٱلرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ، فَيُصَلِّي إِلَى آخِرَتِهِ، أَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهِ، وَكَانَ ٱبْنُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٥٠٧]

٣١٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری کو چوڑائی میں بٹھا دیتے پھر اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ نافع سے پوچھا گیا کہ جب سواریاں چرنے کے لئے چلی جاتیں تو اس وقت کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس پالان کو سامنے کر لیتے اور اس کے آخری یا پچھلے حصہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عمل تھا۔

٦٨ - باب: اَلصَّلَاةُ إِلَى السَّرِيرِ

باب ٦٨: چارپائی کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھنا

٣١٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَعَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى ٱلسَّرِيرِ، فَيَجِيءُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ ٱلسَّرِيرَ فَيُصَلِّي، فَأَكْرَهُ أَنْ أُسَنِّحَهُ، فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ ٱلسَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي. [رواه البخاري: ٥٠٨]

٣١٩۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے تو ہمیں گدھوں کے برابر کر دیا حالانکہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ چارپائی پر لیٹی ہوتی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور چارپائی کو (اپنے اور قبلہ کے) درمیان کر لیتے پھر نماز پڑھ لیتے تھے۔ مجھے آپ کے سامنے ہونا برا معلوم ہوتا اس لئے پائنتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر ہو جاتی۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کی اس بات پر ناراض ہوتیں کہ عورت نمازی کے آگے سے گذر

جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ کتے اور گدھے کے گذرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (عون الباری: ص:۶۰۴/۱)

٦٩ - باب: يَرُدُّ ٱلْمُصَلِّي مَن مَرَّ بَينَ يَدَيْهِ

باب ٦٩: نمازی اپنے سامنے سے گزرنے والے کو روکے گا

٣٢٠ : عَنْ أَبي سَعِيدٍ الخُدريِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ ٱلنَّاسِ، فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ، فَنظَرَ ٱلشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَعَادَ لِيَجْتَازَ، فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ ٱلأُولَى، فَنَالَ مِنْ أَبي سَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ، فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبي سَعِيدٍ، وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ: مَا لَكَ وَلابْنِ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ؟ قَالَ: سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ ٱلنَّاسِ، فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ). [رواه البخاري: ٥٠٩]

٣٢٠۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے دن کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ابومعیط کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان نے ان کے آگے سے گزرنے کی کوشش کی، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے سے دھکیل کر اسے روکنا چاہا نوجوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن آگے سے گزرنے کے علاوہ اسے کوئی راستہ نہ ملا وہ پھر اس طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پہلے سے زیادہ زور دار دھکا دیا، اس نے اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا بعدازیں وہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو معاملہ پیش آیا تھا اس کی شکایت کی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے مروان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے مروان رضی اللہ عنہ نے کہا جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ! تمہارا اور تمہارے بھتیجے کا کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے کوئی اگر کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روکے اگر وہ نہ رکے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

فوائد: لڑنے سے مراد ہتھیار سے قتل کرنا نہیں بلکہ گذرنے والے کو سختی سے روکنا ہے۔ (عون الباری:۱/۶۰۶)

٧٠ - باب: إِثْمُ ٱلْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ ٱلْمُصَلِّي

باب ۷۰: نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید

٣٢١ : عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَوْ يَعْلَمُ ٱلمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ ٱلْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ). قَالَ الراوي: لاَ أَدْرِي، أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، أَوْ سَنَةً. [رواه البخاري: ٥١٠]

۳۲۱۔ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے گزرنے والا یہ جانتا ہو کہ اس پر کس قدر گناہ ہے تو آگے سے گزرنے کی بجائے وہاں چالیس... تک کھڑے رہنے کو پسند کرتا راوی حدیث کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن کہے یا مہینے یا سال۔

فوائد: ایک روایت میں چالیس سال کی صراحت ہے بلکہ صحیح ابن حبان میں سو سال آیا ہے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گذرنا حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ (عون الباری:۱/۶۰۷)

٧١ - باب: ٱلصَّلاَةُ خَلْفَ ٱلنَّائِمِ

باب ۷۱: سوئے کے پیچھے نماز پڑھنا

٣٢٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ، مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ. [رواه البخاري: ٥١٢]

۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں (آپ کے سامنے) بستر پر عرض کے بل سوئے رہتی اور جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگا لیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

٧٢ - باب: إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي ٱلصَّلاَةِ

باب ۷۲: دوران نماز چھوٹی بچی کو گردن پر اٹھالینا

٣٢٣ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي، وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ، بِنْتِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَهِي لأَبِي ٱلْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ

۳۲۳۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے جو آپ کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبد شمس کی بیٹی تھی جب سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے

شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وإِذَا قَامَ حَمَلَهَا. [رواه البخاري: ٥١٦]

اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز بچے کو اٹھانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی نیز اس قدر عمل قلیل نماز کے منافی نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۶۰۹)

٧٣ - باب: ٱلْمَرْأَةُ تَطرَحُ عَنِ ٱلمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ ٱلأَذَى

باب ۷۳: عورت کا نمازی کے بدن سے گندگی اتار پھینکنا

٣٢٤ : حديث ابن مَسْعُودٍ في دعاءِ النَّبيِّ ﷺ على قُريشٍ يومَ وضعوا عليه السَّلَى، تقدَّم، وقال هنا في آخرهِ: سُحِبُوا إِلَى ٱلْقَلِيبِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ ٱلْقَلِيبِ لَعْنَةً). [رواه البخاري: ٥٢٠]

۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ حدیث (۱۷۸) گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا قریش کے لئے بد دعا کا ذکر ہے جس دن انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر بحالت نماز (اونٹنی کی) اوجھری (بچہ دانی) ڈال دی تھی تو (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے آپ سے ہٹایا تھا) اس روایت کے آخر میں یہ بھی ذکر ہے پھر ان کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈالا گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کنویں والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عورت نمازی کے بدن سے نجاست وغیرہ دور کر سکتی ہے اور ایسا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

كتاب المواقيت الصلاة

نمازوں کے اوقات کا بیان

امام بخاری نے کتاب اور باب کا ایک ہی عنوان رکھا ہے ان ہر دو میں فرق یہ ہے کہ کتاب میں فضیلت اور کرامت کے مطلق اوقات مذکور ہوں گے جبکہ باب میں ان اوقات کا ذکر ہو گا جن میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

١ - [باب: مَوَاقِيتُ الصَّلاَةِ وَفضلها]

باب ۱: نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت

٣٢٥ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ٱلْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ٱلْمُغِيرَة بْن شُعْبَةَ وقد أَخَّرَ ٱلصَّلاَةَ يَوْمًا، وَهُوَ بِالْعِرَاقِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا مُغِيرَةُ، أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ: أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: (بِهٰذَا أُمِرْتُ). [رواه البخاري: ٥٢١]

٣٢٥۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے ایک دن جب وہ عراق میں تھے نماز میں کچھ تاخیر ہوگئی تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے مغیرہ رضی اللہ عنہ! تم نے یہ کیا کیا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے تو انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی ساتھ پڑھی۔ پھر دوسری نماز کا وقت ہوا تو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر تیسری نماز کے وقت جبرئیل کی معیت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی پھر (چوتھی نماز کا وقت ہوا) تو پھر بھی دونوں نے اکٹھے نماز ادا کی پھر (پانچویں نماز کے وقت) جبریل نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ

نے ساتھ ہی نماز ادا کی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا تھا۔

٢ - باب: اَلصَّلَاةُ كَفَّارَةٌ

باب ۲: نماز گناہوں کے لئے کفارہ ہے

٣٢٦ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي ٱلْفِتْنَةِ؟ قُلْتُ: أَنَا، كَمَا قَالَهُ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ - أَوْ عَلَيْهَا - لَجَرِيءٌ، قُلْتُ: فِتْنَةُ ٱلرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا ٱلصَّلَاةُ وَٱلصَّوْمُ وَٱلصَّدَقَةُ وَٱلأَمْرُ وَٱلنَّهْيُ، قَالَ: لَيْسَ هٰذَا أُرِيدُ، وَلٰكِنِ ٱلْفِتْنَةُ ٱلَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ ٱلْبَحْرُ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ، قَالَ: إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا، قِيلَ لِحُذَيْفَةَ: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ ٱلْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ ٱلْغَدِ ٱللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيثٍ لَيْسَ بِالأَغَالِيطِ. فَسُئِلَ: مَنِ ٱلْبَابُ؟ فَقَالَ: عُمَرُ. [رواه البخاري: ٥٢٥]

٣٢٦۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم میں سے کس کو فتنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد ہے؟ میں نے کہا مجھے بعینہ اسی طرح یاد ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک تم ہی اس قسم کی بات کرنے کے متعلق جرأت کر سکتے ہو، میں نے کہا کہ انسان کا وہ فتنہ جو اس کے گھربار، مال واولاد اور اس کے ہمسایوں میں ہوتا ہے اسے تو نماز روزہ صدقہ خیرات اور امر معروف اور نہی منکر مٹا دیتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھنا چاہتا بلکہ وہ فتنہ جو سمندر کی طرح موجزن ہوگا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیرالمومنین! اس فتنے سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے؟ کیونکہ اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بتاؤ، وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ توڑا جائے گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ انہوں نے کہا "ہاں جیسے آنے والے دن سے پہلے رات آتی ہے۔" میں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی ہے جو معمہ (چیستان)

نہیں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کی بابت پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ یہ دروازہ خود حضرت عمر تھے۔ رضی اللہ عنہ

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا اور آپ کی شہادت سے فتنوں کا بند دروازہ ایسا کھلے گا جو قیامت تک بند نہیں ہو گا بلاشبہ ایسا ہی ہوا آپ کے رخصت ہوتے ہی طرح طرح کے فتنے رونما ہونے لگے۔

٣٢٧ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ ٱمْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ﴾. فَقَالَ ٱلرَّجُلُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلِي هٰذَا؟ قَالَ: (لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ). [رواه البخاري: ٥٢٦]

٣٢٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اپنا قصور بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے پیغمبر ﷺ! دن کے دونوں کناروں اور رات گئے نماز قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں" وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ میرے ہی لئے ہے؟ آپ نے فرمایا بلکہ میری تمام امت کے لئے ہے۔

فوائد: آیت میں مذکور برائیوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔ (عون الباری:ص:۶۱۶/۱)

٣٢٨ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: (لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي). [رواه البخاري: ٤٦٨٧]

٣٢٨۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حکم میری امت کے ہر اس فرد کے لئے جس نے اس پر عمل کیا۔

فوائد: یہ اضافہ کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۶۸۷ میں ہے۔

٣ - باب: فَضْلُ ٱلصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا — باب ۳: نماز بروقت پڑھنے کی فضیلت

٣٢٩ : وَعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ ٱلْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى ٱللهِ؟ قَالَ: (ٱلصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا). قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (بِرُّ

٣٢٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کی بروقت ادائیگی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس

اَلْوَالِدَيْنِ). قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اَللهِ). قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ رَسُولُ اَللهِ ﷺ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. [رواه البخاري: ٥٢٧]

کے بعد (کونسا)؟ آپ نے فرمایا والدین کی اطاعت' ابن مسعود نے پوچھا اس کے بعد ؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے اسی قدر بیان فرمایا اگر میں اور پوچھتا تو مزید بیان فرماتے۔

فوائد: بعض احادیث میں دوسرے اعمال کو افضل قرار دیا گیا ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ ہر شخص کیحالت اور اس کی استعداد ولیاقت دیکھ کر اس کے لئے جو کام بہتر ہوتا بیان فرماتے تھے۔ (عون الباری:ص:۶۱۸/۱)

٤ - باب: اَلصَّلَوَاتُ اَلْخَمْسُ كَفَّارَةٌ

باب ۴: پانچوں نمازیں (گناہوں کا) کفارہ ہیں

٣٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اَللهِ ﷺ يَقُولُ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ، يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ: ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِه؟). قَالُوا: لاَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا، قَاا (فَذٰلِكَ مَثَلُ اَلصَّلَوَاتِ اَلْخَمْسِ. يَمْحُو اَللهُ بِهَا اَلْخَطَايَا). [رواه البخاري: ٥٢٨]

۳۳۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا تم کہہ سکتے ہو کہ پھر بھی کچھ میل کچیل باقی رہے گی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایسا کرنا ذرا بھی میل کچیل نہیں چھوڑے گا آپ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

فوائد: صحیح مسلم کی روایت کے مطابق گناہوں سے مراد چھوٹے گناہ ہیں نماز کی بروقت ادائیگی سے اس قسم کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

٥ - باب: اَلْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ

باب ۵: نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے

٣٣١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ، عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (اَعْتَدِلُوا فِي اَلسُّجُودِ، وَلاَ يَبْسُطْ [أَحَدُكُمْ] ذِرَاعَيْه كَالْكَلْبِ، وَإِذَا بَزَقَ فَلاَ

۳۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سجدہ اچھی طرح اطمینان سے کرو اور تم میں سے کوئی بھی اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے اور جب

يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلاَ عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ). [رواه البخاري: ٥٣٢]

تھوکنا چاہے تو اپنے آگے اور اپنی دائیں جانب نہ تھوکے کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔

٦ - باب: اَلإبرَادُ بِالظُّهرِ من شِدَّةِ الحَرِّ

باب ٦: سخت گرمی کی بنا پر نماز ظہر ٹھنڈے وقت ادا کرنا

٣٣٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا ٱشْتَدَّ ٱلْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلاَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ ٱلْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، وَٱشْتَكَتِ ٱلنَّارُ إِلَى رَبِّهَا، فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٍ فِي ٱلشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي ٱلصَّيْفِ، أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ ٱلْحَرِّ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ ٱلزَّمْهَرِيرِ). [رواه البخاري: ٥٣٦، ٥٣٧]

٣٣٢۔ حضرت ابوھریرہ بٹاٹھ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب گرمی زیادہ ہو تو نماز (ظہر) ٹھنڈے وقت پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے' آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ اے میرے رب ! میرے ایک حصے نے دوسرے کو کھالیا تو اللہ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سردی میں دوسرا گرمی میں اس وجہ سے موسم گرما میں تمہیں سخت گرمی اور موسم سرما میں سخت سردی محسوس ہوتی ہے۔

فوائد: ٹھنڈا کرنے سے مقصود نماز کا بعد از زوال ادا کرنا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ سایہ کے ایک مثل ہونے کا انتظار کیا جائے کیونکہ اس وقت تو نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے نیز جہنم کے شکوے کو حقیقت پر محمول کرنا چاہئے اس کی تاویل کرنا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے قوت گویائی سے مشرف کر دیتا ہے۔

٣٣٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ ٱلْغِفَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ ٱلْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَبْرِدْ). ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ: (أَبْرِدْ). حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ ٱلتُّلُولِ. [رواه البخاري: ٥٣٩]

٣٣٣۔ حضرت ابوذر غفاری بٹاٹھ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے موذن نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وقت کو ذرا ٹھنڈا ہو جانے دو پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے پھر فرمایا وقت کو ذرا ٹھنڈا ہو جانے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "دوران سفر ظہر کو ٹھنڈے وقت میں

ادا کرنا" اس سے مراد آخر وقت ادا کرنا نہیں ہے۔

٧ - باب: وَقْتُ ٱلظُّهْرِ عِنْدَ ٱلزَّوَالِ

٣٣٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ ٱلشَّمْسُ، فَصَلَّى ٱلظُّهْرَ، فَقَامَ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ ٱلسَّاعَةَ، فَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: (مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ، فَلاَ تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ، مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا). فَأَكْثَرَ ٱلنَّاسُ فِي ٱلْبُكَاءِ، وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: (سَلُونِي). فَقَامَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ حُذَافَةَ ٱلسَّهْمِيُّ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: (أَبُوكَ حُذَافَةُ). ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: (سَلُونِي). فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِينَا بِٱللهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فَسَكَتَ. ثُمَّ قَالَ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ ٱلْجَنَّةُ وَٱلنَّارُ آنِفًا، فِي عُرْضِ هٰذَا ٱلْحَائِطِ، فَلَمْ أَرَ كَٱلْخَيْرِ وَٱلشَّرِّ). قَدْ تَقَدَّمَ بعضُ هذا الحديثِ في كتابِ العِلْمِ من روايةِ أبي موسى لكن في هذه الروايةِ زيادةٌ ومغايرة ألفاظٍ [رواه البخاري: ٥٤٠]

باب ٧: ظہر کا وقت زوال آفتاب پر ہے

۳۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے پر باہر تشریف لائے' ظہر کی نماز پڑھ کر منبر پر کھڑے ہوئے تو قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' اس میں بڑے بڑے حوادث ہوں گے پھر آپ نے فرمایا جو شخص کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔ جب تک میں اس مقام میں ہوں مجھ سے جو بات پوچھو گے بتاؤں گا لوگ کثرت سے گریہ کرنے لگے لیکن آپ بار بار یہی فرماتے مجھ سے پوچھو تو عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے انہوں نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ نے فرمایا مجھ سے پوچھو آخرکار حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ادب سے) دو زانوں بیٹھ کر عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے پر راضی ہیں اس پر آپ خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا ابھی دیوار کے اس گوشے میں میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا تو میں نے جنت کی طرح عمدہ اور دوزخ کی طرح بری کوئی چیز نہیں دیکھی اس حدیث کا کچھ حصہ (رقم ۸۱) کتاب العلم میں بروایت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے لیکن الفاظ کی زیادتی اور کچھ تبدیلی کی وجہ سے یہاں دوبارہ ذکر کی گئی ہے۔

فوائد: حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا کہتے تھے لہٰذا انہوں نے حقیقت حال معلوم کرنا چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے وہ بہت خوش ہوئے۔

٣٣٥ : عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ٱلصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ ٱلسِّتِّينَ إِلَى ٱلمِائَةِ وَيُصَلِّي ٱلظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ ٱلشَّمْسُ، وَٱلْعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى ٱلْمَدِينَةِ فَيَرْجِعُ وَٱلشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيَ الرَّاوِي مَا قَالَ فِي ٱلْمَغْرِبِ، وَلاَ يُبَالِي بِتَأْخِيرِ ٱلْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ ٱللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: إِلَى شَطْرِ ٱللَّيْلِ. [رواه البخاري: ٥٤١]

٣٣٥۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ایسے وقت پڑھتے کہ آدمی اپنے قریب والے کو پہچان لیتا اور آپ نماز میں ساٹھ سے سو تک آیات تلاوت کرتے اور ظہر اس وقت پڑھتے جب آفتاب ڈھل جاتا اور عصر ایسے وقت پڑھتے کہ اس کے بعد ہم سے کوئی مدینہ کے آخری کنارے پر واقع اپنی اقامت گاہ میں واپس جاتا لیکن سورج کی دھوپ ابھی تیز ہوتی حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے مغرب کے متعلق جو فرمایا وہ راوی بھول گیا ہے اور تہائی رات تک عشاء کی تاخیر میں آپ کو کوئی پرواہ نہ ہوتی پھر ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے (دوبارہ) کہا نصف شب گزرنے پر پڑھتے تھے۔

٨ - باب: تَأْخِيرُ ٱلظُّهْرِ إِلَى ٱلْعَصْرِ

باب ٨: نماز ظہر کو وقت عصر تک موخر کرنا

٣٣٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا: ٱلظُّهْرَ وَٱلْعَصْرَ، وَٱلْمَغْرِبَ وَٱلْعِشَاءَ. [رواه البخاري: ٥٤٣]

٣٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعتیں اور مغرب عشاء کی سات رکعتیں (ایک ساتھ) پڑھیں۔

فوائد: دیگر صحیح روایات میں سفر' خوف' اور بارش وغیرہ کے نہ ہونے کی صراحت موجود ہے ممکن ہے کہ کسی مصروفیت کی وجہ سے نمازوں کو جمع کیا ہو میرا ذاتی رجحان اس طرف ہے کہ وعظ وارشاد میں مصروفیت کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا جیسا کہ مسلم کی روایت میں اس کا اشارہ ملتا ہے امام بخاری اور نواب صدیق حسن خان کا رجحان جمع صوری کی طرف ہے۔

٩ - باب: وَقْتُ ٱلْعَصْرِ

باب ٩: عصر کا وقت

٣٣٧ : حديثُ أَبِي بَرْزَةَ رضي الله عنه في ذِكرِ الصَّلواتِ تقدَّم

٣٣٧۔ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث (٣٣٥) جو نمازوں کے بارے میں پہلے گزر چکی ہے اس

قريبًا وقال في هذهِ الرِّواية لما ذَكرَ العِشاءَ: وَكَانَ يَكْرَهُ ٱلنَّوْمَ قَبْلَهَا وَٱلْحَدِيثَ بَعْدَهَا. [رواه البخاري: ٥٤٧]

روایت میں عشاء کے ذکر کے بعد یہ اضافہ ہے کہ آپ عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند خیال کرتے تھے۔

فوائد: نماز عشاء کے بعد دنیوی باتوں کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے البتہ دینی باتیں کی جا سکتی ہیں۔

٣٣٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي ٱلْعَصْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُ ٱلإنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ ٱلْعَصْرَ. [رواه البخاري: ٥٤٨]

۳۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) عصر کی نماز پڑھ لیتے پھر کوئی شخص قبیلہ عمرو بن عوف تک جاتا تو انہیں نماز عصر میں مصروف پاتا۔

فوائد: ان روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نماز عصر اول وقت ایک مثل سایہ ہونے پر ادا کی جاتی تھی۔ (عون الباری:۱/۶۳۱)

٣٣٩ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي ٱلْعَصْرَ وَٱلشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ ٱلذَّاهِبُ إِلَى ٱلْعَوَالِي، فَيَأْتِيهِمْ وَٱلشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، وَبَعْضُ ٱلْعَوَالِي مِنَ ٱلْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ، أَوْ نَحْوِهِ. [رواه البخاري: ٥٥٠]

۳۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب بلند اور تیز ہوتا اور اگر کوئی عوالی تک جاتا تو ان کے پاس ایسے وقت پہنچ جاتا کہ سورج ابھی بلند ہوتا تھا اور عوالی کے بعض مقامات مدینہ سے کم وبیش چار میل پر واقع تھے۔

١٠ - باب: مَنْ فَاتَتْهُ ٱلْعَصْرُ

باب ۱۰: (اس شخص کا گناہ) جس سے نماز عصر جاتی رہے

٣٤٠ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (ٱلَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ ٱلْعَصْرِ، كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ). [رواه البخاري:

۳۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص سے نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کا سب گھر بار مال و اسباب لٹ گیا۔

[٥٥٢

فوائد: یہ وعید غیر دانستہ طور پر نماز عصر فوت ہونے کے متعلق ہے جبکہ آئندہ باب دانستہ نماز عصر ترک کر دینے کی وعید پر مشتمل ہے۔

١١ - باب: مَنْ تَرَكَ ٱلْعَصْرَ

باب ۱۱: جس نے نماز عصر (دانستہ) چھوڑ دی

٣٤١ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ: بَكِّرُوا بِصَلاَةِ ٱلْعَصْرِ، فَإِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَرَكَ صَلاَةَ ٱلْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ). [رواه البخاري: ٥٥٣]

۳۴۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ابر آلود دن میں فرمایا کہ عصر کی نماز جلدی پڑھ لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی تو یقیناً اس کا نیک عمل ضائع ہو گیا۔

فوائد: اعمال کے ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کے ثواب سے محروم رہے گا یہ سخت وعید اس لئے ہے کہ نماز عصر کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

١٢ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ ٱلْعَصْرِ

باب ۱۲: نماز عصر کی فضیلت

٣٤٢ : عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَنَظَرَ إِلَى ٱلْقَمَرِ لَيْلَةً فَقَالَ: (إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا ٱلْقَمَرَ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ ٱسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ ٱلْغُرُوبِ﴾ [رواه البخاري: ٥٥٤]

۳۴۲۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ نے ایک رات چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا بے شک تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اسے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہ ہوگی لہٰذا اگر تم (پابندی) کر سکتے ہو کہ طلوع و غروب سے پہلے کی نمازوں پر (پابندی کرو اور شیطان سے) مغلوب نہ ہو جاؤ تو بہتر ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "سورج نکلنے اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو۔"

٣٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ:

۳۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ فرشتے رات کو اور کچھ دن کو تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں

مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ). [رواه البخاري: ٥٥٥]

اور یہ تمام فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تمہارے پاس آتے ہیں جب وہ آسمان پر جاتے ہیں تو ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے بندوں سے خوب واقف ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

١٣ - باب: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوبِ

باب ۱۳: جس شخص نے غروب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی

٣٤٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ). [رواه البخاري: ٥٥٦]

۳۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے تو اسے چاہیے کہ اپنی نماز پوری کرلے اور جو کوئی طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالے تو اسے بھی چاہیے کہ اپنی نماز پوری کرلے۔

فوائد: اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ عصر کی نماز تو صحیح ہے لیکن فجر کی نماز صحیح نہ ہوگی ان کی یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

٣٤٥ : عَنْ عبدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ، كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ، أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ، فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا،

۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کو یہ فرماتے سنا کہ تمہارا (دین و دنیا میں) رہنا پہلی امتوں کے اعتبار سے ایسے ہے جیسے نماز عصر سے غروب آفتاب تک' اہل تورات کو تورات دی گئی انہوں نے اس پر نصف دن تک کام کیا اور تھک گئے تو انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی جو

فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ ٱلْإِنْجِيلِ الإِنْجِيلَ، فَعَمِلُوا إِلَى صَلَاةِ ٱلْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا، فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أُوتِينَا ٱلْقُرْآنَ، فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ ٱلشَّمْسِ، فَأُعْطِينَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، فَقَالَ أَهْلُ ٱلْكِتَابَيْنِ: أَيْ رَبَّنَا، أَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، وَأَعْطَيْتَنَا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا؟ قَالَ ٱللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ). [رواه البخاري: ٥٥٧]

عصر کی نماز تک کام کر کے تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا اس کے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا اس پر ہمیں دو، دو قیراط دیئے گئے پس ان دونوں اہل کتاب نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے مسلمانوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے مزدوری دینے میں تم پر کوئی زیادتی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا "نہیں" تو اللہ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

فوائد: بعض اوقات کسی کام کے ایک جزو پر پوری مزدوری مل جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی نماز فجر یا عصر کی ایک رکعت پا لے اسے اللہ بروقت پوری نماز ادا کرنے کا ثواب دے سکتا ہے۔ (عون الباری:۱/۶۴۴)

١٤ - باب: وَقْتُ ٱلْمَغْرِبِ

باب ۱۴: مغرب کا وقت

٣٤٦ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي ٱلْمَغْرِبَ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا، وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. [رواه البخاري: ٥٥٩]

۳۴۶۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی واپس جاتا (اور تیر پھینکتا) تو وہ تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ غروب آفتاب کے بعد نماز کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے دیگر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اذان مغرب کے بعد دو رکعت بھی پڑھتے تھے اور فراغت کے بعد تیر اندازی کرتے اس وقت اتنا اجالا رہتا کہ اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتے۔ (عون الباری:۱/۶۴۵)

٣٤٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ ۳۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ٱلظُّهْرَ بِالهَاجِرَةِ، وَٱلْعَصْرَ وَٱلشَّمْسُ نَقِيَّةٌ، وَٱلْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَٱلْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا، إِذَا رَآهُمْ ٱجْتَمَعُوا عَجَّلَ، وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَؤُوا أَخَّرَ، وَٱلصُّبْحَ - كَانُوا، أَوْ - كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ. [رواه البخاري: ٥٦٠]

ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر کو پڑھتے اور عصر کی ایسے وقت جب آفتاب صاف اور تیز ہوتا اور مغرب کی جب آفتاب غروب ہوجاتا اور عشاء کی کبھی کسی وقت اور کبھی کسی وقت جب آپ دیکھتے کہ لوگ جمع ہوگئے تو جلد پڑھ لیتے اور اگر لوگ دیر سے جمع ہوتے تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز آپ یا صحابہ کرام اندھیرے میں پڑھتے۔

١٥ - باب: مَنْ كَرِهَ أَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ ٱلْعِشَاءُ

باب ۱۵: مغرب کو عشاء کہنے کی کراہت

٣٤٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ٱلْمُزَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لاَ تَغْلِبَنَّكُمُ ٱلأَعْرَابُ عَلَى ٱسْمِ صَلاَتِكُمُ ٱلمَغْرِبِ). قَالَ: وَتَقُولُ ٱلأَعْرَابُ: هِيَ ٱلْعِشَاءُ. [رواه البخاري: ٥٦٣]

۳۴۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ نماز مغرب کے نام کے لئے دیہاتی لوگوں کا محاورہ تمہاری زبانوں پر چڑھ جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیہاتی مغرب کو عشاء کہتے تھے۔

فوائد: بدوی لوگ نماز مغرب کو عشاء اور نماز عشاء کو عتمہ سے موسوم کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ انہیں مغرب اور عشاء کے نام سے ہی پکارا جائے اگرچہ بعض مواقع پر صلوٰۃ عشاء کو صلوٰۃ عتمہ بھی کہا گیا ہے اسلئے اسے درجہ جواز تو دیا جا سکتا ہے تاہم بہتر ہے کہ اسے لفظ عشاء ہی سے موسوم کیا جائے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اس کے لئے یہی نام استعمال ہوا ہے۔

١٦ - باب: فَضْلُ ٱلْعِشَاءِ

باب ۱۶: نماز عشاء کی فضیلت

٣٤٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيْلَةً بِالعِشَاءِ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ ٱلإِسْلاَمُ، فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ: نَامَ ٱلنِّسَاءُ وَٱلصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ

۳۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز عشاء میں تاخیر کردی اور یہ واقعہ اشاعت اسلام سے پہلے کا ہے آپ ابھی گھر سے تشریف نہیں لائے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا کہ

فَقَالَ لأَهْلِ ٱلْمَسْجِدِ: (مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ ٱلأَرْضِ غَيْرُكُمْ). [رواه البخاري: ٥٦٦]

عورتیں اور بچے سو رہے ہیں۔ تب آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا اہل زمین میں تمہارے علاوہ کوئی بھی اس نماز کا منتظر نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز عشاء میں تاخیر کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے خود رسول اللہ ﷺ نے تہائی رات گذرنے پر عشاء پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

٣٥٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي ٱلَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي ٱلسَّفِينَةِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ، وَٱلنَّبِيُّ ﷺ بِالمَدِينَةِ، فَكَانَ يَتَنَاوَبُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ صَلاَةِ ٱلْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ، فَوَافَقْنَا ٱلنَّبِيَّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَنَا وَأَصْحَابِي، وَلَهُ بَعْضُ ٱلشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، فَأَعْتَمَ بِالصَّلاَةِ حَتَّى ٱبْهَارَّ ٱللَّيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: (عَلَى رِسْلِكُمْ، أَبْشِرُوا، إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ ٱللهِ عَلَيْكُمْ، أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ ٱلنَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ ٱلسَّاعَةَ غَيْرُكُمْ). أَوْ قَالَ: (مَا صَلَّى هٰذِهِ ٱلسَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ). لاَ يَدْرِي أَيَّ ٱلْكَلِمَتَيْنِ قَالَ، قَالَ أَبُو مُوسَى: فَرَجَعْنَا، فَرْحَى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٥٦٧]

٣٥٠۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے ساتھی جو کشتی میں میرے ہمراہ تھے وادی بطحاء میں ٹھہرے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے تو ان میں سے ایک گروہ باری باری ہر رات عشاء کی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اتفاق سے ایک مرتبہ ہم سب یعنی میں اور میرے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے چونکہ آپ کسی کام میں مصروف تھے اس لئے عشاء کی نماز میں آپ نے تاخیر کی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی فراغت کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ وقار کے ساتھ بیٹھے رہو اور خوش ہوجاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ تمہارے سوا کوئی آدمی اس وقت نماز نہیں پڑھتا یا اس طرح فرمایا کہ تمہارے علاوہ اس وقت کسی نے نماز نہیں پڑھی معلوم نہیں ان دونوں جملہ میں سے کونسا جملہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن کو ہم خوشی خوشی واپس لوٹ آئے۔

١٧ - باب: ٱلنَّوْمُ قَبْلَ ٱلْعِشَاءِ لِمَنْ

باب ١٧: اگر نیند کا غلبہ ہو تو

غُلِبَ

عشاء سے پہلے سو جانا

۳۵۱ : حديث: أعتم رسولُ اللهِ ﷺ بالعشاء وناداهُ عمر تقدَّم، وفي هذا زيادةٌ، قالت: وَكَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ ٱلشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ ٱللَّيْلِ ٱلأَوَّلِ.

وفي روايةٍ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: فَخَرَجَ نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ ٱلآنَ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: (لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا هٰكَذَا). [رواه البخاري: ۵۷۱]

۳۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث (نمبر ۳۴۹) پہلے بیان ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اس قدر تاخیر کردی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر آپ سے عرض کیا (عورتیں اور بچے سو رہے ہیں) یہاں اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرخی غائب ہو جانے کے بعد رات کی پہلی تہائی تک (کسی وقت بھی) اس نماز کو پڑھ لیتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ کہ پھر رسول اللہ نکلے گویا میں اس وقت آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے جبکہ آپ اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اس طرح (اس وقت) پڑھا کریں۔

فوائد: اس حدیث کا عنوان سے اس طرح تعلق ہے کہ صحابہ کرام تاخیر کی وجہ سے قبل از نماز سو گئے تھے ایسے حالات میں نماز عشاء سے پہلے سونا جائز ہے بشرطیکہ نماز عشاء باجماعت ادا کی جا سکے۔

۳۵۲ : وَحكى ٱبْنُ عَبَّاسٍ: كَيْفَ وَضَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَأْسِهِ يَدَهُ: فَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيدٍ، ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ ٱلرَّأْسِ، ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذَلِكَ عَلَى ٱلرَّأْسِ، حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ ٱلأُذُنِ، مِمَّا يَلِي ٱلْوَجْهَ عَلَى ٱلصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ ٱللِّحْيَةِ، لاَ يُقَصِّرُ وَلاَ يَبْطُشُ إِلَّا كَذَلِكَ. [رواه

۳۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (سر پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت بھی) منقول ہے کہ رسول اللہ اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کرکے ان کے سروں کو سر کے ایک جانب پر رکھا پھر انہیں ملا کر سر پر یوں پھیرنے لگے کہ آپ کا انگوٹھا کان کی اس لو سے جو چہرے کے قریب ہے اور داڑھی سے جا لگا نہ سستی کی اور نہ جلدی بلکہ اس طرح (جیسا کہ میں نے بتلایا ہے)

البخاري: ٥٧١]

١٨ - باب: وَقْتُ العِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ

باب ١٨: عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے

٣٥٣ : وَرَوى أَنَسٌ فَقَالَ فِيهِ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ لَيْلَتَئِذٍ. [رواه البخاري: ٥٧٢]

٣٥٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں انہوں نے مزید فرمایا کہ آپ کی انگوٹھی کی چمک (کا سماں میری آنکھوں میں اس طرح ہے) گویا میں اس رات بھی دیکھ رہا ہوں۔

فوائد: اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز عشاء کو نصف شب تک مؤخر فرمایا (مواقیت الصلوٰة:٥٧٢)

١٩ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ الفَجْرِ

باب ١٩: نماز فجر کی فضیلت

٣٥٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ صَلَّى ٱلْبَرْدَيْنِ دَخَلَ ٱلْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٥٧٤]

٣٥٤۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں بروقت پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ فجر اور عصر کی نماز مراد ہے اور یہ دونوں ٹھنڈے وقت میں ادا کی جاتی ہیں (عون الباری:١/٦٥٥)

٢٠ - باب: وَقْتُ الْفَجْرِ

باب ٢٠: نماز فجر کا وقت

٣٥٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوا إِلَى ٱلصَّلاَةِ. قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً. [رواه البخاري: ٥٧٥]

٣٥٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے ان سے پوچھا کہ (سحری اور نماز) ان دونوں کاموں میں کتنا وقت تھا اس نے جواب دیا کہ پچاس یا ساٹھ آیات (کی تلاوت) کے برابر۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سحری دیر سے کھانا مسنون ہے جو لوگ رات ہی کھا کر سو جاتے ہیں وہ سنت کے خلاف کرتے ہیں۔

٣٥٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي، ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَةٌ بِي، أَنْ أُدْرِكَ صَلَاةَ ٱلْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٥٧٧]

۳۵۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ بیٹھ کر سحری کھاتا پھر مجھے جلدی پڑ جاتی کہ میں فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کروں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر صبح سویرے اندھیرے میں پڑھ لیا کرتے تھے زندگی بھر آپ کا یہی معمول رہا (عون الباری:ص:۱/۶۵۷)

٢١ - باب: الصَّلَاةُ بَعْدَ الفَجْرِ حَتَّى تَرْفَعَ الشَّمْسُ

باب ۲۱: نماز فجر کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک نماز (کا حکم)

٣٥٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ ٱلصَّلَاةِ بَعْدَ ٱلصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ ٱلشَّمْسُ، وَبَعْدَ ٱلْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ. [رواه البخاري: ٥٨١]

۳۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے سامنے چند اچھے لوگوں نے بیان کیا جن میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور معتبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد آفتاب کی روشنی سے قبل اور عصر کے بعد غروب آفتاب سے قبل نماز پڑھنے سے منع فرمایا

فوائد: ثابت ہوا کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنا درست نہیں البتہ فرضوں کی قضاء اور سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے مثلاً تحیۃ المسجد کی دو رکعت' نماز کسوف وجنازہ اور سجدہ تلاوت وشکر وغیرہ (عون الباری:۱/۶۵۸)

٣٥٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ ٱلشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا). [رواه البخاري: ٥٨٢]

۳۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اپنی نمازیں ادا کرنے کی کوشش نہ کیا کرو۔

٣٥٩ : قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: وَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ ٱلشَّمْسِ فَأَخِّرُوا ٱلصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ ٱلشَّمْسِ

۳۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آفتاب کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو نماز موقوف کردو تاآنکہ سورج بلند ہوجائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوبنے

فَأَخِّرُوا ٱلصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ). [رواه البخاري: ٥٨٣]

لگے تو نماز موقوف کر دو تاآنکہ آفتاب پورا چھپ جائے۔

٣٦٠ : حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ، تقدَّم، وزاد فِي هٰذِهِ الرواية: وَعَنْ صَلاَتَيْنِ: نَهَى عَنِ ٱلصَّلاَةِ بَعْدَ ٱلْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ ٱلشَّمْسُ، وَبَعْدَ ٱلْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ ٱلشَّمْسُ. [ر: ٢٣٣] [رواه البخاري: ٥٨٤]

٣٦٠۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی خرید و فروخت اور دو طرح کے لباس سے منع فرمایا یہ حدیث (نمبر ٢٤٠) پہلے گزر چکی ہے مگر اس روایت میں انہوں نے کچھ اضافہ کیا ہے کہ دو نمازوں سے بھی منع کیا ہے نماز فجر کے بعد ہر قسم کی نماز سے تاآنکہ آفتاب اچھی طرح نکل آئے اور نماز عصر کے بعد بھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

فوائد: دن اور رات میں کچھ وقت ایسے ہیں جن میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک' نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک' سورج نکلتے اور غروب ہوتے وقت نیز دوپہر کے وقت جب سورج آسمان کے عین درمیان میں ہوتا ہے ہاں اگر فرض نماز قضاء ہو گئی ہو تو اس کا پڑھ لینا جائز ہے اسی طرح فجر کی سنتیں اگر نماز سے پہلے نہ پڑھی جا سکیں تو انہیں بھی بعد از جماعت پڑھ سکتا ہے جو لوگ جماعت ہوتے ہوئے سنت فجر پڑھتے رہتے ہیں وہ حدیث کی خلاف ورزی کرتے ہیں البتہ مکہ مکرمہ ان تمام اوقات مکروہہ سے خارج ہے۔

٢٢ - باب: لاَ يَتَحَرَّى الصَّلاَةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

باب ٢٢: (نماز عصر کے) بعد غروب آفتاب سے پہلے نماز کا قصد نہ کرے

٣٦١ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلاَةً، لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهَا. يَعْنِي: ٱلرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ ٱلْعَصْرِ. [رواه البخاري: ٥٨٧]

٣٦١۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم ایسی نماز پڑھتے ہو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں لیکن ہم نے رسول اللہ ﷺ کو وہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے تو اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں۔

٢٣ - باب: مَا يُصَلَّى بَعْدَ العَصْرِ مِنَ الفَوائِتِ وَنحوِهَا

باب ۲۳: عصر کے بعد نماز قضاء اور اس طرح کی (سببی) نماز پڑھنا

٣٦٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قَالَتْ: وَٱلَّذِي ذَهَبَ بِهِ، مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ ٱللهَ، وَمَا لَقِيَ ٱللهَ تَعَالَى حَتَّى ثَقُلَ عَنِ ٱلصَّلاَةِ، وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلاَتِهِ قَاعِدًا، تَعْنِي ٱلرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ ٱلْعَصْرِ، وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهِمَا، وَلاَ يُصَلِّيهِمَا فِي ٱلْمَسْجِدِ، مَخَافَةَ أَنْ يُثْقِلَ عَلَى أُمَّتِهِ، وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ. [رواه البخاري: ٥٩٠]

۳۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس (اللہ) کی جو رسول اللہ ﷺ کو دنیا سے لے گئے آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں ترک نہیں فرمائیں یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے اور آپ کو وفات سے پہلے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھنے میں دشواری آئی تو پھر اکثر نماز کی ادائیگی بیٹھ کر فرماتے تھے چنانچہ آپ عصر کے بعد دو رکعات ہمیشہ پڑھا کرتے تھے لیکن مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ مبادا آپ کی امت پر گراں ہو کیونکہ آپ کو اپنی امت کے حق میں تخفیف پسند تھی۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عصر کے بعد سنتوں کی قضاء اور پھر اس کا دوام رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں داخل ہے۔

٣٦٣ : وَعَنْهَا - رَضِيَ ٱللهُ عَنْها - قَالَتْ: رَكْعَتَانِ، لَمْ يَكُنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدَعُهُمَا، سِرًّا وَلاَ عَلاَنِيَةً، رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلاَةِ ٱلصُّبْحِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ ٱلْعَصْرِ. [رواه البخاري: ٥٩٢]

۳۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے دو رکعات فجر سے پہلے اور دو رکعات عصر کے بعد پوشیدہ اور آشکارا دونوں حالتوں میں کبھی ترک نہ فرمائیں۔

فوائد: یعنی رسول اللہ ﷺ خلوت وجلوت میں ان سنتوں کو ادا کرتے تھے۔

٢٤ - باب: الأذَانُ بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْتِ

باب ۲۴: وقت گزر جانے کے بعد (قضا نماز کے لئے) اذان دینا

٣٦٤ : عَنْ أَبي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سِرْنَا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَقَالَ بَعْضُ ٱلْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا

۳۶۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک شب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ ہم سب لوگوں کے ساتھ آخر

عَنِ ٱلصَّلاَةِ). قَالَ بِلاَلٌ: أَنَا أُوقِظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوا، وَأَسْنَدَ بِلاَلٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ ٱلشَّمْسِ، فَقَالَ: (يَا بِلاَلُ، أَيْنَ مَا قُلْتَ؟). قَالَ: مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ، وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ، يَا بِلاَلُ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلاَةِ). فَتَوَضَّأَ، فَلَمَّا ٱرْتَفَعَتِ ٱلشَّمْسُ وَٱبْيَاضَّتْ، قَامَ فَصَلَّى. [رواه البخاري: ٥٩٥]

شب آرام فرمائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ نماز کے وقت بھی تم سوئے ہوئے نہ رہ جاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بولے میں سب کو جگاؤں گا چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے اور بلال رضی اللہ عنہ اپنی پشت اپنی اونٹنی سے لگا کر بیٹھ گئے مگر جب ان کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا تو سو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت بیدار ہوئے کہ سورج کا کنارہ نکل چکا تھا آپ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ تمہارا قول کہاں گیا؟ وہ بولے آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا واپس کر دیا' اے بلال رضی اللہ عنہ! اٹھو اور لوگوں میں نماز کے لئے اذان دو اس کے بعد آپ نے وضوء کیا جب سورج بلند ہو کر روشن ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جس نماز سے سو جائے یا بھول جائے پھر بیدار ہونے پر یا یاد آنے پر اسے پڑھ لے تو نماز قضاء نہیں بلکہ ادا ہو گی کیونکہ صحیح احادیث میں اس کا وقت وہی بتایا گیا ہے کہ جب وہ بیدار ہو یا اسے یاد آئے۔

٢٥ - باب: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذِهَابِ الوَقْتِ

باب ۲۵: وقت گزر جانے کے بعد قضاء نماز باجماعت ادا کرنا

٣٦٥ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ بْنَ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ ٱلْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ ٱلشَّمْسُ، فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَا كِدْتُ أُصَلِّي ٱلْعَصْرَ، حَتَّى كَادَتِ ٱلشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ

۳۶۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خندق کے دن آپ کی قیام گاہ میں اس وقت آئے جب سورج غروب ہو چکا تھا اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر میرے لئے پڑھنا ممکن نہ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ عصر کی نماز میں بھی نہیں پڑھ سکا پھر ہم نے

اَلنَّبِيُّ ﷺ: (وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا). فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. [رواه البخاري: ٥٩٦]

وادی بطحان کا رخ کیا آپ نے نماز کے لئے وضوء فرمایا اور ہم سب نے بھی وضو کیا پھر آپ نے غروب آفتاب کے بعد نماز عصر ادا کی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

فوائد: اس میں اگرچہ باجماعت ادا کرنے کی صراحت نہیں تاہم آپ کی عادت مبارک یہی تھی کہ لوگوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتے بلکہ بعض روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فوت شدہ نمازوں کو ترتیب سے ادا کرنا چاہئے۔

٢٦ - باب: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا

باب ٢٦: جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جس وقت یاد آئے پڑھ لے

٣٦٦: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِيٓ﴾). [رواه البخاري: ٥٩٧]

٣٦٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے تو یاد آتے ہی اسے پڑھ لے اس کا یہی کفارہ ہے فرمان الٰہی ہے۔ نماز کو یاد آنے پر قائم کیجئے۔

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ قضا شدہ نماز دوبار پڑھی جائے ایک جب یاد آئے پھر دوسرے دن اس کے وقت پر بھی ادا کرے۔

٢٧ - باب

باب ٢٧:

٣٦٧: وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ). [رواه البخاري: ٦٠٠]

٣٦٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم نماز کی انتظار میں ہو گویا نماز میں ہی ہو۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "نماز عشاء کے بعد علمی اور خیر خواہی پر مبنی گفتگو کی جا سکتی ہے" کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا اور نصیحت فرمائی۔

٢٨ - باب

باب ٢٨:

٣٦٨ : حَدِيثُهُ: عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، تَقَدَّمَ، وَفِي رِوَايَةٍ هُنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ ٱلْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ ٱلْأَرْضِ أَحَدٌ). يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ ٱلْقَرْنَ. (راجع: ٩٦)
[رواه البخاري: ٦٠١]

٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور حدیث (٩٦) جو اختتام صدی سے متعلق ہے پہلے گزر چکی ہے اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج جو لوگ زمین پر ہیں ان میں کوئی باقی نہیں رہے گا اس سے آپ کا مطلب تھا کہ (سو برس تک) یہ قرن ختم ہو جائے گا۔

فوائد: چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کے اس فرمان کے سو سال بعد کوئی صحابی زندہ نہ رہا آخری صحابی حضرت ابو الطفیل ہیں جو ١١٠ ہجری کو فوت ہوئے۔ (عون الباری:١/٦٧١)

٣٦٩ : عَنْ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما أَنَّ أَصْحَابَ ٱلصُّفَّةِ كَانُوا نَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ ٱثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٍ فَخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ). وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، فَٱنْطَلَقَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي، فَلَا أَدْرِي قَالَ: وَٱمْرَأَتِي وَخَادِمٌ، بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ ٱلْعِشَاءُ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ ٱللَّيْلِ مَا شَاءَ ٱللهُ، قَالَتْ لَهُ ٱمْرَأَتُهُ: وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ، أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ؟ قَالَ: أَوَ مَا عَشَّيْتِيهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى

٣٦٩۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اصحاب صفہ نادار لوگ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے متعلق) فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ سے) تیسرا آدمی لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا (ان سے لے جائے) چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ تین آدمی لے کر گئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ دس آدمی لے گئے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گھر میں اس وقت میں اور میرے والدین تھے راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یا نہیں کہ میں، میری اہلیہ اور ایک خادم بھی تھا جو میرے اور میرے والد کے گھر مشترکہ طور پر کام کرتا تھا۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رات کا کھانا کھا لیا اور تھوڑی دیر کے لئے وہاں ٹھہر گئے پھر عشاء کی نماز پڑھ لی گئی اور لوٹ کر

تَجِيءَ، قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ، فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوا لاَ هَنِيئًا، فَقَالَ: وَٱللهِ لاَ أَطْعَمُهُ أَبَدًا، وَٱيْمُ ٱللهِ، مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، قَالَ: حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ لاِمْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ، مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لاَ وَقُرَّةِ عَيْنِي، لَهِيَ ٱلآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلاَثِ مَرَّاتٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ ٱلشَّيْطَانِ، يَعْنِي يَمِينَهُ، ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ، فَمَضَى ٱلأَجَلُ، فَفَرَّقَنَا ٱثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ، ٱللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ، أَوْ كَمَا قَالَ. [رواه البخاري: ٦٠٢]

پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کا کھانا تناول فرمایا اس کے بعد کافی رات گئے اپنے گھر آئے تو ان کی بیوی نے کہا تم اپنے مہمانوں یا مہمان کو چھوڑ کر کہاں اٹک گئے تھے؟ وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ کے آنے تک مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ کھانا پیش کیا گیا لیکن وہ نہ مانے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو (مارے خوف کے) کہیں جا کر چھپ گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے لئیم! بہت سخت سست کہا اور خوب کوسا پھر مہمانوں سے گویا ہوئے کھاؤ' تمہیں خوش گوار نہ ہو اور کہا اللہ کی قسم! میں ہرگز نہ کھاؤں گا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جب لقمہ لیتے تو نیچے سے زیادہ بڑھ جاتا تاآنکہ سب مہمان سیر ہو گئے اور جس قدر کھانا پہلے تھا اس سے کہیں زیادہ بچ گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھانا دیکھا وہ ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ تھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہا اے قبیلہ بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ کھانا اس وقت پہلے سے تین گنا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پھر اس میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا اور کہا ان کی یہ قسم شیطان ہی طرف سے تھی ایک لقمہ اس سے (مزید) کھایا اور باقی ماندہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے کہ وہ صبح تک آپ کے پاس پڑا رہا (عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمارے

اور ایک گروہ کے درمیان کچھ عہد تھا جس کی مدت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی علیحدہ علیحدہ کر دیئے ان میں سے ہر ایک ساتھ کچھ آدمی تھے یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ کتنے کتنے آدمی تھے ان سب نے اس میں سے کھایا۔

(عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسا ہی کہا)

فوائد: یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی کرامت اولیاء برحق ہیں مگر اہل بدعت نے اس آڑ میں جو شاخسانہ کھڑا کیا ہے وہ خود ساختہ اور لایعنی ہے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ عشاء کے بعد اپنے اہل وعیال سے بامقصد گفتگو کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۱/۶۷۵)

کتاب الاذان

اذان کے بیان میں

١ - باب: بَدْء الأذان

باب ا: اذان کی ابتداء

٣٧٠ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: كَانَ ٱلْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا ٱلْمَدِينَةَ، يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ ٱلصَّلاَةَ، لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ٱتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ ٱلنَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ ٱلْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلاَ تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلاَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يَا بِلاَلُ، قُمْ فَنَادِ بِالصَّلاَةِ). [رواه البخاري: ٦٠٤]

٣٧٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ منورہ آئے تو نماز کے وقت کا اندازہ کرکے اس کے لئے جمع ہوا کرتے تھے کیونکہ باقاعدہ اذان نہ دی جاتی تھی۔ ایک دن انہوں نے اس کے متعلق مشورہ کیا تو کسی نے کہا کہ عیسائیوں کے طرح ایک ناقوس (گھنٹہ) بنا لیا جائے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ یہودیوں کے سنکھ (بگل) کی طرح نرسنگا بناؤ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ایک آدمی کو کیوں نہیں مقرر کرتے جو نماز کے لئے اذان دے دیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو اور نماز کے لئے اذان دو۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان کھڑے ہو کر کہنا چاہئے نیز ابن ماجہ کی روایت میں حضرت بلال کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ خوش الحان اور بلند آواز ہے اس لئے موذن کو اس خوبیوں سے متصف ہونا چاہئے۔

٢ - باب: الأذانُ مَثْنَى

باب ٢: اذان میں دوہرے کلمات کہنا

٣٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

٣٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قَالَ: أُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ ٱلأَذَانَ، وَأَنْ يُوتِرَ ٱلإِقَامَةَ، إِلَّا ٱلإِقَامَةَ. [رواه البخاري: ٦٠٥]

نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اذان میں جفت کلمات کہے اور تکبیر میں "قد قامت الصلوۃ" کے علاوہ دیگر کلمات طاق کہے۔

فوائد: قد قامت الصلوٰۃ کو دوبارہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اقامت کا مقصد انہی کلمات سے ادا ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز کھڑی ہو گئی ہے۔

٣ - باب: فَضْلُ ٱلتَّأْذِينِ

باب ۳: اذان کہنے کی فضیلت

٣٧٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا نُودِيَ لِلصَّلاَةِ، أَدْبَرَ ٱلشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لاَ يَسْمَعَ ٱلتَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ ٱلنِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلاَةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ ٱلتَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: ٱذْكُرْ كَذَا، ٱذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ ٱلرَّجُلُ لاَ يَدْرِي كَمْ صَلَّى). [رواه البخاري: ٦٠٨]

۳۷۲۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے اور جب اذان پوری ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے پھر جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دے کر بھاگ نکلتا ہے اور جب اقامت ختم ہوجاتی ہے تو پھر سامنے آتا ہے تاکہ نمازی اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالے اور کہتا ہے یہ بات یاد کر وہ بات یاد کر یعنی وہ باتیں جو نمازی بھول گیا تھا حتی کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے؟

فوائد: آج بے شمار شیطان نما انسان ایسے ہیں جو اذان کی آواز سن کر اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور نماز کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کا کردار شیطان سے کم نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

٤ - باب: رَفْعُ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ

باب ۴: بآواز بلند اذان کہنا

٣٧٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّهُ لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ ٱلْمُؤَذِّنِ، جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٦٠٩]

۳۷۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ موذن کی آواز کو جو جن وانس یا اور کوئی سنتا ہے وہ اس کے لئے قیامت کے دن شہادت دے گا۔

فوائد : اس حدیث سے بآواز بلند اذان کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے خواہ جنگل میں ہی کیوں نہ ہو یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہاں سے کوئی حاضر ہونے والا نہیں لہٰذا آہستہ کہہ دی جائے۔ (عون الباری:ص:١/٦٨٢)

٥ - باب: مَا يُحْقَنُ بالأذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

باب ٥: اذان سنکر قتال وخونریزی سے رک جانا

٣٧٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا، لَمْ يَكُنْ يَغْزُو بِنَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ: فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ٦١٠]

٣٧٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب رسول اللہ کے ساتھ کسی سے جہاد کرتے تو ہم حملہ نہ کرتے تا آنکہ صبح ہو جائے پھر اگر اذان سن لیتے تو حملہ کا ارادہ ترک کردیتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر غارت گری کرتے۔

فوائد : اذان اسلام کی ایک بہت بڑی نشانی ہے اس کا چھوڑنا کسی صورت میں جائز نہیں جس بستی سے اذان کی آواز بلند ہو اسلام اس بستی کے باشندگان کے مال وجان کی گارنٹی دیتا ہے اگر بستی والے اذان کہنا چھوڑ دیں تو ان کے خلاف جہاد کرنا درست ہے۔ (عون الباری:١/٦٨٥)

٦ - باب: مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ المُنَادِي

باب ٦: اذان سن کر کیا کہنا چاہئے

٣٧٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا سَمِعْتُمُ ٱلنِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ٱلْمُؤَذِّنُ). [رواه البخاري: ٦١١]

٣٧٥۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو موذن کہہ رہا ہے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ اذان سے پہلے تسبیح وتہلیل یا صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز نہیں۔ (عون الباری:١/٦٨٥)

٣٧٦ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ، إِلَى قَوْلِهِ: (وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ). وَلَمَّا قَالَ: (حَيَّ عَلَى ٱلصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ) وَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ. [رواه البخاري: ٦١٢]

٣٧٦۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اشہد ان محمدا رسول اللہ تک موذن کی طرح کہا مگر جب موذن نے ((حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة)) کہا تو انہوں نے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ)) کہا اور بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کہتے سنا ہے۔

٧ - باب: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ

٣٧٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ ٱلنِّدَاءَ: ٱللَّهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ ٱلدَّعْوَةِ ٱلتَّامَّةِ، وَٱلصَّلاَةِ ٱلْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا ٱلْوَسِيلَةَ وَٱلْفَضِيلَةَ، وَٱبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا ٱلَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٦١٤]

باب ۷: اذان کے وقت دعا پڑھنا

۳۷۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا پڑھے اے اللہ! جو اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کا مالک ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا کر کے انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

فوائد: بعض لوگوں نے اس مسنون دعا میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ بڑھا لئے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

٨ - باب: الاسْتِهَامُ فِي الأَذَانِ

٣٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَوْ يَعْلَمُ ٱلنَّاسُ مَا فِي ٱلنِّدَاءِ وَٱلصَّفِّ ٱلأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ ما فِي ٱلتَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُون مَا فِي ٱلْعَتَمَةِ وَٱلصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا). [رواه البخاري: ٦١٥]

باب ۸: اذان کہنے کیلئے قرعہ اندازی کرنا

۳۷۸۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اذان اور صف اول میں کیا ثواب ہے پھر اپنے لئے قرعہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگوں کو علم ہو کہ نماز ظہر کے لئے جلدی آنے میں کتنا ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں اور اگر جان لیں کہ عشاء اور فجر باجماعت ادا کرنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور ان دونوں (کی جماعت) میں آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

٩ - باب: أَذَانُ الأَعْمَى إِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُخْبِرُهُ

باب ۹: اندھے کو اگر کوئی وقت بتانے والا ہو تو اس کا اذان کہنا

٣٧٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ بِلاَلًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَٱشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ٱبْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ). قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى، لاَ يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ: أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. [رواه البخاري: ٦١٧]

۳۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات کو اذان دیتے ہیں اسلئے تم (روزہ کے لئے) کھاتے پیتے رہو تا آنکہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں راوی حدیث کہتے ہیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا آدمی تھے اس وقت تک اذان نہ دیتے یہاں تک کہ اسے کہا جاتا صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت سے ہی سحری کی اذان کہنے کا دستور چلا آرہا ہے جو لوگ اس اذان اول کی مخالفت کرتے ہیں ان کا مؤقف صحیح نہیں ہے البتہ اسے اذان تہجد نہیں خیال کرنا چاہئے کیونکہ اس کا مقصد یوں بیان ہوا کہ تہجد گذار گھر واپس چلا جائے اور سونے والا بیدار ہو کر نماز کی تیاری کرے اور نہ ہی اسے اذان فجر سے بہت پہلے کہنا چاہئے۔

١٠ - باب: الأَذَانُ بَعْدَ الفَجْرِ

باب ۱۰: طلوع فجر کے بعد اذان دینا

٣٨٠ : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا ٱعْتَكَفَ ٱلْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ، وَبَدَا ٱلصُّبْحُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ ٱلصَّلاَةُ. [رواه البخاري: ٦١٨]

۳۸۰۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب موذن صبح کی اذان کے لئے کھڑا ہو جاتا اور صبح نمایاں ہو جاتی تو آپ فرض نماز کھڑی ہونے سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد: یہ فجر کی سنتیں تھیں جنہیں آپ سفر و حضر میں ضرور ادا کرتے تھے۔ (عون الباری:۱/۶۹۱)

١١ - باب: الأَذَانُ قَبْلَ الفَجْرِ

باب ۱۱: صبح صادق سے پہلے اذان کہنا

٣٨١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ، أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ، أَذَانُ بِلاَلٍ مِنْ سَحُورِهِ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ -

۳۸۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر سحری کھانا ترک نہ کرے کیونکہ وہ رات کو اذان

أَوْ يُنَادِي - بِلَيْلٍ، لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ، وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ ٱلْفَجْرُ، أَوِ ٱلصُّبْحُ). وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ، وَرَفَعَهَا إِلَى فَوْقُ، وَطَأْطَأَ إِلَى أَسْفَلَ: (حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا). يشير بِسَبَابَتَيْهِ، إِحْدَاهُمَا فَوْقَ ٱلأُخْرَى، ثُمَّ مَدَّهُما عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ. [رواه البخاري: ٦٢١]

کہہ دیتا ہے تاکہ تہجد پڑھنے والا (آرام کے لئے) لوٹ جائے اور جو ابھی سویا ہوا ہے اسے بیدار کردے فجر ایسے نہیں ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے پہلے ان کو اوپر اٹھایا پھر آہستہ نیچے کی طرف جھکایا پھر فرمایا کہ فجر اس طرح ہوتی آپ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں ایک دوسری کے اوپر رکھ کر انہیں دائیں بائیں پھیلا دیا (یعنی دونوں گوشوں میں روشنی پھیل جائے تو صبح ہوتی ہے)

١٢ - باب: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ لِمَنْ شَاءَ

باب ۱۲: اذان اور تکبیر کے درمیان اپنی مرضی سے (نفل) نماز پڑھنا

٣٨٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ٱلْمُزَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ - ثَلاَثًا - لِمَنْ شَاءَ). وَفِي رِوَايَةٍ: (بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ). ثُمَّ قَالَ فِي ٱلثَّالِثَةِ: (لِمَنْ شَاءَ). [رواه البخاري: ٦٢٧]

۳۸۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے اگر کوئی پڑھنا چاہے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہر دو اذان کے درمیان ایک نماز ہے ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے پھر تیسری دفعہ فرمایا اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

١٣ - باب: مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي ٱلسَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ

باب ۱۳: سفر میں چاہئے کہ ایک ہی موذن اذان دے

٣٨٣ : عَنْ مَالِكِ بْنِ ٱلْحُوَيْرِثِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا رَأَى شَوْقَنَا إِلَى أَهَالِينَا، قَالَ: (ٱرْجِعُوا فَكُونُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ،

۳۸۳۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیس راتیں آپ کے پاس ہمارا قیام رہا آپ انتہائی رحمدل اور بڑے ملنسار تھے جب آپ نے دیکھا کہ ہمارا اشتیاق گھر والوں کی طرف ہے تو

وَصَلُّوا، فَإِذَا حَضَرَتِ ٱلصَّلاَةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ). [رواه البخاري: ٦٢٨]

ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر لوٹ جاؤ' اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو' انہیں دین کی تعلیم دو اور نماز پڑھا کرو' اذان کا وقت آئے تو تم میں کوئی اذان کہہ دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ سفر میں صبح کی دو اذانیں نہ کہی جائیں بلکہ ایک اذان ہی کافی ہے۔

٣٨٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ في رواية: أَتَى رَجُلاَنِ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُرِيدَانِ ٱلسَّفَرَ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا، فَأَذِّنَا، ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا). [رواه البخاري: ٦٣٠]

۳۸۴۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ دو شخص (خود مالک اور ان کے ایک رفیق) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سفر کرنا چاہتے تھے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سفر کے لئے نکلو اور نماز کا وقت آجائے تو اذان دینا اور اقامت کہنا پھر دونوں میں وہ امامت کرائے جو (عمر) میں بڑا ہو۔

١٤ - باب: الأَذَانُ والإِقَامَةُ لِلْمُسَافِرِ إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً

باب ۱۴: مسافر اگر زیادہ ہوں تو اذان اور اقامت کہنی چاہیے

٣٨٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ، ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ: (أَلاَ صَلُّوا فِي ٱلرِّحَالِ). فِي ٱللَّيْلَةِ ٱلْبَارِدَةِ، أَوِ ٱلْمَطِيرَةِ فِي ٱلسَّفَرِ. [رواه البخاري: ٦٣٢]

۳۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بحالت سفر سردی یا بارش کی رات موذن کو حکم فرماتے کہ اذان دو اور اس کے بعد آواز دے دو کہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔

فوائد: یہ حکم سفر کی حالت میں' سردی یا برسات کی راتوں کے لئے ہے ایسے حالات میں جماعت کا اہتمام بھی کیا جاسکتا ہے۔ (عون الباری:۱/۶۹۸)

١٥ - باب: قَوْلُ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلاَةُ

باب ۱۵: آدمی کا یہ کہہ دینا کہ ہماری نماز فوت ہوگئی

٣٨٦ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۳۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ الرِّجَالِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: (مَا شَأْنُكُمْ). قَالُوا: ٱسْتَعْجَلْنَا إِلَى ٱلصَّلاَةِ. قَالَ: (فَلاَ تَفْعلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ ٱلصَّلاَةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا). [رواه البخاري: ٦٣٥]

نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کا شور سنا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے نماز میں شمولیت کے لئے بہت جلدی کی تو آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ جب نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکون کو ملحوظ رکھو اور جس قدر نماز ملے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے (بعد میں) پورا کرلو۔

١٦ - باب: مَتَى يَقُومُ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الإِمَامَ عِنْدَ الإِقَامَةِ

باب ۱۶: اقامت کے وقت لوگ امام کو دیکھ کر کب کھڑے ہوں؟

٣٨٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أُقِيمَتِ ٱلصَّلاَةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي). [رواه البخاري: ٦٣٧]

۳۸۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے آتا دیکھ نہ لو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جب امام مسجد میں نہ ہو تو پھر امام کے آنے سے پہلے نمازی کھڑے نہ ہوں بلکہ اسے دیکھنے کے بعد نماز کے لئے اٹھیں۔

١٧ باب: الإِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الحَاجَةُ بَعْدَ الإِقَامَةِ

باب ۱۷: تکبیر کے بعد امام کو اگر کوئی ضرورت پیش آجائے

٣٨٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ ٱلصَّلاَةُ، وَٱلنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فِي جَانِبِ ٱلْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى ٱلصَّلاَةِ حَتَّى نَامَ ٱلْقَوْمُ. [رواه البخاري: ٦٤٢]

۳۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کی اقامت ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں کسی سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے اور آپ نماز کے لئے نہیں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو نیند آنے لگی۔

فوائد: سونے سے مراد اونگھنا ہے جیسا کہ ابن حبان کی روایت میں ہے حضرت امام بخاری کا مقصد شرعی سہولتوں کو بیان کرنا ہے آج جبکہ مصروفیات زندگی حد سے بڑھ چکی ہیں اس لئے امام کو مقتدیوں کا

خیال رکھنا ضروری ہے لیکن طریقہ نبوی کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

١٨ - باب: وُجُوبِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ

باب ۱۸: نماز باجماعت کا فرض ہونا

٣٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاَةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ ٱلنَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ: أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ ٱلْعِشَاءَ). [رواه البخاري: ٦٤٤]

۳۸۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کے لئے اذان کا کہوں پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کا امام بنے اور خود میں ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ (مسجد میں) موٹی ہڈی یا دو عمدہ گوشت والی ہڈیاں پائے گا تو عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو۔

١٩ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ

باب ۱۹: نماز باجماعت کی فضیلت

٣٩٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (صَلاَةُ ٱلْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ ٱلْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً). [رواه البخاري: ٦٤٥]

۳۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز با جماعت اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

فوائد: نماز باجماعت پڑھنے والوں کے اخلاص و تقویٰ اور خشوع میں تفاوت کی وجہ سے ثواب میں بھی کمی وبیشی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگلی روایت میں پچیس درجات کا ذکر ہے۔ (عون الباری:۷۰۶/۱)

٢٠ باب: فَضْلُ صَلاَةِ الْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ

باب ۲۰: فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت

٣٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ

۳۹۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

يَقُولُ: (تَفْضُلُ صَلَاةُ ٱلْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ، بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ ٱللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ ٱلنَّهَارِ فِي صَلَاةِ ٱلْفَجْرِ). ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿إِنَّ قُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [رواه البخاري: ٦٤٨]

ہوئے سنا ہے کہ نماز باجماعت تنہا کی نماز سے ثواب میں پچیس درجے زیادہ ہے اور رات دن کے فرشتے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فجر میں قرآن کی تلاوت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (بنی اسرائیل ۷۸)

۳۹۲ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَعْظَمُ ٱلنَّاسِ أَجْرًا فِي ٱلصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى، وَٱلَّذِي يَنْتَظِرُ ٱلصَّلَاةَ، حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ ٱلْإِمَامِ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ ٱلَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ). [رواه البخاري: ٦٥١]

۳۹۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ نماز کا ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو (مسجد تک) دور سے چل کر آتا ہے پھر (درجہ بدرجہ) وہ جو سب سے زیادہ مسافت طے کر کے آتا ہے اور جو شخص منتظر رہے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کا ثواب اس شخص سے زیادہ ہے جو جلدی سے (پہلے ہی) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

فوائد : اس حدیث کا عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ جیسے دور سے آنے والے کو مشقت کی وجہ سے زیادہ ثواب ملتا ہے سو ایسے ہی نماز فجر عموماً شاق گذرتی ہے جس کی وجہ سے زیادہ ثواب کی حامل ہے۔

۲۱ - باب: فَضْلُ التَّهْجِيرِ إِلَى الظُّهْرِ

باب ۲۱: نماز ظہر اوّل وقت پڑھنے کی فضیلت

۳۹۳ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى ٱلطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ ٱللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ).

ثُمَّ قَالَ: (ٱلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ:

۳۹۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا کہ اس نے کانٹوں بھری ٹہنی دیکھی تو اسے ہٹا دیا اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ کام پسند آیا اور اسے بخش دیا پھر آپ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں طاعون میں مرنے والے' پیٹ کے عارضہ سے

ٱلْمَطْعُونُ، وَٱلْمَبْطُونُ، وَٱلْغَرِيقُ، وَصَاحِبُ ٱلْهَدْمِ، وٱلشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ). وباقي الحديث تقدَّم [رواه البخاري: ٦٥٣٢]

مرنے والے' ڈوب کر مرنے والے' دب کر مرنے والے' اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والے حدیث کا باقی حصہ (۳۷۸) پہلے گزر گیا ہے۔

فوائد: اسی حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ لوگوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ نماز ظہر کے لئے جلدی آنے کا کتنا ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں۔ (الاذان::٦٥٤)

٢٢ - باب: اخْتِسَابُ الآثَارِ

باب ۲۲: (مسجد جاتے وقت) ہر قدم پر ثواب کی نیت کرنا

٣٩٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ بَنِي سَلِمَةَ أَرَادُوا أَنْ يَتَحَوَّلُوا عَنْ مَنَازِلِهِمْ، فَيَنْزِلُوا قَرِيبًا مِنَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَكَرِهَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ: (أَلاَ تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ). [رواه البخاري: ٦٥٦]

۳۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ نے نقل مکانی کرکے رسول اللہ ﷺ کے قریب رہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا کہ مدینہ کو ویران کردیں۔ چنانچہ آپ نے (ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا کہ تم اپنے قدموں کے بدلے ثواب کے طلبگار کیوں نہیں ہو؟

٢٣ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ العِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ

باب ۲۳: نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

٣٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى ٱلْمُنَافِقِينَ مِنَ ٱلْفَجْرِ وَٱلْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا) [رواه البخاري: ٦٥٧].

۳۹۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز منافقین پر گراں نہیں ہے' اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان کے لئے آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ عشاء اور فجر کی جماعت دیگر نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(عون الباری:۷۱۲/۱)

٢٤ - باب: مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفَضْلُ الْمَسَاجِدِ

باب ۲۴: مساجد اور ان میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

٣٩٦ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ ٱللهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: ٱلْإِمَامُ ٱلْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي ٱلْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي ٱللهِ ٱجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ٱمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ ٱللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ ٱللهَ خَالِيًا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ). [رواه البخاري: ٦٦٠]

۳۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا انصاف کرنے والا حکمران' وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھے' وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہو' وہ دو شخص جو اللہ کے لئے دوستی کریں جمع ہوں تو اس لئے اور جدا ہوں تو اس لئے' وہ شخص جسے کوئی خوبرو اور معزز عورت برائی کی دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' وہ شخص جو اس قدر پوشیدہ طور پر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ ہو کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے؟ ساتواں وہ شخص جو خلوت میں اللہ کو یاد کرے تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

فوائد: واضح رہے کہ یہ اعزاز صرف سات قسم کے لوگوں کے لئے خاص نہیں بلکہ رحمت الٰہی کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ دیگر احادیث میں اس قسم کے لوگوں کی تعداد تقریباً ستر تک پہنچتی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مختلف احوال و ظروف کے پیش نظر بیان کی ہے۔ (عون الباری:۱/۷۱۶)

٢٥ - باب: فَضْلُ مَنْ غَدَا أَوْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ

باب ۲۵: صبح یا شام مسجد میں جانے والے کی فضیلت

٣٩٧ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ غَدَا إِلَى ٱلْمَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ ٱللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ ٱلْجَنَّةِ، كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ). [رواه

۳۹۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں بار بار جائے تو اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی اتنی مرتبہ مہمانی کرے گا

البخاري: ٦٦٢]

جتنی دفعہ وہ مسجد میں گیا ہو گا۔

٢٦ - باب: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ

باب ۲۶: نماز کی اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہئے

٣٩٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ، رَجُلٍ مِنَ ٱلأَزْدِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيمَتِ ٱلصَّلَاةُ، يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَاثَ بِهِ ٱلنَّاسُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱلصُّبْحَ أَرْبَعًا، ٱلصُّبْحَ أَرْبَعًا؟). [رواه البخاري: ٦٦٣]

۳۹۸۔ حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دو رکعت نماز پڑھتے دیکھا جبکہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس آدمی کو گھیر لیا تو تب رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کیا صبح کی چار رکعت ہیں؟ کیا صبح کی چار رکعت ہیں؟

فوائد: یہ عنوان بجائے خود ایک حدیث ہے جسے امام مسلم نے بیان کیا ہے بعض روایات میں ہے کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے ہمارے ہاں بعض حضرات اس حدیث کی صریح طور پر خلاف ورزی کرتے ہیں اور نماز کھڑی ہونے کے بعد بھی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ (عون الباری:۴۷۰/۱)

٢٧ - باب: حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ

باب ۲۷: مریض کو کس حد تک جماعت میں آنا چاہئے

٣٩٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَرَضَهُ ٱلَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَحَضَرَتِ ٱلصَّلَاةُ، فَأُذِّنَ، فَقَالَ: (مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ). فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ ٱلثَّالِثَةَ فَقَالَ: (إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ

۳۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی مرض وفات میں مبتلا ہوئے اور نماز کے وقت اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس وقت آپ سے کہا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدت غم سے) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے دوبارہ وہی حکم دیا تو پھر وہی عرض کیا گیا' آپ نے تیسری مرتبہ وہی کہا اور فرمایا

يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ). فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى، فَوَجَدَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ يَخُطَّانِ مِنَ ٱلْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ ٱلنَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ. وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ، وَٱلنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. وفي رواية: جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا. [رواه البخاري: ٦٦٤]

تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتیں معلوم ہوتی ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے چلے گئے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض سے کچھ کمی محسوس فرمائی تو آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے گویا میں اب بھی آپ کے دونوں پاؤں کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ ضعف مرض کی وجہ سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر آپ کو لایا گیا تا آنکہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر آپ نے نماز شروع کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتدا کی جبکہ باقی لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی ایک روایت ہے کہ آپ حضرت ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحالت قیام نماز ادا کی۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ جب تک مریض کسی نہ کسی طرح مسجد میں پہنچ سکتا ہے تو اسے مسجد میں جماعت کے لئے آنا چاہئے خواہ دوسرے آدمی کا سہارا ہی کیوں نہ لینا پڑھے نیز خلافت صدیق کی حقانیت پر اس سے زیادہ واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

٤٠٠ : وَعَنْهَا - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - في رواية قالت: لَمَّا ثَقُلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَٱشْتَدَّ وَجَعُهُ ٱسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ. وباقي الحديث تقدم آنفًا. [رواه البخاري: ٦٦٥]

۴۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر آپ کی تیمارداری کی جائے تو سب نے اجازت دے دی باقی حدیث (۳۹۹) ابھی ابھی گزر چکی ہے۔

٢٨ - باب: هَلْ يُصَلِّي الإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي المَطَرِ

باب ٢٨: کیا امام جس قدر لوگ موجود ہوں انہیں نماز پڑھا دے؟ کیا جمعہ کے دن بارش میں خطبہ پڑھے

٤٠١ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّه خَطَبَ النَّاسَ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ، فَأَمَرَ ٱلْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى ٱلصَّلاَةِ قَالَ: قُلِ ٱلصَّلاَةُ فِي ٱلرِّحَالِ، فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا، فَقَالَ: كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا، إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي - يَعْنِي ٱلنَّبِيَّ ﷺ - إِنَّهَا عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ. [رواه البخاري: ٦٦٨]

۴۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بارش اور کیچڑ کے دن لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور موذن کو حکم دیا کہ جب وہ حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے تو یوں کہہ دے' اپنی اپنی قیام گاہوں پر نماز پڑھ لیں' لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے گویا انہوں نے اسے برا سمجھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اسے برا خیال کیا ہے حالانکہ یہ کام اس شخصیت نے کیا ہے جو مجھ سے کہیں بہتر ہے یعنی رسول اللہ ﷺ چونکہ اذان سے مسجد میں آنا ضروری ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اچھا نہ سمجھا کہ تمہیں تکلیف میں ڈالوں۔

٤٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ ٱلأَنْصَارِ: إِنِّي لاَ أَسْتَطِيعُ ٱلصَّلاَةَ مَعَكَ، وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَدَعَاهُ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَبَسَطَ لَهُ حَصِيرًا، وَنَضَحَ طَرَفَ ٱلْحَصِيرِ، صَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ ٱلْجَارُودِ لِأَنَسٍ: أَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ٱلضُّحَى؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُهُ صَلاَّهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ. [رواه البخاري: ٦٧٠]

۴۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک انصاری شخص نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا' کیونکہ وہ فربہ آدمی تھا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور آپ کے لئے چٹائی بچھائی' چٹائی کے ایک کنارے کو دھویا اس پر آپ نے دو رکعت ادا کیں۔ تو آل جارود میں سے ایک آدمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نماز چاشت پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے اس روز کے علاوہ کبھی آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ معذور اگر نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکیں تو انہیں گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے یعنی معقول عذر کی بناء پر جماعت سے پیچھے رہ جانا جائز ہے۔

٢٩ - باب: إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ

باب ٢٩: دوران اقامت اگر کھانا آجائے تو کیا کرنا چاہیے؟

٤٠٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا قُدِّمَ ٱلْعَشَاءُ فَابْدَؤُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلاَةَ ٱلْمَغْرِبِ، وَلاَ تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ). [رواه البخاري: ٦٧٢]

۴۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو مغرب کی نماز سے قبل کھانا کھاؤ اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز کے لئے عجلت نہ کرو۔

فوائد : مقصد یہ ہے کہ بھوک کے وقت اگر کھانا تیار ہو تو پہلے اس سے فارغ ہو جانا چاہیے تاکہ نماز پورے سکون اور دل جمعی سے ادا کی جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت اول وقت سے زیادہ ہے۔ (عون الباری:۱/۷۲۸)

٣٠ - باب: مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَخَرَجَ

باب ٣٠: جماعت کھڑی ہو جائے تو گھریلو مصروفیات ترک کر کے نماز میں شریک ہونا چاہیے

٤٠٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سئلت عن النَّبِيِّ ﷺ: مَا كَانَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ ٱلصَّلاَةُ خَرَجَ إِلَى ٱلصَّلاَةِ. [رواه البخاري: ٦٧٦]

۴۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

فوائد : امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ کھانے کے علاوہ دیگر دنیوی کاموں کی اتنی حیثیت نہیں کہ ان کے پیش نظر نماز کو مؤخر کر دیا جائے۔

٣١ - باب: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وهُوَ لا يُرِيدُ إِلاَّ أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلاَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَسُنَّتَهُ

باب ٣١: مسنون طریقہ سکھانے کے لئے لوگوں کے سامنے نماز پڑھنا

٤٠٥ : عَنْ مَالِكِ بْنِ ٱلْحُوَيْرِثِ

۴۰۵۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ ٱلصَّلاَةَ، أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي. [رواه البخاري: ٦٧٧]

ہے انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں تمہارے سامنے نماز پڑھتاہوں حالانکہ میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ طریقہ سکھا دوں جس طریقہ سے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم کی نیت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور ایسا کرنا ریاکاری یا شرک فی العبادات نہیں ہے۔ (عون الباری:۷۳۰/۱)

٣٢ - باب: أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ

باب ۳۲: صاحب علم وفضل امامت کا زیادہ حق دار ہے

٤٠٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا حديث: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بالنَّاس، تقدَّم، وفي هذه الرِّواية قالت: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ، لَمْ يُسْمِعِ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ، لَمْ يُسْمِعِ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَهْ، إِنَّكُنَّ لأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ). فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا. [رواه البخاري: ٦٧٩]

۴۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ حدیث (۳۹۹) کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پہلے گزر چکی ہے وہ اس روایت میں فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپکی جگہ کھڑے ہوکر (فرط غم سے) رونے لگیں گے اس وجہ سے لوگوں کو ان کی آواز نہیں سنائی دے گی۔ للہذا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم بھی رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے باعث لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاموش رہو یقیناً تم یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتوں کی طرح ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا

میں نے کبھی تم سے کوئی فائدہ نہ پایا۔

فوائد: اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ امامت کے لئے اہل علم وفضل کا انتخاب کیا جائے دین سے بے بہرا اس منصب کے لائق نہیں خواہ قاری ہی کیوں نہ ہو۔

٤٠٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ ٱلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ ٱلاثْنَيْنِ، وَهُمْ صُفُوفٌ فِي ٱلصَّلاَةِ، فَكَشَفَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ ٱلْحُجْرَةِ، يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ، كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ ٱلْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ ٱلصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى ٱلصَّلاَةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَنْ أَتِمُّوا صَلاَتَكُمْ). وَأَرْخَى ٱلسِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ.
[رواه البخاري: ٦٨٠]

٤٠٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی مرض وفات میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے پیر کے دن جب لوگ نماز کے لئے صف بستہ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہوکر ہم لوگوں کی طرف دیکھنے لگے اس وقت آپ کا چہرہ (حسن وجمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا پھر آپ بشاشت کے ساتھ مسکرائے تو ہم لوگوں کو ایسی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہوگیا مبادا ہم آپ کو دیکھنے میں مشغول ہوجائیں (نماز سے توجہ ہٹ جائے) اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے الٹے پاؤں پیچھے لوٹنے لگے تاکہ صف میں شامل ہوجائیں۔ وہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں لیکن آپ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو یہ فرماکر آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن آپ نے وفات پائی ﷺ

فوائد: اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے آپ کے جانشین رہے شیعہ حضرات کا یہ غلط پروپیگنڈہ ہے کہ آپ نے خود برآمد ہوکر ابوبکر صدیق کو امامت سے معزول کر دیا تھا۔ (عون الباری:١/٧٣٢)

٣٣ - باب: مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الإِمَامُ الأَوَّلُ

باب ٣٣: ایک شخص نے امامت شروع کردی اتنے میں امام اول آجائے (تو کیا کرنا چاہیے)

٤٠٨ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

٤٠٨۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے

ٱلسَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ ٱلصَّلَاةُ، فَجَاءَ ٱلْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ: فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَٱلنَّاسُ فِي ٱلصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي ٱلصَّفِّ، فَصَفَّقَ ٱلنَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ ٱلنَّاسُ ٱلتَّصْفِيقَ ٱلْتَفَتَ، فَرَأَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَنِ ٱمْكُثْ مَكَانَكَ). فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ ٱللهَ عَلَى مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ ٱسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ٱسْتَوَى فِي ٱلصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِٱبْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ ٱلتَّصْفِيقَ، مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ ٱلْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا ٱلتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ). [رواه البخاري: ٦٨٤]

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرو بن عوف قبیلہ میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت آ گیا تو موذن نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا اگر تم نماز پڑھاؤ تو میں تکبیر کہہ دوں انہوں نے فرمایا "ہاں" پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے آپ صفوں میں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے اس پر لوگ تالیاں بجانے لگے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے متواتر تالیاں بجائیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ نے انہیں امامت کا اعزاز بخشا پھر بھی وہ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی پھر آپ نے فارغ ہو کر فرمایا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو تم کیوں کھڑے نہ رہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے میں نے تمہیں بکثرت تالیاں بجاتے دیکھا؟ دیکھو جب نماز میں کسی کو کوئی بات پیش آئے تو اسے سبحان اللہ کہنا چاہیے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ دی جائے گی اور یہ تالی بجانا تو صرف عورتوں کے لئے ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کسی مجبوری کے پیش نظر مقررہ امام کے علاوہ کسی دوسرے کو امام بنا لیا جائے پھر نماز کے آغاز میں مقررہ امام آپہنچے تو اسے اختیار ہے خود امام بن جائے یا مقتدی رہ کر نماز مکمل کر لے دونوں صورتوں میں نماز درست ہے۔ (عون الباری:۱/۷۳۴)

٣٤ - باب: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ

باب ۳۴: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے

٤٠٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ قَالَ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). قُلْنَا: لاَ يا رسولَ الله، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، قَالَ: (ضَعُوا لِي مَاءً فِي ٱلْمِخْضَبِ). قَالَتْ: فَفَعَلْنَا، فَاغْتَسَلَ، فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ ﷺ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (ضَعُوا لِي مَاءً فِي ٱلْمِخْضَبِ). قَالَتْ: فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَالَ: (ضَعُوا لِي مَاءً فِي ٱلْمِخْضَبِ). فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). فَقُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَٱلنَّاسُ عُكُوفٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ، يَنْتَظِرُونَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ لِصَلاَةِ ٱلْعِشَاءِ ٱلْآخِرَةِ، فَأَرْسَلَ

۴۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کے منتظر ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک لگن میں پانی رکھ دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے ایسا ہی کیا تو آپ نے غسل فرمایا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے اس کے بعد جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو آپ کے منتظر ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ بیٹھ گئے اور غسل فرمایا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہوگئے اس کے بعد ہوش آیا تو فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کے منتظر ہیں! اور لوگ مسجد میں عشاء کی نماز کے لئے بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے تو آخر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ قاصد نے ان کے پاس جاکر کہا رسول اللہ ﷺ نے

اَلنَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ ٱلرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا: يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ ٱلأَيَّامَ، وباقي الحديث تقدَّم. [رواه البخاري: ٦٨٧]

آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر بڑے نرم دل انسان تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ہی اس منصب کے زیادہ حقدار ہیں اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ بیماری کے دنوں میں نماز پڑھاتے رہے بقیہ حدیث (نمبر۳۹۹) پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقتدی تھے۔

٤١٠ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا حديث صلاةِ النبي ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، تقدَّم وفي هذه الرواية قال: (وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا). [رواه البخاري: ٦٨٨]

۴۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کردہ حدیث (۳۹۹) جس میں رسول اللہ ﷺ کا بیماری کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

فوائد: یہ واقعہ ماہ ذوالحجہ ۵ھ مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا جب آپ گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں جب آپ بیمار تھے تو آپ نے بیٹھ کر امامت کرائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے اس لئے مقتدیوں کا ایسے حالات میں بیٹھ کر نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۷۴۰/۱)

٣٥ - باب: مَتَى يَسْجُدُ خَلْفَ الإِمَامِ

باب ۳۵: (امام کے پیچھے) مقتدی کب سجدہ کرے گا؟

٤١١ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ، حَتَّى يَقَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ. [رواه

۴۱۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی شخص اپنی کمر اس وقت تک نہ جھکاتا جب تک رسول اللہ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے پھر ہم لوگ اس کے بعد سجدہ میں جاتے۔

البخاري: ٦٩٠]

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز امام کو دیکھنا جائز ہے تاکہ اعمال نماز کے انتقالات میں اس کی پیروی کی جاسکے (عون الباری:۱/۷۴۱)

٣٦ - باب: إِثْمُ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ

باب ۳۶: امام سے پہلے سر اٹھانے والے کا گناہ

٤١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَما يَخْشَى أَحَدُكُمْ، أَوْ: أَلاَ يَخْشَى أَحَدُكُمْ، إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ ٱلإِمَامِ، أَنْ يَجْعَلَ ٱللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ يَجْعَلَ ٱللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ). [رواه البخاري: ٦٩١]

۴۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے اس کو اس بات کا خوف نہیں کہ اللہ تعالی اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا بنا دے یا اللہ تعالیٰ اس کی صورت گدھے جیسی بنادے۔

فوائد: ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اس کے سر کو کتے کے سر جیسا بنا دیا جائے لہٰذا امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۱/۷۴۲)

٣٧ - باب: إِمَامَةُ العَبْدِ والمَوْلَى والغُلاَمِ الَّذِي لَمْ يَحْتَلِمْ

باب ۳۷: غلام' آزاد کردہ اور نابالغ بچے کی امامت

٤١٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ ٱسْتُعْمِلَ عليكُمْ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ). [رواه البخاري: ٦٩٣]

۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (اپنے حاکم کی) سنو اور اطاعت کرو اگرچہ کوئی (سیاہ فام) حبشی ہی تم پر حاکم بنا دیا جائے جس کا سر منقہ جیسا ہو۔

٣٨ - باب: إِذَا لَمْ يُتِمَّ الإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ

باب ۳۸: جب امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کریں

٤١٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ

۴۱۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں اگر ٹھیک پڑھائیں گے تو تمہیں اور

وَلَهُمْ، وَإِنْ أَخْطَؤُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ). [رواه البخاري: ٦٩٤]

انہیں ثواب ملے گا اور اگر غلطی کریں گے تو تمہارے لئے ثواب ہے مگر ان کے لئے گناہ ہے

فوائد : ایسے حالات میں مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل نہیں ہو گا جبکہ انہوں نے تمام شرائط و ارکان کو پورا کیا ہو۔

٣٩ - باب: يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ

باب ۳۹: جب صرف دو ہی نمازی ہوں تو مقتدی امام کے دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہو

٤١٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حديث مبيتِهِ في بيتِ خَالَتِهِ تقدَّم، وفي هذه الرواية قال: ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٦٩٨]

۴۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ حدیث ۹۷، ۱۴۲) پہلے گزر چکی ہے جس میں انہوں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات رہنے کا ذکر کیا ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ پھر آپ سو رہے حتی کہ سانس کی آواز آنے لگی اور جب آپ سوتے تو سانس کی آواز ضرور آتی تھی اس کے بعد موذن آپ کے پاس آیا تو آپ باہر تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور نیا وضوء نہیں فرمایا۔

فوائد : اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو مجھے آپ نے دائیں جانب کر لیا۔

٤٠ - باب: إِذَا طَوَّلَ الإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ فَصَلَّى

باب ۴۰: جب امام (نماز کو) طول دے اور کوئی ضرورت مند (نماز توڑ کر) اکیلا نماز پڑھ لے (تو جائز ہے)

٤١٦ : عَنْ جَابِرِ بن عبد اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنهما أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ، فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ، فَانْصَرَفَ رَجُلٌ، فَكَأَنَّ مُعَاذًا تَنَاوَلَ

۴۱۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اس کے بعد واپس لوٹ کر اپنی قوم کی امامت کراتے ایک دن انہوں نے نماز میں سورۃ بقرہ پڑھی تو ایک شخص نماز توڑ کر چل دیا تو

مِنْهُ، فَبَلَغَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: (فَتَّانٌ، فَتَّانٌ، فَتَّانٌ). ثَلاَثَ مِرَارٍ، أَوْ قَالَ: (فَاتِنًا، فَاتِنًا، فَاتِنًا). وَأَمَرَهُ بِسُورَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ ٱلْمُفَصَّلِ. [رواه البخاري: ٧٠١]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے رنج پیدا ہوا جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے تین دفعہ فرمایا فتان' فتان' فتان (فتنہ پرور) یا یہ فرمایا فاتن فاتن فاتن (فتنہ پرواز) پھر آپ نے انہیں حکم دیا کہ اوساط مفصل کی دو سورتیں پڑھا کرو۔

فوائد: سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک تمام سورتیں مفصل کہلاتی ہیں پھر عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ تک طوال' وَالضُّحٰی تک اوساط اور وَالنَّاس تک قصار کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ عام طور پر "سورۃ بروج" تک طوال' "سورۃ لم یکن الذین کفروا" تک اوساط اور "والناس" تک قصار کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض ادا کئے جا سکتے ہیں۔ (عون الباری:۷۴۹/۱)

٤١ - باب: تَخْفِيفُ الإِمَامِ فِي القِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ۴۱: امام کو قیام میں تخفیف اور رکوع و سجود میں اعتدال کرنا چاہیے

٤١٧ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي لأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ ٱلْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ، مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ فِيهِمُ ٱلضَّعِيفَ وَٱلْكَبِيرَ وَذَا ٱلْحَاجَةِ). [رواه البخاري: ٧٠٢]

۴۱۷۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! میں صبح کی نماز میں صرف فلاں شخص کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ نماز کو بہت لمبا کرتا ہے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا اس کے بعد آپ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ تخفیف کیا کرے کیونکہ مقتدیوں میں ناتواں بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں (یہ حدیث ۷۹ پہلے بھی گزر چکی ہے)

٤١٨ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا حديث مُعَاذٍ، وَأَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: (فَلَوْلاَ صَلَّيْتَ

۴۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث (۴۱۶) گزر چکی ہے اس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فرمایا تو نے سبح اسم ربک الاعلی'

بِسَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ، وَٱلشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَٱللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى). [رواه البخاري: ٧٠٥]

والشمس وضحها اور والليل اذا يغشى نماز میں کیوں نہ پڑھی؟

٤٢ - باب: الإِيجَازُ فِي الصَّلاَةِ وإِكْمَالُهَا

باب ۴۲: اختصار کے باوجود نماز کو مکمل کرنا

٤١٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُوجِزُ ٱلصَّلاَةَ وَيُكْمِلُهَا. [رواه البخاري: ٧٠٦]

۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مختصر نماز پڑھتے اور اس کو کامل ادا کرتے تھے۔

فوائد: یعنی آپ کی نماز باعتبار قرآت کے مختصر اور ہلکی ہوتی لیکن رکوع اور سجدہ پورے طور سے ادا کرتے آئمہ مساجد کو ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

٤٣ - باب: مَنْ أَخَفَّ الصَّلاَةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ

باب ۴۳: جو شخص بچے کے رونے کی وجہ سے نماز کو مختصر کردے

٤٢٠ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنِّي لأَقُومُ فِي ٱلصَّلاَةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ ٱلصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي، كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ). [رواه البخاري: ٧٠٧]

۴۲۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نماز دیر تک پڑھنے کے ارادہ سے کھڑا ہوتا ہوں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز کو مختصر کردیتا ہوں کیونکہ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالنا برا سمجھتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے بچوں کو مسجد میں لانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ مسجد کے قریب گھر سے بچے کے رونے کی آواز سنتے ہوں۔ (عون الباری:۱/۷۵۳)

٤٤ - باب: تَسْوِيَةُ الصُّفُوفِ عِنْدَ الإِقَامَةِ

باب ۴۴: اقامت کے وقت صفوں کو برابر کرنا

٤٢١ : عَنِ ٱلنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ ٱللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ) [رواه البخاري: ٧١٧].

۴۲۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی صفوں کو برابر رکھو نہیں تو اللہ تمہارے منہ الٹ دے گا۔

فوائد: صفوں کو برابر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ نمازی آگے پیچھے نہ ہوں اور درمیان میں خالی جگہ نہ ہو صفوں کا درست کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ نماز کا حصہ ہے۔

٤٥ - باب: إِقْبَالُ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

باب ۴۵: صفیں برابر کرتے وقت امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

٤٢٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي). [رواه البخاري: ٧١٩]

۴۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ جب اقامت کہی گئی تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف متوجہ کر کے فرمایا..... ہمارے ہاں صف بندی کا اہتمام نہیں ہوتا حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا یہ معمول تھا کہ جب تک صفیں درست نہ ہو جاتیں نماز شروع نہ کرے۔ عہد فاروقی میں اس کار خیر کے لئے لوگ مقرر تھے مگر آج کل سب سے زیادہ متروک یہی چیز ہے حالانکہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔

٤٦ - باب: إِذَا كَانَ بَيْنَ الإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سترة

باب ۴۶: جب امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو (تو کوئی حرج نہیں)

٤٢٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ ٱللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ، وَجِدَارُ ٱلْحُجْرَةِ قَصِيرٌ، فَرَأَى ٱلنَّاسُ شَخْصَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ، فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذَلِكَ، فَقَامَ لَيْلَةَ ٱلثَّانِيَةِ، فَقَامَ مَعَهُ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ، صَنَعُوا ذَلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ،

۴۲۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز تہجد اپنے حجرہ میں پڑھا کرتے تھے چونکہ حجرہ کی دیواریں پست تھیں اس لئے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو دیکھ لیا اور کچھ لوگ نماز کی اقتداء کرنے کے لئے آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر صبح کو انہوں نے دوسروں سے اس کا ذکر کیا پھر دوسری رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کچھ لوگ آپ کی اقتداء میں اس رات بھی کھڑے ہو گئے یہ

جَلَسَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَلَمْ يَخْرُجْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَٰلِكَ ٱلنَّاسُ فَقَالَ: (إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ ٱللَّيْلِ). [رواه البخاري: ٧٢٩]

صورت حال دو یا تین راتوں تک رہی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر بیٹھ رہے اور نماز کے لئے تشریف نہ لائے اس کے بعد صبح کے وقت لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ کہیں (اس کے التزام سے) نماز شب (تہجد) تم پر فرض نہ کر دی جائے

فوائد: امام اور مقتدی کے درمیان کوئی راستہ یا دیوار حائل ہو تو اقتداء جائز ہے بشرطیکہ امام کی تکبیر خود سنے یا کوئی دوسرا سنا دے۔ (عون الباری: ۱/۷۵۶)

٤٧ - باب: صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب ۴۷: نماز تہجد (رات کی نماز)

٤٢٤ : وفي هذا الحديثِ من روايةِ زيدِ بن ثابتٍ رضي الله عنه زيادة أنَّه قال: (قَدْ عَرَفْتُ ٱلَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ، فَصَلُّوا أَيُّهَا ٱلنَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ ٱلصَّلَاةِ صَلَاةُ ٱلْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا ٱلْمَكْتُوبَةَ). [رواه البخاري: ٧٣١]

۴۲۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے البتہ یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے جو کیا ہے میں نے دیکھا اور سمجھ لیا (کہ تمہیں عبادت کا شوق ہے) اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو اس کے گھر میں ادا ہو مگر فرض نماز (جسے مسجد میں پڑھنا ضروری ہے)

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے نفلی عبادت گھر میں ادا کرنے کو بہتر قرار دیا ہے کیونکہ آدمی ریاکاری اور نمائش سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز ایسا کرنے سے گھر بھی متبرک ہو جاتا ہے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور گھر سے شیطان بھی بھاگ جاتا ہے۔ (عون الباری: ۱/۷۵۷)

٤٨ - باب: رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مَعَ الافْتِتَاحِ سَوَاءً

باب ۴۸: تکبیر تحریمہ میں آغاز نماز کے ساتھ ہی دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا

٤٢٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، إِذَا ٱفْتَتَحَ ٱلصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلرُّكُوعِ

۴۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے

رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ). وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ. [رواه البخاري: ٧٣٥]

اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے مگر سجدوں میں یہ عمل نہ کرتے تھے۔

فوائد: تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھانا رفع الیدین کہلاتا ہے اور اس کا مقصد بقول امام شافعی اللہ کی عظمت کا اظہار اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع ہے' تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین پر تمام امت کا اجماع ہے اور باقی مقامات ثلاثہ میں رفع الیدین کرنے پر بھی اہل کوفہ کے علاوہ تمام علماء امت کا اتفاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمر بھر اس سنت پر عمل کیا اور یہ ایسی سنت متواترہ ہے جسے عشرہ مبشرہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام بھی بیان کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا دکھائی دیتے ہیں لہٰذا حدیث مذکور کی بناء پر تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت اللہ کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے رفع الیدین کریں۔ (عون الباری:۱/۷۶۰) امام بخاری نے اس سنت کو ثابت کرنے کے لئے ایک مستقل رسالہ بھی تالیف کیا ہے جو استاذی المکرم شاہ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کی تحقیق سے مطبوع ومتداول ہے۔

٤٩ - باب: وَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

باب ۴۹: نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

٤٢٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلاَةِ. [رواه البخاري: ٧٤٠]

۴۲۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے

فوائد: صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے مطابق دونوں ہاتھ سینے پر باندھے جائیں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا جائے یا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی یا گٹ پر رکھا جائے کلائی پر کلائی رکھ کر کہنی کو پکڑنا ثابت نہیں ہے زیر ناف ہاتھ باندھنے کی ایک حدیث بھی صحیح نہیں ہے سینے پر ہاتھ باندھنا عاجزی کی علامت' نماز میں فعل عبث سے رکاوٹ' دل کی حفاظت اور خشوع کے زیادہ مناسب ہے۔ (عون الباری:۱/۷۶۴)

٥٠ - باب: مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

باب ۵۰: نمازی تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے؟

٤٢٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، كَانُوا يَفْتَتِحُونَ ٱلصَّلَاةَ: بِـ: الْحَمْدُ للهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ. [رواه البخاري: ٧٤٣]

۴۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے شروع فرماتے تھے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو بالکل ترک کر دیا جائے بلکہ اسے پڑھنا چاہئے کیونکہ "بسم اللہ" تو سورۃ فاتحہ کا جزو ہے روایت کا مطلب یہ ہے کہ "بسم اللہ" کو باآواز بلند نہیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی صراحت ہے البتہ اسے باآواز بلند پڑھنے میں اختلاف ہے طرفین کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وسعت ہے اور دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۷۶۷/۱)

٤٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ ٱلتَّكْبِيرِ وَبَيْنَ ٱلْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِسْكَاتُكَ بَيْنَ ٱلتَّكْبِيرِ وَٱلْقِرَاءَةِ، مَا تَقُولُ؟ قَالَ: (أَقُولُ: ٱللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ، ٱللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ ٱلْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى ٱلثَّوْبُ ٱلأَبْيَضُ مِنَ ٱلدَّنَسِ، ٱللَّهُمَّ ٱغْسِلْ خَطَايَايَ بِٱلْمَاءِ وَٱلثَّلْجِ وَٱلْبَرَدِ). [رواه البخاري: ٧٤٤]

۴۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان کچھ سکوت فرماتے تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان سکوت میں کیا پڑھا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں یا اللہ مجھ سے میرے گناہ اتنے دور کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اور اے اللہ مجھے گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے یا اللہ! میرے گناہ پانی برف اور اولوں سے دھو دے۔

فوائد: اس کو دعائے استفتاح کہتے ہیں اور اس کے الفاظ کئی طرح سے وارد ہیں مگر مذکورہ دعا صحیح ترین ہے اگرچہ دیگر ادعیہ ماثورہ بھی پڑھی جا سکتی ہیں واضح رہے کہ اس دعا کو آہستہ پڑھنا چاہئے نیز معلوم ہوا کہ اسکات (خاموشی) اور آہستہ قرأت میں منافات نہیں ہے۔ (عون الباری:۷۶۹/۱)

٥١ - باب

باب ۵۱:

٤٢٩ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديث الكسوف، وقد تقدم (برقم: ٧٦)

۴۲۹۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے حدیث کسوف (۸۶) پہلے گزر چکی ہے۔

٤٣٠ : وفي هذه الرواية قالت: (قال: قَدْ دَنَتْ مِنِّي ٱلْجَنَّةُ، حَتَّى لَوِ ٱجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا، لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا، وَدَنَتْ مِنِّي ٱلنَّارُ حَتَّى قُلْتُ: أَيْ رَبِّ، أَوَ أَنَا مَعَهُمْ؟ فَإِذَا ٱمْرَأَةٌ - حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ - تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ، قُلْتُ: مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قَالُوا: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، لاَ أَطْعَمَتْهَا، وَلاَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ - حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ - مِنْ خَشِيشِ أَوْ خَشَاشِ الأَرْضِ). [رواه البخاري: ٧٤٥]

۴۳۰۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی اس طریق میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میرے اتنی (قریب) ہو چکی تھی کہ اگر میں ہمت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہارے پاس لے آتا اور دوزخ بھی میرے اتنے قریب ہوگئی کہ میں کہنے لگا اے مالک! کیا میں بھی ان لوگوں کے ساتھ رکھا جاؤں گا؟ اتنے میں ایک عورت دیکھی راوی کا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا اس عورت کو ایک بلی پنجہ مار رہی تھی میں نے پوچھا اس عورت کا کیا حال ہے؟ فرشتوں نے کہا اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا حتی کہ وہ بھوک سے مر گئی کیونکہ نہ تو وہ اسے خود کھلاتی تھی اور نہ اسے کھلا چھوڑتی تھی کہ وہ خود حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھرلے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حیوانات کو تکلیف دینا بھی ناجائز ہے اور قیامت کے دن ایسا کرنے پر مؤاخذہ ہو گا۔ (عون الباری:۷۷۰/۱)

٥٢ - باب: رَفْعُ البَصَرِ إِلَى الإِمَامِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۵۲: نماز میں امام کی طرف دیکھنا

٤٣١ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قيل له: أَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي ٱلظُّهْرِ وَٱلْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قيل له: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟

۴۳۱۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہرو عصر میں کچھ پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! پھر پوچھا گیا کہ تمہیں کیسے پتہ چلتا تھا؟ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا

قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ. [رواه البخاري: ٧٤٦]

کہ آپ کی داڑھی کے ہلنے سے معلوم ہوتا تھا۔

فوائد: امام کو چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو سجدہ گاہ پر مرکوز رکھے مقتدی کے لئے بھی یہی حکم ہے البتہ کسی ضرورت کے پیش نظر امام کی طرف نظر اٹھا سکتا ہے اگر اکیلا نماز پڑھتا ہے تو اس کا حکم بھی امام جیسا ہے البتہ ادھر ادھر دیکھنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۷۷۱)

٥٣ - باب: رَفْعُ البَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۵۳: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

٤٣٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (مَا بَالُ أَقْوَامٍ، يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى ٱلسَّمَاءِ فِي صَلاَتِهِمْ). فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ: (لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ). [رواه البخاري: ٧٥٠]

۴۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوا وہ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر آپ نے اس کے متعلق بڑی سختی سے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو اس سے باز آنا چاہیے یا پھر ان کی بینائی کو اچک لیا جائے گا۔

٥٤ - باب: الالتِفَاتِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۵۴: نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟

٤٣٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ ٱلالْتِفَاتِ فِي ٱلصَّلاَةِ؟ فَقَالَ: (هُوَ ٱخْتِلاَسٌ، يَخْتَلِسُهُ ٱلشَّيْطَانُ مِنْ صَلاَةِ ٱلْعَبْدِ). [رواه البخاري: ٧٥١]

۴۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ ایسی دستبرد ہے جو شیطان بندے کی نماز میں کرتا ہے۔

فوائد: التفات تین طرح کا ہوتا ہے 1 ضرورت کے بغیر دائیں یا بائیں منہ کرنا لیکن سینہ قبلہ رخ رہے یہ فعل مکروہ یا حرام ہے۔ 2 گوشہ چشم سے دیکھنا یہ خلاف اولیٰ ہے بوقت ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔ 3 دائیں بائیں بایں طور پر دیکھنا کہ سینہ بھی قبلہ رخ سے ہٹ جائے ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

٥٥ - باب: وُجُوبُ القِرَاءَةِ لِلإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

باب ۵۵: امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں قرآن پڑھنا واجب ہے

٤٣٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ

۴۳۴۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لاَ يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحٰقَ، إِنَّ هٰؤُلاَءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لاَ تُحْسِنُ تُصَلِّي؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا، وَاللّٰهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أُصَلِّي صَلاَةَ الْعِشَاءِ، فَأَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ، وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ. قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ. فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا، أَوْ رِجَالًا، إِلَى الْكُوفَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُونَ عليهِ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ، قَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا، فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لاَ يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلاَ يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلاَ يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ. قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللّٰهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلاَثٍ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ

انہوں نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو برطرف کر کے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کا حاکم بنایا الغرض ان لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بہت شکایتیں کیں' یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے اس پر حضرت عمر نے انہیں بلا بھیجا اور کہا: اے ابواسحاق! یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: سنئے اللہ کی قسم! میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھاتا تھا اس میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتا عشاء کی نماز پڑھاتا تو پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابواسحاق! تمہاری نسبت ہمارا یہی گمان ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص یا چند اشخاص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا (تاکہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بابت تحقیقات کریں) انہوں نے وہاں کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حال نہ پوچھا ہو۔ سب لوگوں نے ان کی تعریف کی پھر وہ قبیلہ عبس کی مسجد میں گئے تو وہاں ایک شخص کھڑا ہوا جس کی کنیت ابو سعدہ اور اسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا وہ بولا جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو سنو! سعد جہاد میں لشکر کے ساتھ خود نہ جاتے تھے اور نہ ہی مال غنیمت برابر تقسیم کرتے تھے اور مقدمات میں انصاف سے کام نہ لیتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا:

سَعْدٍ. قَالَ الرَّاوِي عن جابرٍ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ، قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ ٱلْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي ٱلطَّرِيقِ يَغْمِزُهُنَّ. [رواه البخاري: ۷۵۵]

اللہ کی قسم! میں تجھے تین بد دعائیں دیتا ہوں اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے صرف لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کردے فقیری بڑھا دے اور آفتوں میں پھنسا دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس کے بعد جب اس سے اس کا حال دریافت کیا جاتا تو کہتا کہ میں ایک آفت رسیدہ' دراز عمر بوڑھا ہوں مجھے سعد کی بد دعا لگ گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والا راوی کہتا ہے کہ میں نے بھی اسے دیکھا تھا بڑھاپے کی حالت میں اس کے دونوں ابرو آنکھوں پر گرنے کے باوجود وہ راستہ میں چلتی چھوکریوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا پھرتا تھا۔

فوائد: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عہد فاروقی میں کوفہ کے گورنر تھے اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ اہل کوفہ کی طرف سے شکایت موصول ہونے پر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وضاحت فرمائی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح انہیں نماز پڑھاتا ہوں یعنی پہلی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کرتا ہوں اور دوسری دو رکعتیں ہلکی کرتا ہوں۔ یہیں سے امام کے لئے چار رکعات میں قرأت کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

٤٣٥ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ ٱلصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ ٱلْكِتَابِ). [رواه البخاري: ۷۵٦]

۴۳۵۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر جمہور علماء کا یہ موقف ہے کہ مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے اسے فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں حالانکہ مقتدی کو امام کی وہ قرأت کافی ہوتی ہے جو فاتحہ کے علاوہ ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے پیش نظر فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ بعض روایات میں صراحت ہے کہ رسول اللہ نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ کرام سے پوچھا کہ شاید تم امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ (عون الباری: ۱/۷۸۲)

٤٣٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، فَسَلَّمَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ، وَقَالَ: (ٱرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ). فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (ٱرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ). فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (ٱرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ). ثَلَاثًا، فَقَالَ، وَٱلَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي؟ فَقَالَ: (إِذَا قُمْتَ إِلَى ٱلصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ ٱقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ ٱلْقُرْآنِ، ثُمَّ ٱرْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ٱرْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ ٱسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ٱرْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَٱفْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا). [رواه البخاري: ٧٥٧]

۴۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا۔ جاؤ نماز پڑھو تو نے نماز نہیں پڑھی پھر اس طرح تین دفعہ ہوا بالآخر اس نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا لہٰذا آپ مجھے بتا دیجئے! آپ نے فرمایا اچھا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو' پھر قرآن سے جو تمہیں یاد ہو پڑھو' اس کے بعد اطمینان سے رکوع کرو' پھر سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو اور سجدے میں اطمینان سے رہو پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز اس طرح مکمل کیا کرو

فوائد: ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ "تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھ" اس حدیث پر امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس طرح عنوان قائم کیا ہے کہ نمازی کے لئے ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس حدیث سے دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع و سجود اطمینان سے ادا کرنا بھی ثابت ہوتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت بھی ضروری ہے۔ (عون الباری:۱/۷۸۸)

٥٦ - باب: الْقِرَاءَةُ فِي الظُّهْرِ
باب ۵۶: نماز ظہر میں قرأت

٤٣٧ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي

۴۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کی پہلی

ٱلرَّكْعَتَيْنِ ٱلْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ ٱلظُّهْرِ، بِفَاتِحَةِ ٱلْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، يُطَوِّلُ فِي ٱلْأُولَى، وَيُقَصِّرُ فِي ٱلثَّانِيَةِ، وَيُسْمِعُ ٱلْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي ٱلْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ ٱلْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي ٱلْأُولَى ويُقَصِّر في الثَّانية، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي ٱلرَّكْعَةِ ٱلْأُولَى مِنْ صَلَاةِ ٱلصُّبْحِ، وَيُقَصِّرُ فِي ٱلثَّانِيَةِ. [رواه البخاري: ٧٥٩]

دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے اور دوسری رکعت کو چھوٹا کرتے اور کبھی کبھی کوئی آیت سنا بھی دیتے تھے' نماز عصر میں بھی سورہ فاتحہ اور دیگر دو سورتیں تلاوت فرماتے اور پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے کچھ لمبا کرتے اس طرح صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت طویل ہوتی اور دوسری مختصر کرتے تھے۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سری نمازوں میں اگر امام کبھی کسی آیت کو اونچی آواز سے پڑھ دے تو جائز ہے۔ (عون الباری:۱/۴۹۴)

٥٧ - باب: القِرَاءَةُ فِي المَغْرِبِ

باب ۵۷: نماز مغرب میں قرآت

٤٣٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا -: أَنَّ أُمَّ ٱلْفَضْلِ سَمِعَتْهُ، وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَٱلْمُرْسَلَٰتِ عُرْفًا﴾. فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ، وَٱللهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ ٱلسُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي ٱلْمَغْرِبِ. [رواه البخاري: ٧٦٣]

۴۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل رضی اللہ عنہا نے انہیں سورۃ والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہنے لگیں میرے بیٹے! تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھے یاد دلا دیا کہ یہی وہ آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی آپ یہ سورۃ نماز مغرب میں پڑھ رہے تھے۔

٤٣٩ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي ٱلْمَغْرِبِ بِطُولَى ٱلطُّولَيَيْنِ. [رواه البخاري: ٧٦٤]

۴۳۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں دو بڑی سورتوں میں سے زیادہ بڑی سورت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

فوائد: مغرب کی نماز کا وقت چونکہ تھوڑا ہوتا ہے اس لئے بالعموم چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار کوئی بڑی سورت بھی پڑھ دینی چاہیے۔ یہ بھی مسنون طریقہ ہے۔ (عون الباری:۱/۸۰۱)

٥٨ - باب: الجَهْرُ فِي المَغْرِبِ

باب ۵۸: نماز مغرب میں باآواز بلند قرأت کرنا

٤٤٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي ٱلمَغْرِبِ بِالطُّورِ. [رواه البخاري: ٧٦٥]

۴۴۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں (سورۃ) الطور پڑھتے سنا ہے۔

٥٩ - باب: القِرَاءَةُ فِي العِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ

باب ۵۹: نماز عشاء میں سجدہ والی سورت پڑھنا

٤٤١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي ٱلْقَاسِمِ ﷺ ٱلْعَتَمَةَ، فَقَرَأَ: ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾. فَسَجَدَ، فَلاَ أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ. [رواه البخاري: ٧٦٨]

۴۴۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز عشاء ادا کی تو آپ نے سورۃ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھی اور سجدہ کیا لہٰذا میں ہمیشہ اس سورت میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے مل جاؤں۔

٦٠ - باب: القِرَاءَةُ فِي العِشَاءِ

باب ۶۰: نماز عشاء میں قرأت

٤٤٢ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ، فَقَرَأَ فِي ٱلعِشَاءِ فِي إِحْدَى ٱلرَّكْعَتَيْنِ، بِـ ﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ﴾ [رواه البخاري: ٧٦٧]

وفي رواية أخرى قَالَ: وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ، أَوْ قِرَاءَةً. [رواه البخاري: ٧٦٩]

۴۴۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک دفعہ سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں سورۃ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ تلاوت فرمائی' ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوش الحان یا اچھا پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

٦١ - باب: القِرَاءَةُ فِي الفَجْرِ

باب ۶۱: صبح کی نماز میں قرأت

٤٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: فِي كُلِّ صَلاَةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ،

۴۴۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہر نماز میں قرأت کرنا چاہئے پھر جن نمازوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں باآواز بلند

وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ ٱلْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ، وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ. [رواه البخاري: ٧٧٢]

سنایا ہے ان میں تمہیں باآواز بلند سناتے ہیں اور جن میں آپ نے پڑھ کر نہیں سنایا ان میں ہم بھی تمہیں نہیں سناتے ہیں اور اگر تو سورۃ فاتحہ سے زیادہ قرأت نہ کرے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھ لے تو اچھا ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یہ بھی معلوم ہوا کہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملانا مستحب ہے ضروری نہیں۔ (عون الباری:۱/۸۰۱)

٦٢ - باب: الجَهْرُ بِقِرَاءَةِ صَلاَةِ الصُّبْحِ

باب ٦٢: صبح کی نماز میں باآواز بلند قرأت کرنا

٤٤٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ٱنْطَلَقَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظَ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ ٱلشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ ٱلشُّهُبُ، فَرَجَعَتِ ٱلشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ فَقَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا ٱلشُّهُبُ. قَالُوا: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ ٱلأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، فَانْظُرُوا مَا هٰذَا ٱلَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ. فَانْصَرَفَ أُولٰئِكَ ٱلَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ، إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِنَخْلَةَ، عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظَ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلاَةَ ٱلْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا ٱلْقُرْآنَ ٱسْتَمَعُوا

۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ سوق عکاظ کا ارادہ کرکے چلے ان دنوں شیاطین کو آسمانی خبریں لینے سے روک دیا گیا تھا اور ان پر شعلے برسائے جا رہے تھے تو شیاطین اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے قوم نے پوچھا کیا حال ہے؟ شیاطین نے کہا: ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی گئی ہے اور اب ہم پر شعلے برسائے جارہے ہیں۔ قوم نے کہا: تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کسی ایسی چیز نے حجاب کردیا ہے جو ابھی ظاہر ہوئی ہے اس لئے روئے زمین میں مشرق و مغرب تک چل پھر کر دیکھو کہ وہ کیا ہے؟ جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان پردہ حائل کردیا ہے تو وہ اس کی تلاش میں نکلے ان میں وہ جنات جو تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے آپ مقام نخلہ میں تھے اور عکاظ کی منڈی کی طرف

لَهُ، فَقَالُوا: هٰذا وَاللّٰهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَهُنَالِكَ حِينَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا ۝ يَهْدِىٓ إِلَى الرُّشْدِ فَـَٔامَنَّا بِهِۦ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا﴾. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ أُوحِىَ إِلَىَّ﴾، وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ. [رواه البخاري: ٧٧٣]

جانے کی نیت رکھتے تھے اس وقت آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز فجر پڑھا رہے تھے جب ان جنات نے کان لگا کر قرآن سنا تو کہنے لگے اللہ کی قسم! یہی وہ قرآن ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حجاب ڈال دیا ہے اسی مقام سے وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے "بھائیو! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اب ہم ہرگز اپنے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔" تب اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورت نازل فرمائی ﴿ قُلْ أُوْحِىَ اِلَيَّ ﴾ اور آپ کو جنوں کی گفتگو بذریعہ وحی بتائی گئی۔

٤٤٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا أُمِرَ، وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ. ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾. ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [رواه البخاري: ٧٧٤]

۴۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نماز میں جہر کا حکم ہوا آپ نے جہر کیا اور جس میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا آہستہ پڑھا اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں اور بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہی اچھا ہے۔

فوائد : قرآن مجید میں دوران نماز قرآن آہستہ یا باآواز بلند پڑھنے کی تفصیل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تھی۔ لہٰذا ان حضرات کو غور کرنا چاہئے جو دینی احکام میں صرف قرآن پر اعتماد کرتے ہیں اور حدیث ان کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہے۔

٦٣ - باب: الْجَمْعُ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ وَالْقِرَاءَةُ بِالْخَوَاتِيمِ وَبِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ وَبِأَوَّلِ سُورَةٍ

باب ۶۳: دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا' سورت کی آخری آیات پڑھنا' ترتیب کے خلاف پڑھنا نیز سورت کی ابتدائی آیات تلاوت کرنا

٤٤٦ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: قَرَأْتُ اَلْمُفَصَّلَ اَللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ اَلشِّعْرِ، لَقَدْ عَرَفْتُ اَلنَّظَائِرَ اَلَّتِي كَانَ اَلنَّبِيُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ، فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ اَلْمُفَصَّلِ، سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. [رواه البخاري: ٧٧٥]

ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا میں نے رات کو مفصل کی تمام سورتیں ایک رکعت میں پڑھ ڈالیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اس قدر تیزی سے پڑھیں جیسے اشعار پڑھے جاتے ہیں' بے شک میں ان جوڑا جوڑا سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ ملا کر پڑھا کرتے تھے پھر آپ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں یعنی ہر رکعت میں پڑھی جانے والی دو دو سورتیں۔

فوائد: علماء نے قرآنی سورتوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ ① طوال: جو سورتیں سو سے زیادہ آیات پر مشتمل ہیں۔ ② مئین: جو سورتیں سو یا اس سے کم آیات پر مشتمل ہیں۔ ③ مثانی: جو سو سے بہت کم آیات پر مشتمل ہیں۔ ④ مفصل: سورت حجرات سے آخر قرآن تک' پھر مفصل کی تین اقسام ہیں: 1 طوال مفصل 2 اوساط مفصل' اور 3 قصار مفصل اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جن جوڑا جوڑا سورتوں کی نشاندہی کی ہے ان میں سے بعض موجودہ ترتیب قرآن سے مختلف ہیں۔

٦٤ - باب: يَقْرَأُ فِي الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب ۶۴: آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھنا

٤٤٧ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ: أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي اَلظُّهْرِ، فِي اَلْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ اَلْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَفِي اَلرَّكْعَتَيْنِ اَلْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ اَلْكِتَابِ، وَيُسْمِعُنَا اَلْآيَةَ، وَيُطَوِّلُ فِي اَلرَّكْعَةِ اَلْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي اَلرَّكْعَةِ اَلثَّانِيَةِ، وَهٰكَذَا فِي اَلْعَصْرِ، وَهٰكَذَا فِي اَلصُّبْحِ. [رواه البخاري: ٧٧٦]

۴۴۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں مزید پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا بھی دیتے تھے اور آپ پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا کرتے اس طرح عصر اور صبح کی نماز میں بھی یہی معمول تھا۔

٦٥ - باب: جَهْرُ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ

باب ۶۵: امام کا بآواز بلند آمین کہنا

٤٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ

۴۴۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَمَّنَ ٱلإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ ٱلْمَلاَئِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٧٨٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

٦٦ - باب: فَضْلُ التَّأْمِينِ

باب ٦٦: آمین کہنے کی فضیلت

٤٤٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ، وَقَالَتِ ٱلْمَلاَئِكَةُ فِي ٱلسَّمَاءِ: آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا ٱلأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٧٨١]

۴۴۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو آسمان پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اگر ان دونوں کی آمین ایک دوسرے سے مل جائے تو اس (نمازی) کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فوائد: مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہیں گے اس سے مقتدیوں کے لئے باآواز آمین کہنا ثابت ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ آمین کہنے پر حسد کرنا یہود کا شیوہ ہے۔

٦٧ - باب: إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ

باب ٦٧: شمولیت صف سے پہلے رکوع کرنا

٤٥٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱنْتَهَى إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى ٱلصَّفِّ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (زَادَكَ ٱللهُ حِرْصًا وَلاَ تَعُدْ). [رواه البخاري: ٧٨٣]

۴۵۰۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ رکوع میں تھے صف میں شمولیت سے پہلے انہوں نے رکوع کر لیا پھر رسول اللہ سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارا شوق اور زیادہ کرے لیکن آئندہ ایسا مت کرنا۔

٦٨ - باب: إِتْمَامُ التَّكْبِيرِ فِي الرُّكُوعِ

باب ٦٨: رکوع میں پورے طور پر تکبیر کہنا

٤٥١ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِٱلْبَصْرَةِ، فَقَالَ: ذَكَّرَنَا هٰذَا ٱلرَّجُلُ صَلاَةً، كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَذَكَرَ

۴۵۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بصرہ میں نماز ادا کی فرمانے لگے انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد دلا دی جو ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ پڑھا کرتے تھے پھر انہوں نے کہا کہ آپ جب سر اٹھاتے اور

أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ. [رواه البخاري: ٧٨٤]

سر جھکاتے تو اس وقت تکبیر کہتے تھے

فوائد: بعض لوگ رکوع اور سجدہ کے وقت اللہ اکبر کہنا ضروری خیال نہیں کرتے تھے۔ امام بخاری اس موقف کی تردید کرنے کے لئے یہ حدیث لائے ہیں۔

٦٩ - باب: التَّكْبِيرُ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ

باب ٦٩: جب سجدہ کرکے کھڑا ہو تو تکبیر کہنا

٤٥٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى ٱلصَّلاَةِ، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ ٱلرُّكُوعِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: (رَبَّنَا وَلَكَ ٱلْحَمْدُ). [رواه البخاري: ٧٨٩]

٤٥٢۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جب جب رکوع کرتے تو بھی تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہتے اس کے بعد بحالت قومہ ﴿رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾ کہتے تھے۔

٧٠ - باب: وَضْعُ الأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ

باب ٧٠: بحالت رکوع ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا

٤٥٣ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ صلّى إلى جَنْبِهِ ابنه مُصْعَبٌ قَالَ: فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ، ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ، فَنَهَانِي أَبِي وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى ٱلرُّكَبِ. [رواه البخاري: ٧٩٠]

٤٥٣۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ان کے بیٹے حضرت مصعب نے ان کے پہلو میں نماز ادا کی حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر اپنی رانوں کے درمیان رکھ لیا تھا میرے والد نے مجھے اس فعل سے منع فرمایا اور کہا کہ پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے پھر ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ (دوران رکوع) اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھا کریں۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دوران رکوع دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر انہیں رانوں

کے درمیان رکھتے تھے امام بخاری نے یہ حدیث لا کر بیان فرمایا کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے ممکن ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ (عون الباری:۱/۸۱۷)

٧١ - باب: استِوَاءُ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ والاطمِئنان فيه

باب ۷۱: رکوع میں پشت کا برابر رکھنا اور اس میں اعتدال واطمینان کرنا

٤٥٤ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رُكُوعُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ، وَبَيْنَ ٱلسَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ ٱلرُّكُوعِ، مَا خَلاَ ٱلْقِيَامَ وَٱلْقُعُودَ، قَرِيبًا مِنَ ٱلسَّوَاءِ. [رواه البخاري: ٧٩٢]

۴۵۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع، سجدہ، سجدوں کی درمیانی نشست اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب تقریبا برابر ہوتے تھے البتہ قیام اور تشہد کچھ طویل ہوتے تھے۔

٧٢ - باب: الدُّعاءُ فِي الرُّكُوعِ

باب ۷۲: رکوع میں دعا کرنا

٤٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: (سُبْحَانَكَ ٱللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، ٱللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي). [رواه البخاري: ٧٩٤]

۴۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ﴾

فوائد: بعض آئمہ نے بحالت رکوع دعا کرنے کو مکروہ خیال کیا ہے امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بحالت رکوع دعا کرنا درست ہے۔ (عون الباری:۱/۸۲۰)

٤٥٦ : وَعَنْهَا فِي رواية أخرى: يَتَأَوَّلُ ٱلْقُرْآنَ. [رواه البخاري: ٨١٧]

۴۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مذکورہ بالا حدیث ایک دوسرے طریق سے بایں الفاظ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعا پڑھنے میں) قرآن مجید پر عمل کرتے تھے۔

٧٣ - باب: فَضل اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ

باب ۷۳: ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ﴾ کی فضیلت

٤٥٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا

۴۵۷۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ

قَالَ ٱلإِمَامُ: سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: ٱللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ ٱلْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ ٱلمَلائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٧٩٦]

لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کہے تو تم ﴿ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد ﴾ کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

فوائد: واضح رہے کہ امام اور مقتدی دونوں کو رکوع سے سر اٹھا کر ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کہنا چاہیے امام بخاری نے اس پر مستقل ایک عنوان قائم کیا ہے۔

٧٤ - باب

باب ۷۴:

٤٥٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لأُقَرِّبَنَّ صَلاَةَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ. فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِي ٱلرَّكْعَةِ ٱلأُخْرَى مِنْ صَلاَةِ ٱلظُّهْرِ، وَصَلاَةِ ٱلْعِشَاءِ، وَصَلاَةِ ٱلصُّبْحِ، بَعْدَ مَا يَقُولُ: سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ ٱلْكُفَّارَ. [رواه البخاري: ٧٩٧]

۴۵۸۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ بلا شبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھتا ہوں اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور فجر کی آخری رکعت میں ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کے بعد قنوت پڑھا کرتے تھے یعنی مسلمانوں کے لئے دعا کرتے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

٤٥٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلْقُنُوتُ فِي ٱلمَغْرِبِ وَٱلْفَجْرِ. [رواه البخاري: ٧٩٨]

۴۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔

فوائد: ہنگامی حالات میں ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد دعاء قنوت کرنا چاہیے۔

٤٦٠ : عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ٱلزُّرَقِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي يَوْمًا وَرَاءَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلرَّكْعَةِ، قَالَ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). فقَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ ٱلْحَمْدُ، حَمْدًا طَيِّبًا

۴۶۰۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھا کر فرمایا: ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه ﴾ تو ایک شخص نے پیچھے سے کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ﴾ جب آپ

مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، قَالَ: (مَنِ ٱلْمُتَكَلِّمُ). قَالَ: أَنَا، قَالَ: (رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا، أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ). [رواه البخاري: ٧٩٩]

نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ وہ شخص بولا! میں نے ' تب آپ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس پر باہم سبقت کرتے تھے کہ کون اس کو پہلے قلمبند کرے؟

فوائد: معلوم ہوا کہ ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ)) بآواز بلند کہنا جائز ہے ہمارے استاذ محترم شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ اس پر عمل پیرا تھے اور ان کے معتقدین اس سنت آج بھی کار بند ہیں۔

٧٥ - باب: الاطْمِئْنَانِيَّةَ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب ۷۵: رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونا

٤٦١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أنه كَانَ يَنْعَتُ صَلَاةَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يُصَلِّي، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ نَسِيَ. [رواه البخاري: ٨٠٠]

۴۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتا رہے تھے چنانچہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر قیام کرتے کہ ہم کہتے آپ بھول گئے ہیں۔

٧٦ - باب: يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ

باب ۷۶: سجدہ کے لئے اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے

٤٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قال: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُولُ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ ٱلْحَمْدُ). يَدْعُو لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَيَقُولُ: (اللَّهُمَّ أَنْجِ ٱلْوَلِيدَ بْنَ ٱلْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ،

۴۶۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (رکوع سے) سر اٹھاتے تو ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ﴾ کہتے اور بعض لوگوں کے لئے ان کا نام لے کر دعا کرتے ہوئے فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو کفار کے ظلم سے نجات دے اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت کردے اور انہیں قحط سالی میں مبتلا

اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ). وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُونَ لَهُ. [رواه البخاري: ٨٠٤]

کردے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں قحط پڑا تھا اس زمانہ میں اہل مشرق سے قبیلہ مضر کے لوگ آپ کے دشمن تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کا نام لے کر دعا یا بد دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۸۲۹)

٧٧ - باب: فَضْلُ السُّجُودِ

باب ۷۷: سجدے کی فضیلت

٤٦٣ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: (هَلْ تُمَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَيْسَ دُونَهُ حِجَابٌ؟). قَالُوا: لاَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَهَلْ تُمَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ؟). قَالُوا: لاَ، قَالَ: (فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ، يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيتَ، وَتَبْقَى هٰذِهِ الأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا، فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: هٰذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ، فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا، فَيَدْعُوهُمْ فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ

۴۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم روز قیامت اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ شب بدر کے چاند میں جس پر کوئی ابر نہ ہو (اسے دیکھنے میں) تمہیں کوئی شک ہوتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! نہیں' آپ نے فرمایا تو کیا تم آفتاب (کے دیکھنے) میں شک کرتے ہو جبکہ اس پر ابر نہ ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! ہرگز نہیں' آپ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے قیامت کے دن جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو (دنیا میں) جس کی پوجا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے جائے چنانچہ کوئی تو سورج کے ساتھ ہو جائے گا اور کوئی چاند کے پیچھے ہو لے گا اور کوئی بتوں اور شیاطین کے پیچھے چلے گا باقی اس امت کے (مسلمان) لوگ رہ جائیں گے جن میں منافق بھی ہوں گے ان کے پاس اللہ تعالیٰ (ایک نئی صورت میں) تشریف لائے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب

جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ ٱلرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ، وَلاَ يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلاَّ ٱلرُّسُلُ، وَكَلاَمُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اَللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَفِي جَهَنَّمَ كَلاَلِيبُ، مِثْلُ شَوْكِ ٱلسَّعْدَانِ، هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ ٱلسَّعْدَانِ؟). قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: (فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ ٱلسَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهُ لاَ يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلاَّ ٱللهُ، تَخْطَفُ ٱلنَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو، حَتَّى إِذَا أَرَادَ ٱللهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ ٱلنَّارِ، أَمَرَ ٱلمَلاَئِكَةَ: أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ ٱللهَ، فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ ٱلسُّجُودِ، وَحَرَّمَ ٱللهُ عَلَى ٱلنَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ ٱلسُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ مِنَ ٱلنَّارِ، فَكُلُّ ٱبْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ ٱلنَّارُ إِلَّا أَثَرَ ٱلسُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ مِنَ ٱلنَّارِ وَقَدِ ٱمْتُحِشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ ٱلْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ ٱلْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ ٱلسَّيْلِ، ثُمَّ يَفْرُغُ ٱللهُ مِنَ ٱلْقَضَاءِ بَيْنَ ٱلْعِبَادِ، وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ ٱلْجَنَّةِ وَٱلنَّارِ، وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ ٱلنَّارِ دُخُولاً ٱلْجَنَّةَ، مُقْبِلاً بِوَجْهِهِ قِبَلَ ٱلنَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ٱصْرِفْ وَجْهِي عَنِ ٱلنَّارِ، قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا، وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا، فَيَقُولُ:

ہوں وہ عرض کریں گے ہم (تجھے نہیں پہچانتے ہم) اسی جگہ کھڑے رہیں گے جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس اپنی (اصلی) شکل وصورت میں جلوہ گر ہوگا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے پھر اللہ تعالی انہیں بلائے گا اس وقت جہنم کی پشت پر پل رکھ دیا جائے گا سب سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ اس پل سے گزروں گا اس روز رسولوں کے علاوہ کسی کو یارہ کلام نہ ہوگا رسول کہیں گے الہٰی! سلامتی دے الہٰی سلامتی دے' جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں' آپ نے فرمایا بس وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے مگر ان کی لمبائی اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے (برے) اعمال کے مطابق گھسیٹیں گے بعض شخص تو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور کچھ زخموں سے چور ہو کر بچ جائیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اہل جہنم میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ نکال لئے جائیں چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان کر نکال لیں گے کیونکہ اللہ تعالی نے آگ پر سجدوں کے نشانات کو کھانا حرام کردیا ہے ان لوگوں کو جہنم میں اس حالت میں نکالا جائے گا کہ نشانات سجود کے علاوہ ان کی ہر چیز کو آگ کھا چکی ہوگی یہ لوگ کوئلہ

هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ، فَيُعْطِي اللّٰهَ مَا يَشَاءُ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ، فَإِذَا أَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ، رَأَى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ: أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُودَ وَالْمِيثَاقَ، أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنْتَ سَأَلْتَ؟ فَيَقُولُ. يَا رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذٰلِكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَهُ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ، لَا أَسْأَلُ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا، فَرَأَى زَهْرَتَهَا، وَمَا فِيهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُورِ، فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ: وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، مَا أَغْدَرَكَ، أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ، ثُمَّ يَأْذَنُ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا

کی طرح سوختہ حالت میں جہنم سے نکلیں گے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو وہ ایسے نمو پائیں گے جس طرح قدرتی بیج پانی کے بہاؤ میں اگتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا لیکن ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان رہ جائے گا وہ جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے آخری ہو گا اس کا منہ دوزخ کی جانب ہو گا اور وہ عرض کرے گا اے اللہ! میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو نے مجھے جھلس دیا ہے اور اس کے شعلہ نے مجھے جلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو آئندہ ایسا تو نہیں کرے گا کہ اگر تیرے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے تو پھر اس کے علاوہ کچھ اور مانگے؟ وہ عرض کرے گا ہرگز نہیں' تیری بزرگی کی قسم! پھر وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی مشیئت کے مطابق عہد و پیان دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی جانب سے پھیر دے گا جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا تو اس کی ترو تازگی اور بہار دیکھ کر جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا خاموش رہے گا۔ اس کے بعد کہے گا اللہ میرے پروردگار مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے اس پر قول و قرار نہ کیا تھا کہ جو کچھ تو مانگ چکا ہے اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا اس پر وہ عرض کرے گا اے پروردگار! بے شک لیکن تیری مخلوق میں سے صرف میں ہی بدنصیب نہ رہوں' ارشاد ہو گا اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو

ٱنْقَطَعَتْ أُمْنِيَّتُهُ، قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا، أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ، حَتَّى إِذَا ٱنْتَهَتْ بِهِ ٱلْأَمَانِيُّ، قَالَ ٱللهُ تَعَالَى: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ).

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (قَالَ ٱللهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَمْ أَحْفَظْ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَّا قَوْلَهُ: (لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ). [رواه البخاري: ٨٠٦]

اس کے علاوہ کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ عرض پرداز ہو گا تیری بزرگی کی قسم! میں اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی مشیئت کے مطابق قول وقرار دے گا آخر اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے پر پہنچا دے گا اور جب وہ جنت کے دروازے کے پاس پہنچ جائے گا وہاں کی شادابی تازگی اور فرحت دیکھ کر جتنی دیر اللہ کو منظور ہو گا خاموش رہے گا پھر یوں گویا ہو گا اے پروردگار! مجھ کو جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس تو کتنا عہد شکن اور دغا باز ہے کیا تو نے اس بات کا عہد نہ کیا تھا کہ اب میں کوئی درخواست نہیں کروں گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار' مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر تب اس کی باتوں پر اللہ تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی اور اسے جنت میں جانے کی اجازت دے کر فرمائے گا کہ خواہش کر چنانچہ وہ خواہش کرنے لگا یہاں تک کہ اس کی تمام خواہشات ختم ہو جائیں گی تو اللہ فرمائے گا یہ چیزیں اور مانگ اس کا پروردگار اسے خود یاد دلائے گا یہاں تک کہ جب اس کی جملہ خواہشات تمام ہو جائیں گی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یہ بھی بلکہ اس کی مثل اور بھی دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ بھی اور اس کے ساتھ دس گنا مزید تیرے لئے ہے

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی یاد ہے کہ اللہ تعالی فرمائے گا تیرے لئے یہ اور اتنا اور ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا یہ سب کچھ تجھے دیا اور دس گنا مزید بھی دیا جاتا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے سجدہ کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیشانی کو نہیں جلائے گا جس پر سجدے کے نشانات ہوں گے اور انہی نشانات کی وجہ سے بے شمار گنہگاروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جہنم سے نکالا جائے گا اور اس میں بے شمار اللہ کی صفات کا اثبات ہے جن پر کتاب التوحید میں گفتگو ہو گی۔ (ان شاء اللہ)

٧٨ - باب: السُّجُودُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ

باب ٧٨: سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا

٤٦٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهما في رِوايَةٍ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى ٱلْجَبْهَةِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ - وَٱلْيَدَيْنِ، وَٱلرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ ٱلْقَدَمَيْنِ، وَلاَ نَكْفِتَ ٱلثِّيَابَ وَٱلشَّعَرَ). [رواه البخاري: ٨١٢]

۴۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے پیشانی پر اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک، دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

فوائد : دراصل پیشانی کا زمین پر رکھنا ہی سجدہ ہے اور ناک بھی پیشانی میں داخل ہے لہذا ناک اور پیشانی دونوں کا زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ نیز دوران سجدہ اپنے پاؤں ایڑیوں سمیت ملا کر رکھے اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

٧٩ - باب: المُكْثُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب ٧٩: دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنا

٤٦٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لاَ آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ. وباقي الحديث تقدَّم. [رواه البخاري: ٨٢١]

۴۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کوتاہی نہیں کروں گا کہ تمیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھا ہے باقی حدیث ۴۶۱ پہلے گزر چکی

ہے۔

فوائد: اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھتے کہ دیکھنے والا خیال کرتا کہ شاید آپ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے ہیں دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ))' ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) بار بار پڑھتے تھے۔

٨٠ - باب: لا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ

باب ۸۰: دوران سجدہ اپنے بازو زمین پر نہ بچھائے

٤٦٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلاَ يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ). [رواه البخاري: ٨٢٢]

۴۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ ٹھیک طور پر ادا کرو اور تم میں سے کوئی اپنے دونوں بازو زمین پر کتے کی طرح نہ بچھائے۔

٨١ - باب: مَنِ اسْتَوَى قَاعِداً فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ ثُمَّ نَهَضَ

باب ۸۱: طاق رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر کھڑا ہونا

٤٦٧ : عَنْ مالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ، لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. [رواه البخاري: ٨٢٣]

۴۶۷۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ جب نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔

فوائد: پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر تھوڑی بیٹھ کر پھر اٹھنا اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں جو سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔

٨٢ - باب: يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب ۸۲: دو رکعتوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا

٤٦٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى، فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ،

۴۶۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز پڑھائی تو جس وقت انہوں نے اپنا سر (پہلے) سجدے سے اٹھایا پھر جب سجدہ کیا اور جب انہوں نے (دوسرے سجدے سے) سر اٹھایا

وَحِينَ قَامَ مِنَ ٱلرَّكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ٨٢٥]

اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

٨٣ - باب: سُنَّةُ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ

باب ۸۳: تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

٤٦٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّهُ كَانَ يَتَرَبَّعُ فِي ٱلصَّلاَةِ إِذَا جَلَسَ، وأَنَّه رأَى وَلَدَهُ فعلَ ذلكَ فنهاهُ، وقَالَ: إِنَّمَا سُنَّةُ ٱلصَّلاَةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ ٱلْيُمْنَى، وَتَثْنِيَ ٱلْيُسْرَى، فقال لهُ: إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لاَ تَحْمِلاَنِي. [رواه البخاري: ٨٢٧]

۴۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز میں چار زانوں بیٹھے تھے لیکن انہوں نے جب اپنے بچے کو ایسا کرتے دیکھا تو اسے منع کر دیا اور فرمایا کہ نماز میں (بیٹھنے کا) سنت طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پاؤں پھیلا دو آپ کے بیٹے نے کہا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔

٤٧٠ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ ٱلسَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلاَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ ٱسْتَوَى، حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلاَ قَابِضِهِمَا، وَٱسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ ٱلْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي ٱلرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ ٱلْيُسْرَى، وَنَصَبَ ٱلْيُمْنَى، وَإِذَا جَلَسَ فِي ٱلرَّكْعَةِ ٱلأَخِيرَةِ، قَدَّمَ رِجْلَهُ ٱلْيُسْرَى، وَنَصَبَ ٱلأُخْرَى،

۴۷۰۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے دیکھا کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر لے گئے اور جب آپ نے رکوع کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جما لئے پھر اپنی کمر کو خمیدہ کیا اور جب آپ نے سر اٹھایا تو ایسے سیدھے ہوئے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آگئی اور جب آپ نے سجدہ کیا تو نہ آپ دونوں ہاتھوں کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ ہی سمیٹے ہوئے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ تھیں اور دو رکعتوں میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے کرتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے پھر اپنی نشست گاہ کے بل بیٹھ جاتے۔

وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. [رواه البخاري: ۸۲۸]

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آخری رکعت میں تورک کرنا چاہیے۔ (عون الباری: ۱/۸۴۵)

۸۴ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الأَوَّلَ وَاجِباً

باب ۸۴: جو پہلے تشہد کو واجب نہیں کہتا

۴۷۱ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَهُوَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ ٱلظُّهْرَ، فَقَامَ فِي ٱلرَّكْعَتَيْنِ ٱلأُولَيَيْنِ، لَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ ٱلنَّاسُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا قَضَى ٱلصَّلاَةَ، وَٱنْتَظَرَ ٱلنَّاسُ تَسْلِيمَهُ، كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ سَلَّمَ. [رواه البخاري: ۸۲۹]

۴۷۱۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ (جو قبیلہ ازدشنوءہ سے ہیں اور بنی عبد مناف کے حلیف اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے تھے) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک دن نماز ظہر پڑھائی اور پہلی دو رکعات کے بعد بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہوگئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے جب آپ اپنی نماز پوری کر چکے تو لوگ انتظار میں تھے کہ اب سلام پھریں گے تو آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے اللہ اکبر کہا سلام سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

فوائد: حدیث مذکور سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ تشہد اول فرض نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ اس کا اعادہ کرتے لیکن دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ضروری ہے لیکن اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے امام شوکانی رحمہ اللہ کا بھی یہی رجحان ہے۔ (عون الباری: ۱/۸۴۶)

۸۵ - باب: التَّشَهُّدِ فِي الآخِرَةِ

باب ۸۵: دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھنے کا بیان

۴۷۲ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: ٱلسَّلاَمُ عَلَى ٱللهِ، ٱلسَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، ٱلسَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَٱلْتَفَتَ

۴۷۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو قعدہ میں کہا کرتے تھے جبرئیل پر سلام، میکائیل پر سلام، فلاں پر اور فلاں پر سلام پھر رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ

إِلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (إِنَّ ٱللهَ هُوَ ٱلسَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: ٱلتَّحِيَّاتُ للهِ، وَٱلصَّلَوَاتُ وَٱلطَّيِّبَاتُ، ٱلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ ٱللهِ وَبَرَكَاتُهُ، ٱلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ ٱللهِ ٱلصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا، أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ للهِ صَالِحٍ فِي ٱلسَّمَاءِ وَٱلأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ). [رواه البخاري: ٨٣١]

ہو کر فرمایا اللہ تو خود ہی سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (قعدہ میں) یوں کہے "سب تعظیمیں' عبادتیں اور عمدہ باتیں اللہ کے لئے ہیں اے نبی تم پر سلام' اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو............... کیونکہ جب تم یہ کہو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں .... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد متعدد صحابہ کرام نے تشہد میں صیغہ خطاب چھوڑ کر صیغہ غائب استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ (عون الباری:۸۵۰/۱)

٨٦ - باب: ٱلدُّعَاءُ قَبْلَ ٱلسَّلَامِ

باب ۸۶: سلام سے پہلے دعا کا بیان

٤٧٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي ٱلصَّلَاةِ: (ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ ٱلْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ ٱلْمَسِيحِ ٱلدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ ٱلْمَحْيَا وَفِتْنَةِ ٱلْمَمَاتِ، ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ ٱلْمَأْثَمِ وَٱلْمَغْرَمِ). فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ ٱلْمَغْرَمِ؟ فَقَالَ: (إِنَّ ٱلرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ، حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ). [رواه البخاري: ٨٣٢]

۴۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور فتنہ دجال سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں' زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اے اللہ میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ آپ سے ایک شخص نے کہا آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا انسان جب قرض دار ہوتا ہے تو بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

٤٧٤ : عَنْ أَبِي بَكْرٍ ٱلصِّدِّيقِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلاَتِي. قَالَ: (قُلِ: ٱللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَٱرْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ). [رواه البخاري: ٨٣٤]

۴۷۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیں جسے میں نماز میں پڑھا کرو آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں پس تو مجھے اپنی طرف سے معاف کردے اور مجھ پر مہربانی فرما یقیناً تو بخشنے والا مہربان ہے۔

٨٧ - باب: مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب ۸۷: تشہد کے بعد پسندیدہ دعا کرنا

٤٧٥ : حديث ابن مَسْعودٍ رضي الله عنه في التَّشَهُّد تقدم قريبًا، وقال في هذه الرواية بعد قوله: (وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ): (ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ ٱلدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو). [رواه البخاري: ٨٣٥]

۴۷۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ۴۷۲ جو پہلے گزر چکی ہے اس طریق سے میں ﴿ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ کے بعد مزید فرمایا پھر جو دعا اس کو پسند آئے پڑھے۔

فوائد: بہتر ہے کہ پسندیدہ دعا کا انتخاب ادعیہ ماثورہ میں سے کرے کیونکہ بے شمار مسنون دعائیں ایسی موجود ہیں جو ہمارے مطالب ومقاصد پر مشتمل ہیں ان کا پڑھنا باعث صد خیر وبرکت ہوگا جملہ مقاصد پر مشتمل یہ دعا ہی کافی ہے۔ ((رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

٨٨ - باب: التَّسْلِيمِ

باب ۸۸: سلام پھیرنا

٤٧٦ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ، قَامَ ٱلنِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَمَكَثَ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ. [رواه البخاري: ٨٣٧]

۴۷۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو عورتیں آپ کے سلام پھیرتے ہی کھڑی ہوکر چل دیتی تھیں اور آپ کھڑے ہونے سے پہلے کچھ دیر ٹھہر جاتے۔

فوائد: آخر میں سلام پھیرنا نماز کا ایک رکن ہے لیکن بعض حضرات اس سے اتفاق نہیں کرتے ان کا موقف ہے کہ نمازی اپنے کسی بھی فعل کے ذریعہ نماز سے نکل سکتا ہے یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ تکبیر تحریمہ نماز میں داخل ہونے اور سلام پھیرنا اس سے خارج ہونے کا ذریعہ ہے۔ (عون الباری: ۱/۸۶۱)

٨٩ - باب: يُسَلِّمُ حِينَ يُسَلِّمُ الإِمَامُ

باب ۸۹: امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی بھی سلام پھیر دے

٤٧٧ : عَنْ عِتْبَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ. [رواه البخاري: ٨٣٨]

۴۷۷۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ مقتدیوں کو سلام پھیرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے بلکہ امام کی متابعت کرتے ہوئے ساتھ ہی سلام پھیر دیں۔

٩٠ - باب: الذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلاَةِ

باب ۹۰: نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا

٤٧٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَفْعَ ٱلصَّوْتِ بِالذِّكْرِ، حِينَ يَنْصَرِفُ ٱلنَّاسُ مِنَ ٱلْمَكْتُوبَةِ، كَانَ عَلَى عَهْدِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا ٱنْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ. [رواه البخاري: ٨٤١]

۴۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض نماز سے فراغت کے بعد بآواز بلند ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جاری تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے تو لوگوں کا نماز سے فراغت کا پتہ اس ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا تھا۔

٤٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ٱلْفُقَرَاءُ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ ٱلدُّثُورِ مِنَ ٱلأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ ٱلْعُلاَ وَٱلنَّعِيمِ ٱلْمُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلُ أَمْوَالٍ، يَحُجُّونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ،

۴۷۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کچھ نادار لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ زیادہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش لے گئے کیونکہ ہماری طرح وہ نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح وہ روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال کی بہتات ہے جس سے وہ حج وعمرہ اور جہاد کرتے ہیں اور

وَيُجَاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ. قَالَ: (أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ بِأَمْرٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ، أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ، وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِم، إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ؟ تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ، خَلْفَ كُلِّ صَلاَةٍ، ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ).

قَالَ الراوي: فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا: نُسَبِّحُ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَنَحْمَدُ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: (تَقُولُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ). [رواه البخاري: ٨٤٣]

صدقہ بھی دیتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ اس پر عمل کرکے تم ان لوگوں کو پالو گے جو تم سے سبقت لے گئے ہیں اور تمہارے بعد تمہیں کوئی نہ پا سکے اور تم جن لوگوں میں ہو ان سے بہتر ہوجاؤ گے سوائے اس شخص کے پاس جو اس کے مثل عمل کرے (وہ تمہارے برابر رہے گا) تم ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللهِ ' ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ' ۳۳ بار اللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو۔

راوی کہتا ہے کہ پھر ہمارا باہمی اختلاف ہوگیا ہم میں سے بعض نے کہا کہ ہم ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ' ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں گے تو میں نے پھر اپنے استاد سے پوچھا تو اس نے کہا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو حتی کہ ان میں سے ہر ایک ۳۳ مرتبہ ہوجائے۔

٤٨٠ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوبَةٍ: (لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ). [رواه البخاري: ٨٤٤]

۴۸۰۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہربات پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں کسی بزرگ کی کوئی بزرگی تیرے حضور کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

٩١ - باب: يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ

باب ۹۱: امام کو چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے

٤٨١ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلاَةً، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. [رواه البخاري: ٨٤٥]

۴۸۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ لیتے تو اپنا روئے مبارک ہمارے طرف کر لیتے تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بآواز بلند امام کا دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول نہ تھا بلکہ اسے بہت عرصہ بعد ایجاد کیا گیا۔

٤٨٢ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَلاَةَ ٱلصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ، عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ ٱللَّيْلِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، أَقْبَلَ عَلَى ٱلنَّاسِ فَقَالَ: (هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ عزَّ وجلَّ؟): قَالُوا: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: (أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ ٱللهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ). [رواه البخاري: ٨٤٦]

۴۸۲۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں بارش کے بعد جو رات کو ہوئی تھی نماز فجر پڑھائی فراغت کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے آپ نے کہا اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے بندوں میں سے کچھ لوگ مومن ہوئے اور کچھ کافر' جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی وہ تو میرا مومن بندہ ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔

٩٢ - باب: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ

باب ۹۲: جو شخص نماز پڑھا کر اپنی کوئی ضرورت یاد کرے اور لوگوں کو پھلانگتا ہوا نکل جائے

٤٨٣ : عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۴۸۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ٱلْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا، يَتَخَطَّى رِقَابَ ٱلنَّاسِ، إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ ٱلنَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ، فَقَالَ: (ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي، فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ). [رواه البخاري: ٨٥١]

انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی آپ نے سلام پھیرا اور جلدی سے کھڑے ہوگئے پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی ایک اہلیہ کے حجرے میں تشریف لے گئے لوگ آپ کی اس عجلت سے گھبرا گئے پھر جب آپ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ آپ کے جلدی جانے کی وجہ سے حیران ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ سونا یاد آگیا تھا جو میرے گھر میں رکھا ہوا تھا مجھے ناگوار گزرا کہ وہ میرے لئے اللہ کی یاد میں حائل ہو اس لئے میں نے اسے بانٹ دینے کا حکم دے دیا۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فرض کی ادائیگی کے بعد امام کو وہاں بیٹھے رہنے کی پابندی نہیں۔ ضرورت کی صورت میں وہ فوراً بھی اٹھ سکتا ہے۔ (عون الباری:۱/۸۷۵)

٩٣ - باب: الانصِرَاف عَنِ اليَمِينِ والشِّمَالِ

باب ۹۳: نماز پڑھ کر دائیں اور بائیں طرف سے پھرنا

٤٨٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لاَ يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلاَتِهِ، يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لاَ يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ. [رواه البخاري: ٨٥٢]

۴۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنائے کہ نماز کے بعد دائیں جانب سے پھرنے کو ضروری خیال کرے یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر اپنی بائیں جانب سے پھرتے دیکھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی مباح کام کو لازم یا واجب قرار دے لینا شیطان کا اغواء ہے۔ (عون الباری:۱/۸۷۷)

٩٤ - باب: مَا جَاءَ فِي الثُّومِ النِّيءِ وَالبَصَلِ وَالكُرَّاثِ

باب ۹۴: کچے لہسن، پیاز اور گندنے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٤٨٥ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ - يُرِيدُ ٱلثُّومَ - فَلاَ يَغْشَانَا فِي مَسَاجِدِنَا). قَالَ الراوي: قُلْتُ لجَابِرٍ: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ يَعْنِي إِلَّا نِيئَهُ. وقيل: إِلَّا نَتْنَهُ. [رواه البخاري: ٨٥٤]

۴۸۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس پودے یعنی لہسن میں سے کچھ کھائے وہ ہمارے پاس ہماری مسجدوں میں نہ آئے راوی کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے خیال کے مطابق کچا لہسن مراد ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اس کی بدبو ہے۔

فوائد: مولی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے اگر پکا کر اس کی بو کو ختم کر دیا جائے تو استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (عون الباری:۱/۸۷۹) علماء نے تمباکو نوشی اور تمباکو خوری کی حرمت کے لئے اس حدیث کو بنیاد قرار دیا ہے دیار عرب کے فقہاء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔

٤٨٦ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا). أَوْ قَالَ: (فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ). وَأَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِن بُقُولٍ، فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا، فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ ٱلْبُقُولِ، فَقَالَ: (قَرِّبُوهَا). إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا، قَالَ: (كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لاَ تُنَاجِي). [رواه البخاري: ٨٥٥]

۴۸۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اپنے گھر بیٹھا رہے اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں سبز ترکاریاں پکی ہوئی تھیں آپ نے اس میں کچھ بو پائی تو ان کے متعلق دریافت کیا چنانچہ جو ترکاریاں اس میں تھیں آپ کو بتادی گئیں آپ نے فرمایا اسے میرے کچھ اصحاب کے قریب کرو پھر جب انہوں نے دیکھا تو اس کے تناول کو ناپسند کیا اس پر آپ نے فرمایا تم کھاؤ کیونکہ میں تو اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے۔

٤٨٧ : وفي رواية: أُتِيَ بِبَدْرٍ،

۴۸۷۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس سبز

يَعْنِي طَبَقًا، فِيهِ خَضِرَاتٌ. [رواه البخاري: ٧٣٥٩]

ترکاریوں کا تھال لایا گیا تھا۔

٩٥ - باب: وُضُوءُ الصِّبيَانِ

باب ٩٥: کم سن بچوں کا وضوء

٤٨٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوا عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٨٥٧]

۴۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک (لاوارث بچے کی) قبر پر سے گزرے جو سب سے علیحدہ تھی تو وہاں آپ نے امامت فرمائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کی۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نماز جنازہ پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ بچے جب سن شعور کو پہنچ جائیں تو وہ عیدین وجنائز میں شرکت کرسکتے ہیں اور انہیں وضوء بھی کرنا ہوگا اگرچہ ان احکام کے مکلف نہیں ہیں تاہم عادت ڈالنے کے لئے ان باتوں پر نابالغی میں ہی عمل کرانا چاہیے۔ (عون الباری:۱/۸۸۳)

٤٨٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ٱلْغُسْلُ يَوْمَ ٱلْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ). [رواه البخاري: ٨٥٨]

۴۸۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر نوجوان پر غسل واجب ہے۔

فوائد: امام بخاری اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کی پابندی بعد از بلوغ ہے۔ (عون الباری:۱/۸۸۳)

٤٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما وَقَدْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ ٱلْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلاَ مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ، يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ، أَتَى ٱلْعَلَمَ ٱلَّذِي عِنْدَ دَارِ ٱبْنِ ٱلصَّلْتِ، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى ٱلنِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ، وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ ٱلْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلَى حَلْقِهَا،

۴۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ آیا تم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عید گاہ گئے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اگر میری قرابت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو کم سنی کے باعث شاید نہ جا سکتا آپ پہلے اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان سے قریب ہے وہاں آپ نے خطبہ سنایا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے ان کو وعظ ونصیحت کی' انہیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا اس پر ایک عورت تو اپنی

تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ، ثُمَّ أَتَى هُوَ وَبِلَالٌ ٱلْبَيْتَ. [رواه البخاري: ٨٦٣]

انگوٹھی کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈالنے لگی پھر آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سمیت گھر لوٹ آئے۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کمسن ہونے کے باوجود عید میں شریک ہوئے نیز اس سے عورتوں کا عید گاہ جانا بھی ثابت ہوا۔ (عون الباری:۱/۸۸۴)

٩٦ - باب: خُرُوجُ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ

باب ۹۶: رات اور اندھیرے میں مستورات کا مسجد کی طرف جانا

٤٩١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا ٱسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ). [رواه البخاري: ٨٦٥]

۴۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر رات کے وقت تمہاری عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو عورتیں رات کے وقت بھی مسجد میں آسکتی ہیں بشرطیکہ اس کا خاوند اجازت دے دے۔ (عون الباری:۱/۸۸۷)

كتاب الجمعة

جمعہ کے بیان میں

١ - باب: فَرْضُ الْجُمُعَةِ

٤٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فَرَضَ ٱللهُ عَلَيْهِمْ، فَٱخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا ٱللهُ له فالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ: الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ). [رواه البخاري: ٨٧٦]

باب ۱: فرضیت جمعہ کا بیان

۴۹۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہم بعد میں آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے صرف اتنی بات ہے کہ اگلوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لئے بھی مقرر ہوا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کر دی اس بناء پر سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے یہود کل (شنبہ) کے دن اور نصاریٰ پرسوں (اتوار کے دن) عبادت کریں گے۔

فوائد: فرضیت جمعہ کی تاکید مسلم کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں "ہم پر جمعہ فرض قرار دیا گیا" (عون الباری:۲/۶)

٢ - باب: الطِّيبُ لِلْجُمُعَةِ

٤٩٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ على كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ

باب ۲: جمعہ کے دن خوشبو لگانا

۴۹۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر گواہ ہوں کہ جمعہ کے دن ہر بالغ آدمی پر غسل کرنا فرض ہے اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اسے بھی استعمال کرے۔

وَجَدَ). [رواه البخاري: ٨٨٠]

فوائد: جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری ہے اگرچہ امام بخاری کا رجحان اس کے سنت ہونے کی طرف ہے۔ (واللہ اعلم)

٣ - باب: فَضْلُ الجُمُعَةِ

باب ۳: جمعہ کی فضیلت کا بیان

٤٩٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمامُ حَضَرَتِ المَلاَئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ ٱلذِّكْرَ). [رواه البخاري: ٨٨١]

۴۹۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح اہتمام سے غسل کرکے پھر نماز کے لئے جائے تو ایسا ہے جیسا کہ ایک اونٹ صدقہ کیا جو دوسری گھڑی میں جائے تو اس نے گویا گائے کی قربانی دی جو تیسری گھڑی میں جائے تو گویا اس نے سینگ دار مینڈھا صدقہ کیا جو چوتھی گھڑی میں چلے تو اس نے گویا ایک مرغی صدقہ دی اور جو پانچویں گھڑی میں جائے تو اس نے گویا ایک انڈہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ پھر جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے آجاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے مسجد میں حاضر ہوجاتے ہیں۔

فوائد: جمعہ کے دن جلدی آنے کی فضیلت عام لوگوں کے لئے ہے امام کو چاہئے کہ وہ خطبہ کے وقت مسجد میں آئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل تھا۔ (عون الباری:۲/۱۵)

٤ - باب: الدُّهْنُ لِلْجُمُعَةِ

باب ۴: جمعہ کے لئے بالوں کو تیل لگانے کا بیان

٤٩٥ : عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ ما ٱسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ،

۴۹۵۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس قدر ممکن ہو صفائی کرکے تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو لگا کر نماز جمعہ کے لئے نکلے اور ایسے دو آدمیوں کے

ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي ما كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إذَا تَكَلَّمَ الإِمامُ، إلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى). [رواه البخاري: ٨٨٣]

درمیان تفریق نہ کرے (جو مسجد میں بیٹھے ہوں) پھر جتنی نماز اس کی قسمت میں ہو ادا کرے اور جب امام خطبہ دینے لگے تو خاموش رہے تو اس کے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے ہوں سب بخش دیئے جائیں گے۔

٤٩٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما : أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: (ٱغْتَسِلُوا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَٱغْسِلُوا رُؤُوسَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا، وَأَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ). فقالَ: أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ، وَأَمَّا الطِّيبُ فَلاَ أَدْرِي. [رواه البخاري: ٨٨٤]

۴۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ اگرچہ تم جنبی نہ ہو۔ پھر خوشبو استعمال کرو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ غسل میں تو شک نہیں لیکن خوشبو کے متعلق مجھے معلوم نہیں۔

فوائد: تیل اور خوشبو کے متعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث اوپر ذکر ہوئی ہے غالباً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

٥ - باب: يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ

باب ۵: جمعہ کے دن حسب توفیق بہترین لباس پہنے

٤٩٧ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رضي الله عنه أَنَّهُ وَجَدَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ المَسْجِدِ، فَقالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَوِ ٱشْتَرَيْتَ هٰذِهِ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ). ثُمَّ جاءَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ

۴۹۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ اسے خرید لیں تاکہ جمعہ اور قاصدوں کی آمد کے وقت زیب تن فرمالیا کریں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے تو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو بعد میں کہیں سے اس قسم کے ریشمی جوڑے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے جن میں ایک جوڑا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دیا، تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ!

عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ ما قُلْتَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا). فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا. [رواه البخاري: ٨٨٦]

آپ نے مجھے یہ دیا ہے حالانکہ آپ خود ہی حلہ عطارد کے متعلق کچھ فرما چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں یہ اس لئے نہیں دیا کہ اسے خود پہنو' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا۔

فوائد: حدیث کی عنوان سے اس طرح مطابقت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے اس لئے ریشمی جوڑے کو ناپسند کیا کہ اس کا استعمال مردوں کے لئے جائز نہ تھا۔

٦ - باب: السِّوَاكُ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ٦: جمعہ کے دن مسواک کرنا

٤٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، أَوْ عَلَى النَّاسِ، لأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلاَةٍ). [رواه البخاري: ٨٨٧]

۴۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت یا لوگوں پر گراں نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم ضرور دیتا۔

فوائد: جب رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے لئے مسواک کی تاکید فرمائی ہے تو جمعہ کی نماز کے لئے بھی اس کی تاکید ثابت ہوئی۔ وھو المقصود

٤٩٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ). [رواه البخاري: ٨٨٨]

۴۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں مسواک کے متعلق بہت تلقین کر چکا ہوں۔

٧ - باب: ما يَقْرَأُ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۷: جمعہ کے دن صبح کی نماز میں امام کیا پڑھے؟

٥٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الجُمُعَةِ، فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ: ﴿الٓمٓ

۵۰۰۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿ الٓمٓ تَنزِيلُ السَّجْدَة ﴾ اور ﴿ هَلْ أَتَىٰ عَلَى

تَنزِيلُ﴾. السَّجْدَةَ، وَ: ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾. [رواه البخاري: ٨٩١]

تنزیل ﴾ السجدہ اور ﴿ ھل اتی علی الانسان ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٨ - باب: الجُمُعَةُ فِي القُرَى وَالمُدُنِ

باب ٨: دیہاتوں اور شہروں میں جمعہ پڑھنا

٥٠١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ). قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: (وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مالِ أَبِيهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ). [رواه البخاري: ٨٩٣]

٥٠١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تم سب لوگ نگہبان ہو اور تمہیں اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا امام بھی نگہبان ہے اسے اپنی رعیت کی پوچھ ہوگی مرد اپنے گھر کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اسے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا خادم اپنے مخدوم کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق دریافت کیا جائے گا الغرض تم سب نگہبان ہو اور تمہیں اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

فوائد: امام بخاری نے اس باب میں ان لوگوں کی تردید کی ہے جو صحت جمعہ کے لئے شہر اور حاکم وغیرہ کی شرطیں عائد کرتے ہیں اس قسم کی شرائط بلا دلیل ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ عبد القیس نامی قبیلہ کی مسجد میں قائم کیا گیا جو جواثی گاؤں میں تھی اور وہ گاؤں علاقہ بحرین میں واقع تھا۔

٩ - باب: هَلْ يَجِبُ غُسْلُ الجُمُعَةِ عَلَى مَنْ لاَ تَجِبُ عَلَيهِ

باب ٩: جسے جمعہ کے لئے آنا ضروری نہیں کیا اس پر غسل جمعہ واجب ہے؟

٥٠٢ : حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ) تقدم قريبًا، وزاد هنا في آخره. ثُمَّ قَالَ: (حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، أَنْ

٥٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں یہ ذکر تھا کہ ہم باعتبار زمانہ بعد والے ہیں لیکن قیامت کے دن سبقت لے جائیں گے پہلے (٤٩٢) گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ہر مسلمان

يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا، يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ). [رواه البخاري: ٨٩٧]

کے لئے ہفتہ میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے اس روز اسے اپنا بدن اور سر دھونا چاہیے۔

فوائد: اس سے بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۲/۲۹)

١٠ - باب: مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ، وَعَلَى مَنْ تَجِبُ؟

باب ۱۰: کتنی مسافت سے جمعہ کے لئے آنا چاہیے اور کس پر جمعہ واجب ہے؟

٥٠٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي، فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ، فَأَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا). [رواه البخاري: ٩٠٢]

۵۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں اور عوالی (دیہاتوں) سے نماز جمعہ کے لئے باری باری آتے تھے چونکہ وہ گردوغبار میں چل کر آتے اس لئے ان کے بدن سے غبار اور پسینہ کی وجہ سے بدبو آنے لگتی چنانچہ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ اس وقت میرے گھر میں تھے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کاش کہ تم لوگ اس مبارک دن میں نہادھو لیا کرو۔

فوائد: عوالی مدینہ کے بالائی حصے میں تین چار میل پر واقع دیہی آبادی کو کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اتنی مسافت پر رہنے والوں کو شہر کی مساجد میں جمع کے لئے حاضر ہونا ضروری نہیں اگر ضروری ہوتا تو باری باری آنے کے بجائے سب کے سب حاضر ہوتے۔

٥٠٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالت: كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: (لَوِ ٱغْتَسَلْتُمْ). [رواه البخاري: ٩٠٣]

۵۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے‘ انہوں نے فرمایا کہ لوگ خود اپنے خدمتگار تھے اور جب جمعہ کے لئے آتے تو اسی حالت میں چلے آتے تب ان سے کہا گیا‘ کہ کاش تم لوگ غسل کیا کرتے۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری یہ ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ زوال آفتاب کے بعد پڑھنا چاہیے کیونکہ لفظ رواح استعمال ہوا جو زوال کے بعد وقت پر بولا جاتا تھے آئندہ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱)

۵۰۵ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ. [رواه البخاري: ٩٠٤]

۵۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلتے ہی نماز جمعہ ادا کر لیتے تھے۔

١١ - باب: إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۱۱: جب جمعہ کے دن گرمی زیادہ ہو؟

۵۰٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا ٱشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلاَةِ، وَإِذَا ٱشْتَدَّ الحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلاَةِ، يَعْنِي الجُمُعَةَ. [رواه البخاري: ٩٠٦]

۵۰٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب زیادہ سردی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ جلدی پڑھتے اور اگر گرمی زیادہ ہوتی تو نماز جمعہ کچھ ٹھنڈک ہونے پر پڑھتے تھے۔

١٢ - باب: المَشْيُ إِلَى الجُمُعَةِ

باب ۱۲: جمعہ کے لئے روانگی کا بیان

۵۰۷ : عَنْ أَبِي عَبْسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ، وَهُوَ ذَاهِبٌ إِلَى الجُمُعَةِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ٱغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ حَرَّمَهُ ٱللهُ عَلَى النَّارِ). [رواه البخاري: ٩٠٧]

۵۰۷۔ حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نماز جمعہ کو جاتے وقت کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخ کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔

فوائد : صحابی رسول ﷺ نے جمعہ کے لئے نکلنے کو جہاد کی طرح قرار دیا اور جہاد میں آرام اور سکون سے شرکت کی جاتی ہے اس لئے جمعہ کا بھی یہی حکم ہے۔

١٣ - باب: لاَ يُقِيمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَيَقْعُدُ مَكَانَهُ

باب ۱۳: اپنے بھائی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت

۵۰۸ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ أَخَاهُ مِنْ مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ. قِيلَ: الجُمُعَةَ؟ قَالَ: الجُمُعَةَ

۵۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے دریافت کیا گیا آیا یہ حکم جمعہ کے لئے

وَغَيْرَهَا . [رواه البخاري: ٩١١]

خاص ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جمعہ اور غیر جمعہ دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔

فوائد: آداب جمعہ میں سے ایک یہ ادب ہے کہ آدمی نہایت متانت کے ساتھ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے دھکم پیل کرتے ہوئے گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا شرعاً ممنوع اور معیوب ہے۔

١٤ - باب: الأَذَانُ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۱۴: جمعہ کے دن اذان

٥٠٩ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الجُمُعَةِ، أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الإِمَامُ عَلَى المِنْبَرِ، عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما، فَلَمَّا كَانَ عُثْمانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ. [رواه البخاري: ٩١٢]

۵۰۹۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب لوگ زیادہ ہوگئے تو انہوں نے مقام زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرما دیا۔

فوائد: اصل اذان جمعہ تو وہی ہے جو امام کے منبر پر آنے کے وقت دی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ اور شیخین کے عہد مبارک میں صرف ایک اذان تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک خاص ضرورت کے پیش نظر ایک اور اذان کی اہتمام کر دیا حضرت عثمان کی طرح بوقت ضرورت مسجد کے باہر اگر مناسب جگہ پر اس کا اہتمام کیا جائے تو جائز ہے مگر جہاں ضرورت نہ ہو وہاں سنت کے مطابق صرف خطبہ ہی کے وقت باآواز بلند ایک ہی اذان دینا چاہئے۔

١٥ - باب: المُؤَذِّنُ الوَاحِدُ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۱۵: جمعہ کے دن ایک ہی موذن ہو

٥١٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فِي رِوايَةٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُؤَذِّنٌ غَيْرُ وَاحِدٍ، وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الإِمَامُ، يَعْنِي عَلَى المِنْبَرِ. [رواه البخاري: ٩١٣]

۵۱۰۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی موذن تھا اور جمعہ کے دن صرف ایک ہی اذان دی جاتی تھی وہ بھی اس وقت جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔

فوائد: عہد نبوی میں کئی ایک موذن تھے جو اپنی اپنی باری پر اذان دیا کرتے تھے لیکن جمعہ کی اذان ایک خاص موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی دیا کرتے تھے۔

١٦ - باب: يَجِبِ الأَذَانُ عَلَى المِنْبَرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ١٦: جمعہ کے دن (امام بھی) منبر پر بیٹھا اذان کا جواب دے

٥١١ : عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَلَمَّا قَضَى التَّأْذِينَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى هٰذَا الْمَجْلِسِ، حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، يَقُولُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّي مِنْ مَقَالَتِي. [رواه البخاري: ٩١٤]

۵۱۱۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما تھے تو موذن نے اذان کہی جب موذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب موذن نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہ گواہی دیتا ہوں پھر موذن نے اشھد ان محمدا رسول اللہ ﷺ کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں پھر جب اذان ختم ہوگئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی مقام پر سنا کہ جب موذن نے اذان دی تو آپ بھی وہی فرماتے تھے جو تم نے مجھے کہتے ہوئے سنا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو خطیب کے لئے خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھنے کو منع کہتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے گفتگو کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۳۸)

١٧ - باب: الخُطْبَةُ عَلَى المِنْبَرِ

باب ١٧: خطبہ منبر پر دینا

٥١٢ : حديث سهلِ بن سعدٍ في أَمرِ المِنْبَرِ تقدَّم وذِكْرُ صلاتِهِ عليه ورجوعه القَهْقَرى وزاد في هذه الرِّوايةِ: فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: (يا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلاَتِي).

۵۱۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی وہ روایت (۲۴۹) جو منبر سے متعلق تھی پہلے گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا منبر پر نماز پڑھنے پھر الٹے پاؤں نیچے اترنے کا ذکر ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فراغت کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں نے اس لئے ایسا کیا تاکہ تم میری اقتداء

[رواه البخاري: ٩١٧] کرکے میری نماز کا طریقہ سیکھ لو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو نماز کی عملاً تربیت دینا چاہیے نیز اگر کوئی خلاف عادت کام کرے تو اس کی وضاحت کر دینی چاہیے۔ (عون الباری:۲/۳۹) طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس پر لوگوں کو خطبہ دیا پھر وہیں نماز ادا کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلاف عادت کام کرنے کے بعد اس کی حکمت بیان کر دینا چاہیے۔ (فتح الباری:۲/۴۰۰)

٥١٣ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ جِذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ، سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ، حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٩١٨]

۵۱۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک کھجور کا تنا مسجد میں تھا جس پر ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تھے اور جب آپ کے لئے منبر رکھا گیا تو اس تنا سے ہم نے دس ماہ کی حاملہ اونٹنیوں کے رونے جیسی آواز سنی آخر رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور اس تنے پر اپنا دست مبارک رکھا۔

فوائد: نسائی کی روایت میں ہے کہ اس جدائی کی وجہ سے تنے پر لرزہ طاری ہو گیا اور اس طرح رونے لگا جس طرح گم شدہ بچے والی اونٹنی روتی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے احیاء الاموات کے معجزہ سے بڑھ کر ہے۔

١٨ - باب: الخُطْبَةُ قَائِماً
باب ۱۸: کھڑے ہو کر خطبہ دینا

٥١٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُومُ، كما تَفْعَلُونَ الآنَ. [رواه البخاري: ٩٢٠]

۵۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور درمیان میں کچھ دیر بیٹھ جاتے تھے جیسا کہ تم اب کرتے ہو۔

فوائد: اگر بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینا جائز ہوتا تو دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے؟ نیز ﴿ وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ کے مفہوم کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے۔ (عون الباری:۲/۴۱)

١٩ - باب: مَنْ قَالَ فِي الخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ: أَمَّا بَعْدُ
باب ۱۹: خطبہ میں ثنا کے بعد "اما بعد" کہنا

٥١٥ : عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ

۵۱۵۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أُتِيَ بِمَالٍ، أَوْ بِسَبْيٍ، فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى رِجالاً وَتَرَكَ رِجالاً، فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ ٱللهَ ثُمَّ أَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ، فَوَٱللهِ إِنِّي لأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، وَلٰكِنْ أُعْطِي أَقْواماً لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْواماً إِلَى ما جَعَلَ ٱللهُ فِي قُلوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ). فَوَٱللهِ ما أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ. [رواه البخاري: ٩٢٣]

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا غلام لائے گئے جن کو آپ نے تقسیم فرما دیا لیکن کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا پھر آپ کو اطلاع ملی کہ جن کو آپ نے نہیں دیا ناخوش ہیں آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اما بعد اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا لیکن جس کو چھوڑ دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جس کو دیتا ہوں نیز کچھ لوگوں کو اس کے لئے دیتا ہوں کہ ان میں بے صبری اور بوکھلاہٹ دیکھتا ہوں اور کچھ کو ان کی سیر چشمی اور بھلائی کے سبب چھوڑ دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہے انہیں لوگوں میں سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! یہ میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس کلمہ کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملیں۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خطبہ میں اما بعد کہنا سنت ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق قرآن میں ہے کہ انہیں فصل خطاب سے نوازا گیا تھا اس کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کو اپنے اصل خطاب سے اما بعد کے ذریعے الگ کیا جائے نیز اس حدیث سے آپ کے خلق عظیم کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی کی ناراضگی گوارا تھی اور نہ ہی آپ کسی کی دل شکنی کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ سے دلی محبت اور قلبی تعلق تھا۔

٥١٦ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَحَمِدَ الله تعالى وَأَثْنَىٰ عَلَى ٱللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ). [رواه البخاري: ٩٢٥]

۵۱۶۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز کے بعد کھڑے ہوگئے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا بیان کی جو اس کے لائق ہے اور پھر فرمایا ''اما بعد''

فوائد: یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام بخاری نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ ہوا یوں

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو وصولی زکوۃ کے لئے بھیجا جب وہ واپس آیا تو چند ایک چیزوں کے متعلق کہنے لگا کہ یہ مجھے بطور تحفہ ملی ہیں تو اس وقت آپ نے عشاء کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ سرکاری سفر میں تمہیں ذاتی تحائف لینے کا کوئی حق نہیں جو بھی وصول ہو سب بیت المال کا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۴۳)

٥١٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِنْبَرَ، وَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ، مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلَى مَنْكِبَيْهِ، قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ، فَحَمِدَ ٱللّٰهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ). فَثَابُوا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الأَنْصَارِ، يَقِلُّونَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ، فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَٱسْتَطَاعَ أَنْ يَضُرَّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَ فِيهِ أَحَدًا، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ).

[رواه البخاري: ٩٢٧]

۵۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور وہ آخری نشست تھی جس میں آپ شریک ہوئے آپ اپنے شانوں پر بڑی چادر ڈالے ہوئے سر پر چکنی پٹی باندھے ہوئے تھے آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا لوگو! میرے قریب آجاؤ چنانچہ لوگ آپ کے قریب جمع ہو گئے تو فرمایا "اما بعد" سنو دیگر لوگ تو بڑھتے جائیں گے مگر قبیلہ انصار کم ہوتا جائے گا لہٰذا امت محمد ﷺ میں سے جو شخص کسی بھی شکل میں حکومت کرے جس کی وجہ سے دوسروں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ انصار کے خوب کاروں کی نیکی قبول کرے اور خطا کاروں کی لغزشوں سے درگزر کرے۔

فوائد : اس میں کوئی شک نہیں کہ انصار مدینہ نے تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب رقم کیا ہے وہ امت مسلمہ کے بڑے محسن ہیں اس لئے ان کی عزت واحترام ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

٢٠ - باب: إِذَا رَأَى الإِمَامُ رَجُلاً جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ، أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

باب ۲۰: جب امام دوران خطبہ کسی کو آتا دیکھے تو دو رکعت پڑھنے کا حکم دے

٥١٨ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: (أَصَلَّيْتَ يَا فُلاَنُ).

۵۱۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک شخص اس وقت آیا جب آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے پوچھا' اے شخص کیا تو نے نماز پڑھ لی؟ اس نے

قَالَ: لاَ، قَالَ: (قُمْ فَارْكَعْ). [رواه البخاري: ٩٣٠]

عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا تو پھر کھڑا ہو اور نماز ادا کر۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس شخص کو ہلکی پھلکی دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ دوران خطبہ بھی تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے چاہئیں نیز کسی ضرورت کے پیش نظر امام دوران خطبہ گفتگو کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۷۴/۲)

٢١ - باب: الاسْتِسْقَاءُ فِي الخُطْبَةِ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۲۱: خطبہ جمعہ کے دوران بارش کیلئے دعا کرنا

٥١٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هَلَكَ المَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَٱدْعُ ٱللهَ لَنَا. فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا وَضَعَهُمَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ ٱلْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ المَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ ﷺ، فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ، وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ، وَالَّذِي يَلِيهِ، حَتَّى الْجُمُعَةِ الأُخْرَى. وَقَامَ ذٰلِكَ الأَعْرَابِيُّ، أَوْ قَالَ غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ المَالُ، فَٱدْعُ ٱللهَ لَنَا. فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: (اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا). فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا ٱنْفَرَجَتْ، وَصَارَتِ

۵۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہوکر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال تلف ہوگیا اور بچے بھوکوں مرنے لگے آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا مگر اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اپنے ہاتھوں کو نیچے بھی نہ کر پائے تھے کہ پہاڑوں جیسا بادل گھر آیا اور آپ منبر سے بھی نہ اترے تھے کہ میں نے آپ کی داڑھی مبارک پر بارش کو ٹپکتے دیکھا، اس دن خوب بارش ہوئی اور دوسرے تیسرے دن پھر چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد وہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مکانات گر گئے اور مال غرق ہوگیا اس لئے آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ

الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ، وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا، وَلَمْ يَجِيءْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ. [رواه البخاري: ٩٣٣]

اٹھا کر فرمایا اے اللہ ہمارے آس پاس بارش برسا مگر ہم پر نہ برسا' پھر آپ اس وقت ابر کے جس ٹکڑے کی طرف اشارہ فرماتے وہ ہٹ جاتا آخر کار مدینہ تالاب کی طرح ہو گیا اور وادی قنات مہینہ بھر خوب بہتی رہی اور جس طرف سے بھی کوئی شخص آتا وہ بارش کی کثرت بیان کرتا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بحالت خطبہ امام سے کسی عوامی ضرورت کے لئے دعا کی درخواست کی جا سکتی ہے اور امام دوران خطبہ ہی ایسی درخواست پر توجہ کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۳)

٢٢ - باب: الإِنْصَاتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

باب ۲۲: جمعہ کے دن دوران خطبہ خاموش رہنا

٥٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ). [رواه البخاري: ٩٣٤]

۵۲۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ خاموش ہو جا تو بے شک تو نے خود ایک لغو حرکت کی ہے۔

فوائد: کسی انسان کو دوران خطبہ موذی جانور سے خبردار کرنا یا نابینا کی راہنمائی کرنا اس نہی میں شامل نہیں تاہم بہتر ہے کہ ایسے حالات میں بھی ممکن حد تک اشارہ سے کام لینا چاہیے۔ (عون الباری:۲/۵۱)

٢٣ - باب: السَّاعَةُ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۲۳: جمعہ کی ایک گھڑی (جس میں دعا قبول ہوتی ہے)

٥٢١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: (فِيهِ سَاعَةٌ، لاَ يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ ٱللهَ تَعَالَى شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ). وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. [رواه البخاري:

۵۲۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دوران وعظ فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر ٹھیک اس گھڑی میں مسلمان بندہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز ضرور عطا کرتا ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے

[۹۳۵

اشارہ کر کے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی دیر کے لئے آتی ہے۔

فوائد: بعض روایات میں اس گھڑی کی تحدید کی گئی ہے کہ وہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر فراغت نماز تک ہے۔ (عون الباری:۲/۵۲)

٢٤ - باب: إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الإِمَامِ فِي صَلاَةِ الجُمُعَةِ

باب ۲۴: اگر نماز جمعہ میں کچھ لوگ امام کو چھوڑ کر چلے جائیں (تو باقی مقتدیوں کی نماز صحیح ہے)

٥٢٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَما نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا، فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى ما بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا ٱثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾. [رواه البخاري: ٩٣٦]

۵۲۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز (کے انتظار میں خطبہ سننے میں) مصروف تھے کہ چند اونٹ غلے سے لدے ہوئے آئے لوگ ان کی طرف ایسے متوجہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب لوگ کسی سوداگری یا تماشہ کو دیکھتے ہیں تو ادھر دوڑ پڑتے ہیں اور تمہیں کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔"

فوائد: حضرت امام نے اس حدیث سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ بعض لوگ صحت جمعہ کے لئے حاضرین کی تعداد کے متعلق جو شرائط بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں صرف اتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے جسے جماعت کہا جا سکے اگر امام اکیلا رہ جائے تو اس صورت میں جمعہ نہ ہو گا۔ (عون الباری:۲/۵۷)

٢٥ - باب: الصَّلاَةُ بَعدَ الجُمُعَةِ وَقَبلَهَا

باب ۲۵: جمعہ سے پہلے اور بعد نماز پڑھنا

٥٢٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي: قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ العِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ

۵۲۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے قبل دو رکعتیں اور اس کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں اور عشاء کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھتے تھے لیکن جمعہ کے بعد کچھ نہ

لاَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. [رواه البخاري: ٩٣٧]

پڑھتے تھے البتہ جب گھر واپس آتے تو پھر دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

فوائد: جمعہ سے پہلے نوافل پڑھنے کی حد بندی نہیں ہے البتہ جمعہ کے بعد اگر مسجد میں ادا کرے تو گفتگو یا تبدیلی جگہ سے فصل کر کے چار رکعت پڑھے اور اگر گھر میں ادا کرے تو دو رکعت پڑھے۔ (واللہ اعلم)

کتاب الخوف

نماز خوف کا بیان

١ - باب: صَلاةُ الْخَوْفِ

٥٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ، فَصَافَفْنَا لَهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَنَا، فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، وَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ، فَجَاؤُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. [رواه البخاري: ٩٤٢]

باب ١: بوقت جنگ نماز پڑھنا

۵۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے گیا جب ہم دشمن کے سامنے صف آراء ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہمراہی گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے اس کے بعد یہ لوگ اس گروہ کی جگہ چلے گئے جس نے نماز نہیں پڑھی تھی جب وہ آئے تو آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے ادا کئے اور سلام پھیر دیا پھر ان میں سے ہر آدمی کھڑا ہوا اور ایک ایک رکوع اور دو سجدے اپنے اپنے پورے کئے۔

فوائد: مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ صلوٰۃ خوف کو ادا کرنے کے سترہ طریقے ہیں لیکن امام ابن قیم نے جملہ احادیث کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بنیادی طور پر اسکی ادائیگی کے چھ طریقے ہیں۔ حالات وظروف کے پیش نظر جو طریقہ مناسب ہو اسے اختیار کر لیا جائے' جمہور علماء امت نے اس کی مشروعیت پر اتفاق کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۶۱)

٢ - باب: صَلاَةُ الْخَوْفِ رِجالاً وَرُكْبَاناً

باب ۲: پیادہ اور سوار ہو کر نماز خوف ادا کرنا

٥٢٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - في رواية - قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (وَإِنْ كانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَرُكْبَانًا). [رواه البخاري: ٩٤٣]

۵۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں تو پیادہ اور سوار جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھیں۔

فوائد: شدت قتال کے وقت ایک رکعت بھی ادا کی جا سکتی ہے بلکہ اشاروں سے ادا کرنا بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۶۵)

٣ - باب: صَلاَةُ الطَّالِبِ وَالمطلُوبِ رَاكِباً وَإِيمَاءً

باب ۳: تعاقب کنندہ اور تعاقب شدہ کا سواری پر اشارہ سے نماز پڑھنا

٥٢٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الأَحْزَابِ: (لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا في بَنِي قُرَيْظَةَ). فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ الْعَصْرُ في الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذٰلِكَ، فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يُعَنِّفْ أَحدًا مِنْهُمْ. [رواه البخاري: ٩٤٦]

۵۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ احزاب سے واپس ہوئے تو ہم سے فرمایا کہ ہر شخص قبیلہ بنو قریظہ میں پہنچ کر نماز پڑھے بعض لوگوں کو عصر کا وقت راستہ میں ہی آگیا تو انہوں نے کہا جب تک ہم وہاں نہ پہنچیں گے نماز نہ پڑھیں گے لیکن بعض کہنے لگے ہم ابھی نماز پڑھتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد نہیں تھا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے کسی پر اظہار ناراضگی نہ کیا۔

فوائد: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا یہ مطلب لیا کہ راستہ میں کسی جگہ پر پڑاؤ کئے بغیر ہم جلدی پہنچیں انہوں نے نماز قضاء نہ کی اور اسے سواری پر ہی ادا کر لیا جبکہ دوسرے اصحاب نے آپ کے فرمان کو ظاہر پر محمول کیا کہ اگر تعمیل حکم میں نماز دیر سے بھی ادا ہوئی تو ہم گنہگار نہیں ہوں گے چنانچہ فریقین کی نیت درست تھی اس لئے کوئی بھی قابل ملامت نہ ٹھہرا۔ (عون الباری:۲/۶۸)

كتاب العيدين

عیدین کا بیان

١ - باب: الحِرَاب وَالدَّرَق يَوْمَ العِيدِ

باب ۱: عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں سے جہادی مشق کرنا

٥٢٧ : عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَعِنْدِي جارِيَتَانِ، تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ، فَٱضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَٱنْتَهرَنِي، وَقَالَ: مِزْمارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (دَعْهُمَا). فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا. [رواه البخاري: ٩٤٩]

۵۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے ہاں دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں رسول اللہ ﷺ منہ پھیر کر لیٹ گئے اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے مجھے ڈانٹ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور یہ شیطانی آوازیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا انہیں چھوڑ دو' پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غافل ہوئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ چلی گئیں۔

فوائد: اسی روایت کے آخر میں ہے کہ یہ واقعہ عید کے دن ہوا جبکہ حبشی مسجد میں برچھیوں اور ڈھالوں سے جہادی مشقوں میں مصروف تھے یہ حدیث گانے بجانے کے لئے دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صراحت کی ہے کہ وہ دونوں معروف گلو کارہ نہ تھیں صرف عام لڑکیاں تھیں جو عید کے دن اظہار مسرت کر رہی تھیں۔ (عون الباری:۲/۷۳)

٢ - باب: الأَكْلُ يَومَ الفِطْرِ قَبْلَ الخُرُوجِ

باب ۲: عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) نکلنے سے پہلے کچھ کھانا

٥٢٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا. [رواه البخاري: ٩٥٣]

۵۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن جب تک چند کھجوریں تناول نہ فرما لیتے نماز کے لئے نہ جاتے اور انہیں سے ایک روایت ہے کہ آپ طاق عدد میں کھجوریں کھاتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے میٹھی چیز تناول کرنا مستحب ہے، شربت نوش کرنا بھی صحیح ہے اگر گھر میں میسر نہ آئے تو راستہ میں یا عید گاہ پہنچ کر کھا پی لے اس کا ترک مکروہ ہے بہتر ہے کہ طاق کھجوروں کو استعمال کیا جائے۔ (عون الباری: ۲/۷۳)

٣ - باب: الأَكْلُ يَومَ النَّحْرِ

باب ۳: عید الاضحیٰ کے دن کھانے کا بیان

٥٢٩ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: (إِنَّ أَوَّلَ ما نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ، فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا). [رواه البخاري: ٩٥١]

۵۲۹۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا آپ نے فرمایا کہ آج کے اس دن میں پہلا کام جو ہم کریں گے وہ یہ کہ نماز پڑھیں گے پھر واپس جا کر قربانی کریں گے تو جس نے ایسا کیا اس نے ہمارے طریقہ کو پالیا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ "مسلمانوں کے لئے عید کے دن پہلی سنت کا بیان" مسند امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن واپس آکر اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ (عون الباری: ۱/۷۴)

٥٣٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الأَضْحَى بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَقَالَ: (مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا، وَنَسَكَ نُسُكَنَا، فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلاَةِ وَلاَ نُسُكَ لَهُ). فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، خَالُ الْبَرَاءِ:

۵۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تو کہا جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہمارے جیسی قربانی کرے تو اس کا فریضہ پورا ہو گیا اور جس نے نماز سے قبل قربانی کی تو وہ نماز سے پہلے ہونے کی بناء پر قربانی نہیں ہے اس پر حضرت براء رضی اللہ عنہ

يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَإِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلاةِ، وعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِي بَيْتِي، فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلاَةَ، قَالَ: (شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ). قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ، أَفَتَجْزِي عَنِّي؟ قَالَ: (نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ). [رواه البخاري: ٩٥٥]

کے ماموں جناب ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو اپنی بکری نماز سے پہلے ہی ذبح کر دی کیونکہ میں نے سمجھا کہ آج چونکہ کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میری خواہش تھی کہ سب سے پہلے میرے ہی گھر میں بکری ذبح کی جائے اس بناء میں نے اپنی بکری ذبح کر دی اور نماز کے لئے آنے سے پہلے کچھ ناشتہ بھی کر لیا آپ نے فرمایا کہ تمہاری بکری تو صرف گوشت کی بکری ٹھہری (قربانی نہیں ہوئی) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ عزیز ہے تو کیا وہ میری طرف سے کافی ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن تمہارے سوا کس اور کو کافی نہ ہو گا۔

فوائد: قربانی کے جانور کے لئے دو دانتہ ہونا ضروری ہے اس کے بغیر قربانی نہیں ہوتی حدیث میں مذکورہ اجازت صرف ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین انسان کے پاکیزہ جذبات کا نام نہیں بلکہ اس کے لئے منزل من اللہ ہونا ضروری ہے۔

٤ - باب: الخُرُوجُ إِلَى المُصَلَّى بغير منبر

باب ۴: عید گاہ میں منبر کے بغیر جانا

٥٣١ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحى إِلَى المُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلاَةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ: فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ

۵۳۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تو پہلے جو کام کرتے وہ نماز ہوتی' اس سے فراغت کے بعد آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے' لوگ اپنے صفوں میں بیٹھے رہتے تب آپ انہیں نصیحت و تلقین فرماتے اور اچھی باتوں کا حکم دیتے پھر اگر آپ کوئی لشکر بھیجنا چاہتے تو اسے تیار کرتے یا جس

بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى، إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ، فَجَبَذَنِي، فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ، فَقُلْتُ: مَا أَعْلَمُ وَاللهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ. [رواه البخاري: ٩٥٦]

کام کا حکم کرنا چاہتے حکم دے دیتے پھر واپس گھر لوٹ آتے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی لوگ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ میں مروان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحی یا عید الفطر میں گیا وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا تو جب ہم عید گاہ پہنچے تو ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جو کثیر بن صلت نے تیار کیا تھا مروان رضی اللہ عنہ نے اچانک چاہا کہ نماز پڑھنے سے پہلے اس پر چڑھے تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن اس نے مجھے جھٹک دیا اور منبر پر چڑھ گیا پھر اس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تو میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم! تم لوگوں نے سنت نبوی کو بدل دیا ہے اس نے کہا جناب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ! وہ بات جاتی رہی جو تم جانتے ہو میں نے جواباً کہا اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اس سے کہیں بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا ہوں اس پر مروان رضی اللہ عنہ گویا ہوا بات دراصل یہ ہے کہ لوگ ہمارے خطبہ کے لئے نماز کے بعد نہیں بیٹھتے لہٰذا میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔

فوائد: حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے یہ تبدیلی اپنے اجتہاد سے کی تھی جو نص کے مقابلہ میں ہونے کی بناء پر قابل عمل نہ تھی۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس کا نوٹس لیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حکمران کسی بہتر کام پر موافقت نہ کریں تو خلاف اولیٰ کام کو عمل میں لانا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۸۰)

٥ - باب: الْمَشْيُ وَالرُّكُوبُ إِلَى الْعِيدِ، وَالصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

باب ۵: عید کے لئے پیدل یا سوار ہو کر جانا اور خطبہ سے پہلے نماز ادا کرنا

٥٣٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ،

۵۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نہ

قَالاَ: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلاَ يَوْمَ الأَضْحٰى. [رواه البخاري: ٩٦٠]

عید الفطر کی اذان ہوتی تھی اور نہ ہی عید الاضحیٰ کی۔

فوائد: مذکورہ روایت میں نہ پیدل چلنے کا ذکر ہے اور نہ ہی سواری پر جانے کی ممانعت ہے جس سے امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ دونوں طرح عید گاہ جانا درست ہے اگرچہ پیدل جانے میں زیادہ ثواب ہے۔ خطبہ سے پہلے نماز کا ہونا اوپر کے باب سے ثابت ہو چکا ہے اگلے باب سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

٦ - باب: الخُطْبَةُ بَعْدَ العِيدِ

باب ٦: نماز عید کے بعد خطبہ

٥٣٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ، كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الخُطْبَةِ. [رواه البخاري: ٩٦٢]

۵۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عید کی نماز رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ پڑھی ہے۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھتے تھے۔

٧ - باب: فَضْلُ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب ۷: ایام تشریق میں عبادت کرنے کی فضیلت

٥٣٤ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (ما الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلُ منها في هذا الْعَشْرِ). قَالُوا: وَلاَ ٱلْجِهَادُ؟ قَالَ: (وَلاَ ٱلْجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ). [رواه البخاري: ٩٦٩]

۵۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی اور دن میں عبادت ان دس دنوں میں عبادت کرنے سے افضل نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جہاد بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جہاد بھی نہیں ہاں وہ شخص جو (جہاد میں) اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالتے ہوئے نکلے اور پھر کوئی چیز لے کر واپس نہ لوٹے (بلکہ اپنی جان ومال قربان کر دے)

فوائد: چونکہ یہ ایام اکثر لوگ غفلت کے ساتھ گذارتے ہیں لہٰذا ان دونوں کی عبادت کو بڑی فضیلت کی حامل قرار دیا گیا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کم درجے کا عمل اگر بہترین وقت میں ادا کیا جائے تو اس کی فضیلت دو چند ہو جاتی ہے۔ (عون الباری: ۲/۸۴)

٨ - باب: التَّكْبِيرُ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ

باب ٨: ایام منیٰ اور میدان عرفات کو جاتے تکبیریں کہنا

٥٣٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّلْبِيَةِ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٩٧٠]

۵۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے لبیک پکارنے کے متعلق پوچھا گیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کس طرح کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ لبیک کہنے والا لبیک کہتا اسے منع نہ کیا جاتا اور اسی طرح تکبیریں کہنے والا تکبیر کہتا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا۔

فوائد: عیدین کی روح یہی ہے کہ ان میں باآواز بلند اللہ کی کبریائی اور اس کی عظمت کا اعلان کیا جائے' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایام حج میں تلبیہ ترک کر دیا جائے بلکہ تلبیہ کہتے ہوئے تکبیریں بھی باآواز بلند کہی جائیں۔ (عون الباری:۲/۸۶)

٩ - باب: النَّحْرُ وَالذَّبْحُ بِالْمُصَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ

باب ۹: قربانی کے دن عید گاہ میں اونٹ یا کوئی جانور ذبح کرنا

٥٣٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْحَرُ، أَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى. [رواه البخاري: ٩٨٢]

۵۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ یا کسی اور جانور کی قربانی عید گاہ میں کیا کرتے تھے۔

فوائد: بلاشبہ عید گاہ میں قربانی کرنا مسنون ہے مگر حالات و ظروف کے پیش نظر یہ سنت اپنے گھروں اور مقررہ مقامات پر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

١٠ - باب: مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيدِ

باب ۱۰: عید کے دن واپسی پر راستہ بدلنا

٥٣٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ، خَالَفَ الطَّرِيقَ. [رواه البخاري: ٩٨٦]

۵۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا تو راستہ تبدیل کرتے یعنی ایک راستہ سے جاتے تو واپسی کے وقت دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔

فوائد: راستہ بدلنے میں شرعی مصلحت یہ ہے کہ ہر طرف اسلام کی شوکت کا اظہار ہو نیز جہاں

جہاں قدم پڑیں گے قیامت کے دن وہ خطے گواہی دیں گے۔ (عون الباری:۲/۸۷)

۵۳۸ : حديث عائشة رضي الله عنها في أمرِ الحبشة تقدَّم، وزاد في هذه الرواية: فَزَجَرَهُمْ عمَرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (دَعْهُمْ، أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ). [رواه البخاري: ٩٨٨]

۵۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حبشیوں سے متعلقہ روایت (۴۸۶) پہلے گزر چکی ہے یہاں اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو اے بنی ارفدہ! آرام اور سکون سے کھیلو

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے کہ "اگر کسی کو باجماعت عید نہ ملے تو دو رکعت پڑھ لے" کیونکہ اس روایت کے مطابق ایام عید کا تقاضا ہے کہ نماز باجماعت پڑھی جائے اگر رہ جائے تو انفرادی طور پر ادا کر لی جائے۔ (عون الباری:۲/۸۹)

كتاب الوتر
وتر کے بیان میں

١ - باب: مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ

٥٣٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى). [رواه البخاري: ٩٩٠]

باب ۱: وتر کے متعلق جو وارد ہے

۵۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے وہ اس کی نماز کو وتر بنادے گی۔

فوائد: نماز وتر مستقل ایک نماز ہے جو عشاء کے بعد فجر تک رات کے کسی حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے اسے تہجد' قیام اللیل اور تراویح بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی کم از کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت ہیں اکثر علماء کے نزدیک نماز وتر سنت ہے جس کی تاکید کی گئی ہے اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ رات کے نوافل' دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہئے دوسری یہ کہ وتر کی ایک رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (عون الباری:۲/۹۱)

٥٤٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ - تَعْنِي بِاللَّيْلِ - فَيَسْجُدُ

۵۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے رات کے وقت آپ کی یہی نماز تھی اس نماز میں سجدہ اس قدر طویل کرتے کہ آپ کے

السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ ما يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً، قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ، يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلاَةِ. [رواه البخاري: ٩٩٤]

سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیات تلاوت کر لیتا ہے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنت بھی پڑھا کرتے پھر اپنی دائیں کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن آپ کے پاس نماز کی اطلاع کے لئے آجاتا تو اٹھ جاتے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے البتہ بعض اوقات تیرہ رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے نیز صبح کی سنتیں ادا کر کے دائیں جانب لیٹنا بھی سنت ہے کیونکہ آپ اچھے کاموں میں دائیں طرف کو پسند فرماتے تھے۔ (عون الباری:۲/۹۶)

٢ - باب: سَاعَاتُ الْوِتْرِ

باب ۲: نماز وتر کے اوقات

٥٤١ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَٱنْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. [رواه البخاري: ٩٩٦]

۵۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رات کے ہر حصے میں رسول اللہ ﷺ نماز وتر ادا کی ہے مگر آخر میں آپ کی نماز وتر آخر شب میں ہوتی تھی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے مختلف حالات کے پیش نظر مختلف اوقات میں وتر ادا کئے ہیں شاید تکلیف اور مرض میں اول شب میں بحالت سفر درمیان شب میں اور عام معمول آخر شب میں پڑھنے کا تھا۔ البتہ امت کی آسانی کے لئے عشاء کے بعد جب بھی ممکن ہو وتر ادا کرنا جائز قرار دیا۔ (عون الباری:۲/۹۷)

٣ - باب: لِيَجْعَل آخِرَ صَلاَتِهِ وِتْرًا

باب ۳: چاہئے کہ اپنی آخر نماز وتر کو بنائے

٥٤٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱجْعَلُوا آخِرَ صَلاَتِكُمْ بِٱللَّيْلِ وِتْرًا). [رواه البخاري: ٩٩٨]

۵۴۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔

فوائد: رات کی آخری نماز وتر کو بنانے کا امر نبوی استحباب کے لئے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے اور آپ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے رسول اللہ ﷺ ان دو رکعات کو بیٹھ کر ادا کرتے تھے لیکن ہمیں کھڑے ہو کر ادا کرنی چاہئیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ

کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی پوری نماز کا ثواب ملتا تھا۔ یہ رعایت امت کے لئے نہیں ہے۔

٤ - باب: الْوِتْرُ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ۴: سواری پر وتر پڑھنا

٥٤٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ. [رواه البخاري: ٩٩٩]

۵۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر سوار ہو کر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہیں اگر ایسا ہوتا تو اسے سواری پر ادا نہ کئے جاتے۔ (عون الباری:۲/۹۹)

٥ - باب: الْقُنُوتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ

باب ۵: رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد قنوت کا بیان

٥٤٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَقَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الصُّبْحِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ: أَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ؟ قَالَ: قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا. [رواه البخاري: ١٠٠١]

۵۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں پھر پوچھا گیا کیا رکوع سے پہلے آپ نے قنوت پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا رکوع کے بعد تھوڑے دنوں کے لئے

فوائد: اس حدیث میں قنوت وتر کا ذکر نہیں بلکہ قنوت نازلہ کا ہے شاید امام بخاری نے یہ قیاس کیا ہو کہ جب فرض نماز میں قنوت پڑھنا جائز ہوا تو وتر میں بطریق اولیٰ جائز ہو گا محل قنوت کے متعلق نسائی میں وضاحت ہے کہ وتروں میں قنوت رکوع سے پہلے ہے اور مسلم کی روایت کے مطابق قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے۔ اگر قنوت وتر میں دیگر ادعیہ بھی شامل کر لی جائیں تو اسے بھی رکوع کے بعد پڑھنا چاہئے' بصورت دیگر قنوت وتر رکوع سے پہلے ہے۔ (عون الباری:۲/۱۰۵)

٥٤٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوتِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْقُنُوتُ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ. قيل: فَإِنَّ فُلاَنًا أَخْبَرَ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ فَقَالَ: كَذَبَ، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أُرَاهُ كَانَ

۵۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے ان سے قنوت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بلاشبہ قنوت پڑھی جاتی تھی پھر دریافت کیا گیا کہ رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا رکوع سے قبل' پھر جب ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص تو آپ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد فرمایا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بولے وہ

بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، زُهَاءَ سَبْعِينَ رَجُلًا، إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ دُونَ أُولَئِكَ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدٌ، فَقَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ١٠٠٢]

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا، يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ. [رواه البخاري: ١٠٠٣]

غلط کہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ نے مشرکین کی طرف تقریبا ستر آدمی بھیجے جنہیں قاری کہا جاتا تھا یہ مشرک ان مشرکین کے علاوہ تھے جن کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ صلح تھا رسول اللہ ﷺ نے دعا قنوت پڑھی اور ایک ماہ تک ان کے لئے بددعا کرتے رہے انہی سے ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک دعائے قنوت پڑھی اور قبیلہ رعل وذکوان کے لئے بد دعا فرماتے رہے۔

فوائد: ہنگامی حالات کے پیش نظر ہر نماز میں قنوت کی جا سکتی ہے نیز معلوم ہوا کہ ظلم پیشہ لوگوں پر نماز میں بد دعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (عون الباری:۲/۱۰۲)

٥٤٦ : وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: الْقُنُوتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ. [رواه البخاري: ١٠٠٤]

۵۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی یہ بھی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قنوت مغرب اور فجر کی نماز میں پڑھی جاتی تھی۔

فوائد: نماز مغرب چونکہ دن کے وتر ہیں اور اس میں قنوت کرنا ثابت ہے تو رات کے وتروں میں قنوت بالاولی کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ وتروں میں قنوت کرنے کی صراحت احادیث میں بھی موجود ہے۔ (عون الباری:۲/۱۰۶)

کتاب الاستسقاء
بارش طلب کرنے کا بیان

١ - باب: الاسْتِسْقَاءُ
باب ۱: دعائے استسقاء کا بیان

٥٤٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَسْقِي، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ. وَفِي رواية عَنْهُ: وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٠٠٥و١٠١٢]

۵۴۷۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لئے باہر تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے اپنی چادر کو پلٹ لیا انہیں سے ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ وہاں آپ نے دو رکعات نماز ادا کی۔

فوائد: استسقاء کے تین طریقے ہیں:(۱) مطلقاً بارش کی دعا کی جائے (۲) نفل اور فرض نماز کے بعد نیز خطبہ میں دعا کی جائے۔ (۳) باہر میدان میں دو رکعت ادا کی جائیں اور خطبہ دیا جائے پھر دعا کی جائے۔ (عون الباری:۲/۱۰۷) چادر کو یوں پلٹا جائے کہ نیچے کا کونا پکڑ کر اسے الٹا کیا جائے پھر اسے دائیں جانب سے گھما کر بائیں جانب ڈال لیا جائے اس میں اشارہ ہے کہ اللہ اپنے فضل سے ایسے ہی قحط کی حالت کو بدل دے گا۔

٢ - باب: دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ: «اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ»
باب ۲: رسول اللہ ﷺ کی بد دعا کہ ایسی قحط سالی ڈال جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھی

٥٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيثُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَعَلَى

۵۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (۵۴۵) پہلے گزر چکی ہے جس میں کمزور مسلمانوں کے لئے دعا اور قبیلہ مضر پر بد دعا کا ذکر ہے یہاں آخر میں یہ

مُضَرَ تَقَدَّمَ، وَقَالَ فِي آخِرِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (غِفَارُ غَفَرَ ٱللهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا ٱللهُ) (راجع: ٤٦٢). [رواه البخاري: ١٠٠٦]

اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ غفار کو اللہ تعالیٰ مغفرت سے نوازے اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

فوائد: یہ حدیث امام بخاری استسقاء میں اس لئے لائے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بارش کی دعا کرنا مسنون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بد دعا کرنا جائز ہے لیکن ایسے کافروں کے لئے جن سے معاہدہ صلح ہو بد دعا کرنا جائز نہیں۔ (عون الباری:۲/۱۰۹)

٥٤٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا، قَالَ: (اللَّهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الجُلُودَ وَالمَيْتَةَ وَٱلْجِيفَ، وَيَنْظُرُ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى ٱلدُّخَانَ مِنَ الجُوعِ. فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ، إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ ٱللهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَٱدْعُ ٱللهَ لَهُمْ، قَالَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿فَٱرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَآئِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ ٱلْبَطْشَةَ ٱلْكُبْرَىٰٓ﴾. فَٱلْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقَدْ مَضَتِ ٱلدُّخَانُ، وَٱلْبَطْشَةُ، وَٱللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّومِ. [رواه البخاري: ١٠٠٧]

۵۴۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کی اسلام سے سرتابی دیکھی تو بد دعا کی اے اللہ! ان کو سات برس تک کے لئے قحط سالی میں مبتلا کر دے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات برس قحط پڑا تھا۔ چنانچہ قحط نے ان کو ایسا دبو چا کہ ہر چیز نیست ونابود ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے چمڑا' مردار اور گلے سڑے جانور کھانے شروع کر دیئے اور ان میں سے اگر کوئی آسمان کی جانب دیکھتا تو بھوک کی وجہ سے اسے دھواں سا دکھائی دیتا آخر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ اے محمد ﷺ! آپ تو اللہ کی اطاعت اور اقربا پروری کا دعوی کرتے ہیں مگر یہ آپ کی قوم مری جاتی ہے آپ ان کے لئے اللہ سے دعا فرمائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! اس دن کا انتظار کرو جب آسمان سے ایک صاف دھواں ظاہر ہوگا اس فرمان الٰہی تک جب ہم انہیں سخت طرح سے پکڑیں گے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ البطشۃ یعنی سخت پکڑ بدر کے دن ہوئی تو

قرآن شریف میں جس دھویں ' پکڑ اور قید کا ذکر ہے اس طرح آیت الروم سب واقع ہو چکے ہیں۔

فوائد: یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے قحط کی شدت کا یہ عالم تھا کہ قحط زدہ علاقے ویرانے کا نقشہ پیش کر رہے تھے بالآخر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی درخواست پر دعا فرمائی اور قحط ختم ہوا۔ (عون الباری:۲/۱۱۱)

۵۵۰ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ ٱلشَّاعِرِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَسْقِي، فَمَا يَنزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلأَرَامِلِ

[رواه البخاري: ۱۰۰۹]

۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اکثر شاعر (ابو طالب) کا قول یاد آجاتا جب میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور کو دعاء استسقاء کرتے ہوئے دیکھتا ہوں آپ منبر سے نہ اتر پاتے تھے کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے وہ شعر ابو طالب کا یہ ہے "وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطہ سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ یتیموں کا سہارا' بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست ہے"

فوائد: روئے زیبا کے واسطہ سے مراد آپ کا دعا کرنا ہے یہ شعر جناب ابو طالب کے اس قصیدے سے ہے جو ایک سو دس اشعار پر مشتمل ہے جسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں پڑھا تھا۔ (عون الباری:۲/۱۱۲)

۵۵۱ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا ٱسْتَسْقَى بِٱلعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ رضي الله عنه فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَٱسْقِنَا، قَالَ فَيُسْقَوْنَ. [رواه البخاري: ۱۰۱۰]

۵۵۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی یہ عادت تھی کہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے دعائے استسقاء کی اپیل کرتے اور کہتے اے اللہ! پہلے ہم رسول اللہ ﷺ سے دعا استسقاء کی اپیل کیا کرتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا جان کے ذریعے بارش کی دعا کرتے ہیں تو اب بھی رحم فرما کر بارش برسادے راوی کہتا ہے کہ پھر بارش برسنے لگتی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ زندہ بزرگ سے بارش کے لئے دعا کی اپیل کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے یہ بھی

معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف مردوں کو وسیلہ بنا کر دعا نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ غیر شرعی وسیلہ ہے۔

٣ - باب: الاسْتِسْقَاءُ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

باب ٣: جامع مسجد میں بارش کیلئے دعا کرنا

٥٥٢ : حَدِيثُ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الرَّجُلِ الَّذِي دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَسَأَلَهُ الدُّعَاءَ بِالْغَيْثِ، تكرَّر كثيرًا، وفي الرواية: فما رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا. ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَتِ الأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللهَ يُمْسِكْهَا. قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الآكامِ وَالجِبَالِ، [وَالآجَامِ] وَالظِّرَابِ، وَبطونِ الأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ). قَالَ: فَانْقَطَعَتْ، وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ. [رواه البخاري: ١٠١٣]

٥٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے متعلق جو مسجد میں آیا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور اس نے آپ سے بارش کے لئے دعا کی اپیل کی تھی متعدد مرتبہ گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ہم نے چھ دن تک آفتاب کو نہ دیکھا پھر اگلے جمعہ ایک شخص اسی دروازہ سے مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے اس نے آپ کے سامنے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مال تلف ہوگئے اور راستے بند ہوگئے ہیں اس لئے آپ اللہ سے دعا کریں کہ اب بارش روک لے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ ٹیلوں' پہاڑوں' میدانوں' وادیوں اور درخت اگنے کے مقامات پر بارش برسا راوی کہتا ہے کہ فورا بارش بند ہوگئی اور ہم دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔

فوائد: امام صاحب اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دعا استسقاء کے لئے باہر میدان میں جانا ضروری نہیں بلکہ جمعہ کے دن مسجد کے اندر دوران خطبہ اپنی چادر پلٹے بغیر بھی دعا کی جا سکتی ہے۔

(عون الباری:۲/۱۱۸)

٤ - باب: الاسْتِسْقَاءُ فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَيرَ مُسْتَقْبِلِ القِبْلَةِ

باب ٤: خطبہ جمعہ میں غیر قبلہ رخ کئے بارش کی دعا کرنا

٥٥٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

٥٥٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

فَرَفَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا). [رواه البخاري: ١٠١٤]

انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (دوران خطبہ کھڑے) اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر یوں دعا کی اے اللہ! ہم پر بارش برسا اے اللہ! ہم پر بارش برسا اے اللہ! ہم پر بارش برسا

فوائد: صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ آپ نے اس قدر ہاتھ اٹھائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی نسائی میں ہے کہ لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ (عون الباری: ۲/۱۲۰) لوگوں کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر بخاری میں بھی موجود ہے۔ (علوی)

٥ - باب: كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ

باب ۵: رسول اللہ ﷺ نے (استسقاء میں) لوگوں کی طرف اپنی پشت کیسے پھیری؟

٥٥٤ : حديث عبدِ الله بن زيدٍ في الاستسقاءِ تقدَّم، وفي هذه الرواية قال: فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَٱسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ. [رواه البخاري: ١٠٢٤]

۵۵۴۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث استسقاء (۵۴۷) پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے لوگوں کی طرف پشت کر کے قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور دعا فرمانے لگے پھر اپنی چادر کو الٹ لیا اس کے بعد باآواز بلند قراءت کر کے ہمیں دو رکعات پڑھائیں۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز استسقاء میں خطبہ نماز سے پہلے ہے کیونکہ چادر کا پلٹنا خطبہ میں ہوتا ہے جو نماز سے پہلے ہے ابوداؤد کی روایت میں اس کی صراحت بھی ہے لیکن نماز کے بعد خطبہ کو بیان کرنے والے راویوں کی تعداد زیادہ ہے پھر عید اور کسوف پر قیاس بھی تقاضا کرتا ہے کہ خطبہ نماز کے بعد ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۲۱)

٦ - باب: رَفْعُ الإِمَامِ يَدَهُ فِي الاسْتِسْقَاءِ

باب ۶: امام کا بارش کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

٥٥٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الاسْتِسْقَاءِ، وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. [رواه البخاري: ١٠٣١]

۵۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دعا استسقاء کے علاوہ کسی اور دعا میں اپنے دونوں ہاتھ بلند نہ اٹھاتے تھے آپ اپنے ہاتھ اتنے اونچے اٹھاتے کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

فوائد: اس حدیث میں صرف مبالغہ کی حد تک ہاتھ اٹھانے کی نفی ہے کیونکہ متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کا دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہے جیسا کہ امام بخاری نے کتاب الدعوات میں بیان کیا ہے نیز دعا استسقاء میں ہاتھ اٹھانے کی کیفیت بھی عام دعا سے مختلف ہے اس میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں اور پشت آسمان کی طرف ہونی چاہیئے۔ (عون الباری:۱/۱۲۲)

٧ - باب: مَا يُقَالُ إِذَا مَطَرَتْ

باب ۷: بوقت بارش کیا کہنا چاہیئے؟

٥٥٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كانَ إِذَا رَأى المَطَرَ قَالَ: (صَيِّبًا نَافِعًا). [رواه البخاري: ١٠٣٢]

۵۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش برستی دیکھتے تو فرماتے "اے اللہ مفید پانی برسا"

٨ - باب: إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ

باب ۸: جب آندھی چلے تو کیا کرنا چاہیئے؟

٥٥٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَتِ الرِّيَاحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ، عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٠٣٤]

۵۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب تیز آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر خوف کے آثار نمایاں ہوتے۔

فوائد: آندھی کے بعد اکثر بارش ہوتی ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں بیان کیا ہے چونکہ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آیا تھا اس لئے آندھی کے وقت عذاب الٰہی کا تصور فرما کر گھبرا جاتے اور گھٹنوں کے بل گر کر دعا کرتے۔ (عون الباری:۲/۱۲۵)

٩ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «نُصِرتُ بِالصَّبَا»

باب ۹: ارشاد نبوی کہ باد صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے

٥٥٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عادٌ بِالدَّبُورِ). [رواه البخاري: ١٠٣٥]

۵۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبا یعنی مشرقی ہوا سے میری مدد کی گئی ہے اور قوم عاد کو مغربی ہوا سے ہلاک کیا گیا ہے۔

فوائد: باد صبا کو قبول بھی کہتے ہیں جو حق قبول کرنے والوں کے لئے باعث نصرت و تائید ثابت ہوتی ہے اور خندق کے وقت اس کا عملی مظاہرہ ہوا جبکہ بارہ ہزار کافروں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا بھیجی جس سے کافر پریشان ہو کر بھاگ نکلے۔ (عون الباری:۲/۱۲۶)

١٠ - باب: مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالآيَاتِ

باب ۱۰: زلزلوں اور علامات قیامت کے بارے میں جو آیا ہے

٥٥٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا. عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا). قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قالوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: (هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ). [رواه البخاري: ١٠٣٧]

۵۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت دے لوگوں نے عرض کیا ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائیں تو آپ نے دوبارہ کہا اے اللہ! شام اور یمن کو بابرکت فرما لوگوں نے پھر عرض کیا اور ہمارے نجد میں بھی تو آپ نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا گروہ بھی وہیں ہوگا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ارض فتن کی نشاندہی کرتے وقت مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد نجد عراق ہے جو فتنوں کی آماجگاہ ہے اس علاقہ سے مسلمانوں کا افتراق وانتشار شروع ہوا جو آج تک باقی ہے اس سے مراد نجد حجاز نہیں جیسا کہ بدعتی کہتے ہیں کیونکہ اس علاقہ سے ایک ایسی تحریک اٹھی جس نے خلفاء راشدین کی یاد کو تازہ کر دیا وہاں سے شیخ محمد بن عبد الوہاب نے خالص اسلام کی دعوت کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں وہاں نجدی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت سعودیہ نجدیہ نے اسلام کی سربلندی اور حرمین شریفین کے لئے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جو عالم اسلام میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔

١١ - باب: لاَ يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ إلَّا الله تعالىٰ

باب ۱۱: اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی

٥٦٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مفاتحُ ٱلْغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا ٱللهُ: لاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ ما يَكُونُ فِي الأَرْحَامِ، وَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ ماذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَما يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ).

۵۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ایک یہ کہ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا؟ کوئی نہیں جانتا کہ شکم مادر میں کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا؟ اور (پانچویں یہ کہ) کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی؟

[رواه البخاري: ١٠٣٩]

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ بارش ہونے کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ فلاں دن یا فلاں وقت یقینی طور پر بارش ہو جائے گی محکمہ موسمیات بھی اپنے ظن و تخمین سے پیشین گوئی کرتا ہے جو غلط بھی ہو جاتی ہے۔

كتاب الكسوف
گرہن کے بیان میں

١ - باب: الصَّلاةُ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ

باب ۱: سورج گرہن کے وقت نماز کا بیان

٥٦١ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ. فَقامَ النَّبِيُّ ﷺ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ المَسْجِدَ، فَدَخلنا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَقالَ ﷺ: (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُما فَصَلُّوا وَٱدْعُوا، حَتَّى يُكْشَفَ ما بِكُمْ).

وَفِي رواية عَنْهُ قَالَ: (وَلٰكِنَّ ٱللهَ تَعَالَى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ).

وتكرر حديث الكسوف كثيرًا ففي رواية عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ النَّاسُ: كَسَفَتِ

۵۶۱۔ حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آفتاب گرہن ہوا آپ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور مسجد میں داخل ہوئے ہم بھی مسجد میں آئے تو آپ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں یہاں تک کہ آفتاب روشن ہوگیا پھر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ تاریکی جاتی رہے انہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (سورج اور چاند) دونوں کو گرہن کرکے اپنے بندوں کو ڈراتا اور خوف دلاتا ہے حدیث گرہن متعدد بار روایت کی گئی ہے چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد حیات میں سورج گرہن اس دن ہوا جس

الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا وَادْعُوا اللهَ). [رواه البخاري: ١٠٤٠، ١٠٤٣، ١٠٤٨]

روز آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی لوگوں نے خیال کیا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند اور سورج کسی کے مرنے اور پیدا ہونے سے گرہن نہیں ہوتے جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

فوائد: یہ سورج اور چاند اس کرہ ارض سے کئی گنا بڑے ہیں گرہن کے ذریعے اتنے بڑے اجرام فلکی میں تصرف سے مقصود یہ ہے کہ غفلت شعار لوگوں کو قیامت کا منظر دکھا کر بیدار کیا جائے نیز اللہ کی قدرت کاملہ کا اظہار بھی ہے کہ مالک حقیقی اگر بے گناہ مخلوق کو بے نور کر سکتا ہے تو سراپا خطا کار انسان پر بھی گرفت کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۲/۱۳۲)

٢ - باب: الصَّدَقَةُ فِي الْكُسُوفِ

باب ۲: گرہن کے وقت صدقہ کرنا

٥٦٢ : وفي رواية عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الأُولَى، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، لاَ يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ،

۵۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں بہت طویل قیام فرمایا پھر رکوع کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا رکوع کے بعد قیام فرمایا تو بہت طویل قیام کیا مگر پہلے قیام سے کچھ مختصر تھا پھر آپ نے طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ بھی بہت طویل کیا اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب صاف ہو چکا تھا اس کے بعد آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا یہ چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ دونوں کسی کے مرنے جینے سے گرہن نہیں ہوتے جس وقت تم ایسا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو' تکبیر کہو' نماز پڑھو اور

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللهَ، وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا). ثُمَّ قَالَ: (يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللهِ ما مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا). [رواه البخاري: ١٠٤٤]

صدقہ خیرات کرو پھر آپ نے فرمایا اے امت محمد ﷺ! اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی بدکاری کرے اے امت محمد ﷺ! اللہ کی قسم اگر تم اس بات کو جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہیں بہت کم ہنسی آئے اور بہت زیادہ رونا آئے۔

فوائد: صلوٰۃ کسوف کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی ہر دو رکعت میں دو' دو رکوع اور دو دو قیام ہیں اگرچہ بعض روایات میں تین' تین رکوع بعض میں چار' چار اور پانچ پانچ رکوع ہر رکعت میں وارد ہوئے ہیں مگر ہر رکعت میں دو' دو رکوع کی روایات تمام دیگر روایات سے زیادہ صحیح ہیں۔ (عون الباری:۲/۱۴۱) ترجیح کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ نماز کئی مرتبہ پڑھی گئی' ظروف وحالات کے مطابق جو طریقہ مناسب ہوا اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ (علوی) لیکن امام شافعی' امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ کا رجحان ترجیح کی طرف ہے۔ (فتح الباری:۲/۵۳۲)

٣ - باب: النِّدَاءُ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فِي الْكُسُوفِ

باب ۳: گرہن میں الصلوٰۃ جامعۃ کے ذریعے اعلان کرنا

٥٦٣ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. نُودِيَ: أَنِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. [رواه البخاري: ١٠٤٥]

۵۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب سورج گرہن ہوا تو یوں اعلان کیا گیا "نماز کے لئے جمع ہو جاؤ"

فوائد: گرہن کی نماز کے لئے اگرچہ اذان نہیں دی جاتی تاہم اس کے متعلق عمومی اعلان کرانے میں چنداں حرج نہیں ہے تاکہ یہ نماز خاص اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے۔ (عون الباری:۲/۱۴۳)

٤ - باب: التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ

باب ۴: بوقت گرہن عذاب قبر سے پناہ مانگنا

٥٦٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ

۵۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان سے کچھ مانگنے آئی دوران گفتگو اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ تمہیں

الْقَبْرِ. فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَائِذًا بِٱللهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ ذكرت حديث الكسوف، ثم قالت في آخره: ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

[رواه البخاري: ١٠٤٩]

عذاب قبر سے بچائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے فرمایا ہاں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث گرہن کا ذکر کیا جس کے آخر میں ہے کہ پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔

فوائد: گرہن کے وقت عذاب قبر سے اس مناسبت کی بناء پر ڈرایا جاتا ہے کہ جیسے گرہن کے وقت دنیا میں اندھیرا ہو جاتا ہے ایسے ہی گنہگار کی قبر میں عذاب کے وقت اندھیرا چھا جائے گا یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۴۴)

٥ - باب: صَلَاةُ الْكُسُوفِ جَمَاعَةً

باب ۵: گرہن کی نماز با جماعت ادا کرنا

٥٦٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ذَكَرَ حديث الكسوف بطوله ثم قال: يَا رَسُولَ ٱللهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ؟ قَالَ ﷺ: (إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا، وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ ٱلدُّنْيَا، وَأُرِيتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ). قَالُوا: بِمَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (بِكُفْرِهِنَّ). قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِٱللهِ؟. قَالَ: (يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ).

۵۶۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے سورج گرہن کا طویل واقعہ ذکر کرنے کے بعد کہا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے کوئی چیز ہاتھ میں لی پھر ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اس پر آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی تھی اور ایک خوشہ انگور کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر میں وہ لے آتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے اس کے بعد مجھے جہنم دکھائی گئی میں نے آج تک اس سے زیادہ خوفناک منظر نہیں دیکھا اہل دوزخ میں زیادہ تر عورتوں کی تعداد دیکھی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ ان کی ناشکری ہے عرض کیا گیا آیا وہ اللہ کی ناشکر گزار ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور

[رواه البخاري: ١٠٥٢]

احسان نہیں مانتیں اگر تم کسی عورت کے ساتھ تمام عمر احسان کرو اور پھر اتفاقاً تمہاری طرف سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو فوراً کہہ دے گی کہ میں تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ گرہن کے وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہئے اور اگر مقرر امام موجود نہ ہو تو کوئی بھی صاحب علم اس فریضہ کو ادا کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۴۸)

٦ - باب: مَن أَحَبَّ العَتَاقَةَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ

باب ٦: جس نے گرہن کے وقت غلام آزاد کرنا بہترین عمل سمجھا

٥٦٦ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ. [رواه البخاري: ١٠٥٤]

۵۶۶۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

فوائد: جس انسان میں غلام آزاد کرنے کی ہمت نہ ہو اسے چاہئے کہ اس عام حدیث پر عمل کرے جس میں ہے کہ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کرنا پڑے بہرحال اس وقت صدقہ وخیرات کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے۔ (عون الباری:۲/۱۴۹)

٧ - باب: الذِّكْرُ فِي الكُسُوفِ

باب ۷: سورج گرہن کے وقت ذکر الٰہی کرنا

٥٦٧ : عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا، يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ، فَأَتَى المَسْجِدَ، فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: (هٰذِهِ الآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ ٱللهُ، لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ ٱللهُ بِهَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ

۵۶۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ آفتاب گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے آپ گھبرائے کہ کہیں قیامت نہ ہو پھر مسجد میں تشریف لائے اور اتنے طویل قیام' رکوع اور سجود کے ساتھ آپ نے نماز پڑھائی کہ اتنی طویل نماز پڑھاتے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے بھیجتا ہے نیز یہ کسی کے مرنے جینے کیوجہ سے ظہور پذیر نہیں ہوتیں لہٰذا جب تم ایسا دیکھو تو

وَٱسْتِغْفَارِهِ). [رواه البخاري: ١٠٥٩] ذکر الٰہی کی طرف توجہ کرو نیز دعاء اور استغفار بھی خوب کرو۔

فوائد: قیامت آنے کی تمثیل راوی کی طرف سے ہے گویا رسول اللہ ﷺ ایسے خوفزدہ ہوتے جیسے کوئی قیامت کے آجانے سے ڈرتا ہے ورنہ آپ جانتے تھے کہ میری موجودگی میں قیامت نہیں آئے گی بہرحال ایسے حالات میں استغفار کرنا چاہئے کیونکہ دفع بلا کے لئے یہ نسخہ کیمیا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۵۱)

٨ - باب: الجَهْرُ بِالقِرَاءَةِ بِالكُسُوفِ

باب ٨: نماز کسوف میں بآواز بلند قرأت کرنا

٥٦٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلاَةِ الخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ). ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي صَلاَةِ الْكُسُوفِ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [رواه البخاري: ١٠٦٥]

٥٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں بآواز بلند قرأت فرمائی اور جب قراءت سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع فرمایا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد۔ پھر دوبارہ قراءت شروع کی آپ نے نماز کسوف میں ہی ایسا کیا الغرض اس نماز کی دو رکعات میں چار رکوع اور چار سجدے فرمائے۔

فوائد: بعض نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جہری قراءت میں چاند گرہن کے وقت تھی حالانکہ ایک روایت میں ہے کہ جہری قراءت کا اہتمام سورج گرہن کے وقت ہوا تھا بہرحال گرہن کے وقت بآواز بلند قرأت کرنی چاہئے۔ (عون الباری:۲/۱۵۱)

کتاب سجود القرآن

سجدہ تلاوت اور اس کا طریقہ

١ - باب: مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرآنِ وسُنَّتِهَا

باب ۱: سجود قرآن اور ان کے طریقے کے متعلق جو وارد ہے۔

٥٦٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ بِمَكَّةَ، فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى، أَوْ تُرَابٍ، فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ، وَقَالَ: يَكْفِينِي هٰذَا، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا. [رواه البخاري: ١٠٦٧]

۵۶۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۃ والنجم تلاوت کی تو سجدہ فرمایا آپ کے ساتھ جو لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا' علاوہ ایک عمر رسیدہ شخص کے کہ اس نے ایک مٹھی بھر کنکریاں یا مٹی لے کر اپنی پیشانی تک اٹھائی اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ بحالت کفر قتل ہوا۔

فوائد: سجدہ تلاوت اکثر آئمہ کے نزدیک سنت ہے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر پندرہ سجدہ تلاوت ہیں اور سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھنی چاہیے: ((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)) رسول اللہ ﷺ نے جب سورۃ نجم کی تلاوت فرمائی تو مشرکین اس قدر مرعوب ہوئے کہ مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی سجدہ میں گر گئے۔ (واللہ اعلم)

٢ - باب: سَجْدَةُ «ص»

باب ۲: سورۃ "ص" کا سجدہ

٥٧٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: «ص» لَيْسَتْ مِنْ

۵۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سورۃ "ص" کا سجدہ ضروری

عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا. [رواه البخاري: ١٠٦٩]

نہیں ہے البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ ص کے متعلق فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ سجدہ توبہ کے لئے تھا اور ان کی پیروی میں ہم بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۱۵۷)

٣ - باب: سُجُودُ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيسَ لَهُ وُضُوءٌ

باب ۳: مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سجدہ کرنا حالانکہ مشرک پلید اور بے وضو ہوتا ہے

٥٧١ : وحديثه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ بِالنَّجْمِ، تقدَّم قريبًا من رواية ابن مسعودٍ وزاد في هذه الرواية: وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ، وَٱلْجِنُّ وَالإِنْسُ. [رواه البخاري: ١٠٧١]

۵۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ نجم میں سجدہ فرمایا جو ابھی ابھی بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۵۶۹) گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ کے ساتھ اس وقت مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ کسی مشقت کے پیش نظر سجدہ تلاوت وضوء کے بغیر کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۵۵۴) لیکن امام صاحب کا استدلال محل نظر ہے۔ (واللہ اعلم)

٤ - باب: مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ

باب ۴: جس نے آیت سجدہ پڑھی مگر سجدہ نہ کیا

٥٧٢ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَالنَّجْمِ﴾. فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا. [رواه البخاري: ١٠٧٣]

۵۷۲۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ نجم تلاوت کی تو آنحضرت نے اس میں سجدہ نہیں فرمایا۔

فوائد: سجدہ نہ کرنے کی کئی ایک وجوہات ممکن ہیں راجح احتمال یہ ہے کہ بیان جواز کے لئے ایسا کیا گیا ہے یعنی اس کا ترک بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۵۵۹)

٥ - باب: سَجْدَةُ ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾

باب ٥: سورۃ ﴿ اذا السماء انشقت ﴾ کا سجدہ

٥٧٣ : عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّه قَرَأ: ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾. فَسَجَدَ بِهَا. فقيل له في ذلك: قَالَ: لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ لَمْ أَسْجُدْ. [رواه البخاري: ١٠٧٤]

٥٧٣۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سورۃ ﴿ اذا السماء انشقت ﴾ پڑھی تو اس میں سجدہ کیا اس کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو (اس میں) سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا۔

فوائد : بعض لوگ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت مکروہ خیال کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کی یہی وجہ تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب سے اس اعتراض کی کلی کھل گئی۔ (عون الباری:۲/۱٦٠)

٦ - باب: مَنْ لَمْ يَجِد مَوْضِعاً لِلسُّجُودِ مِنَ الزِّحَامِ

باب ٦: جو شخص بوجہ ہجوم سجدہ تلاوت کے لئے جگہ نہ پائے

٥٧٤ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ فِيهَا السَّجْدَةُ، فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مكانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ. [رواه البخاري: ١٠٧٩]

٥٧٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے سجدہ والی سورت تلاوت فرماتے تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔

فوائد : اس کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی ادائیگی فورا ضروری نہیں اسے بعد میں کیا جا سکتا ہے اگر حالات ایسے ہوں کہ سجدہ کے لئے گنجائش نہ ہو تو اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

کتاب تقصیر الصلاۃ
نماز قصر کے بیان میں

١ - باب: مَا جَاءَ فِي التَّقصِيرِ وَكَم يُقِيمُ حَتَّى يَقْصُرَ

باب ١: نماز قصر اور مسافر کتنی اقامت پر قصر کر سکتا ہے

٥٧٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ. [رواه البخاري: ١٠٨٠]

۵۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سفر(فتح مکہ) میں انیس دن ٹھہرے اور اس عرصہ میں قصر کرتے رہے۔

فوائد : ہجرت کے چوتھے سال قصر کی اجازت نازل ہوئی' مغرب اور فجر کی فرض نمازوں میں قصر نہیں ہے اور نہ ہی اس سفر میں قصر کی اجازت ہے جو گناہ کی نیت سے کیا جائے اتباع سنت کا تقاضا یہی ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے اگرچہ اتمام جائز ہے تاہم افضل قصر ہے' حدیث میں جس سفر کا ذکر ہے وہ فتح مکہ کا ہے چونکہ یہ ہنگامی ایام تھے اور فرصت کے لمحات میسر آنے کا علم نہ تھا اس لئے ان ایام میں قصر کرتے رہے۔ یقینی اقامت پر چار دن تک کے لئے قصر کی اجازت ہے بشرطیکہ مسافت بھی کم از کم نو میل ہو۔

٥٧٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ. قُلْتُ: أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟

۵۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ تک گئے آپ اس دوران دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ مدینہ لوٹ آئے آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے مکہ میں کتنے دن قیام کیا؟ آپ

قَالَ: أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا. [رواه البخاري: ١٠٨١] نے فرمایا کہ ہم وہاں دس دن ٹھہرے تھے۔

فوائد: اس حدیث میں جس سفر کا بیان ہے وہ حجۃ الوداع کا ہے آپ آٹھ ذو الحجہ تک مکہ میں ٹھہرے اور قصر کرتے رہے پھر آٹھ ذو الحجہ کو منی روانہ ہوئے ظہر کی نماز آپ نے منی میں ادا کی معلوم ہوا کہ مدت اقامت چار دن تک نماز کو قصر کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۶۴) آپ مکہ میں چار ذوالحجہ کو پہنچے تھے۔

٢ - باب: الصَّلاَةُ بِمِنًى

باب ۲: مقام منی میں نماز (قصر)

٥٧٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ أَتَمَّهَا. [رواه البخاري: ١٠٨٢]

۵۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منی میں دو' دو رکعت پڑھیں اور حضرت عثمان کے ساتھ بھی شروع خلافت میں دو ہی رکعت پڑھی اس کے بعد انہوں نے پوری نماز پڑھنا شروع کردی۔

فوائد: ایام حج میں منی' عرفات' مزدلفہ میں نماز قصر ہی پڑھی جائے سفر حج کی بناء پر یہ رعایت ہر حاجی کے لئے ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خاص عذر کی بناء پر نماز پوری پڑھنا شروع کر دی تھی اگرچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی سخت ناگواری کا اظہار کر دیا تھا جس کا ذکر اگلی روایت میں ہے۔

٥٧٨ : عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ، آمَنَ ما كانَ، بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٠٨٣]

۵۷۸۔ حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت امن منی میں دو رکعت نماز (قصر) پڑھائی۔

فوائد: اگرچہ قرآن میں سفر میں قصر کرنے کو ہنگامی حالات سے مشروط کیا گیا ہے تاہم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دوران سفر بحالت امن بھی قصر کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۶۷)

٥٧٩ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَمَّا قيل له: صَلَّى بِنَا عُثْمانُ ابْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، اسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: صَلَّيْتُ

۵۷۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہیں بتایا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منی میں چار رکعتیں پڑھائی ہیں تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ. [رواه البخاري: ١٠٨٤]

کے ساتھ منی میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منی میں دو، دو رکعتیں پڑھیں کاش کہ چار رکعات کے بجائے میرے حصہ میں وہی دو مقبول رکعتیں آئیں۔

فوائد: روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوران سفر قصر کرنا واجب ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صرف ((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)) پڑھنے پر اکتفاء نہ کرتے دیگر روایات کے پیش نظران سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ نے چار رکعت کیوں پڑھی ہیں؟ تو جواب دیا کہ ایسے موقع پر اختلاف کرنا شر کا پیش خیمہ ہے اگر دوران سفر اتمام بدعت ہوتا تو بدعت سے اختلاف کرنا تو باعث برکت ہے۔ (عون الباری:۲/۱۶۸)

٣ - باب: فِي كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ؟

باب ٣: کتنی مسافت پر نماز کو قصر کیا جائے

٥٨٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ، تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ). [رواه البخاري: ١٠٨٨]

۵۸۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ پر ایمان اور روز قیامت پر یقین رکھتی ہے اسے روا نہیں کہ ایک دن رات کی مسافت اس حال میں طے کرے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

فوائد: اس سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ قصر کے لئے مسافت کا کم از کم اتنا ہونا ضروری ہے جو ایک دن اور رات میں طے ہو سکے اس مسئلہ میں تقریباً بیس اقوال ہیں راجح قول یہ ہے کہ ہر سفر میں قصر کی جا سکتی ہے جسے عرف عام میں سفر کہا جاتا ہے حدیث میں اس کی تحدید تین فرسنگ سے کی گئی ہے جو نو میل کے برابر ہے۔ (واللہ اعلم)

٤ - باب: يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ

باب ٤: نماز مغرب دوران سفر بھی تین رکعت پڑھے

٥٨١ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ

۵۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلاَثًا، ثُمَّ يُسَلِّمُ، ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ، فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ، وَلاَ يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَاءِ، حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ. [رواه البخاري: ١٠٩٢]

کہ جب آپ کو سفر کی عجلت ہوتی تو نماز مغرب موخر کر کے تین رکعت پڑھتے تھے پھر سلام پھیر کر کچھ دیر توقف کرتے اس کے بعد عشاء کی نماز کے لئے اٹھتے اور اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے اور عشاء کے بعد نفل نماز نہ پڑھتے پھر نصف شب کو اٹھتے اور نماز تہجد ادا فرماتے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نماز مغرب کو دوران سفر قصر کی بجائے پورا ادا کیا جائے اس پر علماء کا اجماع ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۱)

٥٨٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِي غَيْرِ الْقِبْلَةِ. [رواه البخاري: ١٠٩٤]

۵۸۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سواری کی حالت میں بغیر قبلہ رو ہوئے نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے "نفل نماز سواری پر ادا کرنا" اگرچہ جانور کا رخ غیر قبلہ کی طرف ہو' امام صاحب کی کتاب المغازی میں تصریح کے مطابق یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے مدینہ سے ادھر جانے کے لئے قبلہ بائیں جانب رہتا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۲)

٥ - باب: صَلاَةُ التَّطَوُّعِ عَلَى الحِمَارِ

باب ۵: گدھے پر (سوار ہو کر) نماز نفل پڑھنا

٥٨٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ، فَقِيلَ له: تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ؟ فَقَالَ: لَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ. [رواه البخاري: ١١٠٠]

۵۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے گدھے پر سواری کی حالت میں نماز پڑھی جبکہ ان کا رخ قبلہ کی بائیں جانب تھا جب ان سے دریافت کیا گیا کیا آپ خلاف قبلہ نماز پڑھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔

فوائد: نفل نماز کے لئے بھی ضروری ہے کہ شروع کرتے وقت منہ قبلہ رخ ہو بعد میں وہ سواری جدھر بھی رخ کرے نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

٦ - باب: مَنْ لَم يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلاَةِ

باب ٦: جو دوران سفر نماز کے بعد نفل نماز نہیں پڑھتا

٥٨٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ ٱللهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [رواه البخاري: ١١٠١]

۵۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا ہم سفر رہا ہوں میں نے کبھی آپ کو دوران سفر نفل نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران سفر نماز ظہر اور عصر وغیرہ میں دو رکعت ہی کافی ہیں سنت نہ پڑھنا بھی اسوۂ نبوی ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۷۳)

٧ - باب: مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلاَةِ وَقَبلَهَا

باب ۷: جو سفر میں نماز سے پہلے یا بعد کی سنتوں کے علاوہ دیگر نوافل پڑھتا ہے

٥٨٥ : عَنْ عامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ، عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ. [رواه البخاري: ١١٠٤]

۵۸۵۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے سواری جدھر چاہتی آپ کو لے جاتی۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنن راتبہ نہیں پڑھی ہاں دیگر قسم کے نوافل اشراق وغیرہ پڑھنا منقول ہے اسی طرح نماز فجر کی دو سنتیں اور وتر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۷۴)

٨ - باب: الجَمْعُ فِي السَّفَرِ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ

باب ۸: دوران سفر مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنا

٥٨٦ : عَنِ ابْنِ عبَّاس رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلاةِ الظُّهرِ وَالعَصْرِ إذا كانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ

۵۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر نماز ظہر وعصر کو اور نماز مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھ لیتے تھے۔

الْمَغْرِبِ وَالعِشَاء [رواه البخاري: ١١٠٧].

فوائد: ظہر کے وقت عصر اور مغرب کے وقت عشاء کو پڑھ لینے کو جمع تقدیم اور عصر کے وقت ظہر عشاء کے وقت مغرب پڑھ لینے کو جمع تاخیر کہتے ہیں سفر میں جیسا بھی موقع محل ہو دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

٩ - باب: إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ

باب ٩: جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے

٥٨٧ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: (صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ). [رواه البخاري: ١١١٧]

٥٨٧۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ مجھے بواسیر تھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی حالت میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر ایسا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز ادا کرو۔

فوائد: بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں ضرور فرق آجاتا ہے کیونکہ حدیث کے مطابق بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور لیٹ کر نماز پڑھنے والے کو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔ نوٹ: یہ اس وقت ہے جب انسان بلا عذر اور بلاوجہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور فرض نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (علوی)

١٠ - باب: إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ أَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ

باب ١٠: جب کوئی بیٹھ کر نماز شروع کرے پھر دوران نماز اچھا ہو جائے یا اسے تخفیف معلوم ہو تو باقی نماز (کھڑے ہو کر) پوری کرے

٥٨٨ : عَنْ عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا، حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ،

٥٨٨۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز تہجد کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا لیکن جب آپ عمر رسیدہ ہوگئے تو آپ بیٹھ کر قراءت فرماتے پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر تقریباً تیس چالیس آیات

فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلاَثِينَ آيَةً أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، ثُمَّ رَكَعَ. [رواه البخاري: ١١١٨]

پڑھ کر رکوع فرماتے۔

فوائد: اس سے اور اگلی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ بیٹھ کر نماز شروع کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری نماز بیٹھ کر پڑھے کیونکہ جیسا بیٹھ کر شروع کرنے کے بعد کھڑا ہونا درست اسی طرح کھڑے ہو کر شروع کرنے کے بعد بیٹھ جانا بھی جائز ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۹)

٥٨٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا في رواية: ثُمَّ يَفْعَلُ في الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَإِذَا قَضَى صَلاَتَهُ نَظَرَ: فَإِنْ كُنْتُ يَقْظَى تَحَدَّثَ مَعِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً ٱضْطَجَعَ. [رواه البخاري: ١١١٩]

٥٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں اضافہ بھی وارد ہے کہ آپ دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے اور جب نماز سے فارغ ہوجاتے اور مجھے بیدار دیکھتے تو میرے ساتھ محو گفتگو ہوتے اور اگر میں نیند میں ہوتی تو آپ بھی لیٹ جاتے۔

کتاب التہجد
تہجد کے بیان میں

١ - باب: التَّهَجُّدُ بِاللَّيْلِ

٥٩٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: (اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالجنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ

باب ا: رات کے وقت نماز تہجد پڑھنا

۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! تو ہی تعریف کے لائق ہے' تو ہی آسمان وزمین اور جو ان میں ہے انہیں سنبھالنے والا ہے' تیرے ہی لئے تعریف ہے' تیرے ہی لئے زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کی سربراہی ہے' تیرے ہی لئے تعریف ہے تو ہی آسمان وزمین اور جو اشیاء ان میں ہیں ان سب کا نور ہے تو ہی ہر طرح کی تعریف کا سزاوار ہے' تو ہی آسمان وزمین اور جو ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے تیرے ہی لئے تعریف لائق ہے' تو سچا ہے اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے' تیری ملاقات یقینی اور تیری بات برحق ہے' جنت ودوزخ برحق اور تمام انبیاء بھی برحق اور محمد ﷺ خصوصا سچے ہیں اور قیامت برحق ہے اے اللہ میں تیرا فرماں بردار اور تجھ پر ایمان لایا ہوں' تجھ پر ہی بھروسا رکھتا ہوں اور تیری ہی

لِي ما قَدَّمْتُ وَما أَخَّرْتُ، وَما أَسْرَرْتُ وَما أَعْلَنْتُ، أَنْتَ المُقَدِّمُ، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْ: لاَ إِلَهَ غَيْرُكَ. [رواه البخاري: ١١٢٠]

طرف رجوع کرتا ہوں' تیری ہی مدد سے مخالفین سے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں' تو میرے اگلے پچھلے چھپے اور کھلے گناہوں کو معاف کردے تو ہی پہلے تھا اور تو ہی آخر میں ہوگا تیرے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔

فوائد: فرائض پنجگانہ کے بعد نماز تہجد بڑی اہمیت کی حامل ہے جو پچھلی رات ادا کی جاتی ہے اور اس کی بالعموم گیارہ رکعات ہیں جن میں آٹھ رکعات' دو' دو سلام سے ادا کی جاتی ہیں اور آخر میں تین وتر پڑھے جاتے ہیں' یہی نماز ماہ رمضان میں تراویح سے موسوم کی جاتی ہے حدیث میں مذکورہ دعا کو تہجد کے لئے اٹھتے ہی پڑھ لیا جائے۔ (واللہ اعلم)

٢ - باب: فَضْلُ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب ٢: نماز شب کی فضیلت

٥٩١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا، فَأَقُصَّهَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكُنْتُ غُلاَمًا شَابًّا، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي المَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ البِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ، وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ لِي: لَمْ تُرَعْ. فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ ٱللهِ، لَوْ

۵۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ حیات میں جب کوئی خواب دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتا تھا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں میں ابھی نوجوان تھا اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد ہی میں سویا کرتا تھا چنانچہ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور دوزخ کی جانب لے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کنویں کی طرح پیچدار بنی ہوئی ہے اس پر دو چرخیاں ہیں اور اس میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں میں پہچانتا ہوں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہمیں ایک فرشتہ ملا جس نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں میں نے یہ خواب (اپنی بہن) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو

كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ). فَكَانَ بَعْدُ لاَ يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلاَّ قَلِيلًا. [رواه البخاري: ١١٢١، ١١٢٢]

آپ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش وہ تہجد پڑھا کرتا اس کے بعد وہ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کی بے حد فضیلت ہے اور اس پر پابندی کرنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔ (عون الباری:۲/۱۸۶)

٣ - باب: تَرْكُ الْقِيَامِ لِلْمَرِيضِ

باب ۳: بیمار کے لئے تہجد چھوڑ دینے کا بیان

٥٩٢ : عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اشْتَكَىٰ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ. [رواه البخاري: ١١٢٤]

۵۹۲۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ایک یا دو رات آپ تہجد کے لئے نہیں اٹھے۔

فوائد: اس حدیث کا تتمہ یہ ہے کہ جب آپ نے بیماری کی وجہ سے چند دن کا قیام اللیل موقوف کر دیا تو ابو لہب کی بیوی ام جمیل کہنے لگی کہ اب تجھے تیرے شیطان نے چھوڑ دیا ہے تو اس وقت "سورۃ والضحیٰ" نازل ہوئی۔ (عون الباری:۲/۱۸۷)

٤ - باب: تَحْرِيضُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى صَلاَةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِن غَيرِ إِيجَابٍ

باب ۴: رسول اللہ ﷺ کا نماز شب اور دیگر نوافل کے لئے بلا وجوب ترغیب دینا

٥٩٣ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَقَالَ: (أَلاَ تُصَلِّيانِ). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ، يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: «وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا». [رواه البخاري: ١١٢٧]

۵۹۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ ان کے اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم دونوں نماز (تہجد) کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہماری تو جانیں ہی اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھائے گا تو اٹھ جائیں گے جب میں نے یہ کہا تو آپ واپس ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر میں نے آپ کو پشت پھیر کر ران پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا کہ "انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر سن کر آپ خاموش ہو گئے اگر یہ نماز فرض ہوتی تو حضرت علی کا عذر قابل قبول نہ ہو سکتا تھا البتہ جاتے ہوئے اظہار تاسف ضرور کر دیا کیونکہ تقدیر کے بہانے ایک فضیلت

کے حصول سے راہ فرار اختیار کرنا درست نہ تھا۔

٥٩٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: إِنْ كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ، خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ، وَما سَبَّحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحى قَطُّ، وَإِنِّي لأُسَبِّحُهَا. [رواه البخاري: ١١٢٨]

۵۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام اگرچہ وہ آپ کو پسند ہی ہوتا اس خوف سے ترک کر دیتے تھے کہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو وہ ان پر فرض ہو جائے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چاشت کبھی (التزاما) نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ان کی معلومات کے مطابق ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت نماز چاشت پڑھی تھی اور حضرت ابو ذر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو اس کے پڑھنے کی تلقین بھی کی تھی۔ (عون الباری: ۲/۱۹۰)

٥ - باب: قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ

باب ۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اس قدر ہوتا کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے

٥٩٥ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُومُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ، أَوْ سَاقَاهُ. فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: (أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا). [رواه البخاري: ١١٣٠]

۵۹۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا آپ کی دونوں پنڈلیوں پر ورم آجاتا اور جب آپ سے اس کے متعلق کہا جاتا تو فرماتے تھے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

فوائد: اس حدیث سے شکریہ کے طور نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے نیز معلوم ہوا کہ شکر زبان کے علاوہ عمل سے بھی ادا کرنا چاہئے کیونکہ زبان سے اعتراف کرتے ہوئے خدمات کی بجا آوری کو شکر کہا جاتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۹۲)

٦ - باب: مَن نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ

باب ۶: جو شخص سحری کے وقت سو رہا

٥٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: (أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى ٱللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ،

۵۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اللہ کو سب نمازوں سے حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز بہت پسند ہے اور تمام روزوں میں زیادہ پسندیدہ

وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا). [رواه البخاري: ١١٣١]

روزہ بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے وہ نصف رات تک سوئے رہتے پھر تہائی شب عبادت کرتے اس کے بعد رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے نیز وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر رات کے بارہ گھنٹے ہوں تو پہلے چھ گھنٹے سو رہتے پھر چار گھنٹے عبادت کرتے پھر دو گھنٹے محو استراحت رہتے گویا سحری کا وقت سو کر گذار دیتے یہی عنوان کا مقصد ہے۔

٥٩٧ : عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان أحبُّ العمل إلى رسول الله ﷺ الدَّائِمَ، قيل لها: مَتَى كانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: كانَ يَقُومُ إِذَا سمع الصَّارِخَ. [رواه البخاري: ١١٣٢]

۵۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہوتا جو ہمیشہ ہوتا رہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کب اٹھتے تو انہوں نے فرمایا کہ جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ جاتے تھے۔

فوائد: مرغ عام طور پر آدھی رات کو بانگ دیتا ہے یہ اس کی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۹۴)

٥٩٨ : وَفي رواية: إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قامَ فَصَلَّى. [رواه البخاري: ١١٣٢]

۵۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں ہے کہ جس وقت مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کر نماز پڑھتے۔

فوائد: امام بخاری نے پہلی حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کی شب بیداری کو بیان فرمایا اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کو اس کے مطابق ثابت کیا اگلی حدیث سے ثابت کیا کہ سحری کے وقت آپ سوئے ہوتے لہٰذا آپ کے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عمل میں یکسانیت ثابت ہوئی۔

٥٩٩ : وَفي رواية عَنهَا قَالَتْ: ما أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا. تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ١١٣٣]

۵۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک اور روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آخر شب میں سوئے ہوئے ہی دیکھا ہے۔

٧ - باب: طُولُ القِيامِ فِي صَلَاةِ اللَّيلِ

باب ۷: تہجد کی نماز میں لمبا قیام کرنا

٦٠٠ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ

۶۰۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ. قيل: وَما هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ١١٣٥]

ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز تہجد پڑھی تو آپ کافی دیر کھڑے رہے حتی کہ میری نیت بگڑ گئی آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے دل میں کیا آیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قیام اللیل میں بہت لمبی قرأت کرتے تھے۔ (عون الباری:۲/۱۹۷)

٨ - باب: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَم كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ

باب ٨: رسول اللہ ﷺ نماز شب کس طرح اور کس قدر پڑھتے تھے؟

٦٠١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ صَلاَةُ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يَعْنِي بِٱللَّيْلِ. [رواه البخاري: ١١٣٨]

۶۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد تیرہ رکعات پر مشتمل ہوتی تھی۔

فوائد: ان تیرہ رکعات کو اس طرح ادا کرتے تھے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی وضاحت ہے۔ (عون الباری:۲/۱۹۷)

٦٠٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ. [رواه البخاري: ١١٤٠]

۶۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے انہی میں وتر اور (سنت) فجر کی دو رکعتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔

فوائد: نماز فجر کی دو سنتیں ملا کر تیرہ رکعات ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چونکہ دن کے فرائض بھی گیارہ ہیں اسی لئے رات کے وتر بھی گیارہ تھے۔ اسی طرح رات کے نوافل اور دن کے فرائض میں یکسانیت ہوتی تھی۔ (عون الباری:۲/۱۹۸)

٩ - باب: قِيَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب ۹: رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت قیام اور نیند کرنا نیز قیام شب کس قدر منسوخ ہوا؟

٦٠٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لاَ يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لاَ يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لاَ تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلاَ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ. [رواه البخاري: ١١٤١]

۶۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینہ میں ایسا افطار کرتے کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اس مہینہ میں آپ بالکل روزہ نہیں رکھیں گے اور جب روزے رکھتے تو اتنے مسلسل کہ ہم سوچتے آپ اس میں بالکل افطار ہی نہیں کریں گے اور رات کو نماز تو آپ ایسی پڑھتے تھے کہ ہم جب چاہتے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے اور جب چاہتے محو خواب دیکھ لیتے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت آپ کے نوافل اور آرام کا وقت ہوتا تھا وہ ایسا کہ جو شخص آپ کو جس حالت میں دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا یہ حضرت انس کا اپنا مشاہدہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے خلاف نہیں کہ مرغ کی بانگ سن کر بیدار ہو جاتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے چشم دید حالات کو بیان کیا ہے۔ (عون الباری:۱۹۹/۲)

١٠ - باب: عَقْدُ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَم يُصَلِّ بِاللَّيْلِ

باب ۱۰: شیطان کا گدی پر گرہ لگانا جبکہ آدمی نماز شب نہ پڑھے

٦٠٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلاَثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَٱرْقُدْ، فَإِنِ ٱسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ ٱللهَ ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ

۶۰۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی (بوقت رات) سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ ابھی تو بہت رات ہے سو جاؤ پھر اگر آدمی بیدار ہو گیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر اس نے نماز پڑھی تو تیسری گرہ بھی کھل

النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ). [رواه البخاري: ١١٤٢]

جاتی ہے اور صبح کو خوش مزاج اور دلشاد اٹھتا ہے ورنہ صبح کو بد دل اور خستہ جسم اٹھتا ہے۔

فوائد: ان شیطانی گرہوں کو حقیقت پر محمول کیا جائے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں اور وہ دھاگہ گدی پر ہوتا ہے' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں صاف بیان کیا ہے کہ شیطان ایک رسی میں گرہیں لگاتا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۰۱)

١١ - باب: إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيطَانُ فِي أُذُنِهِ

باب ۱۱: جو شخص سو رہے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

٦٠٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ، فَقِيلَ: ما زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ، ما قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: (بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ). [رواه البخاري: ١١٤٤]

۶۰۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سویا رہا اور نماز کے لئے بھی نہیں اٹھا تو آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے۔

فوائد: جب شیطان کھاتا پیتا اور نکاح بھی کرتا ہے تو اس کا غافل اور بے نماز کے کان میں پیشاب کر دینا بعید از عقل نہیں۔ (عون الباری:۲/۲۰۳)

١٢ - باب: الدُّعاءُ والصَّلَاةُ مِن آخِرِ اللَّيْلِ

باب ۱۲: پچھلی رات دعا اور نماز کا بیان

٦٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ). [رواه البخاري: ١١٤٥]

۶۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور جب آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آواز دیتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اسے قبول کروں کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسے معاف کردوں۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا اپنے عرش معلّی سے آسمان دنیا پر بلا تاویل وتکییف اترنا برحق ہے جس طرح اس ذات کا عرش عظیم پر مستوی ہونا برحق ہے ہمارے اسلاف کا عقیدہ ہے کہ اس قسم کی صفات کو

ظاہری معنی پر محمول کیا جائے مگر یہ بھی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اس کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح نہیں ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس موضوع پر نزول الرب الی سماء الدنیا نامی کتاب بھی لکھی ہے۔ (عون الباری:۲/۲۰۵)

١٣ - باب: مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا آخِرَهُ

باب ۱۳: جو شخص شروع رات سو جائے اور آخری شب بیدار ہو

٦٠٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سئلت: عن صلاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ؟. قَالَتْ: كانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ، وَيقُومُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَذَّنَ المُؤَذِّنُ وَثَبَ، فَإِنْ كانَ بِهِ حاجَةٌ اغْتَسَلَ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ. [رواه البخاري: ١١٤٦]

۶۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ شروع رات میں سو جاتے اور پچھلی رات اٹھ کر نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر لوٹ آتے پھر جب موذن اذان دیتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اگر ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضوء کرکے باہر تشریف لے جاتے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر تعلقات زن و شوئی کی ضرورت ہوتی تو اسے تہجد ادا کرنے کے بعد پورا کرتے کیونکہ عبادات کے سلسلہ میں رسول اللہ کے یہی شایان شان تھا۔ (عون الباری:۲/۲۰۹)

١٤ - باب: قِيَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ

باب ۱۴: رسول اللہ ﷺ کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کا قیام

٦٠٨ : وعَنْها رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ: عن صلاتِهِ ﷺ في رَمَضانَ؟ فقالَتْ: ما كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ في رَمَضانَ وَلاَ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثًا. قَالَتْ عائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَنَامُ

۶۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کیسے ہوا کرتی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے چار رکعت ایسی طویل پڑھتے کہ ان کی خوبی کے متعلق نہ پوچھو اور پھر آپ چار رکعت ایسی ہی پڑھتے تھے کہ ان کی خوبی اور طوالت کی کیفیت مت پوچھو پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟. فَقَالَ: (يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي).

[رواه البخاري: ١١٤٧]

کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو رہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

فوائد: جن روایات میں رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت بیس رکعات پڑھنا بیان ہوا ہے وہ سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں نماز تراویح کی تعداد آٹھ رکعات اور تین وتر ہیں جیسا کہ حدیث مذکور میں وارد ہے۔

١٥ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي العِبَادَةِ

باب ۱۵: عبادت میں سختی اٹھانا ایک ناپسندیدہ عمل ہے

٦٠٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: (ما هٰذَا الْحَبْلُ). قَالُوا: هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لا، حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ).

[رواه البخاري: ١١٥٠]

۶۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹک رہی ہے آپ نے فرمایا یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ رسی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی لٹکائی ہوئی ہے جب وہ نماز میں کھڑے کھڑے تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں (ایسا ہرگز نہیں چاہیے) اسے کھول دو تم میں ہر شخص نشاط طبع تک نماز پڑھے اگر تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عبادت کرتے وقت میانہ روی اختیار کرنا چاہیے اور اس کے متعلق بے جا سختی کی ممانعت ہے کیونکہ ایسا کرنا روح عبادت کے خلاف ہے۔ (عون الباری:۲/۲۱۱) مقصد یہ ہے کہ عبادت کے التزام میں تشدد معیوب ہے کیونکہ ایسا کرنے سے طبیعت میں نفرت کے جذبات ابھرتے ہیں جو قابل مذمت ہیں۔ (عون الباری:۲/۲۱۲)

١٦ - باب: مَا يُكْرَهُ مِن تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ

باب ۱۶: اہتمام تہجد کے بعد اسے ترک کر دینا مکروہ ہے

٦١٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يَا عَبْدَ ٱللهِ، لاَ

۶۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا کہ

تَكُنْ مِثْلَ فُلاَنٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ). [رواه البخاري: ١١٥٢]

وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے قیام شب ترک کر دیا

فوائد: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نیکی کے کام میں سہولت اور آسانی کو ملحوظ رکھ کر دوام اور ہمیشگی کرنا چاہیے۔ (علوی)

١٧ - باب: فَضلُ مَن تَعَارَّ بِاللَّيلِ فَصَلَّى

باب ۱۷: اس شخص کی فضیلت جو رات اٹھے اور نماز پڑھے

٦١١ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الحَمْدُ للهِ، وَسُبْحَانَ ٱللهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَٱللهُ أَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي، أَوْ دَعا، ٱسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلاَتُهُ). [رواه البخاري: ١١٥٤]

۶۱۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص رات کو اٹھے اور کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شی قدیر' الحمد لله و سبحان الله ولا اله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوه الا بالله پھر یہ دعا پڑھے اللهم اغفرلی یا اور کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر وضوء کرکے نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی قبول ہوتی ہے۔

فوائد: ضروری ہے کہ جو شخص اس حدیث کو پڑھے اسے چاہیے کہ اپنے اندر خلوص نیت پیدا کرے اور اس عمل کو غنیمت سمجھے۔ (عون الباری:۲/۲۱۳)

٦١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ، وَهُوَ يَقُصُّ فِي قَصَصِهِ، وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ أَخاً لَكُمْ لاَ يَقُولُ الرَّفَثَ). يَعْنِي بِذٰلِكَ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ رَوَاحَةَ: وَفِينَا رَسُولُ ٱللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ

۶۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ وعظ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کوئی بے ہودہ بات نہیں کہتا (دیکھو تو کیسے اچھے مضامین سناتا ہے۔)

ہم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کلام اللہ کی

إِذَا ٱنْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ ٱلْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ ما قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا ٱسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ المَضَاجِعُ

[رواه البخاري: ١١٥٥]

تلاوت کرتے ہیں جب صبح کی پو پھٹتی ہے ہم تو اندھے تھے اس نے ہمیں ہدایت پر لگایا اور ہمیں دلی یقین ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ واقعی سچ ہے۔ رات کو ان کا پہلو بستر سے الگ رہتا ہے جبکہ نیند کی وجہ سے مشرکین پر بستر بھاری ہوتے ہیں

فوائد: معلوم ہوا کہ مجالس وعظ میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر باعث برکت ہے لیکن محافل عید میلاد مروجہ کا کوئی ثبوت نہیں یہ خیر القرون سے بہت بعد کی پیداوار ہیں۔

٦١٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّ بِيَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ، فَكَأَنِّي لاَ أُرِيدُ مَكَانًا مِنَ الجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنَّ ٱثْنَيْنِ أَتَيَانِي. وذكر باقي الحديث وقد تقدَّم. [رواه البخاري: ١١٥٦]

۶۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جیسے میرے ہاتھ میں دبیز ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں جنت میں جہاں جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا لے جاتا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ جیسے دو شخص میرے پاس آئے بعد میں وہ پوری حدیث (۵۹۱) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے بعد بالالتزام تہجد پڑھنا شروع کر دی تھی۔ (عون الباری:۲/۲۱۷)

١٨ - باب: مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنَى مَثْنَى

باب ۱۸: نفل نماز دو دو رکعت کرکے پڑھنے کا بیان

٦١٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كلِّها كما يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ القُرْآنِ، يَقُولُ: (إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي

۶۱۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام کاموں کے لئے استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھلایا کرتے تھے۔ ارشاد فرماتے کہ جب کوئی تم میں سے کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت پڑھ لے پھر یوں کہے

أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي، فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ: عاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي، فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ: فِي عاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ. قَالَ: وَيُسَمِّي حاجَتَهُ). [رواه البخاري: ١١٦٢]

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت طاقت چاہتا ہوں اور تجھی سے تیرا فضل عظیم چاہتا ہوں بے شک توہی قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا ہوں اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین ودنیا میں اور میرے کام کے آغاز وانجام میں بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادے اور اس کو میرے لئے آسان کردے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین ودنیا میں اور میرے کام کے آغاز وانجام میں نقصان دہ ہے تو اس کو مجھ سے الگ کردے اور مجھے اس سے علیحدہ کردے اور جہاں کہیں بھلائی ہو وہ میرے لئے مقدر کردے اور اس کے ذریعہ مجھے خوش کردے۔

آپ نے فرمایا کہ پھر اپنی ضرورت کا نام لے اور اللہ کے حضور پیش کرے۔

فوائد: در اصل استخارہ کی اس دعا کے ذریعے بندہ اول تو وعدہ توکل کرتا ہے پھر ثابت قدمی اور تقدیر الٰہی پر راضی رہنے کی دعا کرتا ہے اگر خلوص دل سے اللہ کے حضور یہ دونوں باتیں پیش کر دی جائیں تو اللہ کے فضل وکرم سے بندہ کے مطلوبہ کام میں ضرور خیروبرکت ہوگی۔

١٩ - باب: تَعَاهُدُ رَكْعَتَي الفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعاً

باب ۱۹: فجر کی دو سنتوں پر مداومت کرنا اور جس نے انہیں نفل کا نام دیا

٦١٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ، عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ، أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. [رواه البخاري:

۶۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نفل نماز کا اس قدر التزام نہ کرتے جتنا کہ فجر کی دو سنتوں کا اہتمام کرتے تھے۔

[۱۱۶۹

فوائد: چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی سنتوں پر ہمیشگی فرمائی ہے اس لئے سفر و حضر میں ان کا ترک کرنا مستحسن نہیں ہے۔

٢٠ - باب: مَا يُقرَأُ فِي رَكْعَتَي الفَجْرِ
باب ۲۰: فجر کی سنتوں میں کیا پڑھا جائے؟

٦١٦ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الصُّبْحِ، حَتَّى إنِّي لأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الكتابِ. [رواه البخاري: ١١٧١]

۶۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے دو رکعات بہت ہلکی پڑھتے تھے حتی کہ میں اپنے دل میں کہتی کہ آپ نے سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں

فوائد: اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فجر کی سنتوں میں قرأت فاتحہ کے متعلق اظہار شک نہیں فرمایا بلکہ مطلب یہ ہے کہ بہت ہلکی پڑھتے تھے مسلم کی روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں ﴿ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ﴾ اور دوسری میں ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھتے تھے۔ (عون الباری:۲/۱۲۲)

٢١ - باب: صَلاَةُ الضُّحَى فِي الحَضَرِ
باب ۲۱: گھر میں نماز چاشت پڑھنے کا بیان

٦١٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلاَثٍ، لاَ أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلاَةِ الضُّحى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ. [رواه البخاري: ١١٧٨]

۶۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور جیتے جی میں انہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا ایک تو ہر مہینے میں تین روزے رکھنا دوسری چاشت کی نماز پڑھنا تیسرے وتر پڑھ کر سونا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نمازی کو بوقت سحر اٹھنے پر یقین نہ ہو وہ نیند سے پہلے وتر پڑھ لے اور جسے وثوق ہو کہ صبح تہجد کے لئے اٹھے گا وہ طلوع فجر سے قبل وتر ادا کرے جیسا کہ مسلم کی روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (عون الباری:۲/۲۲۳)

٢٢ - باب: الرَّكْعَتَيْنِ قَبلَ الظُّهرِ
باب ۲۲: ظہر سے پہلے دو سنتیں پڑھنا

٦١٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لاَ يَدَعُ

۶۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات اور فجر سے پہلے

أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. [رواه البخاري: ۱۱۸۲]

دو رکعت سنت کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے اور اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ چار پڑھتے تھے ان میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں حضرات نے اپنی اپنی معلومات سے آگاہ کیا ہے ممکن ہے کہ گھر میں چار پڑھتے ہوں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے اور مسجد میں دو رکعت ہی ادا کرتے ہوں جن کا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مشاہدہ کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۲۴)

۲۳ - باب: الصَّلاة قَبلَ المَغرِبِ

باب ۲۳: نماز مغرب سے پہلے سنت پڑھنے کا بیان

۶۱۹ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (صَلُّوا قَبْلَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ). قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: (لِمَنْ شَاءَ). كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. [رواه البخاري: ۱۱۸۳]

۶۱۹۔ حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا نماز مغرب سے پہلے نفل پڑھو (مکرر فرمایا) تیسری مرتبہ یہ کہا جو کوئی چاہے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ لوگ اسے لازمی نہ سمجھ لیں۔

فوائد: مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اگرچہ ضروری نہیں تاہم ان کی ادائیگی باعث اجر وثواب ہے لیکن جماعت کھڑی ہونے سے پہلے پڑھنا چاہئے اور فجر کی سنتوں کی طرح انہیں بھی ہلکا پھلکا ادا کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۲/۲۲۵)

كتاب الصلاة في مسجد مكة والمدينة
مکہ اور مدینہ کی مساجد میں نماز پڑھنا

١ - باب: فَضْلُ الصَّلاَةِ في مَسْجِدِ مَكَّةَ والمَدِينَةِ

باب ا: مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت

٦٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ تُشَدُّ الرِّحالُ إلاَّ إلَى ثَلاثَةِ مَساجِدَ: المَسْجِدِ الحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ، وَمَسْجِدِ الأَقْصى). [رواه البخاري: ١١٨٩]

٦٢٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصی۔

فوائد: حصول تقرب کے لئے سامان سفر تیار کرنا اور زیارت کے لئے گھر سے نکلنا یہ صرف انہی تین مقامات کے ساتھ مخصوص ہے' نیز بزرگوں کے مزارات پر اس نیت سے جانا کہ وہ خوش ہو کر ہماری حاجت روائی کریں گے یا اس کا وسیلہ بنیں گے اور اس قسم کے دیگر اوہام باطلہ اس حدیث کے تحت قطعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ (عون الباری:۲/۲۳۱)

٦٢١ : وعَنه رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (صَلاَةٌ في مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيما سِوَاهُ، إلَّا المَسْجِدَ الحَرَامَ). [رواه البخاري: ١١٩٠]

٦٢١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دیگر تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

فوائد : میری مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے حضرت امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سامان سفر باندھنا چاہئے اور جو وہاں جائے گا لازمی طور پر اسے رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخین پر درود وسلام کی سعادتیں حاصل ہوں گی۔

٢ - باب: مَسْجِدُ قُبَاءٍ

باب ٢: مسجد قبا کا بیان

٦٢٢ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا كَانَ لاَ يُصَلِّي مِنَ الضُّحَى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ: يَوْمِ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى، فَيَطُوفُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ المَقَامِ، وَيَوْمِ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ، فَإِذَا دَخَلَ المَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ. قَالَ: وَكَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا. وَكَانَ يَقُولُ له: إِنَّما أَصْنَعُ كما رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ، وَلاَ أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ صلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلاَ غُرُوبَهَا. [رواه البخاري: ١١٩١، ١١٩٢]

٦٢٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز چاشت دو دنوں کے علاوہ کسی اور دن میں نہ پڑھتے ایک جب مکہ مکرمہ آتے تو ضرور پڑھتے کیونکہ وہ مکہ میں چاشت ہی کے وقت آتے تھے طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے اور دوسرے جس دن قبا جاتے اس دن بھی نماز چاشت پڑھتے تھے وہ ہر ہفتہ مسجد قبا جاتے جب مسجد میں داخل ہوتے تو نماز پڑھے بغیر وہاں سے نکلنے کو برا خیال کرتے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء کی زیارت کے لئے کبھی سوار اور کبھی پیدل جایا کرتے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں اس طرح کرتا ہوں جیسا کہ میں نے اپنے دوستوں کو کرتے دیکھا ہے اور میں کسی کو منع نہیں کرتا کہ رات یا دن میں جب چاہے نماز پڑھے ہاں قصداً سورج نکلتے یا غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھے

فوائد : معلوم ہوا کہ بعض اعمال خیر کی ادائیگی کے لئے کسی دن کو متعین کرنا اور پھر اس پر مداومت کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:٧/٢٣/٢)

٣ - باب: فَضْلُ مَا بَيْنَ القَبْرِ وَالمِنْبَرِ

باب ٣: (مسجد نبوی میں) قبر اور منبر کے درمیان مقام کی فضیلت

٦٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما بَيْنَ

٦٢٣۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي). [رواه البخاري: ١١٩٦]

فرمایا میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہو گا۔

فوائد : بلاشبہ یہ فضیلت کسی اور خطہ ارض کو حاصل نہیں حقیقتاً یہ حصہ جنت ہی کا ہے اور عالم آخرت میں اسے جنت ہی کا حصہ بنا دیا جائے گا' چونکہ آپ اپنے گھر میں ہی مدفون ہیں اس لئے امام بخاری نے اس حدیث پر "قبر اور منبر کے درمیانی حصہ کی فضیلت" کا عنوان قائم کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۳۸)

كتاب العمل في الصلاة

نماز میں کوئی کام کرنے کا بیان

١ - باب: ما يُنْهى مِنَ الكَلاَمِ في الصَّلاَةِ

باب ا: نماز میں کلام کا ممنوع ہونا

٦٢٤ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: (إِنَّ فِي الصَّلاَةِ شُغْلًا). [رواه البخاري: ١١٩٩]

۶۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نماز میں ہوتے اور آپ ہمیں جواب بھی دیا کرتے تھے لیکن نجاشی کے پاس سے لوٹ کر آنے کے بعد ہم نے آپ کو نماز میں سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فراغت کے بعد فرمایا کہ نماز میں مصروفیت ہوا کرتی ہے۔

فوائد: دوران نماز اللہ سے مناجات کا تقاضا ہے کہ اللہ کی یاد میں ہمہ تن مستغرق ہوا جائے اس قدر دل وابستگی کے عالم میں لوگوں سے گفتگو اور ان کے سلام کا جواب کیسے دیا جا سکتا ہے؟ (عون الباری: ۲/۲۴۰)

٦٢٥ : وفي رواية عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كان أَحَدُنا يكلِّم صاحبه في الصَّلاة، حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿حَـٰفِظُوا عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ﴾. الآيَةَ، فَأُمِرْنَا

۶۲۵۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نماز میں ایک دوسرے سے گفتگو کیا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی "نمازوں کی حفاظت کرو اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے

بِالسُّكُوتِ. [رواه البخاري: ١٢٠٠]

رہو۔" پھر ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز ہر قسم کی دنیاوی بات کرنا منع ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ ہمیں اس آیت کے ذریعے کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ (عون الباری:٢/٢٤١)

٢ - باب: مَسْحِ الحَصَى فِي الصَّلاَةِ

باب ٢: نماز میں کنکریاں ہٹانا

٦٢٦ : عَنْ مُعَيْقِيبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ، فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: (إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً). [رواه البخاري: ١٢٠٧]

٦٢٦۔ حضرت مُعَيقيب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے جو سجدہ کی جگہ مٹی ہموار کر رہا تھا یہ فرمایا کہ اگر تم یہ کرنا ہی چاہتے ہو تو ایک دفعہ سے زیادہ نہ کرو۔

فوائد: ایک روایت میں اس کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ نماز کے وقت اللہ کی رحمت نمازی کے رو برو ہوتی ہے اس لئے توجہ ہٹا کر کنکریوں کو بار بار برابر کرنا گویا اللہ کی رحمت سے روگردانی کرنا ہے۔ (عون الباری:٢/٢٤٣)

٣ - باب: إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلاَةِ

باب ٣: اگر کسی کا بحالت نماز جانور بھاگ جائے (تو کیا کرے؟)

٦٢٧ : عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: صَلَّى يَوْمًا فِي غَزْوَةٍ وَلِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتبعُهَا، فقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ، أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَثَمَانَ، وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ، وَإِنِّي، إِنْ كُنْتُ أَنْ أُرَاجِعَ مَعَ دَابَّتِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا، فَيَشُقَّ عَلَيَّ. [رواه البخاري: ١٢١١]

٦٢٧۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی جنگ میں سواری کی لگام ہاتھ میں لے کر نماز پڑھی سواری شوخی کرنے لگی تو آپ اس کے پیچھے ہو لئے جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چھ، سات یا آٹھ بار جہاد میں رہا ہوں اور میں نے آپ کی آسان روی اور سہولت پسندی دیکھی ہے اس لئے مجھے یہ بات کہ میں اپنی سواری کے ہمراہ رہوں اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے چھوڑ دیتا اور وہ اپنے اصطبل میں چلی جاتی پھر مجھے تکلیف ہوتی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی خاص ضرورت کے پیش نظر انسان اپنی تعریف خود کر سکتا ہے بشرطیکہ

مقصود فخر نہ ہو۔ (عون الباری:۲/۲۴۵)

٦٢٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ذكرت حديث الخسوف وقال في هذه الرواية بعد قوله: ولقد رأيت النار يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا : (وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ). [رواه البخاري: ١٢١٢]

۶۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سورج گرہن کی حدیث بیان کی جو پہلے (۵۲۶) گزر چکی ہے اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا اس کا ایک حصہ دوسرے کو توڑے جا رہا تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو آزاد کرنے کی رسم ڈالی تھی۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت کا خوشہ لینے کے لئے دوران نماز آگے بڑھے اور جہنم کا ہولناک منظر دیکھ کر کچھ پیچھے ہٹے اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت نماز میں تھوڑا سا چلنا اور معمولی سا کام کرنا اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (عون الباری:۲/۲۴۶)

٤ - باب: لاَ يَرُدُّ السَّلاَمَ فِي الصَّلاَةِ

باب ۴: نماز میں سلام کا جواب (زبان سے) نہیں دینا چاہئے۔

٦٢٩ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حاجَةٍ، فَٱنْطَلَقْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي ما ٱللهُ أَعْلَمُ بِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَعَلَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّي أَبْطَأْتُ؟. ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الأُولَى، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، فَقَالَ: (إِنَّمَا مَنَعَنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ

۶۲۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا چنانچہ میں گیا اور وہ کام کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا جس سے میرا دل اتنا رنجیدہ ہوا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس لئے ناراض ہیں کہ میں دیر سے لوٹا ہوں چنانچہ میں نے پھر سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اب تو میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ رنج ہوا میں نے پھر سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا چونکہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے میں تجھے

أُصَلِّي). وَكَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُتَوَجِّهًا إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ. [رواه البخاري: ١٢١٧]

سلام کا جواب نہ دے سکا اس وقت آپ سواری پر تھے جس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا (اس لئے میں تمیز نہ کر سکا کہ آپ نماز میں ہیں یا نہیں)

فوائد: مسلم میں اتنی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دیا تھا جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نہ سمجھ سکے اس لئے وہ پریشان اور متفکر ہوئے۔

٥ - باب: الخَصْرُ فِي الصَّلاَةِ

باب ۵: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے

٦٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا. [رواه البخاري: ١٢٢٠]

۶۳۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے

فوائد: اس حکم امتناعی کی چند وجوہات ہیں کیونکہ ایسا کرنا تکبر کرنے والوں کی علامت ہے' یہودی اکثر ایسا کرتے تھے نیز ابلیس کو ایسی حالت میں آسمان سے اتارا گیا اور اہل جہنم آرام کے وقت ایسا کریں گے اس لئے دوران نماز ایسا کرنا منع ہے۔ (عون الباری:۲/۲۴۸)

كتاب السهو
سجدہ سہو کے بیان میں

١ - باب: إذَا صَلَّى خَمْسًا
باب ١: جب (بھول کر) پانچ رکعت پڑھ لے

٦٣١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا، فقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلاةِ؟ فَقَالَ: (وما ذاكَ). قَالَ: صَلَّيتَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَين بَعْدَ ما سَلَّمَ [رواه البخاري: ١٢٢٦].

۶۳۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ظہر کی پانچ رکعات پڑھیں عرض کیا گیا کہ نماز میں کچھ اضافہ کردیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا گیا کہ آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے سہو کئے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اگر نماز میں کمی واقع ہو تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے اور اگر کچھ اضافہ ہو جائے تو سلام کے بعد سجدہ سہو کیا جائے لیکن اس سلسلہ میں امام احمد کا مسلک زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہر حدیث کو اس کے محل میں استعمال کیا جائے اور جس بھول کی صورت میں کوئی حدیث نہیں آئی وہاں سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے۔ (عون الباری: ۲/۲۵۰)

٢ - باب: إذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَاسْتَمَعَ
باب ۲: جب نمازی سے کوئی بات کرے اور وہ سن کر ہاتھ سے اشارہ کردے

٦٣٢ : عن أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ينهى عن الرَّكعتين بعد العصرِ، ثم رأيْتُه

۶۳۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے

يصليهما، وكان عندي نسوة من الأنصارِ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الجَارِيَةَ، فَقُلْتُ: قُومِي بِجَنْبِهِ، قُولِي لَهُ: تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ، وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا؟ فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِري عَنْهُ. فَفَعَلَتِ الجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ). [رواه البخاري: ١٢٣٣]

پھر میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت میرے پاس انصاری عورتیں بیٹھی تھیں میں نے ایک لڑکی کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اس سے کہا آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دریافت کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع فرماتے سنا ہے جبکہ میں اب آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ دو رکعت پڑھ رہے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے تیری طرف اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا چنانچہ اس لڑکی نے ایسا ہی کیا آپ نے اپنے ہاتھ سے جب اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی! تو نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے متعلق پوچھا تو بات دراصل یہ ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ میرے پاس آگئے تھے انہوں نے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں میں مجھے دیر کرادی تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں (یہ نفل نہیں ہیں)

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران نماز کسی کی بات سننا اور اسے سمجھنا اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (عون الباری: ۲/۲۵۳)

کتاب الجنائز

جنازہ کے بیان میں

١ - باب: مَنْ كَانَ آخِرُ كَلامِهِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ الله

٦٣٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي، فَأَخْبَرَنِي، أَوْ قَالَ: بَشَّرَنِي، أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ). [رواه البخاري: ١٢٣٧]

باب ا: جس شخص کی آخری بات لا الہ الا اللہ ہو

۶۳۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب کی طرف سے میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے مجھے خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو شخص بایں حالت فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر فوت ہوا وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا آخر کار جنت میں داخل ہو گا خواہ حقوق اللہ جیسے زنا اور حقوق العباد جیسے چوری کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو ایسے حالات میں حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق اللہ ضرور کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ (عون الباری: ۲/۲۵۵)

٦٣٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ).

۶۳۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا

وَقُلْتُ أَنَا: مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ. [رواه البخاري: ١٢٣٨]

ہو وہ جنت میں جائے گا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری ایک فرمان نبوی کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں یعنی ضروری نہیں کہ مرتے وقت کلمۂ اخلاص پڑھنے سے ہی جنت میں داخلہ ہو گا بلکہ اس سے مراد توحید کا عقیدہ رکھنا اور اس عقیدہ پر مرنا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۵۷)

٢ - باب: الأَمْرُ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ

باب ۲: جنازے میں شریک ہونے کا حکم

٦٣٥ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ المَرِيضِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ المَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ القَسَمِ. وَرَدِّ السَّلاَمِ، وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ. وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الفِضَّةِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَالحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالقَسِّيِّ، وَالإِسْتَبْرَقِ. [رواه البخاري: ١٢٣٩]

۶۳۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا جن باتوں کا حکم دیا تھا وہ جنازوں کے ہمراہ جانا' مریض کی عیادت کرنا' دعوت قبول کرنا' مظلوم کی مدد کرنا' قسم کا پورا کرنا' سلام کا جواب دینا ہے اور چھینکنے والے کو دعا دینا اور آپ نے چاندی کے برتن' سونے کی انگوٹھی' ریشم' دیبا' قز اور استبرق سے منع فرمایا تھا۔

فوائد: اس حدیث میں جن سات چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان میں ساتویں یہ ہے کہ ریشمی گدیوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا ہے جو سواری کی زین پر رکھی جاتی ہیں امام بخاری نے اسے (کتاب اللباس:۵۸۶۳) میں بیان فرمایا ہے۔

٣ - باب: الدُّخُولُ عَلَى المَيِّتِ بَعدَ المَوْتِ إِذَا أُدرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

باب ۳: جب مردہ کفن میں لپیٹ دیا جائے تو اس کے پاس جانا

٦٣٦ : عَنْ أُمِّ العَلاَءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - امْرَأَة مِنَ الأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ -: أَنَّهُ اقْتُسِمَ المُهَاجِرُونَ قُرْعَةً، فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، فَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ

۶۳۶۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون سے روایت ہے جو ان عورتوں میں شامل ہیں جنہوں نے آپ سے بیعت کی تھی انہوں نے فرمایا کہ جب مہاجرین بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم ہوئے تو ہمارے حصہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے جن کو ہم اپنے گھر لائے اور وہ اچانک مرض

وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ، دَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ ٱللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ: لَقَدْ أَكْرَمَكَ ٱللهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ ٱللهَ أَكْرَمَهُ). فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ ٱللهُ؟ فَقَالَ: (أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، وَٱللهِ إِنِّي لأَرْجُو لَهُ الخَيْرَ، وَٱللهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ ٱللهِ، مَا يُفْعَلُ بِي). قَالَتْ: فَوَٱللهِ لاَ أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا. [رواه البخاري: ١٢٤٣]

وفات میں مبتلا ہو گئے جب انہوں نے انتقال کیا تو ہم نے انہیں غسل دیا اور ان کے کپڑوں میں کفنایا دریں اثناء رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے کہا اے ابو سائب رضی اللہ عنہ! تم پر اللہ کی رحمت ہو میری شہادت تمہارے لئے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سرفراز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے انہیں عزت دی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تو پھر اللہ کسے سرفراز کرے گا؟ آپ نے فرمایا بے شک انہیں (اچھی حالت میں) موت آئی ہے واللہ! میں بھی ان کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! میں اس کا رسول ہو کر اپنے متعلق نہیں جانتا ہوں کہ میرے متعلق کیا معاملہ کیا جائے گا؟ حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کے پاکباز ہونے کی شہادت نہیں دی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قطعی طور پر کسی کو جنتی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ حصول جنت کے لئے خلوص نیت شرط ہے جس پر اللہ کے علاوہ اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا البتہ جن حضرات کے متعلق نص قطعی ہے مثلاً عشرہ مبشرہ وغیرہ انہیں جنتی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۲۶۲)

٦٣٧: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي، جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، أَبْكِي وَيَنْهَوْنَنِي عَنْهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ لاَ يَنْهَانِي، فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَبْكِينَ أَوْ لاَ تَبْكِينَ، مَا زَالَتِ المَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى

۶۳۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں بار بار ان کے چہرے سے پردہ ہٹاتا اور روتا تھا لوگ مجھے اس سے منع کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ مجھے منع نہ فرماتے تھے پھر میری پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو رو یا نہ رو فرشتے تو ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے حتی کہ تم نے انہیں اٹھا لیا۔

رَفَعْتُمُوهُ). [رواه البخاري: ١٢٤٤]

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق جنتی ہونے کا فیصلہ فرمایا اس کی بنیاد وحی تھی ویسے اپنے ظن و تخمین سے کسی کے متعلق جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۲/۲۶۳)

٤ - باب: الرَّجُلُ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهِ

باب ۴: جو شخص میت کے عزیزوں کو اس کے مرنے کی خبر خود دے

٦٣٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. [رواه البخاري: ١٢٤٥]

۶۳۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے فوت ہونے کی خبر سنائی جس دن وہ فوت ہوئے تھے پھر آپ عید گاہ تشریف لے گئے صفیں درست کرنے کے بعد چار تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ غائبانہ جنازہ پڑھا جا سکتا ہے بشرطیکہ مرنے والا معاشرہ میں اثر و رسوخ کا حامل ہو۔

٦٣٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ - وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لَتَذْرِفَانِ - ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ). [رواه البخاري: ١٢٤٦]

۶۳۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ موتہ میں پہلے زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور وہ شہید ہوگئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی شہید ہوگئے پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا تو وہ بھی شہید ہوگئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سالاری کے بغیر ہی جھنڈا اٹھایا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

فوائد: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فوج کی کمان کرنے کا حکم نہیں دیا اس کے باوجود انہوں نے کمان کی اور کافروں کو شکست فاش سے دوچار کیا معلوم ہوا کہ سنگین حالات کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۲۶۶)

٥ - باب: فَضْلُ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحتَسَبَ

باب ۵: اس شخص کی فضیلت جس کا کوئی بچہ مرجائے تو وہ ثواب کی امید سے صبر کرے

٦٤٠ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ، يُتَوَفَّى لَهُ ثَلاثٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُ ٱللهُ الجَنَّةَ، بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ). [رواه البخاري: ١٢٤٨]

۶۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین نابالغ بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ بچوں پر اپنی عنایت زیادہ ہونے کے باعث اسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں دو بچوں بلکہ ایک بچے کے فوت ہونے کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ صبر کیا جائے اور کوئی بے ادبی کا لفظ منہ سے نہ کہا جائے۔ (عون الباری:۲/۲۶۸)

٦ - باب: ما يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغسَلَ وِتْرًا

باب ۶: میت کو طاق مرتبہ غسل دینا پسندیدہ ہے۔

٦٤١ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصارِيَّةِ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، حِينَ تُوَفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: (ٱغسِلْنَهَا ثَلاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَٱجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي). فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: (أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ). تَعْنِي إِزَارَهُ. [رواه البخاري: ١٢٥٣]

۶۴۱۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی کی وفات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کردو اور فارغ ہوکر مجھے اطلاع دینا چنانچہ ہم نے فارغ ہوکر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا اسے ان کے بدن پر لپیٹ دو یعنی اس کی ازار بنادی جائے۔

فوائد: اپنا تہبند بطور تبرک کے عنایت فرمایا میت کو ایک دفعہ غسل دینا فرض ہے اور اس سے زیادہ بقدر ضرورت مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۲۷۰)

٧ - باب: يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ

باب ۷: میت کے دائیں اطراف سے غسل شروع کیا جائے

٦٤٢ : وَفِي رواية أخرى أَنَّهُ قَالَ: (ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا). قَالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ. [رواه البخاري: ١٢٥٤]

۶۴۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دائیں اطراف اور وضوء کے مقامات سے غسل کا آغاز کرنا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے کنگھی کرکے ان کے بالوں کے تین حصے کردیئے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ میت کو کلی کرانا اور اس کے ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے نیز یہ وضوء غسل کا حصہ ہے۔ (عون الباری:۲/۲۷۲)

٨ - باب: الثِّيَابُ الْبِيضُ لِلْكَفَنِ

باب ۸: کفن کے لئے سفید کپڑوں ہونا

٦٤٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ، بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ. [رواه البخاري: ١٢٦٤]

۶۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو یمنی سحولی روئی سے بنے ہوئے تھے اور ان میں نہ تو قمیص تھی نہ عمامہ

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا بقول امام ترمذی رسول اللہ ﷺ کے کفن کے متعلق یہی ایک روایت صحیح ہے عمامہ باندھنا بدعت ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔ (عون الباری:۲/۲۷۳)

٩ - باب: الْكَفَنُ فِي ثَوْبَيْنِ

باب ۹: دو کپڑوں میں کفن دینا

٦٤٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِعَرَفَةَ، إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ، أَوْ قَالَ: فَأَوْقَصَتْهُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلاَ

۶۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مقام عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گرا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو مگر

تُحَنِّطُوهُ، وَلاَ تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا). [رواه البخاري: ١٢٦٥]

حنوط (ایک خوشبو) نہ لگانا اور نہ اس کے سر کو ڈھانکنا کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "محرم کو کیونکر کفن دیا جائے" اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم جب مر جائے تو اس پر احرام کے احکام باقی رہیں گے۔ (عون الباری:۲/۲۷۵)

١٠ - باب: الكَفَنُ لِلْمَيِّتِ

باب ۱۰: میت کیلئے کفن

٦٤٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ أُبَيّ لَمَّا تُوُفِّيَ، جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ، وَصَلِّ عَلَيْهِ، وَٱسْتَغْفِرْ لَهُ. فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيصَهُ، فَقَالَ: (آذِنِّي أُصَلِّي عَلَيْهِ). فَآذَنَهُ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَلَيْسَ ٱللهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: (أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ، قَالَ: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ ٱللهُ لَهُمْ﴾). فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾. [رواه البخاري: ١٢٦٩]

۶۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مرگیا تو اس کے بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کے کفن کے لئے اپنی قمیض عنایت فرمادیجئے' اس کی نماز جنازہ پڑھے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کیجئے تو آپ نے اپنی قمیص عنایت فرمائی اور کہا کہ جب جنازہ تیار ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا چنانچہ اس نے آپ کو اطلاع کی مگر جب آپ نے اس کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روک لیا اور عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے آپ کو منع نہیں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے تم ان کے لئے مغفرت کرو یا نہ کرو (دونوں برابر ہیں) اگر ستر بار بھی ان کے گناہوں کی معافی چاہو گے تو تب بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں فرمائے گا" پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اگر کوئی منافق مرجائے تو اس کی کبھی نماز جنازہ

نہ پڑھو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اس لئے دی کہ اس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی ہو گو اس کا باپ منافق تھا نیز غزوہ بدر میں جب عباس رضی اللہ عنہ قید ہو کر آئے تو ان کے بدن پر قمیص نہ تھی تو عبد اللہ بن ابی منافق نے اپنی قمیص انہیں پہنائی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کا بدلہ دیا تاکہ منافق کا کوئی احسان باقی نہ رہے۔ (عون الباری:۲/۲۷۶)

٦٤٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ، فَأَخْرَجَهُ، فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ. [رواه

۶۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی منافق کی میت پر تشریف لائے جب اسے قبر میں رکھ دیا گیا تو آپ نے اسے نکلوا کر کسی قدر لعاب دھن اس پر ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔

فوائد: پہلی روایت میں قمیص دینے سے مراد یہ ہے کہ آپ نے دینے کا وعدہ فرمایا ہوا یوں کہ عبد اللہ منافق کے عزیزوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ خیال کیا جب اسے قبر میں رکھ دیا گیا تو آپ نے اسے اپنا قمیص پہنایا۔ (عون الباری:۲/۲۷۹)

١١ - باب: إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَناً إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيهِ غَطَّى بِهِ رَأْسَهُ

باب ۱۱: جب کفن صرف اتنا ہو جو میت کے سر یا پاؤں کو چھپائے تو اس سے سر کو ڈھانپ دیا جائے

٦٤٧ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ ٱللَّهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى ٱللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً، إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ

۶۴۷۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کی تو ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا ہم میں سے کچھ لوگوں نے تو مرنے تک اپنے بدلے میں سے کچھ نہ کھایا انہی لوگوں میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے اور ہم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے لئے ان کا پھل پک گیا اور وہ اسے اٹھا اٹھا کر کھاتے ہیں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے ان کے کفن کے لئے کچھ نہ ملا بس ایک چادر تھی اگر ان کا سر اس سے چھپاتے تو پاؤں کھل

مِنَ الإِذْخِرِ. [رواه البخاري: ١٢٧٦]

جاتے پاؤں چھپاتے تو سر باہر نکل آتا آخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دو اور پاؤں پر کچھ اذخر گھاس ڈال دو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کفن میں واجب ستر پوشی ہے نیز اس حدیث سے حضرت مصعب بن عمیر کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ آخرت میں ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (عون الباری: ٢/٢٨٠)

١٢ - باب: مَنِ استَعَدَّ الكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ - فَلَم يُنكَرْ عَلَيهِ

باب ١٢: زمانہ نبوت میں کسی قسم کے اعتراض وانکار کے بغیر جس نے اپنا کفن تیار کیا

٦٤٨ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قال: أَنَّ ٱمْرَأَةً جاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ، فِيهَا حاشِيَتُهَا، أَتَدْرُونَ ما البُرْدَةُ؟ قَالُوا: الشَّمْلَةُ، قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزارُهُ، فَحَسَّنَهَا فُلانٌ فَقَالَ: اكْسُنِيهَا، ما أَحْسَنَهَا، قَالَ القَوْمُ: ما أَحْسَنْتَ، لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ، وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ، قَالَ: إِنِّي وَٱللهِ، ما سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهَا، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

[رواه البخاري: ١٢٧٧]

٦٤٨۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار شدہ حاشیہ دار چادر لائی راوی نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا بردہ چادر کو کہتے ہیں تو اس نے کہا ہاں خیر عورت نے کہا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تیار کیا ہے اور آپ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں چنانچہ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی اس لئے اسے قبول فرمالیا پھر آپ باہر تشریف لائے تو وہ چادر آپ کی ازار تھی ایک شخص نے اس کی تعریف کی اور کہنے لگا کیا ہی عمدہ چادر ہے یہ مجھے عنایت کر دیجئے لوگوں نے اس سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انتہائی ضرورت کے پیش نظر اسے پہنا تھا مگر تو نے مانگ لی ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں کرتے اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں نے پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ اس لئے کہ وہ میرا کفن ہو حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اسی چادر سے اس شخص کا کفن

تیار ہوا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنی زندگی میں کفن تیار کر کے رکھ لینا قابل اعتراض نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۲۸۳)

١٣ - باب: اتِّبَاعُ النِّسَاءِ الجَنَائِزَ

باب ۱۳: عورتوں کا جنازے کے ہمراہ جانا (ممنوع ہے)

٦٤٩ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. [رواه البخاري: ١٢٧٨]

۶۴۹۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کر دیا گیا تاہم کوئی زیادہ سختی بھی نہ تھی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حکم امتناعی کی کئی ایک اقسام ہیں کچھ تو ایسے ہیں جن کا ارتکاب حرام ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جن پر عمل کرنا پسندیدہ اور بہتر نہیں ہے وہ نہی کراہت کے معنی میں ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔ (عون الباری:۲/۲۸۵)

١٤ - باب: إحداد المرأة عَلَى غَيْرِ زَوجِهَا

باب ۱۴: عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے پر سوگ کرنا

٦٥٠ : عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا). [رواه البخاري: ١٢٨١]

۶۵۰۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو عورت اللہ پر ایمان اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے لیکن اسے اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا چاہیے۔

فوائد: حاملہ عورت کے سوگ کی مدت وضع حمل ہے خواہ چار ماہ دس دن سے پہلے وضع ہو یا اس کے بعد۔ (عون الباری:۲/۲۸۶)

١٥ - باب: زِيَارَةُ القُبُورِ

باب ۱۵: قبروں کی زیارت کرنے کا بیان

٦٥١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِٱمْرَأَةٍ

۶۵۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر

تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: (اتَّقِي ٱللهَ وَٱصْبِرِي). قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي، وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: (إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى). [رواه البخاري: ١٢٨٣]

ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی آپ نے اسے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر اس عورت نے آپ کو نہ پہچانا اور کہنے لگی مجھ سے الگ رہو کیونکہ تمہیں مجھ جیسی مصیبت نہیں پڑی جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے وہ (معذرت کے لئے) رسول اللہ ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوئی اس نے آپ کے دروازے پر کوئی دربان نہ دیکھ کر عرض کیا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا (معاف فرمائیے) آپ نے فرمایا صبر تو شروع صدمہ کے وقت (معتبر) ہوتا ہے۔

فوائد: عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے بشرطیکہ بار بار نہ جائیں اور اجتماعی طور پر اس کا اہتمام نہ کریں نیز وہاں جاکر خلاف شرع کاموں کی مرتکب نہ ہوں رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو صدمے پر صبر کی تلقین ضرور کی ہے لیکن اسے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا۔ (عون الباری:۲/۲۸۹)

١٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيهِ» إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِن سُنَّتِهِ

باب ١٦: ارشاد نبوی کہ میت کے اقارب کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے یہ اس وقت جب رونا پیٹنا اس کے خاندان کا وطیرہ ہو

٦٥٢ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْسَلَت ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْه: إِنَّ ٱبْنًا لِي قُبِضَ فَائْتِنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِىءُ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: إِنَّ للهِ ما أَخَذَ وَلَهُ ما أَعْطَى، وَكُلُّ شيءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ: سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ

٦٥٢۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا لڑکا حالت نزع میں ہے جلدی تشریف لائیے آپ نے سلام کے بعد کہلا بھیجا کہ جو کچھ اللہ نے لیا یا عنایت کیا سب اسی کا ہے اور ہر چیز (کی زندگی) کے لئے اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے اس لئے تمہیں ثواب کی امید پر صبر کرنا چاہئے صاحبزادی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی کہ آپ ضرور تشریف لائیں

كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ، قَالَ: حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنٌّ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، ما هٰذَا؟ فَقَالَ: (هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ). [رواه البخاري: ١٢٨٤]

چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور دیگر چند اشخاص تھے وہاں پہنچنے پر بچے کو اٹھا کر آپ کی خدمت میں لایا گیا اس وقت اس کی سانس اکھڑی ہوئی تھی' راوی کے خیال کے مطابق سانس کی آمد ورفت پرانے مشکیزے کی طرح تھی یہ دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ رونا کیسا؟ آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ صرف انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحمدل ہوتے ہیں۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ کسی کے مرنے یا مصیبت آنے پر رونا ایک فطرتی بات ہے اس پر مؤاخذہ نہیں البتہ رخسار پیٹنا' چلانا یا زبان سے ناشکری کے کلمات نکالنا منع ہیں۔ (عون الباری:۲/۲۹۲)

٦٥٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: (هَلْ فِيكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ). فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: (فَانْزِلْ). قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا. [رواه البخاري: ١٢٨٥]

۶۵۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازہ میں حاضر تھے آپ قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات ہم بستری نہ کی ہو؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اسے قبر میں اتارو چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

فوائد: شیعہ رافضی غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے موت کے بعد حضرت ام کلثوم سے جماع کیا تھا یا ان سے جماع کی وجہ سے موت واقع ہوئی تھی حدیث میں اس کا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۲۹۴)

٦٥٤ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۶۵۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے

قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ).

فبلغ ذلك عائشة رضي الله عنها بعد موت عمر رضي الله عنه، فَقَالَتْ: رَحِمَ ٱللهُ عُمَرَ، وَٱللهِ ما حَدَّثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِنَّ ٱللهَ لَيُعَذِّبُ المُؤْمِنَ ببعض بكاء أَهْلِهِ عَلَيْهِ، وَلٰكِنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ). وَقَالَتْ: حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾. [رواه البخاري: ١٢٨٨]

کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت کو اس پر اس کے اعزہ کے کچھ رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے فرمایا اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مومن کو اس کے اعزہ کے رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا کرتا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر پہ اس کے اعزہ کے اس پر رونے کے باعث عذاب زیادہ کرتا ہے تمہارے لئے قرآن (کی یہ آیت) کافی ہے "کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

فوائد: اس شخص کو ضرور عذاب ہوتا ہے جو اپنے اعزہ کو مرنے کے بعد رونے دھونے' چلانے کی وصیت کر کے گیا ہو' اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو تو رشتہ داروں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہو گا۔ (عون الباری: ۲/۲۹۷)

٦٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا، فَقَالَ (إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا). [رواه البخاري: ١٢٨٩]

۶۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک یہودی عورت (کی قبر) پر سے گزرے جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ تو اس پر گریہ زاری کر رہے ہیں اور اسے اپنی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رشتہ داروں کے رونے سے اس میت کو عذاب ہوتا ہے جو کفر کی حالت میں مری ہو' البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے عام خیال کرتے تھے نیز ابوداؤد میں ہے کہ آپ اس عورت کی قبر پر سے گذرے تو ایسا فرمایا لہٰذا جو فتنہ گر اس حدیث سے برزخی قبر کا وجود کشید کرتے ہیں ان کا موقف مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔

١٧ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ١٧: میت پر نوحہ کرنا مکروہ ہے

٦٥٦ : عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ).

وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ).

[رواه البخاري: ١٢٩١]

٦٥٦۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں بلکہ جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھتا ہے اسے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرنا چاہئے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی سنا کہ آپ فرماتے تھے جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے اسے اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسری پر جھوٹ باندھنا جائز ہے بلکہ اس قسم کے جھوٹ کی حرمت دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ (عون الباری:۲/۲۹۹)

١٨ - باب: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ

باب ١٨: جو شخص (مصیبت کے وقت) اپنے رخسار کو پیٹے وہ ہم سے نہیں

٦٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ).

[رواه البخاري: ١٢٩٤]

٦٥٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے رخساروں کو پیٹ کر گریبان پھاڑ کر اور عہد جاہلیت کی طرح چیخ چلا کر ماتم کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت گریبان پھاڑنا اور اپنے رخسار پیٹنا حرام ہے کیونکہ اس سے تقدیر الٰہی سے عدم رضا نکلتی ہے اگر کسی کو اس کی حرمت کا علم ہے اس کے باوجود اسے حلال سمجھ کر ایسا کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (عون الباری:۲/۳۰۰)

١٩ - باب: رَثَى النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ

باب ١٩: سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ ﷺ کا ترس کھانا

٦٥٨ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

٦٥٨۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي عامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ ما ترى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مالِي؟ قَالَ: (لاَ). فَقُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: (لاَ). ثُمَّ قَالَ: (الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ، أَوْ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى ما تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: (إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ). يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ ماتَ بِمَكَّةَ. [رواه البخاري: ١٢٩٥]

ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سال جبکہ میں ایک سنگین مرض میں مبتلا تھا میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ میری بیماری کی انتہائی شدت کو تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں میں مالدار آدمی ہوں مگر ایک بیٹی کے سوا میرا اور کوئی وارث نہیں ہے کیا میں اپنے مال سے دو تہائی خیرات کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے عرض کیا: کیا اپنا آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: نہیں پھر میں نے عرض کیا: کیا ایک تہائی خیرات کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ایک تہائی کا مضائقہ نہیں اگرچہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں فقیر چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں تم اللہ کی خوشنودی کے لئے جو کچھ صرف کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا حتی کہ جو نوالا اپنی بیوی کے منہ میں دو گے اس کا بھی ثواب ملے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں بیماری کی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہ رہو گے جو نیک اعمال کرو گے ان سے تمہارے درجات میں اضافہ ہوتا جائے گا اور تمہارا مرتبہ بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم بعد تک زندہ رہو گے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کامل کردے اور انہیں ایڑیوں کے بل مت لوٹا (یعنی ان کو مکہ میں موت نہ آئے)

لیکن بے چارے سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظہار رنج و ترس کرتے تھے کہ وہ مکہ میں ہی انتقال کر گئے۔

فوائد: حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کی پیشن گوئی کے مصداق مدت تک زندہ رہے اللہ کی توفیق سے عراق اور ایران ان کے ہاتھ سے فتح ہوا بے شمار لوگ ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور کئی ایک ان کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے۔ (عون الباری:۲/۳۰۳)

٢٠ - باب: ما يُنْهى مِنَ الحَلْقِ عِنْدَ المُصيبَةِ

باب ۲۰: مصیبت کے وقت سر منڈوانا منع ہے

٦٥٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: وَجِعَ وَجَعًا، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فبكت، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَرِيءَ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالحَالِقَةِ، والشَّاقَّةِ. [رواه البخاري: ١٢٩٦]

۶۵۹۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی ان کا سر ان کے گھر کی ایک عورت کی گود میں تھا وہ رونے لگی حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اسے منع کرتے ہوش آیا تو کہنے لگے میں اس شخص سے بری ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار براءت فرمایا ہے اور بے شک رسول اللہ نے (مصیبت کے وقت) چلا کر رونے والی' سر منڈوانے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے اظہار براءت فرمایا ہے۔

فوائد: اس سے مراد دائرہ اسلام خارج ہونا نہیں بلکہ ان کے فعل سے اظہار برأت اور نفرت مقصود ہے۔ (عون الباری:۲/۳۰۵)

٢١ - باب: مَنْ جَلَسَ عِنْدَ المُصِيبَةِ يُعرفُ فِيهِ الحُزْنُ

باب ۲۱: مصیبت کے وقت غمگین ہونا

٦٦٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها، قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ يُعْرَفُ فِيهِ الحُزْنُ،

۶۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ غمگین ہو کر

وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ - شَقِّ الْبَابِ - فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ، وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ، فَذَهَبَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ: فأخبره أَنَّهنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ، فَقَالَ: (انْهَهُنَّ). فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ، قَالَ: وَاللهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللهِ. فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ: (فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ). [رواه البخاري: ١٢٩٩]

بیٹھ گئے میں دروازے کی دراڑ سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا جس نے حضرت جعفر بنائیہ کی عورتوں کے رونے دھونے کا ذکر کیا آپ نے حکم دیا کہ انہیں گریہ زاری سے منع کرو چنانچہ وہ گیا اور اس نے واپس آکر عرض کیا کہ وہ نہیں مانتیں تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ انہیں منع کرو چنانچہ وہ دوبارہ آیا اور بتایا وہ نہیں مانتیں' آپ نے فرمایا انہیں منع کرو پھر وہ تیسری مرتبہ واپس آکر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم وہ ہم پر غالب آگئیں اور نہیں مانتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخر کار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جا! ان کے منہ میں خاک جھونک دے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عورت اجنبی لوگوں کی طرف دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ بدنیتی اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو (عون الباری:۲/۳۰۷)

٢٢ - باب: مَن لَم يُظهِر حُزنَهُ عِندَ المُصِيبَةِ

باب ۲۲: جو شخص مصیبت کے وقت اپنے رنج وغم کو ظاہر نہ ہونے دے

٦٦١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مات ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ وَأَبُو طَلْحَةَ خارِجٌ، فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، هَيَّأَتْ شَيْئًا، وَنَحَّتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحة قَالَ: كَيْفَ الْغُلَامُ؟ قَالَتْ: قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ، وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ. فَبَاتَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ

۶۶۱۔ حضرت انس بنائیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ بنائیہ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا اور حضرت ابوطلحہ بنائیہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے ان کی بیوی نے بچے کو غسل وکفن دے کر اسے گھر کے ایک گوشے میں رکھ دیا جب ابوطلحہ بنائیہ گھر آئے تو پوچھا لڑکے کا کیا حال ہے؟ ان کی بیوی نے جواب دیا کہ اسے آرام ہے اور مجھے امید ہے کہ اسے سکون میسر ہوا ہے۔ ابوطلحہ بنائیہ سمجھے کہ وہ سچ کہہ رہی ہے راوی کے بقول ابوطلحہ بنائیہ رات بھر اپنی بیوی کے پاس رہے اور صبح کو غسل کرکے باہر

أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ أَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا).

قَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ، كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ. [رواه البخاري: ١٣٠١]

جانے لگے تو بیوی نے انہیں بتایا کہ لڑکا تو فوت ہوچکا ہے پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ادا کی اور رات کے ماجرا کی آپ کو خبر دی جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تم دونوں میاں بیوی کو تمہاری اس رات میں برکت دے گا ایک انصاری شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (کی نسل) سے نو لڑکے دیکھے جو حافظ قرآن تھے۔

فوائد: یہ حضرت ام سلیم کے صبر و استقلال کا نتیجہ تھا کہ اس وقت جو ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس کی پشت سے نو بچے حافظ قرآن پیدا ہوئے ان کے علاوہ چار صابرہ شاکرہ بیٹیاں بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کیں۔

(عون الباری:۲/۳۱۰)

٢٣ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ»

باب ۲۳: ارشاد نبوی کہ (اے ابراہیم) ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں

٦٦٢ : وعَنْهُ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: (يَا ابْنَ عَوْفٍ، إِنَّهَا رَحْمَةٌ). ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ ﷺ: (إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ

۶۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے ہاں گئے جو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی باپ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو لے کر بوسہ دیا اور اس کے اوپر اپنا منہ رکھا اس کے بعد دوبارہ ہم ابو سیف کے ہاں گئے تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ بھی روتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن عوف رضی اللہ عنہ! یہ تو ایک رحمت ہے پھر آپ نے روتے ہوئے فرمایا آنکھ اشکبار اور دل غمگین ہے لیکن ہم کو زبان سے وہی کہنا ہے جس سے ہمارا مالک راضی ہو اے

إِلَّا ما يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ). [رواه البخاري: ١٣٠٣]

ابراہیم ہم تیری جدائی سے یقیناً رنجیدہ ہیں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے وقت آنکھوں کے اشکبار اور دل کا افسردہ ہونا ایک بشری تقاضا ہے جو قابل معافی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۲)

٢٤ - باب: الْبُكَاءُ عِنْدَ المَرِيضِ

باب ۲۴: مریض کے پاس رونا

٦٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ، فَقَالَ: (قَدْ قَضى؟). قَالُوا: لاَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، فَقَالَ: (أَلاَ تَسْمَعُونَ، إِنَّ ٱللهَ لاَ يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلاَ بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا - وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - أَوْ يَرْحَمُ، وَإِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ١٣٠٤]

٦٦٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور جب آپ وہاں پہنچے تو اسے اپنے اہل خانہ کے درمیان گھرا ہوا پایا آپ نے پوچھا کیا انتقال ہوگیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں پھر آپ رو پڑے اور آپ کو روتا دیکھ کر دوسرے لوگ بھی رونے لگے اس کے بعد آپ نے فرمایا خبردار! اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے اور دل میں رنجیدہ ہونے پر عذاب نہیں دیتا بلکہ آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس کی وجہ سے عذاب یا رحم کرتا ہے اور بے شک میت پر اس کے عزیزوں کے چلا کر گریہ وزاری کرنے سے اسے عذاب کیا جاتا ہے۔

فوائد: جب کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو جس کی وجہ سے مریض کو زندہ رہنے کی امید نہ ہو تو ایسے حالات میں اظہار افسوس اور آنسو بہانا جائز ہے بصورت دیگر مریض کو تسلی دینا چاہیے۔

٢٥ - باب: مَا يُنْهَىٰ عَنِ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ

باب ۲۵: نوحہ اور گریہ زاری سے ممانعت اور اس سے ڈانٹنا

٦٦٤ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ، فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ: أُمِّ سُلَيْمٍ، وَأُمِّ الْعَلَاءِ، وَٱبْنَةِ أَبِي سَبْرَةَ ٱمْرَأَةِ مُعَاذٍ، وَٱمْرَأَتَانِ. أَوِ ٱبْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، وَٱمْرَأَةُ مُعَاذٍ، وَٱمْرَأَةٌ أُخْرَى. [رواه البخاري: ١٣٠٦]

۶۶۴۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت لیتے وقت ہم لوگوں سے یہ عہد لیا تھا کہ نوحہ نہ کریں گی مگر اس عہد کو صرف پانچ عورتوں نے پورا کیا یعنی ام سلیم، ام علاء، ابو سبرہ کی بیٹی جو معاذ کی بیوی تھیں اور مزید دو عورتیں یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی، معاذ کی بیوی اور ایک کوئی دوسری عورت ہے۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو وفات کے موقع پر غیر شرعی روتا دیکھتے تو اسے پتھر مارتے اور اس کے منہ میں مٹی ٹھونستے۔ (عون الباری:۲/۳۱۵)

٢٦ - باب: الْقِيَامُ لِلْجَنَازَةِ

باب ۲۶: جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

٦٦٥ : عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا، أَوْ تُخَلِّفَهُ، أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ). [رواه البخاري: ١٣٠٨]

۶۶۵۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے خواہ اس کے ساتھ نہ جائے مگر کھڑا ضرور ہو جائے حتیٰ کہ وہ جنازہ کو پیچھے چھوڑ دے یا خود اس کے پیچھے ہو جائے یا پیچھے چھوڑنے سے قبل اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔

فوائد: جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم پہلے تھا رسول اللہ ﷺ نے آخر کار اس پر عمل درآمد روک دیا تھا۔ (عون الباری:۲/۳۱۷)

٢٧ - باب: مَتَى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

باب ۲۷: جنازے کے لئے کھڑا ہو تو کب بیٹھے؟

٦٦٦ : عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّه أخذ بيد مروانَ وهما في

۶۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور وہ دونوں

جنازة، فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ، فَجَاءَ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: قُمْ، فَوَٱللهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: صَدَقَ. [رواه البخاري: ١٣٠٩]

ایک جنازے کے ساتھ تھے اور جنازہ رکھے جانے کے قبل بیٹھ گئے اتنے میں حضرت ابوسعید خدری آگئے انہوں نے مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھ کھڑا ہو یقیناً ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے اس پر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔

فوائد: اکثر اہل علم کا یہ مؤقف ہے کہ جنازے کے ہمراہ جانے والے اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک اسے زمین پر نہ رکھا جائے' امام بخاری نے اس حدیث پر اسی طرح عنوان قائم کیا ہے۔ ''جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اسے چاہئے کہ زمین پر اس کے رکھے جانے سے پہلے نہ بیٹھے اگر کوئی بیٹھ جائے تو اسے کھڑے ہونے کے لئے کہا جائے'' نسائی میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے اس کی تائید میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۸)

٢٨ - باب: مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ

باب ۲۸: یہودی کے جنازہ کیلئے کھڑا ہونا

٦٦٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا لَهُ، فَقُلْنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ؟ قَالَ: (إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا). [رواه البخاري: ١٣١١]

۶۶۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا آپ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

فوائد: جنازہ خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اسے دیکھ کر موت کو یاد کرنا چاہئے کہ ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے البتہ جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل اور بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۹)

٢٩ - باب: حَمْلُ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ

باب ۲۹: عورتوں کے سوا صرف مردوں کو جنازہ اٹھانا چاہئے

٦٦٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ،

۶۶۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنازہ (تیار کر کے) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے

وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا، أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا، يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ). [رواه البخاري: ١٣١٤]

کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں پھر اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے افسوس! مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے کیونکہ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

فوائد: اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ جنازہ مردوں کو ہی اٹھانا چاہئے اس کے متعلق مسند ابی یعلیٰ میں ایک روایت بھی ہے جس میں صراحت ہے کہ عورتوں کو جنازہ نہیں اٹھانا چاہئے کیونکہ وہ طبعاً کمزور اور ناتواں ہوتی ہیں۔ (عون الباری:۲/۳۲۰)

٣٠ - باب: السُّرْعَةُ بِالجَنَازَةِ

باب ۳۰: جنازہ کو جلدی لے جانا

٦٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيهِ، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ). [رواه البخاري: ١٣١٥]

۶۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنازہ کو جلدی لے چلو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تو وہ ایک بری چیز ہے جس کو تم اپنی گردن سے اتار کر سبکدوش ہو گے۔

فوائد: جنازے کو جلدی سے لے جانے سے مراد دوڑنا نہیں بلکہ عادت سے زیادہ تیز چلنا ہے علماء کے نزدیک ایسا کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۳۲۲)

٣١ - باب: فَضْلُ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ

باب ۳۱: جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت

٦٧٠ : عن ابن عمر رضي الله عنهما أَنَّه قيل له: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ. فقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا. فَصَدَّقَتْ عائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَبَا هُرَيْرَةَ، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ

۶۷۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے گا اسے ایک قیراط ثواب ملے گا اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بہت حدیثیں سناتے ہیں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ. [رواه البخاري: ١٣٢٣، ١٣٢٤]

تصدیق فرمائی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی فرماتے سنا ہے اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے پھر تو ہم نے بہت سے قیراط کا نقصان کر لیا ہے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص میت کے دفن تک ساتھ رہتا ہے اسے دو قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے اور یہ دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کی مانند ہیں۔ (الجنائز:١٣٢٥)

٣٢ - باب: ما يُكرَهُ مِنِ اتِّخاذِ المَساجِدِ عَلَى القُبُورِ

باب ٣٢: قبروں پر مسجد بنانا حرام ہے

٦٧١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي ماتَ فِيهِ: (لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ وَالنَّصارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيائِهِمْ مَساجِدَ). قالَتْ: وَلَوْلا ذٰلِكَ لأَبْرَزُوا قَبْرَهُ، غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا. [رواه البخاري: ١٣٣٠]

٦٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی مرض وفات میں یہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک کو بالکل ظاہر کر دیا جاتا مگر مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھی سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ میری قبر پر عید کی طرح میلہ نہ لگانا لیکن افسوس آج کا نام نہاد مسلمان اس فرمان نبوی کی کھل کر مخالفت کر رہا ہے اللہ کا شکر ہے کہ حکومت سعودیہ نے ابھی تک اس پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔

٣٣ - باب: الصَّلاةُ عَلَى النُّفَساءِ إِذا ماتَت فِي نِفاسِها

باب ٣٣: زچگی کے دوران مرنے والی عورت کی نماز جنازہ پڑھنا

٦٧٢ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ ماتَتْ فِي نِفاسِها، فَقامَ عَلَيْها وَسَطَها. [رواه البخاري: ١٣٣١]

٦٧٢۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک ایسی عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو دوران زچگی فوت ہو گئی تھی آپ اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

فوائد: اگر مرد کا جنازہ ہو تو اس کے سر کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔ (عون الباری: ۲/۳۳۰)

٣٤ - باب: قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب ۳۴: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا

٦٧٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ: لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ. [رواه البخاري: ١٣٣٥]

۶۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ با آواز بلند پڑھی اور کہا کہ (میں نے اس لئے ایسا کیا ہے) تاکہ تم لوگ جان لو کہ اس کا پڑھنا سنت ہے۔

فوائد: چونکہ جنازہ بھی ایک نماز ہے اس لئے اس میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے نسائی کی روایت میں مزید کوئی سورت ملانے کا بھی ذکر ہے یہ بھی صراحت ہے کہ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد پڑھی جائے۔ (عون الباری: ۲/۳۳۱)

٣٥ - باب: الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ

باب ۳۵: مردہ جوتوں کی آواز کو (بھی) سنتا ہے

٦٧٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: ما كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ ٱللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، أَبْدَلَكَ ٱللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْكَافِرُ، أَوِ الْمُنَافِقُ: فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ ما يَقُولُ النَّاسُ. فَيُقَالُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ

۶۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مردہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی دفن سے فراغت کے بعد واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں یہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد ﷺ کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا تھا اگر وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے دوزخی مقام کو دیکھ اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دونوں مقامات کو دیکھتا ہے لیکن کافر یا منافق کا یہ جواب ہوتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا جو دوسرے لوگ کہتے تھے وہی

صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ). [رواه البخاري: ١٣٣٨]

میں بھی کہہ دیتا تھا پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے عقل سے کام لیا اور نہ انبیاء کی پیروی کی پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے ایک ضرب لگائی جاتی ہے کہ وہ چیخ اٹھتا ہے اس کی چیخ وپکار کو جن وانس کے علاوہ اس کے آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔

فوائد : اس سے معلوم ہوا کہ جس قبر میں میت کو دفن کیا جاتا ہے سوال وجواب بھی وہیں ہوتے ہیں پھر راحت وعذاب بھی اس قبر میں ہے بعض لوگوں نے برزخی قبر کا شاخسانہ ایجاد کیا ہے جس کا کتب احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

٣٦ - باب: مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا

باب ٣٦: ارض مقدس یا کسی اور متبرک مقام میں دفن ہونے کی آرزو کرنا

٦٧٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: (أُرْسِلَ مَلَكُ المَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ المَوْتَ، فَرَدَّ ٱللهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ، وَقَالَ: ٱرْجِعْ، فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِكُلِّ ما غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ. قَالَ: أَيْ رَبِّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ المَوْتُ. قَالَ: فَالآنَ، فَسَأَلَ ٱللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ). قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ، إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، عِنْدَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ). [رواه البخاري: ١٣٣٩]

٦٧٥۔ حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے ایک طمانچہ رسید کیا (جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی) فرشتہ نے اپنے رب کے پاس جاکر عرض کیا کہ تو نے مجھے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کردی اور فرمایا کہ موسیٰ کے پاس دوبارہ جاکر کہو کہ وہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیں تو جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے انہیں ایک سال کی زندگی دی جائے گی اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! پھر کیا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا پھر موت آئے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو پھر ابھی آجائے انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر پھینکنے کی مقدار کے برابر ارض مقدس سے

قریب کر دے راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کے کنارہ پر تمہیں دکھا دیتا۔

مناجات مترجم

آرزو ہے دل میں مجھے نصیب کب وہ دن ہو
مروں میں مدینہ میں بقیع میں میرا مدفن ہو

٣٧ - باب: الصَّلَاةُ عَلَى الشَّهِيدِ

٦٧٦ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: (أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ). فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِما قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: (أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ١٣٤٣]

باب ٣٧: شہید کی نماز جنازہ

٦٧٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو شہداء کو ایک ایک کپڑے میں رکھ کر فرماتے ان میں سے قرآن کا علم کس کو زیادہ تھا؟ تو جب ان میں سے کسی کی جانب اشارہ کیا جاتا تو قبر میں آپ اسے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ قیامت کے دن میں ان کے متعلق گواہی دوں گا اور آپ نے انہیں اسی طرح خون لگے ہوئے بغیر غسل دیئے دفن کرنے کا حکم دیا اور ان پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی۔

فوائد: شہید کی نماز جنازہ تو پڑھی جا سکتی ہے ضروری نہیں لیکن اس کے لئے' اعلانات واشتہارات ناجائز ہیں۔

٣٨ - باب: إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيهِ؟ وَهَلْ يُعرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسلَامُ؟

باب ٣٨: جب کوئی مسلمان بچہ فوت ہو جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہیے؟ نیز کیا بچے پر اسلام پیش کیا جائے؟

٦٧٧ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا،

٦٧٧۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز (مدینہ سے) باہر

فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: (إِنِّي فَرَطُكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ لأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللهِ ما أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا).

[رواه البخاري: ١٣٤٤]

تشریف لائے اور شہدائے احد پر اس طرح نماز پڑھی جیسے آپ ہر میت پر پڑھتے تھے پھر واپس آکر منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اللہ کی قسم! میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ نہیں کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔

فوائد: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد یہاں دعا ہے یعنی جیسے میت کے لئے دعا آپ کیا کرتے تھے ایسے ہی دعا فرمائی۔ (عون الباری:۲/۲۳۱)

٦٧٨ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ، حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ لابْنِ صَيَّادٍ: (تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ). فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ. فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَرَفَضَهُ وَقَالَ: (آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ). فَقَالَ لَهُ: (مَاذَا تَرَى؟). قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ:

۶۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیگر چند لوگوں کی معیت میں ابن صیاد کے پاس گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے بنی مغالہ کی گڑھیوں کے قریب کچھ لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا ابن صیاد اس وقت قریب بلوغ تھا اسے رسول اللہ ﷺ کی آمد کا علم نہ ہوا حتیٰ کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے مارا پھر ابن صیاد سے فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ کو دیکھا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھ لوگوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں؟ آپ یہ بات سن کر اس سے الگ ہو گئے اور

يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (خُلِّطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ). ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا). فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ. فَقَالَ: (اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ). فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ).

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا -: انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ، وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا، قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، يَعْنِي فِي قَطِيفَةٍ، لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لابْنِ صَيَّادٍ: يَا صَافِ، وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ، هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ، فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ). [رواه البخاري: ١٣٥٤، ١٣٥٥]

فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد بولا کہ میرے پاس سچی جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ہے پھر آپ نے فرمایا میں نے تیرے لئے ایک بات اپنے دل میں سوچی ہے بتاؤ وہ کیا ہے؟ ابن صیاد نے کہا وہ "دخ" ہے آپ نے فرمایا کہ دفعہ ہوجا تو اپنی بساط سے کبھی آگے نہ بڑھے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں رسول اللہ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اس پر قابو نہیں پاسکتے اور اگر وہ نہیں تو پھر اس کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اس کے بعد پھر ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس باغ میں گئے جس میں ابن صیاد تھا آپ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ باتیں سنیں قبل اس کے کہ وہ آپ کو دیکھے رسول اللہ ﷺ نے اسے بایں حالت میں دیکھا کہ وہ ایک چادر اوڑھے کچھ گنگنا رہا تھا باوجودیکہ آپ درختوں کی آڑ میں چل رہے تھے اس کی ماں نے آپ کو دیکھ لیا اور ابن صیاد کو پکارا اے صاف! (یہ ابن صیاد کا نام ہے) یہ محمد ﷺ آگئے جس پر ابن صیاد اٹھ بیٹھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ عورت اس کو رہنے دیتی تو وہ اپنا حال بیان کرتا۔

فوائد: ابن صیاد مدینہ میں ایک یہودی نژاد لڑکا تھا رسول اللہ ﷺ کو اس کی بعض علامتوں سے شبہ

ہوا کہ شاید آئندہ دجال کا روپ دھارے گا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ قریب البلوغ بچے پر اسلام پیش کیا سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۴۴)

۶۷۹ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: (أَسْلِمْ). فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: (الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ١٣٥٦]

۶۷۹۔ حضرت انس بن الله سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا جب وہ بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا تو مسلمان ہو جا تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس بیٹھا تھا اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم ﷺ کی اطاعت کرو، چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا تب رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے آئے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس لڑکے کو آگ سے بچالیا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ مشرک سے خدمت لی جا سکتی ہے اور اس کی تیمار داری کرنا بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۳۴۸)

۶۸۰ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما مِنْ مَوْلُودٍ يولدُ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كما تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ﴿فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِي فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ ٱللَّهِ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلْقَيِّمُ﴾. [رواه البخاري: ١٣٥٩]

۶۸۰۔ حضرت ابوھریرہ بن اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح جانور صحیح وسالم بچہ جنم دیتے ہیں کیا تم کوئی ناک کان کٹا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابوھریرہ یہ آیت تلاوت کرتے "یہ وہ فطرت اسلام ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے اور فطرت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی قائم رہنے والا دین ہے۔"

فوائد : مطلب یہ ہے کہ اگر والدین کی تعلیم وتربیت اور سوسائیٹی کا اثر ورسوخ بچے کی فطرت سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے تو بچہ دین اسلام کا پیرو کار اور اس کے احکام کا کار بند ہوگا۔

٣٩ - باب: إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

باب ٣٩: اگر مشرک مرتے وقت کلمہ توحید کہہ دے تو (کیا اس کی مغفرت ہو سکتی ہے؟)

٦٨١ : عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ حَزْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ: (يَا عَمِّ، قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ). فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ). فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهِ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ .الآيَةَ. [رواه البخاري: ١٣٦٠]

٦٨١۔ حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ابو طالب مرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے وہاں اس وقت ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب سے کہا اے چچا! کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کہہ دے تو میں اللہ کے ہاں تمہاری گواہی دوں گا ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے اے ابو طالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے طریقہ سے پھرتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ تو بار بار اسے کلمہ توحید کی تلقین کرتے رہے اور وہ دونوں بھی اپنی بات برابر دہراتے رہے حتی کہ ابو طالب نے آخر میں کہا کہ وہ عبدالمطلب کے طریقہ پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک دعاء مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔"

فوائد: اگر موت کی علامتیں ظاہر نہ ہوں اور نہ ہی موت کا یقین ہو تو موت کے وقت ایمان لانا فائدہ دے سکتا ہے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب کو نزع سے پہلے ایمان کی دعوت دی ہو۔

(عون الباری: ٢/٣٥١)

٤٠ - باب: مَوعِظَةُ المُحدِّثِ عِندَ القَبْرِ وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ

باب ۴۰: عالم کا قبر کے پاس (بیٹھ کر) نصیحت کرنا جبکہ اس کے شاگرد ارد گرد بیٹھے ہوں

٦٨٢ : عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَنَكَّسَ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: (ما مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، ما مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ: شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ؟ قَالَ: (أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ١٣٦٢]

۶۸۲۔ حضرت علی بنی‌ٹنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع غرقد میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب تشریف لاکر بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکا لیا اور لکڑی سے نیچے کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی ایسا جاندار نہیں جس کی جگہ جنت یا دوزخ میں نہ لکھی ہو اور ہر شخص کا نیک بخت یا بدنصیب ہونا بھی لکھا ہوا ہے اس پر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! پھر ہم اس نوشتہ پر اعتماد کرکے عمل نہ چھوڑدیں کیونکہ ہم میں سے جو شخص خوش نصیب ہوگا وہ اہل سعادت کے عمل کی طرف رجوع کرے گا اور جو شخص بدبخت ہوگا وہ اہل شقاوت کے عمل طرف رجوع کر جائے گا آپ نے فرمایا کہ سعید کو عمل سعادت کی توفیق دی جاتی ہے اور شقی کے لئے عمل شقاوت آسان کر دیا جاتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر جو شخص صدقہ دے گا اور پرہیز گاری اختیار کرے گا اور عمدہ بات کی تصدیق کرے گا ہم اسے آسانی (عمل سعادت) کی توفیق دیں گے۔

فوائد: یہ حدیث اثبات تقدیر کے لئے ایک عظیم دلیل کی حیثیت رکھتی ہے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہم چونکہ اللہ کے بندے ہیں لٰہذا بندگی اور اس کے احکامات کی بجا آوری ہمارا کام ہونا چاہئے اللہ کی تقدیر کا ہمیں علم نہیں کہ اس کے سہارے عمل ترک کر دیا جائے۔ (عون الباری:۲/۳۵۴) نوٹ: عمل چھوڑے کیسے جا سکتے ہیں؟ اچھے اور برے عمل تو طے شدہ ہیں اور انجام کا مدار انہیں اعمال پر ہے۔ (علوی)

٤١ - باب: مَا جَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ

باب ۴۱: خودکشی کرنے والے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٦٨٣ : عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ، كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كما قَالَ. وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، عُذِّبَ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ). [رواه البخاري: ١٣٦٣]

۶۸۳۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی دانستہ قسم اٹھائے تو وہ ویسا ہی ہو گا جیسا اس نے کہا ہے اور جو شخص تیز ہتھیار سے اپنے آپ کو مار ڈالے اس کو اسی ہتھیار سے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جب خودکشی کرنے والا جہنمی ہے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھی تھی البتہ اپنے صحابہ کرام کو اس سے نہیں روکا تھا معلوم ہوا کہ اثر و رسوخ رکھنے والے حضرات ایسے انسان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ (واللہ اعلم)

٦٨٤ : عَنْ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ اللّٰهُ تعالى: بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ١٣٦٤]

۶۸۴۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک شخص کو زخم لگ گیا تھا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا چونکہ میرے بندے نے مجھ سے سبقت چاہی (پہلے اپنی جان لے لی) لہٰذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

فوائد: یعنی خودکشی کرنے والے نے صبر و ہمت سے کام نہ لیا بلکہ اپنی موت پروردگار کے حوالے کرنے کے بجائے جلد بازی کا مظاہرہ کیا حالانکہ اللہ نے اس کی موت کے وقت پر اسے مطلع نہیں کیا تھا۔ لہٰذا اس سزا کا حقدار ٹھہرا جو حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۵۸)

٦٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ). [رواه البخاري: ١٣٦٥]

۶۸۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خود اپنا گلا گھونٹ لے وہ دوزخ میں اپنا گلا گھونٹتا ہی رہے گا اور جو شخص نیزہ مار کر خودکشی کر لے وہ دوزخ میں بھی خود کو نیزہ مارتا ہی رہے گا۔

فوائد: اگرچہ خود کشی کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ وہ جہنم میں رہے لیکن اللہ تعالیٰ اہل توحید پر رحم وکرم فرمائے گا اور اس توحید کی برکت سے انہیں آخر کار جہنم میں نکال لے گا۔ (عون الباری:۲/۳۵۹)

٤٢ - باب: ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَى المَيِّتِ

باب ۴۲: لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

٦٨٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَجَبَتْ). ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: (وَجَبَتْ). فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: (هٰذا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الجَنَّةُ، وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ ٱللهِ فِي الأَرْضِ). [رواه البخاري: ١٣٦٧]

۶۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگئی اس کے بعد دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی برائی کی تو رسول اللہ نے فرمایا اس کے لئے لازم ہوگئی اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا واجب ہوگیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کی تم نے برائی کی تو اس کے لئے جہنم لازم ہوگئی کیونکہ تم لوگ زمین میں اللہ کی طرف سے گواہی دینے والے ہو۔

فوائد: مستدرک حاکم میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے شخص کے متعلق کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا اور اللہ کے احکام کے بجا آوری میں کوشش کرتا تھا اور دوسرے شخص کے متعلق کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا تھا اور گناہ میں مصروف رہتا تھا۔ (عون الباری:۲/۳۶۰)

٦٨٧ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَيُّمَا مُسْلِمٍ، شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ، أَدْخَلَهُ ٱللهُ الجَنَّةَ). فَقُلْنَا: وَثَلاَثَةٌ، قَالَ: (وَثَلاَثَةٌ). فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ، قَالَ: (وَاثْنَانِ). ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. [رواه البخاري: ١٣٦٨]

۶۸۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے نیک ہونے کی چار آدمی گواہی دیں تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا ہم لوگوں نے عرض کیا اور اگر تین آدمی؟ تو آپ نے فرمایا کہ تین آدمی بھی' پھر فرمایا کہ دو بھی۔ پھر ہم نے ایک شخص کی گواہی کی متعلق آپ سے دریافت نہیں کیا۔

فوائد : ایک آدمی گواہی کے متعلق اس لئے سوال نہ کیا کہ گواہی کا نصاب کم از کم دو آدمی ہیں چنانچہ امام بخاری نے (کتاب الشہادات:۲۶۴۳) میں اس حدیث سے گواہی کا نصاب ثابت کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۶۳)

٤٣ - باب: مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

باب ۴۳: عذاب قبر کا بیان

٦٨٨ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ، ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ﴾). [رواه البخاري: ١٣٦٩]

۶۸۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں پھر وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔“

فوائد : قرآن وحدیث سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور عقلاً بھی اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم کے تمام منتشر اجزاء میں زندگی پیدا کرنے پر قادر ہے اگرچہ بدن کو درندے کھا گئے ہوں اللہ تعالیٰ آن واحد میں انہیں جمع کرنے پر قدرت رکھتا ہے بعض لوگوں نے عذاب قبر کو بایں طور تسلیم کیا ہے کہ زمینی گڑھے میں نہیں بلکہ برزخی قبر میں عذاب ہو گا یہ عقل ونقل کے خلاف ہے۔

٦٨٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ٱطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْقَلِيبِ، فَقَالَ: (وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا). فَقِيلَ لَهُ: أَتَدْعُو أَمْوَاتًا؟ فَقَالَ: (ما أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ، وَلٰكِنْ لاَ يُجِيبُونَ). [رواه البخاري: ١٣٧٠]

۶۸۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے اس کنویں میں جھانکا جس میں مشرکین بدر مرے پڑے تھے اور فرمایا کہ تمہارے مالک نے جو تم سے سچا وعدہ کیا تھا کیا وہ تم نے پالیا آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

فوائد : امام بخاری اس حدیث سے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے وہ اس طرح کہ جب قلیب بدر میں پڑے ہوئے مرداروں کا سماع ثابت ہوا تو قبر میں ان کی زندگی ثابت ہوئی بصورت دیگر عذاب قبر کس پر

ہو گا۔ (عون الباری:۲/۳۶۶)

٦٩٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الآنَ أَنَّ ما كُنْتُ أَقُولُ حَقٌّ). وَقَدْ قَالَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ﴾. [رواه البخاري: ١٣٧١]

۶۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ (بدر کے مقتولین کے متعلق) رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اس وقت وہ جانتے ہیں کہ جو میں ان سے کہتا تھا وہ ٹھیک تھا اور بے شک ارشاد باری تعالیٰ ہے "بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے ہو"

فوائد: جمہور محدثین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ آیت کریمہ میں سننے کی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے یعنی ہر وقت جب تم چاہو مردوں کو نہیں سنا سکتے مگر جب اللہ چاہے دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے علم ثابت کرتی ہیں جب علم ثابت ہوا تو سماع میں کیا رکاوٹ ہے؟ (عون الباری:۲/۳۶۷)

٦٩١ : عَنْ أَسْماءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خَطِيبًا، فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا المَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً. [رواه البخاري: ١٣٧٣]

۶۹۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس سے آدمی کی آزمائش کی جائے گی تو اس کو سن کر مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں۔

فوائد: نسائی کی روایت میں ہے کہ فتنہ دجال کی طرح تمہیں قبر میں بھی سخت ترین آزمائش سے دوچار کیا جائے گا۔ (عون الباری:۲/۳۶۸)

٤٤ - باب: التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب ۴۴: عذاب قبر سے پناہ مانگنا

٦٩٢ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: (يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا). [رواه البخاري: ١٣٧٥]

۶۹۲۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک ہولناک آواز سنی اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

فوائد: جب یہودیوں کے لئے عذاب قبر ثابت ہوا تو مشرکین کے لئے بھی ہو گا کیونکہ ان کا کفر یہودیوں کے کفر سے کہیں زیادہ ہے۔ (عون الباری:۲/۳۷۱)

٦٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدْعُو: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ ٱلدَّجَّالِ). [رواه البخاري: ١٣٧٧]

۶۹۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! میں عذاب قبر اور عذاب جہنم' زندگی اور موت کی خرابی اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں

٤٥ - باب: الميت يُعْرَضُ عَلَيهِ مقعده بِالْغَدَاةِ وَالعَشِيِّ

باب ۴۴: مردے کو صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے

٦٩٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ، عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ ٱللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ١٣٧٩]

۶۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو ہر صبح وشام اسے اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور اگر دوزخی ہے تو جہنم میں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا مقام ہے جب قیامت کے دن اللہ تجھے اٹھائے گا۔

فوائد: اس حدیث سے عذاب قبر کا اثبات ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جسم کے فنا ہونے سے روح فنا نہیں ہوتی۔ (عون الباری:۲/۳۷۱)

٤٦ - باب: مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ المُسلِمِينَ

باب ۴۶: مسلمانوں کی نابالغ اولاد کے متعلق جو کہا گیا ہے

٦٩٥ : عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الجَنَّةِ). [رواه

۶۹۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب جگر گوشہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ان کے لئے ایک دودھ

البخاري: ١٣٨٢]

پلانے والی مقرر کر دی گئی ہے

فوائد: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیر خوارگی کی عمر میں فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی عظمت کے پیش نظر جنت میں اسے دودھ پلانے والی کا بندوبست کر دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد جنت میں ہو گی۔ (عون الباری:٢/٣٧٣)

٤٧ - باب: مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ

باب ٤٧: مشرکوں کے بچوں کے متعلق کیا کہا گیا ہے؟

٦٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: (اللهُ، إِذْ خَلَقَهُمْ، أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ).
[رواه البخاري: ١٣٨٣]

٦٩٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا تو وہ خوب جانتا تھا کہ وہ کیسے عمل کریں گے؟

فوائد: کافروں کی اولاد جو نابالغی میں مر جائے اس کے انجام کے متعلق بہت اختلاف ہے امام بخاری کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنتی ہیں کیونکہ وہ گناہ کے بغیر معصوم مرے ہیں محتاط موقف یہ ہے کہ ان کے متعلق توقف کیا جائے مذکورہ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

[باب]

باب

٦٩٧ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: (مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا). قَالَ: فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا، فَيَقُولُ: (مَا شَاءَ اللهُ). فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ: (هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا). قُلْنَا: لَا، قَالَ: (لٰكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي، فَأَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوبٌ مِنْ

٦٩٧۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز (فجر) سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف منہ کر کے فرماتے تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا اس کی تعبیر بیان کرتے چنانچہ اسی طرح ایک دن آپ نے ہم سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا مگر میں نے آج رات دو آدمیوں کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مقدس زمین پر لے گئے جہاں میں کیا دیکھتا ہوں کہ

حَدِيدٍ، قَالَ: إِنَّهُ يُدْخِلُ ذٰلِكَ الْكَلُّوبَ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا، فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ. قُلْتُ: ما هٰذَا؟ قالا: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنا، حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ، أَوْ صَخْرَةٍ، فَيَشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ، فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ، فَلاَ يَرْجِعُ إِلَى هٰذَا، حَتَّى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ، وَعادَ رَأْسُهُ كما هُوَ، فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالاَ: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا إِلَى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ، أَعْلاَهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا، حَتَّى كادَ أَنْ يَخْرُجُوا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِساءٌ عُرَاةٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالاَ: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قائِمٌ، وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ - قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حازِمٍ - وَعَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ

ایک آدمی بیٹھا اور دوسرا کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے جسے وہ بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل کرتا ہے جو اس طرف کو چیرتا ہوا' اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کے دوسرے جبڑے میں بھی ایسا ہی کرتا ہے اس عرصہ میں پہلا جبڑا ٹھیک ہو جاتا ہے اور پھر یہ دوبارہ ایسے ہی کر دیتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا آگے چلیے ہم چلے تو ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو بالکل چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے سرہانے ایک پتھر لئے کھڑا ہے وہ اس پتھر سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے جب پتھر مارتا ہے تو وہ لڑھک کر دور چلا جاتا ہے اور وہ اسے جاکر اٹھالاتا ہے اور جب تک اس لیٹے ہوئے شخص کے پاس لوٹ کر آتا ہے تو اس وقت تک اس کا سر جڑ کر اچھا ہو جاتا ہے اور جیسے پہلے تھا اسی طرح ہو جاتا ہے اور پھر اسے دوبارہ مارتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا آگے چلیے چنانچہ ہم ایک گڑھے کی طرف چلے جو تنور کی طرح تھا اس کا منہ تنگ اور پیندا چوڑا تھا اس میں آگ جل رہی تھی اور اس میں برہنہ مرد عورتیں ہیں جب آگ بڑھتی تو شعلوں کے ساتھ اچھل پڑتے اور نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر جب آگ دھیمی ہو جاتی تو وہ بھی دھڑام سے نیچے گر پڑتے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا آگے چلیے چنانچہ ہم چلے اور ایک خونی نہر پر پہنچے اس میں ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے کنارے پر دوسرا آدمی تھا جس کے سامنے بہت

كانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كما كانَ، فَقُلْتُ: ما هٰذَا؟ قَالاَ: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ، بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا، فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ، وَأَدْخَلاَنِي دَارًا، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ، وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ، فَأَدْخَلاَنِي دَارًا، هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ منها، فِيهَا رجالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، قُلْتُ: طَوَّفْتُمانِي اللَّيْلَةَ، فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ. قَالاَ: نَعَمْ، أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ، فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ، فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ آكِلُو الرِّبا، وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلاَدُ النَّاسِ،

سے پتھر پڑے تھے نہر کے اندر والا آدمی جب باہر آنا چاہتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر اس زور سے پتھر مارتا کہ وہ پھر اپنی جگہ پر لوٹ جاتا پھر ایسا ہی کرتا رہا جب بھی وہ نکلنا چاہتا تو دوسرا اس زور سے پتھر مارتا کہ اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیتا میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ ان دونوں نے کہا آگے چلنے کے لئے کہا ہم چل دیئے چلتے چلتے ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں ایک بڑا سا درخت تھا اس کی جڑ کے قریب ایک بوڑھا آدمی اور کچھ بچے بیٹھے تھے اب اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کے پاس ایک اور آدمی ہے جس کے سامنے آگ ہے اور وہ اسے سلگا رہا ہے پھر وہ دونوں مجھے اس درخت پر چڑھا لے گئے اور وہاں انہوں نے مجھے ایک ایسے مکان میں داخل کیا جس سے بہتر مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں کچھ بوڑھے کچھ جوان کچھ عورتیں اور کچھ بچے تھے پھر وہ دونوں مجھ کو وہاں سے نکال لائے اور درخت کی ایک دوسری شاخ پر چڑھایا وہاں بھی ایک مکان تھا جس میں مجھے داخل کیا یہ مکان پہلے سے بھی زیادہ عمدہ اور شاندار تھا اس میں بھی کچھ بوڑھے اور جوان آدمی موجود تھے تب میں نے ان دونوں سے کہا تم نے مجھے رات بھر پھرایا اب میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت بتاؤ؟ انہوں نے جواب دیا اچھا' وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ جھوٹا آدمی تھا اور جھوٹی باتیں بیان کیا کرتا تھا جو اس سے نقل ہوکر تمام اطراف عالم میں پہنچ جاتی تھیں

وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مالِكٌ خازِنُ النَّارِ، وَالدَّارُ الأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، فَارْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالاَ: ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ: دَعانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالاَ: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ). [رواه البخاري: ١٣٨٦]

اس لئے قیامت تک اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا رہے گا اور وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا مگر وہ قرآن کو چھوڑ کر رات بھر سوتا رہتا اور دن میں بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا روز قیامت تک اس کے سر پر یہی عمل ہوتا رہے گا اور وہ لوگ جنہیں آپ نے گڑھے میں دیکھا وہ زانی ہیں اور جسے آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے وہ بوڑھا انسان جو درخت کی جڑ کے قریب بیٹھا ہوا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور چھوٹے بچے جو ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگوں کے وہ بچے جو بلوغ سے پہلے مرگئے اور جو آدمی آگ تیز کر رہا تھا وہ مالک جہنم کا داروغہ تھے اور وہ پہلا مکان جس میں آپ تشریف لے گئے تھے عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ دوسرا شہیدوں کے لئے ہے اور میں جبرائیل اور یہ میکائیل ہیں اب آپ اپنا سر اٹھائیں میں نے سر اٹھایا تو یکایک دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر ابر کی طرح کوئی چیز ہے انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی اقامت گاہ ہے میں نے کہا مجھے اپنے مکان میں جانے دو تو انہوں نے کہا ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے اگر آپ اسے پورا کر چکے ہوتے تو اپنی رہائش گاہ میں جا سکتے تھے۔

فوائد: اس حدیث کو امام بخاری اپنے موقف کی تائید میں لائے ہیں کہ کفار و مشرکین کی اولاد جنتی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۸۰)

٤٨ - باب: مَوْتُ الْفَجْأَةِ

باب ۴۸: ناگہانی موت

٦٩٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

۶۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي ٱفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: (نَعَمْ). [رواه البخاري: ١٣٨٨]

شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بول سکتیں تو ضرور صدقہ وخیرات کرتیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو انہیں کچھ ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں ملے گا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ مومن کے لئے ناگہانی موت نقصان دہ نہیں ہوتی کیونکہ جب آپ کے سامنے ناگہانی موت کا ذکر ہوا تو آپ نے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا البتہ آپ نے اس سے پناہ ضرور مانگی ہے کیونکہ اس میں وصیت کرنے کی مہلت نہیں ملتی۔ (عون الباری:۲/۳۸۲)

٤٩ - باب: مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا

باب ۴۹: رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا بیان

٦٩٩ : وعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ: (أَيْنَ أَنَا ٱلْيَوْمَ، أَيْنَ أَنَا غَدًا). اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عائِشَةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي، قَبَضَهُ ٱللهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَدُفِنَ فِي بَيْتِي. [رواه البخاري: ١٣٨٩]

۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض وفات میں بار بار اظہار خیال فرماتے کہ میں آج کہاں ہوں گا اور کل کہاں ہوں گا؟ اور میری باری کو بہت دور خیال کرتے تھے بالآخر جب میرا دن آیا تو اللہ نے آپ کو میرے پھیپھڑے اور سینے کے درمیان قبض فرمایا اور آپ میرے ہی گھر میں دفن ہوئے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں بھی کسی کو دفن کیا جا سکتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درمیان میں ہیں اور دائیں بائیں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں حضرت ابو بکر اور اس کے بعد حضرت عمر مدفون ہیں رضی اللہ عنہم

٧٠٠ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: تُوُفِّي رسول الله ﷺ وهو راضٍ عن هؤلاءِ النَّفَرِ السِّتَّة، فسمَّى السِّتَّة، فَسَمَّى: عُثْمانَ، وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَسَعْدَ بْنَ

۷۰۰۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ ان چھ اشخاص سے راضی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے نام لئے۔"

أَبِي وَقَّاصٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [رواه البخاري: ١٣٩٢]

فوائد: عشرہ مبشرہ میں سے یہی حضرات اس وقت زندہ تھے اس روایت میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے حالانکہ وہ بھی زندہ تھے چونکہ وہ آپ کے رشتہ دار تھے اس لئے خلافت کے سلسلہ میں ان کا نام نہیں لیا۔ (عون الباری: ۲/۳۸۵)

٥٠ - باب: مَا يُنْهَى عَنْ سَبِّ الأَمْوَاتِ

باب ٥٠: مُردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

٧٠١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا). [رواه البخاري: ١٣٩٣]

٧٠١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ جو کچھ کر چکے ہیں اس سے ہم آغوش ہو چکے ہیں۔

فوائد: مرنے کے بعد کسی کو برا بھلا کہنے کا کیا فائدہ ہے بلکہ ان کے عزیز واقارب کو تکلیف دینا ہے البتہ حدیث کے راویوں پر جرح ان کے مرنے کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ اس سے حفاظت دین مقصود ہے۔ (عون الباری: ۲/۳۸۷)

كتاب الزكاة
زکوٰۃ کے بیان میں

١ - باب: وجوبُ الزَّكَاةِ

باب ا: فرضیت زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی اور یہ رکن اسلام ہے اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے حاکم وقت کو ایسے شخص کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بیان بیاسی مقامات پر آیا ہے۔

٧٠٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى ٱلْيَمَنِ، فَقَالَ: (ٱدْعُهُمْ إِلَى: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنِّي رَسُولُ ٱللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ ٱللهَ قَدِ ٱفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ ٱللهَ ٱفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ).

[رواه البخاري: ١٣٩٥]

٧٠٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو فرمایا سب سے پہلے اہل یمن کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے شب وروز میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس کو بھی تسلیم کرلیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مال کا صدقہ بھی فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے محتاجوں پر صرف کیا جائے گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر اپنے شہر میں ضرورت مند لوگ موجود ہوں تو دوسرے شہروں کو زکوٰۃ

بھیجنا خلاف شریعت ہے۔ (عون الباری:۲/۳۹۰)

۷۰۳ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ. قَالَ: مالَهُ مالَهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَرَبٌ مالَهُ، تَعْبُدُ ٱللهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ). [رواه البخاري: ١٣٩٦]

۷۰۳۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے؟ لوگوں نے کہا اسے کیا ہوگیا ہے؟ کیوں اس طرح کی بات کر رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ نہیں ہوا وہ ضرورت مند ہے اسے کہنے دو۔ اچھا سنو! اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ پابندی سے نماز پڑھو' زکوۃ دو اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

فوائد : اس حدیث سے فرضیت زکوٰۃ بایں طور ثابت ہوتی ہے کہ جنت میں جانا ادائیگی زکوٰۃ پر منحصر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو زکوٰۃ نہیں دے گا وہ جہنم میں جائے گا اور جہنم میں جانا ایک ایسی چیز کے ترک سے ہوتا ہے جو واجب ہے۔ (عون الباری:۲/۳۹۲)

۷۰٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ، إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الجَنَّةَ. قَالَ: (تَعْبُدُ ٱللهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ المَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا). [رواه البخاري: ١٣٩٧]

۷۰۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اگر وہ بجالاؤں تو جنت میں داخل ہوجاؤں آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' فرض نمازیں اور مقررہ زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو دیہاتی بولا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس سے زیادہ نہیں کروں گا جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

فوائد : اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں شاید راوی بھول گیا یا اس نے اختصار سے کام لیا ہو گا۔ (عون

الباری:۲/۳۹۳)

۷۰۵ : وعنه - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى ٱللهِ). فَقَالَ: وَٱللهِ لأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَٱللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: فَوَٱللهِ ما هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ ٱللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. [رواه البخاري: ١٣٩٩، ١٤٠٠]

۷۰۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ بادیہ نشیں عرب مرتد ہوکر (منکر زکوۃ) ہوگئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان لوگوں سے کیونکر لڑ سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں تو جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس نے یقیناً اپنا مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کرلیا الآ یہ کہ ازروئے اسلام اس پر کوئی حق واجب الاداء ہو پھراس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ہراس شخص سے جنگ لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے (جس کی ادائیگی ضروری ہے) اللہ کی قسم اگر وہ ایک بکری کا بچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیتے تھے اور مجھے نہ دیں تو میں اس کے نہ دینے پر بھی ان سے جنگ کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ بات صرف اس وجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا اور میں سمجھ گیا کہ یہی برحق موقف ہے۔

فوائد : اب بھی بعض جہلاء کا خیال ہے کہ صرف ((لَاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه)) کہنے سے آدمی مومن بن جاتا ہے خواہ وہ اسلام کے دیگر اصولوں سے منحرف ہی کیوں نہ ہو اس میں شک نہیں کہ کلمہ اخلاص ایمان کی نشانی ہے مگر یہ شرط ہے کہ اسلام کے دوسرے ارکان کا انکار نہ کرے اگر ایک کا بھی منکر ہے تو وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے۔

٢ - باب: إِثْمُ مَانِعِ الزَّكَاةِ

٧٠٦ : وعنه - رَضِيَ ٱللهُ عَنهُ - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (تَأْتِي الإِبِلُ عَلَى صَاحِبِهَا، عَلَى خَيْرِ ما كانَتْ، إِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرِ ما كانَتْ، إِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطَؤُهُ بِأَظْلاَفِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا)، قَالَ: (وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى المَاءِ).

قَالَ: (وَلاَ يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ، وَلاَ يَأْتِي بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ). [رواه البخاري: ١٤٠٢]

باب ۲: زکوۃ نہ دینے والے کا گناہ

۷۰۶۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اونٹ پہلے سے زیادہ فربہ اور بہتر حالت میں اپنے مالک کے پاس آئیں گے جبکہ وہ مالک ان کا حق (زکوۃ) نہ ادا کرتا ہو پھر وہ اسے اپنے پاؤں سے روندے گے اسی طرح بکریاں بھی پہلے سے زیادہ توانا اور بہتر حالت میں اپنے مالک کے پاس آئیں گی جبکہ وہ مالک ان کا حق نہ ادا کرتا ہو وہ اسے اپنے کھروں سے کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی آپ نے فرمایا ان کا حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر ان سے دودھ حاصل کیا جائے اور محتاجوں کو پلایا جائے نیز آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر سوار کرکے نہ لائے بایں حالت کہ وہ ممیا رہی ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے یا محمد ﷺ! (میری سفارش فرمایئے) اور میں کہوں کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا میں تو اللہ کا حکم پہنچا چکا ہوں اسی طرح کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر سوار کرکے نہ لائے بایں حالت کہ وہ بلبلا رہا ہو وہ شخص مجھ سے کہے یا محمد ﷺ! (میری شفاعت کیجئے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا میں تو اللہ کا حکم تمہیں پہنچا چکا ہوں۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ اونٹ اسے پاؤں سے روندیں گے اور منہ سے چبائیں گے قیامت کے دن اس کے ساتھ متواتر یہ سلوک کیا جائے گا جس کی تعداد پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

(عون الباری: ۲/۳۹۹)

٧٠٧ : وعنه - رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (مَنْ آتَاهُ ٱللّٰهُ مالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ، يَعْنِي شِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلاَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾. الآيَة). [رواه البخاري: ١٤٠٣]

٧٠٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جسے مال ودولت سے نوازے اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے تو اس کا یہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کے دونوں جبڑوں سے زہریلی جھاگ نکل رہی ہوگی اور وہ طوق کی طرح اس آدمی کی گردن میں پڑا ہوگا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔

"جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے حق میں اچھی ہے نہیں' یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا اس آیت کا تلاوت کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ آیت منکرین زکوۃ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (عون الباری: ۲/۴۰۲)

٣ - باب: مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ

باب ۳: جس مال کی زکوۃ ادا کردی جائے وہ کنز نہیں ہے

٧٠٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ فِيما دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيما دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيما دُونَ خَمْسَةِ

۷۰۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹ سے کم میں زکوۃ نہیں اور نہ پانچ وسق سے کم (غلہ) میں زکوۃ ہے۔

أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ١٤٠٥]

فوائد : ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے پانچ اوقیہ میں دو سو درہم ہوتے ہیں جو ساڑھے باون تولے کے برابر ہیں اس سے کم مقدار میں زکوۃ نہیں اسی طرح ایک وسق ساٹھ صاع کا ہے اور ایک صاع دو کلو سو گرام کے برابر ہے پانچ وسق چھ صد تیں کلو گرام کے برابر ہے۔

٤ - باب: الصَّدَقَةُ مِن كَسبٍ طَيِّبٍ

باب ۴: صدقہ حلال کمائی سے ہونا چاہیے

٧٠٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ ٱللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ ٱللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا، كما يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ). [رواه البخاري: ١٤١٠]

۷۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حلال کی کمائی سے کھجور کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک وحلال چیزوں کو قبول فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر اسے دینے والے کی خاطر بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پال کر بڑھاتا ہے حتی کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔

فوائد : حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ بابرکت ہیں ان میں سے کوئی بایاں نہیں اہل حدیث اس قسم کی آیات اور احادیث کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں ان کی تاویل یا تحریف نہیں کرتے اور نہ کسی سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۳۰۵)

٥ - باب: الصَّدَقَةُ قَبلَ الرَّدِّ

باب ۵: صدقہ دینا چاہیے قبل اس زمانہ کے جب کوئی صدقہ نہ لے گا

٧١٠ : عَنْ حارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (تَصَدَّقُوا، فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمانٌ، يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلاَ يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا، يَقُولُ الرَّجُلُ: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلاَ حاجَةَ لِي بِهَا). [رواه البخاري: ١٤١١]

۷۱۰۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! صدقہ کرو کیونکہ تم پر ایک وقت آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لئے ہوئے پھرے گا مگر کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا جو اس کو قبول کرے جس کو دینے لگے گا وہ جواب دے گا اگر تو کل لاتا تو میں لے لیتا لیکن آج تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قرب قیامت کے وقت ایسے انقلابات آئیں گے کہ آج محتاج آدمی کل امیر کبیر بن جائے گا اس لئے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے محتاج لوگوں کی موجودگی میں صدقہ وخیرات کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۲/۴۰۷)

۷۱۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ المَالُ، فَيَفِيضَ، حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ المَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ، فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ: لاَ أَرَبَ لِي). [رواه البخاري: ١٤١٢]

۷۱۱۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک تمہارے پاس مال کی اتنی فراوانی نہ ہو جائے کہ وہ بہنے لگے اور مال والے کو یہ چیز پریشان کرے گی کہ اس کو کون قبول کرے؟ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ ایک آدمی کسی کو مال پیش کرے گا تو وہ جواب دے گا مجھے تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

فوائد: قیامت کے قریب زمین کی تمام دولت باہر نکل آئے گی اور لوگ بہت کم تعداد میں ہوں گے ایسے حالات میں کسی کو مال کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۷۱۲ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَجَاءَهُ رَجُلاَنِ، أَحَدُهُما يَشْكُو العَيْلَةَ، وَالآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيلِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ: فَإِنَّهُ لاَ يَأْتِي عَلَيْكَ إِلاَّ قَلِيلٌ، حَتَّى تَخْرُجَ العِيرُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ، وَأَمَّا العَيْلَةُ: فَإِنَّ السَّاعَةَ لاَ تَقُومُ، حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ، لاَ يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ، ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ ٱللهِ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ، وَلاَ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أُوتِكَ مالاً؟ فَلَيَقُولَنَّ: بَلَى،

۷۱۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا کہ دو آدمی آئے ایک نے تو غربت وتنگدستی کا شکوہ کیا اور دوسرے نے چوری اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راستہ کی بدامنی تو تھوڑی مدت گزرے گی کہ مکہ تک ایک قافلہ بغیر کسی محافظ کے جائے گا رہی تنگدستی تو قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی اپنا صدقہ لے کر پھرے گا مگر اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا پھر (قیامت کے دن) تم میں سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ترجمان جو اس کی گفتگو نقل کرے پھر اللہ اس سے فرمائے گا

ثُمَّ لَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا؟ فَلَيَقُولَنَّ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا النَّارَ، ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا النَّارَ، فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ). [رواه البخاري: ١٤١٣]

کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہ بھیجا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو آگ کے علاوہ اسے کوئی چیز نظر نہ آئے گی اور اپنی بائیں طرف نظر ڈالے گا تو ادھر بھی سوا آگ کے کچھ نہیں ہوگا لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہیے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اچھی بات ہی کہہ دے (کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے)

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ کی کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں اگر ایسا ہے تو بندہ کیا سنے گا اور کیا سمجھے گا۔

٦ - باب: اتَّقُوا النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ

باب٦: آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا اور تھوڑا سا صدقہ ہی کیوں نہ ہو

٧١٣ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمانٌ، يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ، ثُمَّ لاَ يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ ٱمْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ، مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ). [رواه البخاري: ١٤١٤]

٧١٣۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگوں پر ایک وقت آئے گا جس میں آدمی خیرات کا سونا لئے گشت لگائے گا مگر کوئی لینے والا نہیں ملے گا اور دیکھنے میں آئے گا کہ ایک مرد کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں پھریں گی کہ وہ انہیں اپنی پناہ میں لے لے دراصل یہ اس بناء پر ہوگا کہ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہو گی۔

فوائد: قیامت کے قریب عورتوں کی شرح پیدائش میں اضافہ ہو جائے گا اور مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیاں کثرت سے ہوں گی کہ مرد مارے جائیں گے اور عورتوں کی بہتات ہو گی۔ (عون الباری:٢/٣١١)

٧١٤ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ

٧١٤۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہمیں

رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ، فَيُحَامِلُ، فَيُصِيبُ المُدَّ، وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ. [رواه البخاري: ١٤١٦]

صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جاتا اور بوجھ ڈھوتا مزدوری میں جو ایک مد غلہ ملتا تو اس کو صدقہ کردیتا مگر آج یہ حالت ہے کہ بعض لوگوں کے پاس ایک لاکھ درہم موجود ہیں۔

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محنت و مزدوری کر کے ایک مد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہمارے ہزاروں اور لاکھوں روپوں سے زیادہ اجر رکھتا تھا۔

٧١٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ١٤١٨]

٧١٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت سوال کرتی ہوئی آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی کھجور اسے دے دی اس نے اسے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کردیا اور خود اس سے کچھ نہ کھایا جب وہ چلی گئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں کی وجہ سے کسی تکلیف میں مبتلا ہوگا اس کے لئے یہ لڑکیاں آگ سے پردہ بن جائیں گی۔

فوائد: عنوان میں دو مضمون تھے پہلا یہ کہ کھجور کا ٹکڑا دے کر دوزخ سے نجات حاصل کرنا یہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا اور دوسرا مضمون یہ تھا کہ تھوڑا سا صدقہ وخیرات کرنا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انہوں نے ایک کھجور بطور صدقہ دی۔

٧ - باب: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟

باب ٧: کونسا صدقہ افضل ہے؟

٧١٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: (أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى، وَلاَ تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا

٧١٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کونسا صدقہ اجر و ثواب میں سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ جو تندرستی کی حالت میں ہو جبکہ تجھ پر مال کی حرص غالب ہو تجھے ناداری کا اندیشہ بھی ہو اور تونگری کی

بَلَغَتِ الحُلْقُومَ، قُلْتَ: لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ). [رواه البخاري: ١٤١٩]

خواہش بھی ہو اس وقت کا انتظار نہ کر جب دم حلق میں آجائے تو اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا حالانکہ اب تو وہ از خود ہی فلاں اور فلاں کا ہو چکا ہو گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے میں دیر نہیں کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ بیماری یا موت آجائے ایسے حالات میں خرچ کرنا چنداں مفید نہیں ہے۔

٨ - باب

٧١٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: (أَطْوَلُكُنَّ يَدًا). فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ: أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ. [رواه البخاري: ١٤٢٠]

باب ٨:

٧١٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی کچھ بیویوں نے آپ سے عرض کیا کہ وفات کے بعد سب سے پہلے ہم میں سے آپ کو کون ملے گا؟ آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ تم سب میں لمبا ہو گا چنانچہ انہوں نے چھڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے بڑا نکلا (مگر سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی) تب ہم لوگوں نے سمجھ لیا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد خیرات کرنا تھا وہ ہم سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں انہیں صدقہ دینے کا بہت ذوق وشوق تھا۔

فوائد: حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرتی اور جو کچھ کماتی اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتی تھیں۔ (عون الباری:٢/٤١٦)

٩ - باب: إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ

٧١٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (قَالَ رَجُلٌ: لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ،

باب ٩: اگر نادانستہ طور پر کسی مالدار کو صدقہ دے دیا جائے؟

٧١٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے طے کیا کہ میں آج صدقہ دوں گا جب وہ صدقہ لے کر نکلا تو اس نے (لاعلمی) میں ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا

فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى زَانِيَةٍ؟ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ: فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ: فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ: فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ، فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ).

[رواه البخاري: ١٤٢١]

صبح کے وقت لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگی کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے اس شخص نے کہا اے میرے معبود! تعریف صرف تیرے لئے ہے اچھا میں آج پھر صدقہ دوں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اب نادانستہ طور پر ایک زانیہ کو دے دیا صبح کے وقت لوگ پھر باتیں بنانے لگے کہ گزشتہ رات ایک زانیہ کو خیرات دے دی گئی جس پر اس شخص نے کہا اے میرے معبود! سب تعریف تیرے ہی لئے ہے میرا صدقہ تو زانیہ کے ہاتھ لگ گیا اچھا میں کچھ اور صدقہ دوں گا چنانچہ وہ پھر صدقہ لے کر نکلا تو اس دفعہ (انجانے میں) ایک مالدار کے ہاتھ پر رکھ دیا صبح کے وقت لوگوں میں پھر چرچا ہوا کہ ایک امیر آدمی کو صدقہ دیا گیا ہے اس شخص نے کہا اے میرے معبود! تعریف صرف تیرے لئے ہے میرا صدقہ ایک مرتبہ چور کو ملا پھر ایک بدکار عورت کو اور پھر ایک مالدار شخص کو آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ چنانچہ اسے (خواب میں) کوئی شخص ملا اس نے بتایا (کہ تمہارا صدقہ قبول ہوگیا ہے) جو صدقہ چور کو ملا تو ممکن ہے وہ چوری سے باز آجائے اسی طرح زانیہ کو جو صدقہ ملا تو شاید وہ زنا سے رک جائے اور مالدار کو ممکن ہے عبرت حاصل ہو اور جو اللہ نے اسے دیا اس میں سے خرچ کرے۔

فوائد: نفلی صدقہ اگر نادانستہ طور پر غیر مستحق کو دے دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ زکوٰۃ وغیرہ کا معاملہ اس سے الگ ہے اگر زکوٰۃ لاشعوری طور پر مالدار کو دے دی جائے جو اس کا حق دار نہ ہو تو معلوم ہونے پر دوبارہ ادا کرنا ہوگی۔ (عون الباری:۳۱۸/۲)

١٠ - باب: إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ

باب ١٠: اپنے بیٹے کو لاشعوری طور پر صدقہ دینا

٧١٩ : عَنْ مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَا وَأَبِي وَجَدِّي، وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِي، وَخاصَمْتُ إِلَيْهِ: كَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُه بِهَا، فَقَالَ: وَٱللهِ ما إِيَّاكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (لَكَ ما نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ ما أَخَذْتَ يَا مَعْنُ). [رواه البخاري: ١٤٢٢]

٧١٩۔ حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اور میرے باپ دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور پھر آپ نے ہی میری منگنی کی اور نکاح بھی کرایا ایک دن میں آپ کے پاس یہ مقدمہ لے کر گیا کہ میرے باپ یزید رضی اللہ عنہ نے خیرات کی کچھ اشرفیاں نکال کر مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیں (تاکہ وہ انہیں تقسیم کردے) چنانچہ میں گیا اور وہ اشرفیاں اس سے لے کر اپنے گھر چلا آیا میرے باپ کو پتہ چلا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا بالآخر میں مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے فرمایا: اے یزید! تمہاری نیت پوری ہوگئی اور اے معن! جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ باپ اگر اپنی اولاد میں سے کسی حقدار کو صدقہ وخیرات دیتا ہے تو اسے رجوع کا حق نہیں البتہ ہبہ وغیرہ میں باپ کو واپس لینے کا حق بدستور قائم رہتا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۲۰)

١١ - باب: مَنْ أَمَرَ خَادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلِ بِنَفْسِهِ

باب ١١: جو شخص خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے کی بجائے اپنے کسی خدمتگار کو اس کا حکم دے۔

٧٢٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا، غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، لاَ يَنْقُصُ

٧٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے گھر کے کھانے سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو تو جو کچھ خیرات کرے گی اس کا ثواب ضرور ملے گا اس کے شوہر کو بھی کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا ایسے ہی خزانچی کو ثواب

بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا). [رواه البخاري: ١٤٢٥]

ملے گا نیز کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔

فوائد: اس سے مراد اس قسم کا کھانا خیرات کرنا ہے جو دیر تک رکھنے سے خراب ہو سکتا ہو یا ایسی خیرات جو خاوند کو ناگوار نہ گزرے اور نہ ہی اسے زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (عون الباری:۲/۴۲۲)

١٢ - باب: لاَ صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى

باب ۱۲: صدقہ وہی ہے جس کے بعد بھی آدمی غنی رہے

٧٢١ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَٱبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ ٱللهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ ٱللهُ). [رواه البخاري: ١٤٢٧]

۷۲۱۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کی ابتداء اپنے عیال سے کرو بہتر صدقہ وہ ہے جس کے دینے کے بعد بھی دینے والا غنی رہے اور جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بچنے کی توفیق دے گا اور جو شخص بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ پہلے اپنے بچوں اور عزیز و اقارب کو کھلانا اور ان کی خبر گیری کرنا چاہئے اس سے فاضل ہو اسے خیرات کرنا چاہئے اول خویش بعد درویش۔ (عون الباری:۲/۴۴۲)

٧٢٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْأَلَةَ: (الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالْيَدُ السُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ). [رواه البخاري: ١٤٢٩]

۷۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ کے وقت صدقہ دینے' سوال کرنے اور نہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے کہیں بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا دست سوالی ہے۔

فوائد: جب انسان محتاج ہو کر خیرات کرے گا تو اسے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پڑے گی اور یہی نیچا ہاتھ ہے جسے شریعت نے کراہت کی نظر سے دیکھا ہے۔

١٣ - باب: التَّحْرِيضُ عَلَى الصَّدَقَةِ والشَّفَاعَةِ فِيهَا

باب ۱۳: صدقہ کے لئے ترغیب دینا اور اس کی بابت سفارش کرنے کا بیان

٧٢٣ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ، أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حاجَةٌ، قَالَ: (اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا، وَيَقْضِي ٱللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ ما شَاءَ). [رواه البخاري: ١٤٣٢]

۷۲۳۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی سائل آتا یا آپ سے کسی ضرورت کا سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے کہ اس کی داد رسی کے لئے سفارش کرو تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہتا ہے جاری فرما دیتا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ضرورت مند لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا اور ان کے لئے بھاگ دوڑ یا سفارش کرنا بہت بڑا ثواب ہے کیونکہ اس سے اللہ کی مخلوق کو آرام پہنچتا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں۔ (عون الباری:۷/۴۲۲/۲)

٧٢٤ : عَنْ أَسْماءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تُوكِي فَيُوكَىٰ عَلَيْكِ). وَفي رِوايَة: (لاَ تُحْصِي فَيُحْصِي ٱللهُ عَلَيْكِ). [رواه البخاري: ١٤٣٣]

۷۲۴۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے مال پر گرہ نہ دو ورنہ تم پر بھی بندش کردی جائے گی ایک روایت میں ہے کہ دینے میں شمار نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تمہیں اسی حساب سے دے گا۔

فوائد: جو شخص بے حساب خیرات کرتا ہے اللہ اسے رزق بھی بے شمار دیتے ہیں یہ نفلی صدقہ کے متعلق ہے۔

١٤ - باب: الصَّدَقَةُ فِيمَا اسْتَطَاعَ

باب ۱۴: اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ دینا

٧٢٥ : وَفي رِوايَة: (لاَ تُوعِي فَيُوعِيَ ٱللهُ عَلَيْكِ، ارْضَخِي ما اسْتَطَعْتِ). [رواه البخاري: ١٤٣٤]

۷۲۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال کو سینت سینت کر مت رکھو ورنہ اللہ اپنی رحمت تم سے روک لے گا اور جس قدر ممکن ہو خرچ کرتی

رہو

فوائد: اللہ تعالیٰ کا اپنی رحمت کو روک لینے سے مراد خیر و برکت کا اٹھا لینا ہے۔

١٥ - باب: مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

باب ۱۵: جو شخص بحالت شرک صدقہ کرے پھر مسلمان ہو جائے

٧٢٦ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ، كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الجَاهِلِيَّةِ، مِنْ صَدَقَةٍ، أَوْ عَتَاقَةٍ، وَصِلَةِ رَحِمٍ، فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَسْلَمْتَ عَلَى ما سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ). [رواه البخاري: ١٤٣٦]

۷۲۶۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں عبادت کی نیت سے جو صدقہ دیتا تھا یا غلام آزاد کرتا اور صلہ رحمی کرتا تھا آپ بتائیں کہ ان کا کوئی ثواب ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ نیکیوں پر پابند رہنے کی بنا پر ہی تو مسلمان ہوئے ہو تمہیں ان کا ثواب ملے گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اسے زمانہ کفر کی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ (عون الباری: ۲/۴۳۰)

١٦ - باب: أَجْرُ الخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ

باب ۱۶: خدمت گار کا ثواب جبکہ وہ بحکم آقا دے بشرطیکہ اس کی نیت بگاڑ کی نہ ہو

٧٢٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الخَازِنُ المُسْلِمُ الأَمِينُ، الَّذِي يُنْفِذُ - وَرُبَّما قَالَ: يُعْطِي - ما أُمِرَ بِهِ، كامِلًا مُوَفَّرًا، طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ، فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ، أَحَدُ المُتَصَدِّقَيْنِ). [رواه البخاري: ١٤٣٨]

۷۲۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وہ مسلمان خزانچی جو امانت دار ہو اور اپنے آقا کا حکم جاری کردے اور کبھی آپ یوں فرماتے کہ اس کا آقا جو حکم دے اسے بلا کم و کاست خوشی سے دوسرے کے حوالے کردے تو وہ بھی خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔

فوائد: صاحب مال اور اس کے حکم کی بجا آوری کرنے والا دونوں ثواب میں شریک ہوں گے فرق یہ ہوگا کہ نوکر کو اضافی ثواب نہیں ملے گا۔ جبکہ مالک کو دس گناہ اضافی ثواب بھی دیا جائے گا۔ (عون الباری: ۲/۴۳۱)

١٧ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ﴾ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفاً

باب ۱۷: ارشاد باری تعالیٰ: "جو شخص صدقہ دے اور ڈر جائے" اور یہ دعا کہ "اے اللہ خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر۔"

٧٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ما مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُما: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا). [رواه البخاري: ١٤٤٢]

۷۲۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ صبح نکلتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ کنجوس کو تباہی و بربادی سے دو چار کر۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ کسی بندے کا مال اللہ کی راہ میں دینے سے کم نہیں ہوتا۔

١٨ - باب: مَثَلُ البَخِيلِ والمُتَصَدِّقِ

باب ۱۸: صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال

٧٢٩ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ، عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ، مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ: فَلاَ يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ، أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ، حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ. وَأَمَّا الْبَخِيلُ: فَلاَ يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلاَ تَتَّسِعُ). [رواه البخاري: ١٤٤٣]

۷۲۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کنجوس اور سخی کی مثال ان دو انسانوں کی طرح ہے جو سینے سے گردن تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے ہیں جب سخی خرچ کرنا چاہتا ہے تو وہ لباس کھل جاتا ہے یا اس کے جسم پر کشادہ ہو جاتا ہے اور بخیل جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لباس کی ہر کڑی اپنی جگہ پر جم جاتی ہے وہ ہر چند اسے کھولنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ سخی آدمی کا دل' خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی طبیعت میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ بخیل آدمی کا معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور دل میں گھٹن پیدا ہو جاتی ہے۔ (عون الباری: ۲/۴۳۴)

١٩ - باب: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَن لَّم يَجِد فَلْيَعْمَل بِالمَعرُوفِ

باب ۱۹: ہر مسلمان پر خیرات کرنا واجب ہے اگر نہ پائے تو بھلی بات کو عمل میں لانا خیرات ہے۔

٧٣٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ). فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: (يَعْمَلُ بِيَدِهِ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ). قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: (يُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ). قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: (فَلْيَعْمَلْ بِالمَعْرُوفِ، وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ١٤٤٥]

۷۳۰۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر مسلمان کے لئے خیرات کرنا ضروری ہے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر کسی کو میسر نہ ہو (تو کیا کرے؟) آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے خود بھی فائدہ اٹھائے اور خیرات بھی کرے لوگوں نے پھر عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ کسی صاحب حاجت اور ستم زدہ کی فریاد رسی کرے لوگوں نے پھر عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ اچھی بات پر عمل کرے اور بری بات سے باز رہے تو اس کے لئے یہی صدقہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اللہ کی مخلوق پر شفقت ومہربانی کرنا چاہئے خواہ مال خرچ کرنے سے ہو یا بھلی بات کہنے سے کم از کم کسی کے متعلق بری بات کرنے سے باز رہنا بھی شفقت ومہربانی ہی کی ایک قسم ہے۔

(عون الباری:۲/۴۳۶)

٢٠ - باب: قَدْرُ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ

باب ۲۰: زکوۃ یا صدقہ سے (کسی ضرورت مند کو) کس قدر دینا چاہیے

٧٣١ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: بُعِثَ إِلَى نُسَيْبَةَ الأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟). فَقُلْتُ: لَا، إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهِ نُسَيْبَةُ

۷۳۱۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صدقہ کی بکری بھیجی گئی انہوں نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا رسول اللہ ﷺ نے (گھر تشریف لا کر) پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس بکری

مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ، فَقَالَ: (هَاتِ، فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا). [رواه البخاري: ١٤٤٦]

کا گوشت جو نسیبہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا ہے بس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا اس کو لاؤ کیونکہ وہ اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے۔

فوائد: ملک کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے کیونکہ زکوۃ کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام تھا لیکن محتاج کو جب زکوۃ ملی اور اس نے بطور تحفہ کچھ دے دیا تو ایسا کرنا جائز ہے اب اس پر زکوۃ کے احکام نہیں رہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۷)

٢١ - باب: العَرْضُ فِي الزَّكَاةِ

باب ۲۱: زکوۃ میں (نقدی کی بجائے) دیگر اسباب کا لینا دینا

٧٣٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ رَسُولَهُ ﷺ: (وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا، وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ). [رواه البخاري: ١٤٤٨]

۷۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوۃ کے وہ احکام لکھ کر دیئے جو اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے تھے ان میں سے یہ بھی تھا کہ جس کسی پر صدقہ میں ایک برس کی اونٹنی فرض ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے اور صدقہ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں اسے واپس دے اور اگر سال بھر کی اونٹنی زکوۃ میں مطلوب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کا نر اونٹ ہو تو وہ بھی قبول کرلیا جائے مگر اس کے ساتھ اسے کچھ نہ دیا جائے۔

فوائد: امام بخاری کے نزدیک سونے چاندی کے بجائے دیگر اسباب کا بطور زکوۃ لینا دینا جائز ہے جبکہ جمہور اس کے خلاف ہیں امام بخاری کی دلیل بایں طور ہے کہ جب واجب سے زیادہ نفیس اونٹنی زکوۃ میں لی جاسکتی ہے تو دیگر اسباب کا دینا بھی جائز ٹھہرا لیکن اس دلیل میں اتنا وزن نہیں ہے کیونکہ اگر زکوۃ میں قیمت کا لحاظ ہوتا تو مختلف جانوروں کی عمر کا تعین بے سود ٹھہرتا ہے جب شارع نے جانوروں کی عمریں متعین کر دیں ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ انہی کا ادا کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۸)

٢٢ - باب: لاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجتمع

باب ۲۲: (زکوۃ سے بچنے کے لئے) الگ الگ مال کو اکٹھا نہ کیا جائے

اور نہ ہی یکجائی کو متفرق کیا جائے

٧٣٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ ٱلَّتِي فَرَضَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (وَلاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ). [رواه البخاري: ١٤٥٠]

۷۳۳۔ حضرت انس بنائٹھ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر بنائٹھ نے انہیں زکوۃ کے متعلق وہ احکام لکھ کر دیئے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائے تھے (ان میں یہ بھی تھا کہ) صدقہ کے خوف سے متفرق مال کو یکجا نہ کیا جائے اور نہ یکجائی مال کو متفرق کیا جائے۔

فوائد: اس کی صورت یہ ہے کہ تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہیں اور ہر ایک پر ایک ایک بکری زکوۃ واجب ہے زکوۃ لینے والا جب آئے تو وہ تینوں اپنی بکریاں یکجا کر دیں اسی صورت میں ایک ہی بکری دینا ہو گی اسی طرح دو آدمیوں کی بطور شراکت دو سو بکریاں ہیں ان پر تین بکریاں زکوۃ واجب ہے وہ زکوۃ کے وقت اپنی بکریاں الگ الگ کر لیں تاکہ دو بکریاں زکوۃ دی جائے ایسا کرنا منع ہے کیونکہ یہ ایک فریب اور ناجائز حیلہ گری ہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۹)

٢٣ - باب: مَا كَانَ مِن خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ

باب ۲۳: شراکت دار (زکوۃ کا) حصہ برابر برابر ادا کریں

٧٣٤ : وفي رواية: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ ٱلَّتِي فَرَضَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (وما كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ، فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ). [رواه البخاري: ١٤٥١]

۷۳۴۔ حضرت انس بنائٹھ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر بنائٹھ نے ان کے لئے احکام زکوۃ لکھ کر دیئے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائے تھے ان میں یہ بھی تھا کہ جو مال دو شریکوں کا اکٹھا ہو تو وہ زکوۃ کی رقم بقدر حصہ برابر برابر ادا کریں۔

فوائد: اس کی صورت یہ ہے کہ دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہیں تو ایک بکری بطور زکوۃ دینا ہو گی اب جس کے مال سے یہ بکری لی گئی ہے اسے چاہئے کہ وہ دوسرے شریک سے اس کی نصف قیمت وصول کرے۔ (عون الباری:۲/۴۴۰) اگر ایک کی دس اور ایک کی تیس ہوں تو دس والے کو ایک چوتھائی اور تیس والے کو تین چوتھائی دینا ہو گا۔

٢٤ - باب: زَكَاةُ الإِبِلِ

باب ۲۴: اونٹوں کی زکوۃ

٧٣٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ

۷۳۵۔ حضرت ابوسعید خدری بنائٹھ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: (وَيْحَكَ، إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَٱعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ ٱللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا). [رواه البخاري: ١٤٥٢]

کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے خرابی ہو ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوۃ ادا کرتا ہو اس نے عرض کیا جی ہاں' آپ نے فرمایا (پھر تجھے ہجرت کی ضرورت نہیں) دریاؤں کے اس پار عمل کرتا رہ اللہ تعالیٰ تیرے اعمال سے کسی چیز کو ضائع نہیں کرے گا۔

فوائد: مطلب یہ ہے اگر انسان فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا تو جہاں چاہے رہے اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس نہیں کرے گا۔ (عون الباری: ۲/۴۴۱)

٣٥ - باب: مَنْ بَلَغَت عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ

باب ۳۵: جسکے مال میں ایک سالہ اونٹنی صدقہ پڑتی ہو لیکن اسکے پاس نہ ہو (تو کیا کرے؟)

٧٣٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ، الَّتِي أَمَرَ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ: (مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةُ الجَذَعَةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ، وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ ٱسْتَيْسَرَتَا لَهُ، أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ، وَعِنْدَهُ الجَذَعَةُ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الجَذَعَةُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِي

۷۳۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں وہ فرائض زکوۃ لکھ کر دیئے جن کا اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا تھا یعنی اگر کسی کے اونٹوں پر زکوۃ بقدر چہار سالہ بچہ کے فرض ہو اور اس کے پاس چہار سالہ بچہ نہ ہو بلکہ سہ سالہ ہو تو اس سے سہ سالہ بچہ لے لیا جائے گا اور اس کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں گی۔ بشرطیکہ آسانی سے میسر ہوں بصورت دیگر بیس درھم وصول کر لئے جائیں گے اور جس کے ذمہ سہ سالہ ہو اور اس کے پاس سہ سالہ کی بجائے چہار سالہ ہو تو اس سے چہار سالہ قبول کر لیا جائے گا اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے اور اگر زکوۃ میں سہ سالہ بچہ فرض ہو اور اس کے پاس سہ سالہ کی بجائے دو سالہ مادہ بچہ ہو تو وہی قبول کر لیا جائے اور وہ مزید اس کے ساتھ

شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ).

[رواه البخاري: ١٤٥٣]

بیس درھم یا دو بکریاں دے گا اور اگر زکوۃ میں دو سالہ مادہ بچہ واجب ہو اور اور اس کے پاس سہ سالہ بچہ موجود ہو تو وہی لے کر بیس درھم یا دو بکریاں واپس کر دی جائیں اگر زکوۃ میں دو سالہ بچہ واجب ہو اور اس کے پاس دو سالہ کے بجائے یک سالہ مادہ بچہ ہو تو وہی قبول کر لیا جائے لیکن وہ اس کے ہمراہ بیس درہم یا دو بکریاں مزید دے گا۔

فوائد: ان صورتوں میں کمی بیشی کے طور پر بیس درہم یا دو بکریوں میں ایک کا انتخاب کرنا دینے والے کی ذمہ داری ہے خواہ مالک ہو یا وصول کنندہ لینے والا اپنی مرضی سے کسی ایک کو لینے کا مجاز نہیں ہے۔ (عون الباری: ۲/۴۴۳)

٢٦ - باب: زَكَاةُ الْغَنَمِ

باب ۲۶: بکریوں کی زکوۃ کا بیان

٧٣٧ : وعنه رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ، لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

هٰذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ، الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَالَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا رَسُولَهُ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلاَ يُعْطِ:

(فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الإِبِلِ فَمَا دُونَهَا، مِنَ الْغَنَمِ، مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلاَثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا

۷۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (زکوۃ وصول کرنے کے لئے) بحرین کی جانب روانہ کیا تو یہ پروانہ لکھ دیا تھا۔

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

یہ احکام صدقہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمائے ہیں اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے لہٰذا جس مسلمان سے اس تحریر کے مطابق زکوۃ کا مطالبہ کیا جائے وہ اسے ادا کرے اور جس سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ نہ دے چوبیس اونٹ یا اس سے کم تعداد پر ہر پانچ میں ایک بکری فرض ہے پچیس سے پینتیس تک یک سالہ مادہ بچہ شتر، چھتیس سے

وَثَلَاثِينَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ، فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ - يَعْنِي - سِتًّا وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ، وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ، إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ.

وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ: فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً، فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا). [رواه البخاري: ١٤٥٤]

پینتالیس تک دو سالہ مادہ بچہ شتر چھیالیس سے ساٹھ تک سہ سالہ مادہ شتر جو قابل جفتی ہو اکسٹھ سے پچھتر تک چہار سالہ چھہتر سے نوے تک دو عدد دو سالہ مادہ شتر اکانوے سے یک صد بیس تک دو عدد سہ سالہ مادہ شتر جو قابل جفتی ہو اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس پر دو سالہ مادہ شتر اور ہر پچاس پر سہ سالہ مادہ شتر اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان پر زکوۃ فرض نہیں لیکن ان کا مالک اگر چاہے تو زکوۃ دے سکتا ہے اگر پانچ اونٹ ہوں تو ان پر ایک بکری واجب ہے بکریوں کی زکوۃ کے متعلق یہ ضابطہ ہے کہ جنگل میں چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری دینا ہوگی ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں اور دو سو ایک سے تین سو تک تین بکریاں دینا ضروری ہیں اور اگر تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری دینا ہوگی اور اگر بکریاں چالیس سے کم ہوں تو زکوۃ نہیں ہاں مالک دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے چاندی میں زکوۃ چالیسواں حصہ ہے بشرطیکہ دو سو درھم ہوں اگر ایک سو نوے درھم ہیں تو ان پر کچھ زکوۃ نہیں ہاں اگر مالک دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

فوائد: حدیث کے آخر میں ایک ایک صد نوے کی تعداد دہائیوں کے اعتبار سے ہے مطلب یہ ہے کہ یکصد ننانوے تک کوئی زکوٰۃ نہیں ہاں جب پورے دو سو ہوں گے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ (عون الباری:۲/۴۴۶)

٢٧ - باب: لاَ يُؤخَذُ فِي الصَّدَقَةِ إِلَّا السَّلِيم

باب ۲۷: زکوٰۃ میں صرف صحیح وتندرست جانور لیا جائے۔

٧٣٨ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ، الَّتِي أَمَرَ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ: (وَلاَ يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ، وَلاَ ذَاتُ عَوَارٍ، وَلاَ تَيْسٌ، إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ). [رواه البخاري: ١٤٥٥]

۷۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک تحریر لکھ کر دی تھی جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو دیا تھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھی بکری اور عیب دار جانور نہ نکالا جائے اور نہ ہی بکرا دیا جائے ہاں اگر صدقہ وصول کرنے والا چاہے تو لے سکتا ہے۔

فوائد: زکوٰۃ کے جانور اگر سب مادہ ہیں اور افزائش نسل کے لئے نر کی ضرورت ہو تو نر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح کوئی عمدہ نسل کا اونٹ' گائے یا بکری کی ضرورت تو نسل کشی کے لئے اسے لینا بھی جائز ہے اگرچہ عیب دار ہی کیوں نہ ہو۔

٢٨ - باب: لاَ تُؤخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

باب ۲۸: زکوٰۃ میں لوگوں کا عمدہ مال نہ لیا جائے

٧٣٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديثُ بَعثِ مُعاذٍ إِلى اليَمَنِ تَقَدَّمَ وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَالَ: (إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ..) وَذَكَرَ بَاقِي الحَديث، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِه: (.. وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ). [رواه البخاري: ١٤٥٨]

۷۳۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت (۷۰۲) جس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا ذکر ہے پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ! تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو پھر باقی حدیث ذکر کی جس کے آخر میں ہے کہ لوگوں کے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا۔

فوائد: یہ اس لئے ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے غرباء سے ہمدردی مقصود ہے لہٰذا اغنیاء پر زیادتی کر کے مفلوک الحال لوگوں سے ہمدردی کرنا جائز نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث کے آخر میں فرمان نبوی ہے کہ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا۔

٢٩ - باب: الزَّكَاةُ عَلَى الأَقَارِبِ

٧٤٠ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالمَدِينَةِ مالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ، وَكانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنسٌ: فَلَمَّا أُنزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾. قامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾. وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ للهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ ٱللهِ، فَضَعْهَا، يَا رَسُولَ ٱللهِ، حَيْثُ أَرَاكَ ٱللهُ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بَخٍ، ذٰلِكَ مالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ ما قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ). فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. [رواه البخاري: ١٤٦١]

باب ۲۹: اپنے رشتہ داروں کو زکوۃ دینا

۷۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ مالدار تھے ان کے کھجور کے باغات تھے انہیں سب سے زیادہ پسند بیرحاء نامی باغ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جاتے اور اس کا خوشگوار پانی پیتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ”تم نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنی مرغوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو“ تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو اور میرا سب سے محبوب مال ”بیرحاء“ ہے لہٰذا وہ آج سے اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ کے ہاں اس کے ثواب اور آخرت میں اس کے ذخیرہ ہونے کا امیدوار ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اسے اللہ کے حکم کے مطابق مصرف میں لے آئیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب یہ تو بہت نفع بخش مال ہے یہ تو واقعی نفع بخش مال ہے اور جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں

تقسیم کر دیا۔

فوائد : رشتہ داروں کو خیرات دینے سے دو گناہ اجر ملتا ہے صدقہ خیرات اور صلہ رحمی کرنے کا اگرچہ یہ نفلی صدقہ تھا تاہم امام بخاری نے زکوٰۃ کو اس پر قیاس کیا اور ایسا کرنا مطلقاً جائز ہے بشرطیکہ رشتہ دار محتاج ہو۔ (عون الباری:۲/۴۵۰)

٧٤١ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيثُهُ فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى تَقَدَّم، وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَالَ: فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ، جاءَتْ زَيْنَبُ، ٱمْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذِهِ زَيْنَبُ، فَقَالَ: (أَيُّ الزَّيَانِبِ؟). فَقِيلَ: ٱمْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: (نَعَمْ، ٱئْذَنُوا لَهَا). فَأُذِنَ لَهَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ). [رواه البخاري: ١٤٦٢]

۷۴۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث (۵۳۱) پہلے گزر چکی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عید گاہ تشریف لے جانے کے متعلق ہے اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ جب آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگی چنانچہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! زینب رضی اللہ عنہا آئی ہے تو آپ نے پوچھا کونسی سی زینب رضی اللہ عنہا؟ عرض کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی' آپ نے فرمایا اچھا انہیں اجازت دے دو چنانچہ اجازت دی گئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے آج صدقہ دینے کا حکم دیا ہے اور میرے پاس کچھ زیور ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خیرات کر دوں مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وہ اور اس کے بچے زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں کو صدقہ دوں' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے تمہارا خاوند اور تمہارے بچے اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ تم ان کو صدقہ دو۔

فوائد : معلوم ہوا کہ بیوی اپنے نادار خاوند پر اور ماں اپنے مفلس بچے پر خیرات کر سکتی ہے اور اسے زکوٰۃ بھی دے سکتی ہے امام بخاری نے زکوٰۃ کو نفلی صدقہ پر قیاس کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۵۲)

٣٠ - باب: لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

باب ٣٠: مسلمان کے لئے اپنے گھوڑے کی زکوۃ دینا ضروری نہیں

٧٤٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلامِهِ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ١٤٦٣]

۷۴۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے خدمت گار غلام اور اس کی سواری کے گھوڑے پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔

فوائد: صحیح موقف یہی ہے کہ غلاموں اور گھوڑوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے اگرچہ وہ بغرض تجارت ہی کیوں نہ رکھے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی تجارت کے متعلق کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

(عون الباری:۲/۳۵۳)

٣١ - باب: الصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتَامَىٰ

باب ۳۱: یتیموں پر صدقہ کرنا

٧٤٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: (إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتِهَا). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقِيلَ لَهُ: ما شَأْنُكَ، تُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَلاَ يُكَلِّمُكَ؟ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوحيُ، قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ، فَقَالَ: (أَيْنَ السَّائِلُ؟). وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ: (إِنَّهُ لاَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا ٱمْتَدَّتْ خاصِرَتَاهَا، ٱسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ

۷۴۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے جب ہم لوگ آپ کے گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا میں اپنے بعد تمہارے حق میں دنیا کی شادابی اور اس کی زیبائش سے ڈرتا ہوں جس کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا جائے گا اس پر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا اچھی چیز بھی برائی پیدا کرے گی؟ آپ خاموش ہو گئے اس شخص سے کہا گیا کہ کیا معاملہ ہے تو لب کشائی کئے جا رہا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ تجھ سے گفتگو نہیں فرماتے اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی آرہی ہے راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے چہرہ مبارک سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ گویا آپ نے اس کی تحسین فرمائی پھر فرمایا بات یہ ہے کہ اچھی چیز برائی تو پیدا نہیں کرتی لیکن فصل ربیع ایسی گھاس بھی پیدا کرتی ہے جو جانور کو مار

الشَّمْسِ، فَثَلَطَتْ، وَبَالَتْ، وَرَتَعَتْ، وَإِنَّ هٰذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ المُسْلِمِ ما أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ - أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ - وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ١٤٦٥]

ڈالتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے مگر اس سبزہ خور جانور کو جو یہاں تک کھائے کہ اس کی دونوں کوکھ بھر جائیں پھر وہ دھوپ میں آکر لیٹ جائے اور لید اور پیشاب کرے اور پھر چرنے لگے بلاشبہ یہ مال بھی سرسبز وشیریں ہے اور مسلمان کا بہترین ساتھی ہے مگر اس وقت جب اس سے مسکین' یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔ یا اس قسم کی کوئی اور بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی اور جو شخص اس مال کو ناحق لے گا وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو کھاتا جائے مگر سیر نہ ہو ایسا مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

فوائد: یہ مثال دے کر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے کہ دولت اگرچہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیز ہے مگر جب بے موقع اور گناہوں میں صرف ہو گی تو یہی دولت عذاب کا باعث بن جائے گی جیسا کہ موسم بہار کی ہری بھری گھاس بڑی عمدہ نعمت ہے مگر جو جانور حد سے زیادہ کھا جائے تو اس کے لئے یہ زہر قاتل بن جاتی ہے۔

٣٢ - باب: الزَّكَاةُ عَلَى الزَّوجِ وَالأَيْتَامِ فِي الحَجْرِ

باب ٣٢: خاوند اور زیر کفالت یتیموں کو زکوۃ دینا

٧٤٤ : عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ ٱللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا حَدِيثها المُتَقَدِّم قَرِيبًا، وَقالَت فِي هٰذِهِ الرِّوَايَة: ٱنْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَوَجَدْتُ ٱمْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى البَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي، فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلاَلٌ، فَقُلْنَا: سَلِ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُجْزِيءُ عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي؟ فَسَأَلَهُ،

٧٤٤۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث (٧٤١) پہلے گزر چکی ہے اور اس طریق میں اتنا اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا جو میری طرح کی ضرورت کے لئے آئی تھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں اپنا مال اپنے شوہر اور زیر کفالت یتیموں پر خرچ

فَقَالَ: (نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ). [رواه البخاري: ١٤٦٦]

کردوں چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا ہاں ایسا کر سکتی ہے اسے دوگنا ثواب ملے گا ایک قرابت داری کا دوسرا خیرات دینے کا۔

فوائد: حدیث میں صدقہ کا لفظ جو فرض صدقہ یعنی زکوۃ اور نفل صدقہ یعنی خیرات دونوں کو شامل ہے صحیح موقف یہ ہے کہ مال زکوۃ اپنے خاوند اور بیٹیوں کا دنیا جائز ہے بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔

٧٤٥ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلِي أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فَقَالَ: (أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ، فَلَكِ أَجْرُ ما أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ). [رواه البخاري: ١٤٦٧]

۷۴۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا؟ جبکہ وہ میرے ہی بیٹے ہیں آپ نے فرمایا تم ان پر خرچ کرو جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی اس کا ثواب تمہیں ضرور ملے گا۔

فوائد: اگرچہ حدیث میں صراحت نہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان یتیم بچوں پر مال زکوۃ سے خرچ کرتی تھیں تاہم اتنا ضرور قدر مشترک ہے کہ ان پر خرچ ضرور کرتی تھیں۔

٣٣ - باب: قَوْلُ الله تعالى: ﴿وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَـٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

باب ۳۳: ارشاد باری تعالیٰ غلاموں کو آزاد کرنے میں' قرضداروں کو نجات دلانے میں اور اللہ کی راہ میں (مال زکوۃ خرچ کیا جائے)

٧٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ ٱللهُ وَرَسُولُهُ، وَأَمَّا خالِدٌ: فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خالِدًا، قَدِ ٱحْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ

۷۴۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صدقہ وصول کرنے کا حکم دیا عرض کیا گیا کہ ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے صدقہ نہیں دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جمیل تو اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ وہ تنگدست تھا اللہ اور اس کے رسول نے مالدار کردیا مگر خالد رضی اللہ عنہ پر تم ظلم کرتے ہو انہوں نے زرہیں

وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: فَعَمُّ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا). [رواه البخاري: ١٤٦٨]

اور آلات جنگ اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں رہے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں ان کی زکوۃ ان پر صدقہ ہے اور اس کے برابر اور بھی (میری طرف سے ہوگی)

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوۃ بلکہ اس سے دو چند میں ادا کروں گا کیونکہ چچا' باپ ہی کی طرح ہوتا ہے اس لئے اپنے چچا کی طرف سے میں خود زکوۃ ادا کروں گا۔ (عون الباری:۲/۴۶۳)

٣٤ - باب: الاسْتِعْفَافُ عَنِ المَسأَلَةِ

باب ۳۴: سوال کرنے سے بچنا

٧٤٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ، سَأَلُوا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ ما عِنْدَهُ، فَقَالَ: (ما يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ ٱللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ ٱللهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ ٱللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ). [رواه البخاري: ١٤٦٩]

۷۴۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال کا) سوال کیا تو آپ نے دے دیا انہوں نے دوبارہ مانگا تو آپ نے پھر دے دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا بالآخر آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوگا اسے تم لوگوں سے بچا کر نہیں رکھوں گا لیکن یاد رکھو جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ اسے فقرو فاقہ سے بچائے گا اور جو شخص (دنیا کے مال سے) بے نیاز رہے گا اللہ اسے غنی کردے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر کوئی وسیع تر نعمت نہیں دی گئی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں سوال نہ کرنے کے تین درجے ہیں پہلا یہ کہ انسان سوال سے پرہیز کرے لیکن استغناء کو ظاہر نہ کرے' دوسرا یہ کہ مخلوق سے تو بے نیاز رہے البتہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تو بطیب خاطر قبول کرے اور تیسرا یہ کہ دینے کے باوجود اسے قبول نہ کرے یہ آخری درجہ صبرو ثبات کا ہے جو تمام مکارم اخلاق کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۶)

٧٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لأَنْ يَأْخُذَ

۷۴۸۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان سے تم میں سے اگر کوئی

أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهُ، أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ). [رواه البخاري: ١٤٧٠]

رسی لے کر اس میں لکڑیوں کا گٹھا باندھے اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے تو دوسرے کے پاس جاکر سوال کرنے سے بہتر ہے (معلوم نہیں) وہ اسے دے یا نہ دے۔

فوائد : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دوسروں سے سوال کرنے کی بڑے بلیغ انداز میں مذمت فرمائی ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۵)

٧٤٩ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَيَأْتِي بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، فَيَكُفَّ اللهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ). [رواه البخاري: ١٤٧١]

۷۴۹۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اسے فروخت کرے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت و آبرو قائم رکھے تو یہ اس کے لئے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔

فوائد : معلوم ہوا کہ ہاتھ سے محنت کر کے کھانا بہترین کمائی ہے واضح رہے کہ معیشت کے تین اصول ہیں' زراعت' تجارت اور صنعت و حرفت' ان میں پہلا درجہ زراعت کا ہے کیونکہ اس میں ہاتھ سے محنت اور اللہ پر توکل کیا جاتا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۶)

٧٥٠ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: (يَا حَكِيمُ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى). قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ،

۷۵۰۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے دے دیا میں نے پھر مانگا تو بھی آپ نے دے دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے مجھے پھر بھی دے دیا اور اس کے بعد فرمایا اے حکیم رضی اللہ عنہ! یہ مال سبز و شیریں ہے جو شخص اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لیتا ہے اس کو برکت عطا ہوتی ہے اور جو طمع کے ساتھ لیتا ہے اس کو اس میں برکت نہیں دی جاتی اور ایسا آدمی اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا نیز اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حضرت

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا، حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ. [رواه البخاري: ١٤٧٢]

حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا سے چلا جاؤں چنانچہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے رہے مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں ان کو بلا کر وظیفہ دینا چاہا لیکن انہوں نے انکار کیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا حق پیش کیا مگر وہ مال غنیمت سے اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں الغرض حضرت حکیم رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد جب تک زندہ رہے کسی سے کچھ نہ لیا۔

فوائد: ضرورت کے بغیر کسی دوسرے سے سوال کرنا حرام ہے محنت ومزدوری پر قدرت رکھنے والے کے لئے بھی یہی حکم ہے البتہ بعض حضرات نے تین شرائط کے ساتھ کچھ گنجائش پیدا کی ہے اصرار نہ کرے' اپنی عزت نفس کو مجروح نہ ہونے دے اور جس شخص سے سوال کرے اسے تکلیف نہ دے اگر یہ شرائط نہ ہوں تو بالاتفاق حرام ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۹)

٣٥ - باب: مَنْ أَعْطَاهُ اللهُ شَيْئاً مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلاَ إِشْرَافِ نَفْسٍ

باب ۳۵: جس شخص کو اللہ بغیر سوال اور بغیر طمع کے کچھ دے (تو اسے قبول کرنا چاہیے)

٧٥١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ، فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي. فَقَالَ: (خُذْهُ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ

۷۵۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال دیتے تھے تو میں کہتا تھا یہ اس شخص کو دیں جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو تب آپ فرماتے اگر بن مانگے بغیر انتظار کئے تمہارے پاس مال آجائے تو لے لیا کرو اور جو ایسا نہ

شَيْءٌ، وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ، فَخُذْهُ، وَما لاَ، فَلاَ تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ). [رواه البخاري: ١٤٧٣]

ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔

فوائد: سوال کیے بغیر جو ملے اس کا لینا جائز ہے بشرطیکہ مال حرام نہ ہو اگر حرام کا یقین ہو تو لینا جائز نہیں اگر مشتبہ ہے تو پرہیزگاری کا تقاضا ہے کہ اس قسم کے مال سے بھی اجتناب کرے تاہم لینے میں تھوڑی بہت گنجائش ضرور ہے۔ (عون الباری:۲/۴۷۱)

٣٦ - باب: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا

باب ۳۶: جو اپنی دولت بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرے

٧٥٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ، حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ). وَقَالَ: (إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الأُذُنِ، فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ ٱسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسٰى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ). [رواه البخاري: ١٤٧٤، ١٤٧٥]

۷۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص برابر لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی تک نہ ہوگی نیز آپ نے فرمایا قیامت کے دن آفتاب اتنا قریب آجائے گا کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا سب لوگ اسی حال میں حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے پھر موسیٰ علیہ السلام سے اور پھر محمد ﷺ سے۔

فوائد: سوال کرنے کی سزا میں اس کے چہرے کی رونق کو ختم کر دیا جائے گا صرف ہڈیاں ہی رہ جائیں گی ایسی بھیانک اور قبیح شکل میں قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہو گا۔ (عون الباری:۲/۴۷۲)

٣٧ - باب: حَدُّ الغِنى

باب ۳۷: کس قدر مال سے غنا حاصل ہوتی ہے؟

٧٥٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَيْس الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ، تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ

۷۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو لوگوں سے سوال کرتا پھرے اور وہ اسے ایک یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجوریں دے دیں بلکہ مسکین وہ

وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لاَ يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلاَ يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلاَ يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ). [رواه البخاري: ١٤٧٩]

ہے جس کو بقدر ضرورت چیز نہ ملے نہ تو لوگوں کو اس کی حالت معلوم ہو کہ اس کو خیرات دے سکیں اور نہ خود کسی سے سوال کرنے پر آمادہ ہو

فوائد: امام بخاری کا مقصود وہ حد بتلانا ہے جس کی موجودگی میں لوگوں سے سوال کرنا منع ہے لیکن اس حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے پاس صبح وشام کا کھانا موجود ہے اسے دوسروں سے سوال کرنے کی اجازت نہیں۔

٣٨ - باب: خَرْصُ التَّمْرِ

باب ٣٨: کھجور کا (درختوں پر) اندازہ لگانا

٧٥٤ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى، إِذَا ٱمْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَصْحَابِهِ: (ٱخْرُصُوا). وَخَرَصَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لَهَا: (أَحْصِي ما يَخْرُجُ مِنْهَا). فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ: (أَمَا، إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَلاَ يَقُومَنَّ أَحَدٌ، وَمَنْ كانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ). فَعَقَلْنَاهَا، وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ. وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ، فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ: (كَمْ جاءَتْ حَدِيقَتُكِ؟). قَالَتْ: عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، خَرْصَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي مُتَعَجِّلٌ

٧٥٤۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ وادی قریٰ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اندازہ کرو (اس میں کتنی کھجوریں ہوں گی) خود رسول اللہ ﷺ نے اس کا دس وسق اندازہ لگایا پھر اس عورت سے فرمایا کہ جتنی کھجوریں پیدا ہوں ان کو وزن کرلینا پھر جب ہم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا آج رات کو سخت آندھی آئے گی اس لئے رات کوئی خود بھی نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اسے بھی باندھ دے چنانچہ ہم لوگوں نے اونٹوں کو باندھ دیا پھر سخت آندھی آئی اتفاق سے ایک شخص کھڑا ہوا تو اسے (تیز ہوا نے) طے نامی پہاڑ پر پھینک دیا اسی جہاد میں ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سفید خچر اور اوڑھنے کے لئے ایک چادر بھیجی آپ نے اس علاقہ کی حکومت اس کے نام لکھ دی پھر جب آپ وادی قریٰ لوٹ کر آئے تو آپ

إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ مِنكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ). فَلَمَّا - قَالَ الراوي كَلِمَةً مَعْنَاهَا - أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: (هٰذِهِ طَابَةُ). فَلَمَّا رَأَى أُحُدًا قَالَ: (هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ؟). قَالُوا: بَلَى، قَالَ: (دُورُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُورُ عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ، أَوْ دُورُ بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ، وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ - يَعْنِي - خَيْرًا). [رواه البخاري: ١٤٨١]

نے اس عورت سے پوچھا تمہارے باغ میں کھجوروں کی کتنی پیداوار رہی؟ اس نے عرض کیا دس وسق یہی اندازہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ذرا مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں لہٰذا تم میں سے جو شخص جلدی جانا چاہے وہ جلدی تیار ہو جائے جب آپ کو مدینہ نظر آنے لگا تو فرمایا یہ طابہ ہے اور جب آپ نے احد کو دیکھا تو فرمایا یہ پہاڑ ہے جو ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اسے دوست رکھتے ہیں کیا میں تمہیں بتاؤں کہ انصار میں کس کا گھرانہ بہترین ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا قبیلہ نجار (کا گھرانہ) اس کے بعد بنی عبدالاشہل پھر بنی ساعدہ پھر بنی حارث بن خزرج کے گھرانے اور یوں تو انصار کے تمام گھرانوں میں اچھائی ہے۔

فوائد: درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کا کسی تجربہ کار سے اندازہ لگانا خرص کہلاتا ہے اس اندازے کا دسواں حصہ بطور زکوۃ وصول کیا جاتا ہے واضح رہے کہ اندازہ کردہ مقدار سے اٹھنے والے اخراجات کو منہا کر دیا جائے۔ (عون الباری:۷۹/۲/۴)

٣٩ - باب: العُشْرُ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ وَبِالمَاءِ الجَارِي

باب ۳۹: عشر اس کھیتی میں ہے جسے آب باراں یا آب رواں سے سینچا جائے

٧٥٥ : عَنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ، أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا، العُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ). [رواه البخاري: ١٤٨٣]

۷۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو کھیتی بارش یا چشمے سے سیراب ہو یا وہ زمین جو خود بخود سیراب ہو اس میں دسواں حصہ لیا جائے اور جو کھیتی کنویں کے پانی سے سینچی جائے اس سے بیسواں حصہ لیا جائے۔

فوائد: دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو اس سے کم مقدار میں عشر نہیں ہے واضح رہے کہ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع سوا دو سیر یا دو

کلو اور سو گرام کا ہوتا ہے۔

٤٠ - باب: أَخْذُ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَل يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ

باب ۴۰: جب کھجور درختوں سے توڑیں اس وقت زکوٰۃ لی جائے نیز کیا بچے کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے کہ وہ صدقہ کی کھجوروں سے کچھ لے لے؟

٧٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ، فَيَجِيءُ هٰذَا بِتَمْرِهِ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهِ، حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ، فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ، فَقَالَ: (أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لاَ يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ). [رواه البخاري: ١٤٨٥]

۷۵۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوریں فصل کٹتے ہی آنے لگتیں اور ایسا ہوتا کہ ایک شخص اپنی کھجوریں لے آتا تو ادھر دوسرا شخص اپنی کھجوریں لے آتا اس طرح صدقہ کی کھجوروں کے ڈھیر لگ جاتے ایک روز حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے اور ان میں سے کسی نے کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی جسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ نے وہ کھجور اس کے منہ سے نکال کر فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے؟

فوائد: معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو بھی حرام خوری سے بچایا جائے اور اسے بتایا جائے کہ حرام خوری کبیرہ گناہ ہے تاکہ وہ بڑا ہو کر علی وجہ البصیرت اکل حرام سے پرہیز کرے۔ (عون الباری: ۲/۴۸۲)

٤١ - باب: هَلْ يَشْتَرِي صَدَقَتَهُ، وَلاَ بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِي صَدَقَتَه غيرُه

باب ۴۱: کیا آدمی اپنی صدقہ دی ہوئی چیز خود خرید سکتا ہے؟ البتہ دوسرے کی صدقہ دی ہوئی چیز خریدنے میں کوئی قباحت نہیں

٧٥٧ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ

۷۵۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ اللہ کی راہ میں سواری کا

ٱللهِ، فَأَضَاعَهُ ٱلَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (لا تَشْتَرِهِ، وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ، وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ ٱلْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ). [رواه البخاري: ١٤٩٠]

گھوڑا دیا جس شخص کے پاس وہ گھوڑا گیا اس نے اسے بالکل خراب اور بے کار کردیا میں نے ارادہ کیا کہ اسے خرید لوں اور میں نے یہ بھی خیال کیا کہ وہ اس گھوڑے کو سستا بیچ دے گا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اسے مت خرید اور اپنا صدقہ واپس نہ لے اگرچہ ایک ہی درھم میں تجھے دے ڈالے کیونکہ خیرات دے کر واپس لینے والا قے کرکے چاٹنے والے کی طرح ہے۔

فوائد: اس حدیث سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ اپنا دیا ہوا صدقہ خریدنا حرام ہے لیکن کسی دوسرے کا دیا ہوا صدقہ فقیر سے خریدا جا سکتا ہے اسی طرح اپنا صدقہ اگر بطور وراثت ملے تو اسے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۴۸۳)

٤٢ - باب: الصَّدَقَةُ عَلَى مَوَالِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۴۲: رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کی لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا

٧٥٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدَ ٱلنَّبِيُّ شَاةً مَيِّتَةً، أُعْطِيَتْهَا مَوْلاَةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ ٱلصَّدَقَةِ، قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (هَلَّا ٱنْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟). قَالُوا: إِنَّهَا مَيِّتَةٌ؟ قَالَ: (إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا). [رواه البخاري: ١٤٩٢]

۷۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو بطور صدقہ دے دی گئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے غلام اور لونڈیوں کی صدقہ دینا جائز ہے البتہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام لونڈی صدقہ وغیرہ نہیں لے سکتے اس کی حرمت دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

٤٣ - باب: إِذَا تَحَوَّلَتِ ٱلصَّدَقَةُ

باب ۴۳: جب صدقہ کی حالت بدل جائے؟

٧٥٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ، تُصُدِّقَ بِهِ

۷۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ گوشت لایا گیا جو حضرت

عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: (هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ). [رواه البخاري: ١٤٩٥]

بریرہ رضی اللہ عنہا کو بطور صدقہ دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے لئے تو صدقہ تھا لیکن ہمارے لئے ھدیہ ہے۔

فوائد: جب صدقہ وخیرات کسی محتاج کے پاس پہنچ گیا اور اس کا مالک بن گیا تو اب خیرات کے حکم سے خارج ہو گیا اس کا آگے صدقہ دینا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۴۸۶)

٤٤ - باب: أَخْذُ الصَّدَقَةِ مِنَ الأَغْنِيَاءِ وَتُرَدَّ فِي الفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا

باب ۴۴: صدقہ مال داروں سے وصول کر کے فقیروں پر صرف کیا جائے خواہ وہ کہیں ہوں

٧٦٠ : حَدِيثُ مُعَاذٍ، وَبَعْثِهِ إِلَى الْيَمَنِ تَقَدَّمَ، وَفِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: (..وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ). [رواه البخاري: ١٤٩٦]

۷۶۰۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث (۷۰۲، ۷۳۹) اور ان کو یمن بھیجنے کی بات پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ مظلوم کی فریاد سے ڈرنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں۔

فوائد: اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ زکوۃ مالداروں سے وصول کر کے ان کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے۔ امام بخاری اسے عام خیال کرتے ہیں کہ ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک بھیجی جا سکتی ہے جبکہ دیگر محدثین اس سے اتفاق نہیں کرتے ہاں اگر مقامی طور پر ضرورت سے فاضل ہو تو اسے دوسرے شہر میں بھیجا جا سکتا ہے۔

٤٥ - باب: صَلَاةُ الإِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ

باب ۴۵: صاحب صدقہ کے لئے امام کا رحمت کی خواستگاری اور دعا کرنا

٧٦١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ). فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى). [رواه البخاري: ١٤٩٧]

۷۶۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ کے پاس صدقہ لاتا تو آپ یوں دعا فرماتے اے اللہ! فلاں کی اولاد پر مہربانی فرما، چنانچہ میرے والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ ابی اوفی کی اولاد پر مہربانی فرما

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ آپ دوسروں پر صلوٰۃ بھیجنے کے مجاز تھے ہمارے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ ہم کسی کے لئے انفرادی طور یہ لفظ استعمال کریں مثلاً ابوبکر ﷺ کہیں کیونکہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہیں۔ (عون الباری:۲/۴۸۸)

٤٦ - باب: مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ

باب ۴۶: جو مال سمندر سے نکالا جائے (اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟)

٧٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِأَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا، فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ، فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ، فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ، فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا - فَذَكَرَ الحَدِيثَ - فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ المَالَ). [رواه البخاري: ١٤٩٨]

۷۶۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے ایک شخص سے ہزار دینار قرض مانگے تھے تو اس نے دے دیئے اتفاقاً وہ قرض دار سفر میں گیا اور ادائے قرض کی مدت آ گئی (درمیان میں ایک دریا حائل تھا) تو وہ دریا کی طرف گیا مگر اس نے ایسی کوئی سواری نہ پائی (جس پر سوار ہو کر قرض خواہ کے پاس آتا) مجبوراً اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا اور اس کے اندر ہزار دینار رکھ کر اسے دریا میں بہا دیا وہ شخص جس نے قرض دیا تھا دریا کی طرف آنکلا اسے یہ لکڑی نظر آئی تو اس نے اسے اپنے گھر کے ایندھن کے لئے اٹھا لیا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی (جس کے آخر میں تھا) اور جب اس نے لکڑی کو چیرا تو اس میں اپنا مال رکھا ہوا پایا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید کی ہے جو دریائی مال میں پانچواں حصہ نکالنا ضروری قرار دیتے ہیں امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ دریا یا سمندر سے جو چیز ملے اسے اپنی ملکیت میں لینا جائز ہے اور اس میں کسی قسم کا مقررہ حصہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

٤٧ - باب: فِي الرِّكَازِ الخُمُسُ

باب ۴۷: مدفون خزانہ میں پانچواں حصہ واجب ہے

٧٦٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ

۷۶۳۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ). [رواه البخاري: ١٤٩٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانور کا زخم معاف ہے کنویں میں گر کر مرجانے پر کوئی معاوضہ نہیں اور معدن (کان) کا بھی یہی حکم ہے البتہ دفینہ ملنے پر پانچواں حصہ واجب ہے۔

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ کان پر مدفون خزانے کے احکام نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کان کے بعد رکاز کا حکم الگ بیان کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۹۲)

٤٨ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَٱلْعَـٰمِلِينَ عَلَيْهَا﴾ وَمُحَاسَبَة الْمُصدِّقين مَعَ الإِمَام

باب ۴۸: ارشاد باری تعالیٰ: تحصیلداروں کو بھی زکوٰۃ سے حصہ دیا جائے نیز حاکم کو ان کا محاسبہ کرنا چاہیے

٧٦٤ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱسْتَعْمَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الأَسْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ، يُدْعَى ٱبْنَ اللُّتَبِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ. [رواه البخاري: ١٥٠٠]

۷۶۴۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے قبیلہ اسد کے ایک شخص کو مقرر فرمایا جسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا جب وہ آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی وصولی کے لئے تحصیل دار مقرر کئے جاسکتے ہیں اور انہیں طے شدہ معاوضہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور ان کا محاسبہ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ خیانت سے باز رہیں گے۔ (عون الباری:۲/۴۹۴)

٤٩ - باب: وَسْمُ الإِمامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهِ

باب ۴۹: حاکم وقت کا زکوٰۃ کے اونٹوں کو خود اپنے ہاتھ سے داغ دینا

٧٦٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِعَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ، فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ ٱلْمِيسَمُ، يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ. [رواه البخاري: ١٥٠٢]

۷۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک صبح ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تاکہ آپ کچھ چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک داغ دینے والا آلہ تھا آپ اس سے زکوٰۃ

کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ جانور کو کسی ضرورت کے پیش نظر داغ دینا درست ہے یہ ایک استثنائی صورت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بلاوجہ حیوان کو تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۸۵)

كتاب صدقة الفطر

صدقہ فطر کے بیان میں

صدقۃ الفطر ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک میں عید الفطر سے دو دن پہلے فرض ہوا۔ (عون الباری:۲/۸۹۶)

١ - باب: فَرْضُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

باب ۱: صدقۂ فطر کی فرضیت

٧٦٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلاةِ. [رواه البخاري: ١٥٠٣]

۷۶۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان مرد عورت چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا جو سے فرض کیا ہے اور نماز کو جانے سے قبل اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔

فوائد: صدقہ فطر ایک صاع ہے جس کے وزن میں مختلف اجناس کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے مد یا صاع کا استعمال کیا جائے ویسے رائج الوقت وزن دو کلو سو گرام ہے۔ نیز اس کی قیمت ادا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

٢ - باب: الصَّدَقَةُ قَبْلَ الْعِيدِ

باب ۲: عید سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کا بیان

٧٦٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

۷۶۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ. وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ، وَالأَقِطُ وَالتَّمْرُ. [رواه البخاري: ١٥١٠]

ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید الفطر کے دن اپنے کھانے میں سے ایک صاع ادا کیا کرتے۔ تھے ان دنوں ہماری خوراک جو' کشمش' پنیر اور کھجوریں تھیں۔

فوائد : صدقہ فطر ایک صاع ہی ادا کرنا چاہئے البتہ غریب نادار کے لئے نصف صاع ادا کرنے کی گنجائش ہے' ایسا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ نیز عید الفطر کی نماز سے پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے اگرچہ تقسیم بعد میں کر دیا جائے۔

٣ - باب: صَدَقَةُ الفِطْرِ عَلَى الحُرِّ وَالمَمْلُوكِ

صدقہ فطر ہر آزاد یا غلام پر واجب ہے

٧٦٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، والحُرِّ وَالمَمْلُوكِ. [رواه البخاري: ١٥١٢]

۷۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا ہے۔

فوائد : صدقہ فطر اس جنس سے ادا کیا جائے جو سال کے اکثر حصے میں بطور خوراک استعمال ہوتی ہے اس جنس سے بہتر بھی بطور فطرانہ دی جا سکتی ہے البتہ اس سے کم تر کو بطور فطرانہ دینا درست نہیں۔ (عون الباری:۲/۵۰۳)

كتاب الحج
حج کے بیان میں

حج بیت اللہ ارکان اسلام میں سے ہے جو چھ ہجری کو فرض ہوا اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے بدنی اور مالی استطاعت کے ہوتے ہوئے زندگی میں اسے ایک دفعہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری: ۲/۵۰۴)

١ - باب: وُجُوبُ الحَجِّ وَفَضْلُهُ

٧٦٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عنهما قَالَ: كانَ الْفَضْلُ بنُ العبَّاسِ رَدِيفَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَجَاءَتْ ٱمْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ، فَقالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ ٱللهِ عَلَى عِبادِهِ فِي الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: (نَعَمْ). وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[رواه البخاري: ١٥١٣]

باب ۱: حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

۷۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگی تب رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف پھیر دیا اس عورت نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا فریضہ حج جو اس کے بندوں پر عائد ہے اس نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا ہے مگر وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا "ہاں" یہ واقعہ حجتہ الوداع میں پیش آیا تھا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی معذور کی طرف سے حج کرنا جائز ہے بشرطیکہ

کرنے والا پہلے اپنا حج کر چکا ہو اسی طرح کسی کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف سے حج درست ہے۔

٢ - باب: قول الله تعالى: ﴿يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ:

"لوگ تیرے پاس دور دراز راستوں سے دبلے اونٹوں پر سوار یا پیدل چل کر آئیں گے تاکہ اپنے فوائد حاصل کریں۔"

٧٧٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ يُهِلُّ حَتَّى تَسْتَوِيَ بِهِ قَائِمَةً. [رواه البخاري: ١٥١٤]

۷۷۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہو جاتے اور جب وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو لبیک کہا کرتے تھے۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیدل حج کرنا افضل ہے امام بخاری ان کی تردید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر حج کیا ہے اور آپ کی پیروی سب سے افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۵۰۷)

٣ - باب: الحَجُّ عَلَى الرَّحْلِ

باب ۳: سوار ہو کر حج کو جانا

٧٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ، وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ. [رواه البخاري: ١٥١٧]

۷۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر حج کیا اور اس اونٹنی پر آپ کا ساز و سامان بھی لدا ہوا تھا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ سادے پالان پر سوار ہونا سنت ہے اس کے لئے نرم و نازک گدے اور مخملی تکیے تلاش کرنا سنت کے خلاف ہے حج کے ادا کرتے وقت جس قدر مشقت ہو گی اتنا ہی ثواب میں اضافہ ہو گا۔ (عون الباری:۲/۵۰۸)

٤ - باب: فَضْلُ الحَجِّ المَبْرُورِ

باب ۴: حج مبرور کی فضیلت

٧٧٢ : عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: (لَا،

۷۷۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد سب نیک اعمال سے بڑھ کر ہے تو کیا ہم لوگ جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ

لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ). (تمہارے لئے) عمدہ جہاد حج مبرور ہے۔

[رواه البخاري: ١٥٢٠]

فوائد: حج مبرور کی تعریف یہ ہے کہ وہ خالص اللہ کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے اس میں نمود ونمائش کا شائبہ نہ ہو اور اس دوران کسی گناہ کا بھی ارتکاب نہ ہو

٧٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ حَجَّ لِلهِ، فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ). [رواه البخاري: ١٥٢١]

۷۷۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ کے لئے حج کرے پھر نہ کوئی گناہ کا کام اور فحش بات کرے تو وہ ایسا بے گناہ واپس ہوگا جیسے اسے آج ہی اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بچہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک ہوتا ہے حج کے بعد بھی تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے اسی طرح وہ حقوق اللہ بھی معاف نہیں ہوں گے جو اس نے اپنے ذمہ لئے تھے۔ مثلاً نذر اور کفارہ وغیرہ (عون الباری:۲/۵۱۱)

٥ - باب: مُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ

باب ۵: اہل یمن کے لئے احرام کی جگہ

٧٧٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، ولأَهْلِ الشَّأْمِ الْجُحْفَةَ، وَلأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، هُنَّ لَهُنَّ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ، مِمَّنْ أَرَادَ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ، حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ. [رواه البخاري: ١٥٣٠]

۷۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات بتایا اہل شام کے لئے جحفہ' اہل نجد کے لئے قرن المنازل اوراہل یمن کے لئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا ان مقامات کے باشندوں کے لئے بھی جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرتے ہوئے وہاں سے گزریں اور جو لوگ ان مقامات کے اندر کی جانب ہیں وہ جہاں سے چلیں وہیں سے احرام باندھیں چنانچہ اہل مکہ مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر تجارت یا کسی اور ضروری کام کے لئے مکہ جانا پڑے تو ان مقامات سے احرام باندھنا ضروری نہیں یہ پابندی حج یا عمرہ کرنے والے کے لئے ہے اگر ایسا آدمی احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھ جائے تو گنہگار ہوگا۔

٦ - باب

باب ٦:

٧٧٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا. وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٥٣٢]

۷۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے میدان میں اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر وہاں نماز پڑھی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا "ذو الحلیفہ میں نماز پڑھنا" ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کو جاتے اور واپس آتے وقت اس میدان میں نماز پڑھتے ہوں۔ (عون الباری:۲/۵۱۶)

٧ - باب: خُرُوجُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى طَرِيقِ الشَّجَرَةِ

باب: رسول اللہ ﷺ کا شجرہ کے راستہ سے نکلنا

٧٧٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ، وَأَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ، بِبَطْنِ الْوَادِي، وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ. [رواه البخاري: ١٥٣٣]

۷۷۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ بطریق شجرہ (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور معرس کے راستہ سے (مدینہ میں) داخل ہوئے اور بے شک رسول اللہ ﷺ جب (مدینہ سے) مکہ کے لئے روانہ ہوتے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھا کرتے اور جب لوٹتے تو ذوالحلیفہ کے نشیبی میدان میں نماز پڑھا کرتے اور رات کو صبح تک وہیں قیام کرتے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر کہیں باہر سے آئے تو اطلاع دیئے بغیر رات کے وقت اپنے گھر میں داخل نہ ہو اگر راستہ میں رات آجائے تو وہیں شب باشی کرے۔ (عون الباری:۲/۵۱۷)

٨ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «الْعَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ»

باب ۸: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "وادی عقیق ایک مبارک وادی ہے۔"

٧٧٧ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِوَادِي الْعَقِيقِ يَقُولُ: (أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ

۷۷۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ فرماتے ہوئے سنا آج رات میرے رب کی

رَبِّي فَقَالَ: صَلِّ فِي هَٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ: عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ). [رواه البخاري: ١٥٣٤]

جانب سے ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ اس بابرکت وادی میں نماز پڑھیں اور کہیں کہ میں نے حج کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کی ہے۔

فوائد: وادی عقیق مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر بقیع کے قریب ہے۔ (عون الباری:۲/۵۱۸)

٧٧٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ رُئِيَ وَهُوَ مُعَرِّسٌ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، بِبَطْنِ الْوَادِي، قِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ. [رواه البخاري: ١٥٣٥]

۷۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں آخری شب میں جب آپ ذوالحلیفہ میں مقیم تھے ایک خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ آپ آج ایک بابرکت میدان میں ہیں۔

٩ - باب: غَسْلُ الخَلُوقِ ثَلاثَ مراتٍ مِن الثِّيابِ

باب ۹: (محرم کے لئے) اپنے کپڑوں سے تین بار خوشبو کا دھونا

٧٧٩ : عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَرِنِي النَّبِيَّ ﷺ حِينَ يُوحَى إِلَيْهِ. قَالَ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً، فَجَاءَهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيَّ فَجِئْتُ، وَعَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ، فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ، وَهُوَ يَغِطُّ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ: (أَيْنَ الَّذِي سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ؟). فَأُتِيَ بِرَجُلٍ، فَقَالَ:

۷۷۹۔ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو آپ مجھے دکھائیں راوی کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ بھی وہاں حاضر تھا اتنے میں ایک شخص نے آپ کے پاس آکر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس شخص کی بابت کیا حکم دیتے ہیں؟ جس نے عمرہ کا احرام باندھا مگر وہ خوشبو سے آلودہ تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر سکوت فرمایا پھر آپ پر وحی آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف اشارہ کیا جب میں آیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سر پر ایک کپڑا تھا جس سے آپ پر سایہ کیا گیا تھا میں نے اپنا سر اس کپڑے کے اندر کیا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہے اور آپ

(اَغْسِلِ الطِّيبَ، الَّذِي بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَانْزِعْ عَنْكَ الجُبَّةَ، وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَما تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ). [رواه البخاري: ١٥٣٦]

خراٹے لے رہے ہیں رفتہ رفتہ جب آپ کی یہ حالت ختم ہوئی تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا؟ چنانچہ وہ شخص حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو خوشبو تجھے لگی ہوئی ہے اسے تین دفعہ دھو ڈالو اور اپنا جبہ اتار دو اور عمرہ میں بھی اس طرح کرو جیسے حج میں کرتے ہو۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کے وقت خوشبو لگانا درست نہیں لیکن اگلی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی تھی جس کے اثرات احرام کے بعد بھی دیکھے جا سکتے تھے۔ (عون الباری:۲/۵۲۱)

١٠ - باب: الطِّيبُ عِنْدَ الإِحْرَامِ وَما يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ

باب ۱۰: احرام کے وقت خوشبو لگانا اور محرم جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہنے

٧٨٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لإِحْرَامِهِ حِينَ يُحْرِمُ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ. [رواه البخاري: ١٥٣٩]

۷۸۰۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے وقت اور طواف زیارت سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو لگا دیتی تھی۔

فوائد : دسویں تاریخ کو جب جمرہ عقبی کی رمی کر لی جائے تو احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں صرف عورت کے پاس جانے پر پابندی رہتی ہے وہ بھی طواف زیارت کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

١١ - باب: مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا

باب ۱۱: بالوں کو جما کر احرام باندھنا

٧٨١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا. [رواه البخاري: ١٥٤٠]

۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبیک پکارتے ہوئے سنا جبکہ آپ اپنے بالوں کو جمائے ہوئے تھے۔

فوائد : احرام باندھتے وقت بایں خیال کہ بال پریشان نہ ہو یا ان میں زیادہ گرد و غبار نہ پڑے بالوں کو گوند یا کسی اور چیز سے جما لینا جائز ہے۔ عربی زبان میں اسے تلبید کہتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۵۲۴)

١٢ - باب: الإِهْلَالُ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الحُلَيْفَةِ

باب ۱۲: مسجد ذوالحلیفہ کے پاس (احرام باندھ کر) لبیک پکارنا

٧٨٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ما أَهَلَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ المَسْجِدِ، يَعْنِي: مَسْجِدَ ذِي الحُلَيْفَةِ. [رواه البخاري: ١٥٤١]

۷۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد یعنی مسجد ذوالحلیفہ سے تلبیہ شروع کیا۔

فوائد: وقت تلبیہ کے متعلق اختلاف ہے بعض روایات میں ہے کہ جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو تلبیہ کہا بعض میں ہے کہ جب آپ بیداء کی بلندی پہنچے تو لبیک کہا یہ اختلاف راویوں کے اپنے مشاہدہ کی بناء پر ہے البتہ رسول اللہ ﷺ نے ہر سہ مقامات پر لبیک کہا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۲۵)

١٣ - باب: الرُّكُوبُ وَالارْتِدَافُ فِي الحَجِّ

باب ۱۳: حج میں دوسرے کے پیچھے سوار ہونا

٧٨٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ كانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْ عَرَفَةَ إِلَى المُزْدَلِفَةِ، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ، مِنَ المزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى، فَكِلَاهُما قَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ العَقَبَةِ. [رواه البخاري: ١٥٤٣، ١٥٤٤]

۷۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرفات سے مزدلفہ تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سوار تھے پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔

فوائد: اس حدیث سے سواری پر کسی دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھانے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ سواری کا جانور اس کی طاقت رکھتا ہو۔ (عون الباری:۲/۵۲۶)

١٤ - باب: مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ

باب ۱۴: محرم کس قسم کے کپڑے' چادر اور تہبند پہنے

٧٨٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ، بَعْدَما تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ، وَلَبِسَ إِزارَهُ وَرِدَاءَهُ،

۷۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کنگھی کرنے' تیل ڈالنے' تہہ

هُوَ وَأَصْحَابُهُ، فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ تُلْبَسُ، إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى الْجِلْدِ، فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، رَكِبَ رَاحِلَتَه، حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ، وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بُدْنِهِ، لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا، ثُمَّ نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُونِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ، وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يُقَصِّرُوا مِنْ رُؤُوسِهِمْ، ثُمَّ يَحِلُّوا، وَذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا، وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ، وَالطِّيبُ وَالثِّيَابُ. [رواه البخاري: ١٥٤٥]

بند پہننے اور چادر اوڑھنے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے کسی قسم کی چادر اور تہبند پہننے کو منع نہیں فرمایا البتہ زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے جن سے بدن پر زعفران لگے ان سے منع فرمایا الغرض صبح کے وقت آپ ذوالحلیفہ سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب مقام بیداء میں پہنچے تو آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لبیک کہا اور اپنی قربانیوں کے گلے میں قلادے ڈال دیئے یہ پچیس ذوالقعدہ کا واقعہ ہے۔ پھر آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے۔ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی چونکہ آپ قربانی کے اونٹ ساتھ لائے تھے اور انہیں قلادہ پہنا چکے تھے۔ اس لئے احرام نہ کھول سکے پھر آپ مکہ کی بلندی پر مقام حجون کے پاس فروکش ہوئے چونکہ آپ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے لہٰذا طواف قدوم کے بعد پھر کعبہ کے قریب نہیں گئے یہاں تک عرفات سے واپس آئے اور آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کریں پھر اپنے بال کتروا ڈالیں اور احرام کھول لیں یہ حکم انہی لوگوں کو دیا جن کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ جسے پہلے سے قلادہ پہنا دیا گیا ہو اور جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو تو وہ اس کے لئے حلال ہے اس طرح خوشبو اور دیگر لباس بھی اب حلال ہے۔

١٥ - باب: التَّلْبِيَةُ

باب ۱۵: لبیک کا بیان

٧٨٥ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ

۷۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تلبیہ کہتے تھے۔ ”

اَللّٰهِ ﷺ: (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ). [رواه البخاري: ١٥٤٩]

میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں میں پھر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں' تیرے ہی لئے تعریف ہے تو ہی جملہ نعمتوں اور بادشاہت کا مالک ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

فوائد: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کرنا جائز ہے تاہم رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ پر اکتفاء کرنا بہتر ہے۔ تلبیہ کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا' جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا بھی بعض روایات میں آیا ہے۔ (عون الباری:۲/۵۳۳)

١٦ - باب: التَّحْمِيدُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ قَبْلَ الإِهْلاَلِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ۱۶: سواری پر سوار ہوتے وقت تلبیہ سے پہلے تحمید و تسبیح اور تکبیر کہنا

٧٨٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اَللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ مَعَهُ، بِالمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى اَسْتَوَتْ بِهِ عَلَى اَلْبَيْدَاءِ، حَمِدَ اَللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا، أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا، حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بِالحَجِّ. قَالَ: وَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا، وَذَبَحَ رَسُولُ اَللّٰهِ ﷺ بِالمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ. [رواه البخاري: ١٥٥١]

۷۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعات پڑھیں اور ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے پھر ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعات پڑھ کر رات وہیں رہے صبح کے وقت وہاں سے سوار ہوئے اور جب سواری بیداء میں پہنچی تو آپ نے الحمد للہ' سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا پھر آپ نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہا اور لوگوں نے بھی حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہا جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے لوگوں کو احرام سے باہر ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے احرام کھول ڈالا یہاں تک آٹھویں ذوالحجہ کا دن آگیا پھر انہوں نے حج کا احرام باندھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر کئی اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور مدینہ منورہ میں آپ نے سینگوں والے دو خوبصورت مینڈھے قربان کیے۔

فوائد: دور جاہلیت میں یہ ایک رسم چلی آرہی تھی کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے پر پابندی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس رسم کو ختم کیا اور اپنے صحابہ کرام کو ان مہینوں میں عمرہ کرنے کا حکم دیا (عون الباری:۲/۵۵۳)

۱۷ - باب: الإِهْلَالُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

باب ۱۷: قبلہ رو ہو کر احرام باندھنا

۷۸۷ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّه كَانَ يُلَبِّي مِنْ ذِي الحُلَيْفَةِ، فَإِذَا بَلَغَ الحَرَمَ أَمْسَكَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذَا طُوًى بَاتَ فِيهِ، فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ ٱغْتَسَلَ، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ۱۵۵۳]

۷۸۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ذوالحلیفہ میں تلبیہ کہتے اور حرم میں پہنچ کر اسے موقوف کر دیتے اور مقام طوی کے پاس پہنچ کر شب بسر کرتے تھے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد وہیں غسل کرتے اور کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ارض حرم پہنچ کر تلبیہ موقوف کر دیتے اور طواف وسعی میں مشغول ہو جاتے پھر جب بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو جاتے تو تلبیہ شروع کر دیتے جیسا کہ ابن خزیمہ کی روایت میں صراحت ہے۔ (عون الباری:۲/۵۳۶)

۱۸ - باب: التَّلْبِيَةُ إِذَا انْحَدَرَ فِي الوَادِي

باب ۱۸: محرم جب وادی میں اترے تو لبیک کہے

۷۸۸ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَّا مُوسَى: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إِذِ ٱنْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي). [رواه البخاري: ۱۵۵۵]

۷۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا میں اس وقت موسی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لبیک کہتے ہوئے نشیب میں اتر رہے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نشیب و فراز میں اترتے چڑھتے وقت تلبیہ کہنا پیغمبروں کی سنت ہے۔ (عون الباری:۲/۵۳۷)

۱۹ - باب: مَنْ أَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَإِهْلَالِهِ ﷺ

باب ۱۹: جس شخص نے زمانہ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے مثل احرام باندھا

۷۸۹ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمٍ

۷۸۹۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے میری

بِالْيَمَنِ، فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: (بِمَا أَهْلَلْتَ). قُلْتُ: أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ؟). قُلْتُ: لاَ، فَأَمَرَنِي فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَحْلَلْتُ، فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي، فَمَشَطَتْنِي، أَوْ غَسَلَتْ رَأْسِي.

فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ، قَالَ اللهُ: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾. وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ. [رواه البخاري: ١٥٥٩]

قوم کی طرف یمن بھیجا تو میں وہاں سے ایسے وقت واپس آیا جب آپ بطحاء میں تھے آپ نے مجھ سے پوچھا تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے مثل احرام باندھا ہے آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قربانی ہے میں نے عرض کیا نہیں پھر میں نے آپ کے حکم کے مطابق بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر آپ نے احرام کھول دینے کا حکم دیا تو میں نے احرام کھول دیا پھر میں اپنے گھر والوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی یا سر دھویا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو فرمانے لگے اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں تو وہ ہمیں حج اور عمرہ پورا کرنے کا حکم دیتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو"

اور اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو آپ نے قربانی سے پہلے احرام نہیں کھولا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ حج کے احرام کو عمرہ کے احرام میں نہیں بدلنا چاہئے لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس لئے احرام نہ کھولا تھا کہ آپ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا بہرحال رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ (عون الباری: ۲/۵۳۹)

٢٠ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ﴾ . . .

باب ۲۰: ارشاد باری تعالیٰ: "حج کے چند معین مہینے ہیں۔"

٧٩٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدِيثُهَا فِي الْحَجِّ قَدْ تَقَدَّمَ، قَالَتْ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ

۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حج سے متعلق حدیث (۷۸۰) پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

اللهِ ﷺ في أشْهُرِ الْحَجِّ، وَلَيَالِي الْحَجِّ، وَحُرُمِ الْحَجِّ، فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ، قَالَتْ: فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: (مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ، فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلا). قَالَتْ: فَالآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ، وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ. وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ١٥٦٠]

ہمراہ حج کے مہینوں حج کی راتوں اور حج کے احرام میں نکلے پھر ہم نے مقام سرف میں پڑاؤ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ اس احرام سے عمرہ کرنا چاہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ ایسا کرے مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ ایسا نہ کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے اصحاب میں سے بعض نے اس حکم سے فائدہ اٹھایا اور بعض نے نہ اٹھایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے کچھ صحابہ کرام صاحب حیثیت تھے جن کے پاس قربانی کا جانور تھا وہ عمرہ نہیں کر سکتے تھے راوی نے اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی ہے۔

فوائد: حج کے مہینے یہ ہیں شوال' ذو القعدہ اور ذو الحجہ کے ابتدائی دس دن' اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا منع ہے۔ (عون الباری:۲/۵۴۰)

٢١ - باب: التَّمَتُّعُ وَالإِقْرَانُ وَالإِفْرَادُ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ

باب ۲۱: حج تمتع' قران اور مفرد اور جس کے پاس قربانی نہ ہو اس کے لئے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کا بیان

٧٩١ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلاَ نُرَى إِلاَّ أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ، فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ، وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ، قَالَتْ صَفِيَّةُ: ما

۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ (مدینہ سے) نکلے تو صرف حج کرنے کا ارادہ تھا لیکن جب ہم نے مکہ پہنچ کر کعبہ کا طواف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا جو شخص قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ آیا ہو وہ احرام کھول دے۔ چنانچہ جو لوگ قربانی ساتھ نہ لائے تھے وہ احرام سے باہر ہو گئے

أُرَانِي إِلَّا حابِسَتَهُمْ، قَالَ: (عَقْرَى حَلْقَى، أَوَ مَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟). قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: (لاَ بَأْسَ آنْفِرِي). [رواه البخاري: ١٥٦١]

چونکہ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لائی تھیں تو انہوں نے بھی احرام کھول دیا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا خیال ہے کہ میری وجہ سے لوگوں کو رک جانا پڑے گا آپ نے فرمایا عقری حلقی (بانجھ گنجی) کیا تو نے قربانی کے دن طواف نہیں کیا تھا صفیہ کہتی ہیں میں نے کہا ہاں کیا تھا آپ نے فرمایا پھر کچھ حرج نہیں' روانہ ہو جاؤ۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرام کو جو قربانی ساتھ نہیں لائے تھے عمرہ کر کے احرام کھول دینے کا حکم دیا تو اس سے حج تمتع اور حج کو فسخ کر کے عمرہ کر دینے کا جواز ثابت ہوا۔ (عون الباری:٢/٥٤٢)

٧٩٢ : وَعَنْهَا - في رواية أخرى - قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِٱلحَجِّ، فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِٱلحَجِّ، أَوْ جَمَعَ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، لَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كانَ يَوْمُ النَّحْرِ. [رواه البخاري: ١٥٦٢]

٧٩٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حجتہ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف حج کا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا تو جس نے صرف حج کا یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا اس نے دس تاریخ سے پہلے احرام نہیں کھولا۔

فوائد: اس روایت سے حج کی تینوں اقسام (افراد' تمتع اور قران) کا ثبوت ملتا ہے۔ (عون الباری:٢/٥٤٣)

٧٩٣ : عَنْ عُثْمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّه نَهى عَنِ المُتْعَةِ، وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ: ما كُنْتُ لأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ. [رواه البخاري: ١٥٦٣]

٧٩٣۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنی خلافت میں) حج تمتع اور قران (حج اور عمرہ اکٹھا کرنے) سے منع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو حج و عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا "لبیک بعمرۃ وحج" پھر فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت کو کسی کے کہنے سے نہیں

چھوڑوں گا۔

فوائد: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حج تمتع اور حج قران سے منع کرنا اپنے اجتہاد کی وجہ سے تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو کسی کے قول سے چھوڑا نہیں جا سکتا نسائی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ (عون الباری:۲/۵۴۴)

٧٩٤ : عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الأَرْضِ، وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا، وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ ٱلدَّبَرْ، وَعَفَا الأَثَرْ، وَٱنْسَلَخَ صَفَرْ، حَلَّتِ العُمْرَةُ لِمَنِ ٱعْتَمَرْ. قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِٱلحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ ٱلحِلِّ؟ قَالَ: (حِلٌّ كُلُّه). [رواه البخاري: ١٥٦٤]

۷۹۴۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا لوگ سمجھتے تھے کہ حج کے زمانہ میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور وہ (اپنی طرف سے) ماہ محرم کو صفر کر لیتے اور کہتے کہ جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم اچھا ہو کر اس کا نشان مٹ جائے اور صفر گزر جائے اس وقت عمرہ حلال ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ پہنچے اور آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اس احرام کو ختم کر کے اس کی بجائے عمرہ کا احرام باندھیں تو یہ بات ان لوگوں کو گراں گزری اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عمرہ کر کے ہمارے لئے کیا چیز حلال ہو گی آپ نے فرمایا کہ سب چیزیں حلال ہیں۔

فوائد: متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج قران کی نیت سے احرام باندھے ہوئے تھے لیکن مکہ پہنچ کر آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میں قربانی ساتھ نہ لایا ہوتا تو اس احرام کو عمرے سے بدل لیتا اور حج تمتع کرتا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۵۴۷)

٧٩٥ : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: (إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي،

۷۹۵۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کو کیا ہوا کہ انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بال جما لئے تھے اور قربانی کے

وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلاَ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ). [رواه البخاري: ١٥٦٦]

گلے میں قلادہ پہنا دیا تھا اس لئے جب تک قربانی نہ کروں احرام نہیں کھول سکتا۔

فوائد: اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج قران کی نیت سے احرام باندھے ہوئے تھے۔ (عون الباری:۲/۵۴۸)

٧٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّه سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ التَّمَتُّعِ وَقَالَ: نَهَانِي نَاسٌ عَنْه، فَأَمَرَهُ بِهِ، قَالَ الرَّجُل: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي: حَجٌّ مَبْرُورٌ، وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: سُنَّةُ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٥٦٧]

۷۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے حج تمتع کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا ہے انہوں نے تمتع کرنے کا حکم دیا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے تیرا حج مبرور اور تیرا عمرہ مقبول ہوا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

٧٩٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ، وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا، فَقَالَ لَهُمْ: (أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ، بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَصِّرُوا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَلاَلًا، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ، وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً). فَقَالُوا: كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً، وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ؟ فَقَالَ: (افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ، فَلَوْلاَ أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ، وَلٰكِنْ لاَ يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ

۷۹۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا جبکہ آپ اس وقت قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا آپ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام کھول دو اور بال کتروا دو پھر اسی طرح احرام کے بغیر ٹھہرے رہو جب آٹھویں تاریخ ہو تو مکہ سے) حج کا احرام باندھ لو اور جس احرام میں تم آئے تھے اس کو تمتع کر دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اسے کس طرح تمتع کر دیں کیونکہ ہم نے تو احرام باندھتے وقت صرف حج کا نام لیا تھا آپ نے فرمایا جو کچھ میں تمہیں حکم دیتا ہوں اسے بجا لاؤ اگر میں قربانی کا

حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ). فَفَعَلُوا. [رواه البخاري: ١٥٦٨]

جانور نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا تمہیں حکم دیتا ہوں لیکن میں کیا کروں جب تک قربانی اپنے ٹھکانے کو نہ پہنچ جائے کوئی چیز مجھ پر حلال نہیں ہو سکتی (جو احرام میں حرام تھی) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا

فوائد: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج تمتع میں ثواب کم ملتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ان کی تردید ہوتی ہے کیونکہ حج تمتع تمام اقسام حج سے افضل ہے اور اس میں ثواب میں زیادہ ہے۔

٢٢ - باب: التَّمَتُّعُ

باب ۲۲: حج تمتع کا بیان

٧٩٨ : عَنْ عِمْرَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: تَمَتَّعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَنَزَلَ الْقُرْآنُ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ ما شَاءَ. [رواه البخاري: ١٥٧١]

۷۹۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تمتع کیا ہے اور خود قرآن میں بھی اس کا حکم نازل ہوا ہے مگر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہہ دیا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام احکام میں اجتہاد کرتے تھے لیکن نص صریح کے مقابلہ میں اس اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں۔ (عون الباری:۲/۵۵۳)

٢٣ - باب: مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

باب ۲۳: مکہ مکرمہ میں کدھر سے داخل ہوا جائے؟

٧٩٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ، مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ، وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى. [رواه البخاري: ١٥٧٥]

۷۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بلند گھاٹی کے مقام کداء سے جو بطحاء میں ہے مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی کی طرف سے نکلے تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ حج کو جاتے ہوئے مکہ میں ایک راستہ سے داخل ہوتے تو فراغت کے بعد دوسرے راستہ سے نکلتے جیسا کہ عید کے موقع پر راستہ بدلتے تھے تاکہ دونوں راستے گواہی دیں۔ (عون الباری:۲/۵۵۳)

٢٤ - باب: فَضْلُ مَكَّةَ وَبُنْيَانُهَا

باب ۲۴: مکہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت

٨٠٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا

۸۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ، أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: (إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ). قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: (فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ، لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاؤُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاؤُوا، وَلَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ، أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالأَرْضِ). [رواه البخاري: ١٥٨٤]

نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ میں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر ان لوگوں نے اسے کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس مال کم تھا میں نے عرض کیا دروازہ اتنا اونچا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری قوم نے اس لئے کیا کہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتا اور ان کے دلوں پر ناگواری کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبہ کے اندر شامل کردیتا اور اس کا دروازہ زمین کے متصل بنا دیتا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات لوگوں کے جذبات کا احترام کرنا ضروری ہوتا ہے بشرطیکہ کسی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔ (عون الباری: ۲/۵۵۷)

٨٠١ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (يَا عَائِشَةُ، لَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، لأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ، فَأَدْخَلْتُ فِيهِ ما أُخْرِجَ مِنْهُ، وَأَلْزَقْتُهُ بِالأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ). [رواه البخاري: ١٥٨٦]

٨٠١۔ حضرت عائشہ ؓ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت ابھی ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کو منہدم کرکے جو حصہ اس سے خارج کردیا گیا ہے اس کو پھر اس میں شامل کر دیتا اور دروازہ کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں ایک شرقی اور ایک غربی دو دروازے بنا دیتا الغرض میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق استوار کرتا

٢٥ - باب: تَوْرِيثُ دُورِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا وَأَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ

باب ٢٥: مکہ کے گھروں میں وراثت کا جاری ہونا اور ان کی خرید و فروخت کرنا نیز مسجد حرام میں لوگوں کا برابر حقدار ہونا

٨٠٢ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ

٨٠٢۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے

اَللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اَللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ: (وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ، أَوْ دُورٍ؟). وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ، هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلاَ عَلِيٌّ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُمَا شَيْئًا، لأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ. [رواه البخاري: ١٥٨٨]

کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں جاتے وقت عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مکہ والے اپنے گھر میں کہاں نزول فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے کوئی جائیداد یا مکان کہاں چھوڑا ہے؟ عقیل اور طالب تو ابوطالب کے وارث ٹھہرے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ان کی کسی چیز کے وارث ہوئے نہ علی رضی اللہ عنہ کیونکہ دونوں مسلمان ہوگئے تھے اور اس وقت عقیل اور طالب کافر تھے۔

فوائد: مکہ مکرمہ کے مکانات میں وراثت چلتی ہے کیونکہ ان کے متعلق حقوق ملکیت ثابت ہیں جناب ابو طالب کے چار بیٹے تھے عقیل' طالب' علی اور جعفر' حضرت علی اور جعفر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو گئے طالب جنگ بدر میں مارا گیا عقیل کو اپنے باپ ابو طالب تمام جائیداد مل گئی چونکہ یہ جائیداد ہاشم کی تھی جو عبد المطلب کو منتقل ہوئی اس نے اپنے تمام بیٹوں میں تقسیم کر دی اس میں رسول اللہ ﷺ کے باپ عبد اللہ کا بھی حصہ تھا لیکن آپ نے فتح مکہ کے بعد ان معاملات کو قائم رکھا تاکہ لوگوں کے درمیان نفرت پیدا نہ ہو۔ (عون الباری:۲/۵۶۱)

٢٦ - باب: نُزُولُ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ

باب ۲۶: رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں اترنا

٨٠٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ، حِينَ أَرَادَ قُدُومَ مَكَّةَ: (مَنْزِلُنَا غَدًا، إِنْ شَاءَ اَللهُ، بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ). يَعْنِي ذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ، وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ، تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ: أَنْ لاَ يُنَاكِحُوهُمْ وَلاَ يُبَايِعُوهُمْ، حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٥٩٠]

۸۰۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ آنا چاہا تو ارشاد فرمایا ہمارا مقام ان شاء اللہ کل کو خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں مشرکوں نے کفر پر اڑے رہنے کا آپس میں معاہدہ کیا تھا یعنی محصب میں اتریں گے اور یہ واقعہ یوں تھا کہ قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف قسم اٹھا کر قرار داد پاس کی تھی کہ ان کے ساتھ نہ مناکحت کریں گے اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچیں گے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے سپرد نہ کردیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کے لئے اس مقام کا انتخاب اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے فرمایا کہ ایک وہ بھی وقت تھا کہ آپ مجبور و مقہور تھے آج اللہ نے آپ کو مکہ کی حکومت دے دی ہے۔ (عون الباری:۲/۵۶۳)

٢٧ - باب: هَدْمُ الْكَعْبَةِ

باب ۲۷: کعبہ گرانا

٨٠٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ). [رواه البخاري: ١٥٩١]

۸۰۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کعبہ شریف کو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی (قیامت کے قریب) منہدم کردے گا۔

فوائد: جب قیامت کے قریب یہ واقعہ رونما ہو گا اور یہ ان آیات کے خلاف نہیں جن میں مکہ کو امن کا شہر قرار دیا گیا ہے کیونکہ قیامت کے وقت کعبہ کیا ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی۔ (عون الباری:۲/۵۶۵)

٢٨ - باب: قول الله تعالى: ﴿جَعَلَ ٱللَّهُ ٱلْكَعْبَةَ ٱلْبَيْتَ ٱلْحَرَامَ قِيَـٰمًا لِّلنَّاسِ وَٱلشَّهْرَ ٱلْحَرَامَ﴾...

باب ۲۸: ارشاد باری تعالیٰ:
"اللہ نے مکان محترم کعبہ کو لوگوں کے لئے قیام کا ذریعہ بنایا اور ماہ حرام کو بھی"

٨٠٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ ٱللهُ رَمَضَانَ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ). [رواه البخاري: ١٥٩٢]

۸۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس روز کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کر دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جو عاشوراء کا روزہ چاہے رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ نہ رکھے۔

فوائد: اس حدیث میں بیت اللہ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے کہ عاشورہ کے دن اسے غلاف پہنایا جاتا تھا۔ (عون الباری:۲/۵۶۶)

٨٠٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ). [رواه

۸۰۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا۔

البخاري: ١٥٩٣]

فوائد: امام بخاری نے ایک دوسری روایت کو بھی بیان کیا ہے کہ قرب قیامت کے وقت بیت اللہ کا حج موقوف ہو جائے گا ان دونوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ ہلاکت یاجوج و ماجوج کے بعد حج ہوتا رہے گا پھر اتنا کفر پھیلے گا کہ حج و عمرہ موقوف ہو جائے گا۔ (عون الباری:۲/۵٦٧)

٢٩ - باب: هَدْمُ الْكَعْبَةِ

باب ۲۹: انہدام کعبہ کی پیشین گوئی

٨٠٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ، يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا). [رواه البخاري: ١٥٩٥]

۸۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا گویا میں اس سیاہ فام شخص کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا۔

فوائد: یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے اور وفات پانے کے بعد ہو گا جبکہ قرآنی تعلیمات کو سینوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ (عون الباری:۲/۵٦٩)

٣٠ - باب: مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الأَسْوَدِ

باب ۳۰: حجر اسود کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے؟

٨٠٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ جاءَ إِلَى الْحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ ما قَبَّلْتُكَ. [رواه البخاري: ١٥٩٧]

۸۰۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ طواف کرتے وقت حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر کہا بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف اتباع کی نیت سے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ قبروں کی چوکھٹ یا ان کی زمین کو چومنا بدعت اور جہالت کے کام ہیں۔

٣١ - باب: مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ

باب ۳۱: جو شخص (حج یا عمرہ میں) کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوا

٨٠٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَصَلَّى

۸۰۹۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو

خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لاَ. [رواه البخاري: ١٦٠٠]

رکعت نماز پڑھی آپ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو آپ کو لوگوں سے چھپائے ہوئے تھا پھر ایک شخص نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔

فوائد: یہ عمرۃ القضاء کا واقعہ ہے رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے اندر اس لئے تشریف نہیں لے گئے کہ اس وقت مشرکین کی حکومت تھی اور بیت اللہ میں بے شمار بت رکھے ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے وقت آپ نے مکہ کو بتوں سے پاک کیا اور اندر داخل ہوئے۔ (عون الباری:۲/۵۷۴)

٣٢ - باب: مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ

باب ۳۲: جس شخص نے کعبہ کے کونوں میں "اللہ اکبر" کہا

٨١٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ، أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ، فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الأَزْلاَمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (قَاتَلَهُمُ اللهُ، أَمَا وَاللهِ قَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ). فَدَخَلَ الْبَيْتَ، فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ، وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ. [رواه البخاري: ١٦٠١]

۸۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب حج کے لئے تشریف لائے تو آپ نے کعبہ کے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اندر بت رکھے ہوئے تھے پھر آپ کے حکم سے انہیں نکال دیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی وہ تصویریں بھی نکال دیں جن کے ہاتھوں میں پانسے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے کبھی پانسوں سے قرعہ اندازی نہیں کی پھر آپ نے کعبہ کے اندر "اللہ اکبر" کہا لیکن نماز نہیں پڑھی۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھنے کا علم نہ تھا اس لئے انکار کیا ہے وگرنہ صورت حال حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ آپ نے بیت اللہ کے اندر دو نفل پڑھے تھے واضح رہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ (عون الباری:۲/۵۷۶)

٣٣ - باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ

باب ۳۳: (طواف میں) رمل کی ابتداء کیسے ہوئی

٨١١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ الثَّلاثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا ما بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ١٦٠٢]

۸۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جب مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب یہاں ایک گروہ آنے والا ہے جس کو یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں اور آپ کو یہ حکم دینے میں کہ وہ سات چکروں میں اکڑ کر چلیں لوگوں پر آسانی کے علاوہ کوئی امر مانع نہ تھا۔

فوائد: حالانکہ اکڑ کر چلنا تکبر کی علامت ہے لیکن اس وقت کافروں پر رعب ڈالنا مقصود تھا اس لئے اللہ کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اسے ہمیشہ کے لئے سنت قرار دے دیا۔

٣٤ - باب: اسْتِلاَمُ الحَجَرِ الأَسْوَدِ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ وَيَرْمُلُ ثَلاثاً

باب ۳۴: جب کوئی مکہ آئے تو پہلے طواف میں سب سے پہلے حجر اسود کو چومے اور تین چکروں میں رمل کرے (اکڑ کر چلے)

٨١٢ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ، إِذَا ٱسْتَلَمَ الرُّكْنَ الأَسْوَدَ، أَوَّلَ ما يَطُوفُ: يَخُبُّ ثَلاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ. [رواه البخاري: ١٦٠٣]

۸۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ مکہ تشریف لاتے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین میں ذرا اکڑ کر چلتے۔

فوائد: رمل صرف مردوں کے لئے ہے وہ بھی ضروری نہیں اگر رہ جائے تو اس کی قضا لازم نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۵۷۹)

٣٥ - باب: الرَّمَلُ فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ

باب ۳۵: حج اور عمرے میں رمل کرنا

٨١٣ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: فَمَا لَنَا وَالرَّمَلَ، إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ المُشْرِكِينَ، وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ. [رواه البخاري: ١٦٠٥]

۸۱۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو ہم نے مشرکین کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے کیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا ہے پھر کہنے لگے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہمیں اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہر چیز سے مقدم ہے خواہ اس کی علت ہمارے دماغ میں آئے یا نہ آئے۔ (عون الباری:۲/۵۸۰)

٨١٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ما تَرَكْتُ ٱسْتِلاَمَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ، فِي شِدَّةٍ وَلاَ رَخَاءٍ، مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا. [رواه البخاري: ١٦٠٦]

۸۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو رکنوں کو چومتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے ان کے بوسہ کو ترک نہیں کیا خواہ دقت ہو یا سہولت۔

فوائد: حجر اسود کا بوسہ لینا چاہئے اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے چومنا چاہئے اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے طواف شروع کر دے اشارے کے وقت ہاتھوں کو چومنا درست نہیں۔

٣٦ - باب: اسْتِلاَمُ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

باب ۳۶: چھڑی سے حجر اسود کو چھونا

٨١٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ. [رواه البخاري: ١٦٠٧]

۸۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا آپ چھڑی سے حجر اسود کا استلام فرماتے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ حجر اسود کو چھڑی لگا کر اسے چومتے تھے۔ (عون الباری:۲/۵۸۲)

٣٧ - باب: تَقْبِيلُ الحَجَرِ

باب ۳۷: حجر اسود کو بوسہ دینا

٨١٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ ٱسْتِلاَمِ

۸۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق

الْحَجَرِ، فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ، أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ؟ قَالَ: اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ. [رواه البخاري: ١٦١١]

پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے اس شخص نے کہا اچھا بتایئے اگر مجمع زیادہ ہو اور لوگ مجھ پر غالب آجائیں تو کیا کروں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس قسم کی اگر مگر یمن میں رہنے دو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسہ دیتے ہوئے اور چومتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل کے مقابلہ حیلوں اور بہانوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ حدیث سننے کے فوراً بعد اس پر عمل شروع کر دیا جائے۔

٣٨ - باب: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ

باب ۳۸: جس شخص نے مکہ آتے ہی کعبہ کا طواف کیا قبل اس کے کہ اپنے ٹھکانے پر جائے

٨١٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ - حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ - أَنَّهُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ طَافَ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ. [رواه البخاري: ١٦١٤]

۸۱۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو پہلا کام یہ کیا کہ وضوء کرکے طواف فرمایا صرف طواف کرنے سے عمرہ نہیں ہوا تھا آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی حج کیا۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عمرہ کرتے وقت صرف بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد محرم حلال ہو جاتا ہے۔ امام بخاری ان کی تردید کرتے ہیں کہ جب تک صفا مروہ کی سعی نہ کرے عمرہ مکمل نہیں ہوگا۔

٨١٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: حَدِيثُ طَوَافِ النَّبِيِّ ﷺ تَقَدَّمَ قَرِيبًا، وزَادَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: أَنَّهُ كَانَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. [رواه البخاري:

۸۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کے طواف کی حدیث (۸۱۲) ابھی ابھی گزری ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ طواف کے بعد دوگانہ ادا کرتے پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے

[١٦١٦

٣٩ - باب: الكَلاَمُ فِي الطَّوَافِ

٨١٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ، رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ، بِسَيْرٍ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: (قُدْهُ بِيَدِهِ). [رواه البخاري: ١٦٢٠]

باب ۳۹: دوران طواف گفتگو کرنا

۸۱۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اس اثناء آپ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے اپنا ہاتھ تسمہ یا دھاگے یا کسی اور چیز کے ذریعہ دوسرے شخص سے باندھ رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا پھر فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کر اسے لے چلو۔

فوائد: طواف اگرچہ نماز کی طرح ہے تاہم اس میں گفتگو کرنا جائز ہے یہ گفتگو فضول اور لچر نہ ہو بلکہ کسی دینی غرض کے لئے ہو امام بخاری نے اس حدیث سے دوران طواف کلام کرنا ثابت کیا ہے۔ (عون الباری:٢/٥٨٦)

٤٠ - باب: لاَ يَطُوفُ بِالبَيْتِ عُرِيَانٌ وَلاَ يَحُجُّ مُشْرِكٌ

٨٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، بَعَثَهُ - فِي الحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ - يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى، فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ: أَلاَ، لاَ يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. [رواه البخاري: ١٦٢٢]

باب ۴۰: کعبہ کا طواف کوئی برہنہ آدمی نہ کرے اور نہ ہی کوئی مشرک حج کو آئے

۸۲۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع سے قبل رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک سال امیر حج بنایا انہوں نے مجھے دسویں ذوالحجہ کو چند آدمیوں کے ساتھ لوگوں میں یہ منادی کرنے کو بھیجا کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص کعبہ کا طواف کرے۔

فوائد: دور جاہلیت میں ایک حماقت یہ تھی کہ جن کپڑوں میں گناہ کرتے تھے انہیں طواف کرنے سے پہلے اتار دیتے اور بیت اللہ کا طواف بالکل عریاں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا معلوم ہوا کہ طواف میں نماز کی طرح ستر پوشی ضروری ہے۔ (عون الباری:٢/٥٨٨)

٤١ - باب: مَنْ لَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الأَوَّلِ

باب ۴۱: جو شخص پہلا طواف کر کے پھر کعبہ کے قریب نہ گیا اور نہ اس نے (دوبارہ) طواف کیا یہاں تک کہ عرفات سے ہو آیا

٨٢١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، فَطَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ. [رواه البخاري: ١٦٢٥]

۸۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے کعبہ کا طواف کیا صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی پھر عرفہ سے واپسی کے وقت تک آپ کعبہ کے قریب نہیں گئے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی طواف قدوم کے بعد اپنی مصروفیات کے پیش نظر وقوف عرفات سے پہلے بیت اللہ حاضری نہیں دیتا اور نہ ہی نفل طواف کرتا ہے تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے اور نہ ہی طواف پر پابندی ہے۔ (عون الباری: ۲/۵۸۹)

٤٢ - باب: سِقَايَةُ الحَاجِّ

باب ۴۲: حاجیوں کو پانی پلانا

٨٢٢ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ، لَيَالِيَ مِنًى، مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ، فَأَذِنَ لَهُ. [رواه البخاري: ١٦٣٤]

۸۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے منی کی راتوں میں مکہ رہنے کی اجازت چاہی کیونکہ وہ حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حاجی کے لئے گیارہویں' بارہویں اور تیرہویں رات کا منی میں گذارنا ضروری ہے اگر کوئی معقول عذر ہو تو باہر رہنے کی اجازت ہے اسی طرح اگر بارہ تاریخ کو مغرب سے پہلے پہلے منی سے واپس آجائے تو تیرھویں رات کو منی میں گذارنا ساقط ہو جاتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۵۹۰)

٨٢٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا فَضْلُ، اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ، فَأْتِ

۸۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیل کے پاس تشریف لا کر پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے فضل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا. فَقَالَ: (أَسْقِنِي). قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ. قَالَ: (أَسْقِنِي). فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ، وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا، فَقَالَ: (ٱعْمَلُوا، فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ). ثُمَّ قَالَ: (لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ، حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ). يَعْنِي: عَاتِقَهُ، وَأَشَارَ إِلَى عَاتِقِهِ. [رواه البخاري: ١٦٣٥]

کے لئے مشروب لے آؤ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہی پانی پلاؤ حضرت عباس بڑاتھ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا تم مجھے اسی میں سے پلا دو چنانچہ آپ نے اس میں سے پیا پھر آپ زمزم کے پاس آئے وہاں لوگ پانی پلانے کا کام کر رہے تھے آپ نے فرمایا اپنے کام میں مصروف رہو تم اچھا کام کر رہے ہو پھر فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے تو یقیناً میں سواری سے اتر کر رسی اپنے کندھوں پر رکھ لیتا اور پانی بھرتا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو چیز عام لوگوں کی نفع رسانی کے لئے وقف ہو اس سے مالدار اور فقیر دونوں فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۵۹۳)

٨٢٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ.
وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلَى بَعِيرٍ. [رواه البخاري: ١٦٣٧]

۸۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا جو آپ نے کھڑے ہو کر پیا ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔

فوائد: اس حدیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز ملتا ہے اور زمزم کا پانی بایں حالت نوش کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۵۹۳)

٤٣ - باب: وُجُوبُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب ۴۳: صفا مروہ (کے درمیان سعی) کا واجب ہونا

٨٢٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا سَأَلَهَا ابْنُ أُخْتِهَا عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ قَوْلِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

۸۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے ارشاد باری تعالیٰ۔ "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ صفا مروہ کی سعی کرے۔" کے

أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾. قَالَ: فَوَاللهِ ما عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لاَ يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، قَالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: بِئْسَ ما قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنَّ هٰذِهِ لَوْ كَانَتْ كما أَوَّلْتَها عَلَيْهِ، كَانَتْ: لاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لاَ يَتَطَوَّفَ بِهِمَا، وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الأَنْصَارِ، كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا، يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ، الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا عِنْدَ المُشَلَّلِ، فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا، سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطَّوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللهِ﴾. الآيَةَ.

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَقَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا، فَلَيْسَ لأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا. [رواه البخاري: ١٦٤٣]

متعلق سوال کیا اور کہا کہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر صفا مروہ کی سعی نہ کریں تو کسی پر کچھ بھی گناہ نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے! تو نے غلط بات کہی اگر اللہ کا یہ مطلب ہوتا تو آیت کریمہ یوں ہوتی ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، در اصل بات یہ ہے کہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی وہ اسلام لانے سے پہلے منات کے لئے احرام باندھا کرتے تھے جس کی مقام مشلل کے قریب عبادت کرتے تھے اس لئے ان میں سے جو شخص احرام باندھتا تو وہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا گناہ سمجھتا جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت دریافت فرمایا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ تو صفا مروہ کے درمیان سعی کو برا سمجھتے تھے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں" آخر آیت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو صفا مروہ کی سعی کو جاری فرمایا اس لئے اب کوئی سعی کو ترک نہیں کر سکتا۔

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ کی قسم! اس شخص کا حج نامکمل ہے جو صفا مروہ کی سعی نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سعی کرنا حج کا ایک رکن ہے۔ (عون الباری: ۲/۵۹۸)

٤٤ - باب: مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب ۴۴: صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٨٢٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الأَوَّلَ خَبَّ ثَلاَثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، وَكَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. [رواه البخاري: ١٦٤٤]

۸۲۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں دوڑ کر چلتے اور چار چکروں میں عام رفتار اختیار فرماتے اور جب صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے تو وادی کے نشیب میں دوڑ کر چلتے۔

فوائد: طواف کی یہ کیفیت صرف طواف قدوم میں اختیار کی جائے نیز صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہے اسی طرح سات چکر لگائے جائیں اب شناخت کے لئے دوڑنے کے مقام میں سبز ٹیوبیں لگی ہوئی ہیں۔ (عون الباری:۲/۵۹۹)

٤٥ - باب: تَقْضِي الحَائِضُ المَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

باب ۴۵: حائضہ، طواف کعبہ کے علاوہ دیگر تمام افعال حج بجالائے

٨٢٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالحَجِّ، وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ هَدْيٌ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، وَيَطُوفُوا، ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ، وَلَوْلاَ أَنَّ

۸۲۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے ان کے ساتھ بھی قربانی کا جانور تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھتے وقت یہ نیت کی تھی کہ جو احرام رسول اللہ ﷺ کا ہے وہی میرا ہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ سب اس احرام کو حج کی بجائے عمرہ کا کردیں اور طواف کرکے بال کتروا لیں پھر قربانی ساتھ لانے والوں کے علاوہ سب احرام کھول دیں اس پر صحابہ نے عرض کیا ہم

مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ). [رواه البخاري: ١٦٥١]

منی اس حالت میں جائیں کہ ہمارے اعضائے تناسل سے منی ٹپک رہی ہو اس گفتگو کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا ہے تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ "پھر ایسا ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا انہوں نے بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام مناسک حج پورے کئے اور مخصوص ایام سے فراغت کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا' اس طرح باب سے مناسبت واضح ہوتی ہے۔

٤٦ - باب: أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ

باب ۴۶: آٹھویں ذوالحجہ کو حاجی نماز ظہر کہاں پڑھے؟

٨٢٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قَالَ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: اَفْعَلْ كما يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ. [رواه البخاري: ١٦٥٣]

۸۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے کسی نے پوچھا کہ مجھے آپ کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ کو رسول اللہ ﷺ کی یاد ہو یعنی آپنے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا منی میں' اس نے پوچھا کہ کوچ کے روز نماز عصر کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا محصب میں جاکر پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے لئے اپنے حکام کی پیروی کرنا ہے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جواب بایں الفاظ منقول ہے "کہ دیکھ جہاں تیرے حاکم لوگ نماز پڑھیں وہاں تو بھی ادا کر" اس سے معلوم ہوا کہ کسی مستحب کام کو عمل میں لانے کے لئے حاکم وقت اور جماعت مسلمین کی مخالفت نہیں کرنا چاہئے۔ (عون الباری: ۲/۶۰۴)

٤٧ - باب: صَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب ۴۷: عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

٨٢٩ : عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَعَثْتُ إِلَى

۸۲۹۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے روزے میں شک تھا تو میں نے رسول اللہ

النَّبِيَّ ﷺ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ. [رواه البخاري: ١٦٥٨]

ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب بھیجا تو آپ نے اسے نوش جان فرمایا

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن حاجی کے لئے بہتر ہے کہ وہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ مناسک حج ادا کرنے میں کمزوری پیدا نہ ہو بعض روایات میں حاجی کے لئے اس دن روزہ رکھنے کی نہی بھی وارد ہے۔ (عون الباری:۲/۶۰۵)

٤٨ - باب: التَّهْجِيرُ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

باب ۴۸: عرفہ کے لئے دن ٹھیک دوپہر کے وقت روانہ ہونا

٨٣٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ: جَاءَ يَوْمَ عَرَفَةَ، حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الحَجَّاجِ، فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ، فَقَالَ: ما لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ: الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ، قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْظِرْنِي حَتَّى أُفِيضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجَ، فَنَزَلَ حَتَّى خَرَجَ الحَجَّاجُ، فَسَارَ، فَقَالَ لَهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ - وكانَ مَعَ أَبِيهِ - : إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ ٱللهِ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ ٱللهِ قَالَ: صَدَقَ وَكَانَ عَبْدُ المَلِكِ قد كَتَبَ إِلَى الحَجَّاجِ: أَنْ لاَ يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الحَجِّ. [رواه البخاري: ١٦٦٠]

۸۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد تشریف لائے اور حجاج کے ڈیرے کے پاس پہنچ کر زور سے آواز دی تو حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے باہر نکلا اور کہنے لگا اے ابو عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر تمہیں سنت کی پیروی مطلوب ہے تو ابھی چلنا چاہئے حجاج بولا بالکل اسی وقت؟ انہوں نے کہا ہاں حجاج نے کہا مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں اپنے سر پر پانی بہا لوں پھر چلتا ہوں' ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے نیچے اتر پڑے یہاں تک کہ حجاج فارغ ہو کر باہر نکلا اور روانہ ہوا تو سالم بن عبداللہ نے جو اپنے باپ کے ساتھ تھے اس سے کہا اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں جلدی کرنا یہ سن کر حجاج حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا تو اس سے کہا سالم سچ کہتا ہے اور عبدالملک نے حجاج کو لکھ بھیجا تھا کہ حج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرنا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھ لینا چاہئے اگر نماز کی تیاری کرنے (مثلاً غسل وغیرہ) کچھ دیر بھی ہو جائے تو چنداں حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۶۰۸)

٤٩ - باب: التَّعْجِيلُ إِلَى الْمَوْقِفِ

باب ۴۹: عرفات میں ٹھہرنے کے لئے جلدی کرنا

اس عنوان کے تحت گزشتہ حدیث نمبر ۸۳۰ کے پیش نظر کسی اور حدیث کا اندراج نہیں کیا گیا۔

فوائد: پچھلی حدیث میں ہے کہ "اگر تو سنت کی اتباع کرنا چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں جلدی کرنا" انہی الفاظ سے عنوان ثابت ہوتا ہے۔ اس عنوان کے تحت امام بخاری نے لکھا کہ اس باب میں بھی وہی حدیث لکھنے کا پروگرام تھا جسے امام مالک نے امام ابن شہاب زہری سے بیان کیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں وہی حدیث لاؤں جو بلافائدہ مکرر نہ ہو۔

٥٠ - باب: الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ

باب ۵۰: میدان عرفات میں ٹھہرنا

٨٣١ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي، فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ، فَقُلْتُ: هٰذَا وَاللهِ مِنَ الحُمْسِ، فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا. [رواه البخاري: ١٦٦٤]

۸۳۱۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ قبل از اسلام ایک دفعہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا اونٹ گم ہوگیا میں عرفہ کے دن اسے ڈھونڈنے نکلا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں ٹھہرے ہوئے دیکھا میں نے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تو قوم حمس سے ہیں (جو حدود حرم سے باہر نہیں آتے) پھر یہاں ان کا کیا کام؟

فوائد: حمس، حماست سے مشتق ہے، جس کا معنی سختی ہے قریش کو حمس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے دین میں سختی سے کام لیتے تھے۔ اسی سختی کی وجہ سے وہ حدود حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو اس لئے تعجب ہوا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دوران حج حدود حرم سے باہر میدان عرفات میں وقوف کرتے دیکھا۔ (عون الباری:۲/۶۰۹)

٥١ - باب: السَّيْرُ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

باب ۵۱: عرفات سے لوٹتے وقت کس طرح چلنا چاہیے

٨٣٢ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ: عَنْ سَيْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۸۳۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ حجۃ الوداع میں واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی رفتار کیسی تھی تو انہوں نے بتایا کہ عرفات سے روانگی کے وقت عام رفتار سے چلتے تھے اور جب میدان آجاتا تو تیز ہو

قَالَ الرَّاوِي: وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ. [رواه البخاري: ١٦٦٦]

جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ نص اس تیز رفتاری کو کہتے ہیں جو عام رفتار سے زیادہ ہوتی ہے۔

فوائد: چونکہ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھنا ہوتا ہے اس لئے عرفات سے لوٹتے وقت ذرا جلدی چلنا مسنون ہے۔ (عون الباری:۲/۶۱۱)

٥٢ - باب: أَمْرُ النَّبِيِّ ﷺ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الإِفَاضَةِ وَإِشَارَتُهُ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ

باب ۵۲: عرفات سے لوٹتے وقت رسول اللہ ﷺ کا سکون واطمینان کے متعلق حکم دینا اور کوڑے سے اشارہ فرمانا

٨٣٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا، وَضَرْبًا لِلإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ، وَقَالَ: (أَيُّهَا النَّاسُ، عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالإِيضَاعِ). [رواه البخاري: ١٦٧١]

۸۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفہ کے دن واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے شوروغل اور اونٹوں کو مارنے پیٹنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ فرمایا اور حکم دیا کہ لوگو! سکون قائم رکھو' اونٹوں کو دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جو تیز رفتاری اپنی یا جانوروں کی تکلیف کا باعث ہو وہ کسی صورت میں قابل تعریف نہیں۔ (عون الباری:۲/۶۱۲)

٥٣ - باب: مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ، فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ، وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ

باب ۵۳: جس نے کمزور گھر والوں کو رات پہلے بھیج دیا وہ مزدلفہ میں ٹھہریں' دعا کریں اور چاند غروب ہوتے ہی ان کو آگے (منیٰ) روانہ کر دیا

٨٣٤ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ، فَقَامَتْ تُصَلِّي، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ، هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قَالَ: لاَ، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟

۸۳۴۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مزدلفہ میں رات کے وقت اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں پھر ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں فراغت کے بعد پوچھا اے بیٹے! کیا چاند غروب ہوگیا اس نے کہا ہاں ہوگیا انہوں نے کہا تو پھر کوچ کرو چنانچہ ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ

قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَارْتَحِلُوا، فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا، حَتَّى رَمَتِ الجَمْرَةَ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: يَا هَنْتَاهُ، ما أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا، قَالَتْ: يَا بُنَيَّ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ لِلظُّعُنِ. [رواه البخاري: ١٦٧٩]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے منی پہنچ کر رمی کی پھر صبح کی نماز واپس آکر اپنے مقام پر ادا کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ میرے خیال کے مطابق ہم نے جلدی سے کام لیا ہے اور تاریکی میں ہی کنکریاں مار دی ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا پسر من! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

فوائد: دسویں کی رات مزدلفہ میں گذارنا ضروری ہے البتہ بچوں' عورتوں اور کمزور لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ تھوڑی دیر مزدلفہ ٹھہر کر منی روانہ ہو جائیں۔

٨٣٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نَزَلْنَا المُزْدَلِفَةَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَوْدَةُ، أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَكَانَتْ امْرَأَةً بَطِيئَةً، فَأَذِنَ لَهَا، فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ، ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ، فَلأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ. [رواه البخاري: ١٦٨١]

٨٣٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہوجائیں کیونکہ وہ ذرا ست رفتار تھیں آپ نے ان کو اجازت دے دی چنانچہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی نکل کھڑی ہوئیں اور ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوئے کاش! میں نے بھی رسول اللہ سے اجازت لی ہوتی تو اچھا تھا جیسے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے لی تھی۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ کاش! میں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نماز فجر منی پڑھتی اور لوگوں کے ازدحام سے پہلے رمی جمار کر لیتی۔ (عون الباری:٢/٦١٦)

٥٤ - باب: مَن يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

باب ٥٤: نماز صبح مزدلفہ ہی میں پڑھنا

٨٣٦ : عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَدِمَ جَمْعاً فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ، كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الفَجْرُ، قَائِلٌ يَقُولُ

٨٣٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب مزدلفہ آئے تو انہوں نے دو نمازیں ادا کیں ہر نماز کے لئے الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا پھر جب صبح نمودار ہوئی تو فجر کی نماز پڑھی اس وقت اتنا اندھیرا

طَلَعَ الْفَجْرُ، وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا، فِي هٰذَا الْمَكَانِ، الْمَغْرِبَ وَالعِشَاءَ، فَلاَ يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتَّى يُعْتِمُوا، وَصَلاَةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ). ثُمَّ وَقَفَ حَتَّى أَسْفَرَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَاضَ الآنَ أَصَابَ السُّنَّةَ. فَمَا أَدْرِي: أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ. [رواه البخاري: ١٦٨٣]

تھا کہ کوئی کہتا فجر ہو گئی اور کوئی کہتا ابھی فجر نہیں ہوئی' فراغت کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں نمازیں مغرب وعشاء اس مقام (مزدلفہ) میں اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں لوگوں کو چاہیے کہ مزدلفہ میں اس وقت داخل ہوں جب اندھیرا ہو جائے پھر فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی ہو گئی پھر کہنے لگے اگر امیرالمومنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اس وقت منی کی طرف روانہ ہوتے تو سنت کے مطابق عمل کرتے راوی کہتا ہے کہ مجھے یہ علم نہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہلے ہوا یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا کوچ پہلے ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ برابر تلبیہ کہتے رہے حتی کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازوں کو جمع کرنے والا درمیان میں کھانا وغیرہ کھا سکتا ہے اور کچھ آرام بھی کر سکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان اس قدر فاصلہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/٦١٧)

٥٥ - باب: مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

باب ۵۵: مزدلفہ سے کب روانہ ہونا چاہیے؟

۸۳۷ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ، ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لاَ يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَيَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَالَفَهُمْ، ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ

۸۳۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی پھر ٹھہرے رہے اور فرمانے لگے کہ مشرکین طلوع آفتاب کے بعد یہاں سے کوچ کرتے اور طلوع آفتاب کے انتظار میں یہ کہتے اے ثبیر! آفتاب تجھ پر ظاہر ہو لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی پھر حضرت عمر

تَطْلُعَ الشَّمْسُ. [رواه البخاري: ١٦٨٤]

نبی ﷺ نے طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے کوچ کر دیا۔

فوائد: ثبیر مزدلفہ میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے جو عرفات کو جاتے وقت دائیں جانب اور منی جاتے وقت بائیں جانب پڑتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۶۱۹)

٥٦ - باب: رُكُوبُ الْبُدْنِ

باب ٥٦: قربانی کے اونٹوں پر سوار ہونا

٨٣٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: (ٱرْكَبْهَا). فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: (ٱرْكَبْهَا). قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: (ٱرْكَبْهَا وَيْلَكَ). فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ. [رواه البخاري: ١٦٨٩]

۸۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے اونٹ کو ہانک رہا تھا' آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا کہ یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا تجھ پر افسوس اس پر سوار ہو جا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قربانی کے اونٹوں پر سواری کرنا جائز ہے خواہ کوئی عذر نہ بھی ہو امام بخاری نے اس سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ وقف عام سے خود فائدہ لینا جائز ہے۔ (عون الباری: ۲/۶۲۳)

٥٧ - باب: مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

باب ٥٧: جو شخص قربانی کا جانور ہمراہ لے کر گیا

٨٣٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ، وَأَهْدَى، فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالحَجِّ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، قَالَ

۸۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر حج کے ساتھ عمرہ ملایا تھا اور قربانی کی تھی ہوا یوں کہ ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ابتداء میں عمرے کے احرام کے ساتھ لبیک کہا بعد ازیں حج کا لبیک کہا تو لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو عمرے کے ساتھ ملا کر فائدہ حاصل کیا ان میں سے کچھ لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے جبکہ کچھ لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے

لِلنَّاسِ: (مَنْ كانَ مِنْكُمْ أَهْدَى، فَإِنَّهُ لاَ يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى، فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ، ثُمَّ يُهِلَّ بِالحَجِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فِي الحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ). [رواه البخاري: ١٦٩١]

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہے اس کے لئے کوئی ایسی چیز جو بحالت احرام حرام تھی حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ اپنے حج سے فارغ ہو جائے اور جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا وہ کعبہ کا طواف کرکے صفا مروہ کی سعی کرے پھر اپنے بال کتروا کر احرام کھول دے اس کے بعد پھر حج کا احرام باندھے اور لبیک کہے جس میں قربانی دینے کی استطاعت نہ ہو وہ تین روزے ایام حج میں اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھے یعنی کل دس روزے رکھے۔

فوائد: بہتر ہے کہ یوم عرفہ سے پہلے پہلے تین روزے رکھ لے کیونکہ اس کے بعد کھانے پینے کے دن ہیں باقی سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھے راستے میں رکھنے درست نہیں ہیں۔ (عون الباری:۲/۶۴۷)

٥٨ - باب: مَنْ أَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ

باب ۵۸: جس شخص نے ذوالحلیفہ پہنچ کر اشعار (قربانی کی کوہان کو زخم لگایا) اور تقلید یعنی ان کے گلے میں پٹہ ڈالا پھر احرام باندھا

٨٤٠ : عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالاَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ زَمَنَ الحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الحُلَيْفَةِ، قَلَّدَ النَّبِيُّ ﷺ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. [رواه البخاري: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

۸۴۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ زمانہ حدیبیہ میں ایک ہزار سے زائد صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کے جانوروں کو قلادہ پہنایا اور ان کا اشعار کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا۔

فوائد: قربانی کے جانوروں کو علامت کے طور پر ایسا کیا جاتا تھا تاکہ عرب لوگ ان سے تعرض نہ کریں اور عزت واحترام کی نظر سے دیکھیں جن حضرات نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے وہ بہت دور کی

کوڑی لائے ہیں۔ (عون الباری:۲/۶۲۹)

٥٩ - باب: مَنْ قَلَّدَ القَلائِدَ بِيَدِهِ

باب ۵۹: جس نے اپنے ہاتھ سے قلادہ پہنایا

٨٤١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهُ بلغها: أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يقولُ: مَنْ أَهْدَى هَدْيًا، حَرُمَ عَلَيْهِ ما يَحْرُمُ عَلَى الحَاجِّ، حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ. فَقالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: لَيْسَ كما قَالَ، أَنَا فَتَلْتُ قَلائِدَ هَدْيِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي، فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ ٱللهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ. [رواه البخاري: ١٧٠٠]

۸۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہیں خبر پہنچی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو کعبہ میں قربانی کا جانور بھیجے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو حج کرنے والے پر ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ قربانی ذبح کردی جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی (قربانی) کے قلادے خود اپنے ہاتھ سے بنائے پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ان قلادوں کو پہنایا اور میرے والد محترم کے ساتھ انہیں روانہ کیا مگر کوئی چیز جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے حلال فرمائی تھی وہ آپ پر جانوروں کی قربانی تک حرام نہیں ہوئی۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کی بنیاد محض قیاس تھا جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے عمل سے رد کر دیا۔ لوگوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے اتفاق کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوی کو ترک کر دیا۔ (عون الباری:۲/۶۳۱)

٦٠ - باب: تَقْلِيدُ الْغَنَمِ

باب ۶۰: بکریوں کو قلادہ پہنانا

٨٤٢ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا في رِوايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدَى غَنَمًا، وَفي رِوايَةٍ عَنْهَا: أَنَّهُ ﷺ قَلَّدَ الغَنَمَ وأَقامَ في أَهْلِهِ حَلالًا. [رواه البخاري: ١٧٠١، ١٧٠٢]

۸۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے چند بکریاں بطور قربانی روانہ کیں اور انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریوں کو قلادہ پہنایا اور اپنے گھر میں بغیر احرام کے رہے تھے۔

فوائد: نشانی کے طور پر قربانی کی بکریوں کو ہار پہنانا جائز ہے لیکن ان کا اشعار کرنا بالاتفاق درست نہیں ہے کیونکہ وہ اس کی متحمل نہیں ہیں نیز بالوں کی کثرت کی وجہ سے اشعار ظاہر بھی نہیں ہوتا۔ (عون الباری:۲/۶۳۲)

٦١ - باب: القَلاَئِدُ مِنَ العِهْنِ

باب ٦١: اون سے قلادے تیار کرنا

٨٤٣ : وَفي رواية عَنْهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلاَئِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كانَ عِنْدِي. [رواه البخاري: ١٧٠٥]

۸۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے قربانی کی بکریوں کے قلادے اس اون سے بنائے تھے جو میرے پاس موجود تھی۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قربانی کے ہار وغیرہ زمینی پیداوار کپاس وغیرہ سے بنائے جائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تردید فرمائی ہے کہ اون اور ریشم وغیرہ سے بنائے جا سکتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۶۳۳)

٦٢ - باب: الْجِلاَلُ لِلْبُدْنِ وَالتَّصَدُّقُ بِهَا

باب ٦٢: قربانی کی جھولیں تک خیرات کردینے کا بیان

٨٤٤ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلاَلِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا. [رواه البخاري: ١٧٠٧]

۸۴۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ جو اونٹ قربانی کے طور پر ذبح کئے ہیں ان کی جھولیں اور کھالیں صدقہ کردوں۔

فوائد: اس حدیث میں اختصار ہے حقیقت یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے طور پر سو اونٹ ذبح کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا گوشت' کھالیں اور جھولیں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

٦٣ - باب: ذَبْحُ الرَّجُلِ البَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

باب ٦٣: اپنی بیویوں کی طرف سے ان کے کہے بغیر گائے ذبح کرنا

٨٤٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، تَقَدَّمَ وفي هٰذِهِ الرِّوايَة زِيادَة: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: نَحَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ

۸۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت (۷۹۱) کہ ہم ذوالقعدہ کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے پہلے گزر چکی ہے اس طریق میں اتنا اضافہ ہے کہ قربانی کے دن ہمارے سامنے گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

أَزْوَاجِهِ. [رواه البخاري: ١٧٠٩]

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت یا اس کے علم میں لائے بغیر کوئی کار خیر سرانجام دیتا ہے تو اسے ثواب پہنچتا ہے نیز اس میں گائے وغیرہ کی قربانی میں شراکت کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔ (عون الباری:٦٣٦/٢)

٦٤ - باب: النَّحْرُ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى

باب ٦٤: منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے مقام قربانی پر قربانی کرنا

٨٤٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كانَ يَنْحَرُ فِي المَنْحَرِ. يَعْنِي: مَنْحَر رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧١٠]

٨٤٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جائے قربانی پر قربانی کرتے تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے نحر کا مقام جمرہ عقبہ کے قریب مسجد خیف کے پاس تھا تاہم منیٰ میں ہر جگہ قربانی کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:٦٣٧/٢)

٦٥ - باب: نَحْرُ الإِبِلِ مُقَيَّدَة

باب ٦٥: اونٹ کا پاؤں باندھ کر قربانی کرنا

٨٤٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رأَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا، قَالَ: ٱبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً، سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧١٣]

٨٤٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ بٹھا کر ذبح کر رہا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے اٹھا اور ایک پاؤں باندھ کر کھڑا کرکے ذبح کر یہ پابندی سنت محمدیہ ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ خلاف سنت کام ہوتا دیکھ کر خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ سنت کی وضاحت ضروری ہے۔

٦٦ - باب: لاَ يُعْطِي الجَزَّارَ مِنَ الهَدْيِ شَيْئاً

باب ٦٦: قربانی سے قصاب کو (بطور اجرت) کوئی چیز نہ دینا

٨٤٨ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى البُدْنِ، وَلاَ أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا. [رواه البخاري: ١٧١٦م]

٨٤٨۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور قصاب کو ان کی کوئی چیز بطور اجرت نہ دوں۔

فوائد: قصاب کو بطور اجرت کھال وغیرہ نہیں دینا چاہئے بلکہ اسے اپنی طرف سے معاوضہ دیا جائے

تاہم خیرات کے طور پر گوشت وغیرہ دینے میں چنداں حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۸/۶۳۸/۲)

٦٧ - باب: مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ

باب ٦٧: قربانی کے جانوروں سے کیا کھائیں اور کیا خیرات کریں

٨٤٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى، فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: (كُلُوا وَتَزَوَّدُوا). فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا. [رواه البخاري: ١٧١٩]

۸۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منی میں تین دن سے زیادہ نہ کھاتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ کھاؤ اور زاد راہ کے طور پر ساتھ بھی لے جاؤ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا چنانچہ یہ حکم مذکورہ حدیث سے منسوخ ہوا اور قربانی کا گوشت زاد راہ کے طور پر دیر تک رکھنے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ (عون الباری:۶۳۹/۲)

٦٨ - باب: الحَلْقُ وَالتَّقْصِيرُ عِنْدَ الإِحْلَالِ

باب ٦٨: احرام کھولتے وقت سر منڈوانا اور کتروانا

٨٥٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَلَقَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ. [رواه البخاري: ١٧٢٦]

۸۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں سر کو منڈوایا تھا۔

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ سر منڈوانا کتروانے سے افضل ہے لیکن عورتوں کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں وہ اپنی چٹیا کے چند ایک بال لے لیں۔

٨٥١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ ٱرْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ). قَالُوا: وَالمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (اللَّهُمَّ ٱرْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ). قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (وَالْمُقَصِّرِينَ). [رواه البخاري: ١٧٢٧]

۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر مہربانی فرما، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بال کتروانے والوں پر بھی، آپ نے پھر یہی فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحمت نازل فرما، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! بال کتروانے والوں پر بھی، تب آپ نے

فرمایا کہ بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔

فوائد: تمام سر کو منڈوانا چاہئے تبھی دعا نبوی کا حقدار ہو گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشروع کام کرنے والے کے لئے خیر و برکت کی دعا کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۶۴۲)

٨٥٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مِثْلُ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: (ٱغْفِرْ) بَدَلَ: (ٱرْحَمْ)، قَالَهَا ثَلاَثًا، قَالَ: (وَلِلْمُقَصِّرِينَ). [رواه البخاري: ١٧٢٨]

۸۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے مگر اس میں لفظ ارحم کے بجائے اغفر ہے جس کو آپ نے تین دفعہ کہا اور چوتھی بار فرمایا کہ بال کتروانے والوں کی بھی بخشش فرما۔

فوائد: اگر حج سے چند دن قبل عمرہ کیا جائے اور اندیشہ ہو کہ دسویں تاریخ تک بال نہیں اگ سکیں گے تو ایسے حالات میں عمرہ کرنے والے کے لئے بال کتروانا افضل ہے تاکہ حج کے موقعہ پر بالوں کا حلق ہو سکے۔ (عون الباری:۲/۶۴۳)

٨٥٣ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ. [رواه البخاري: ١٧٣٠]

۸۵۳۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے بال قینچی سے کترے تھے۔

فوائد: یہ واقعہ عمرہ قضاء یا عمرہ جعرانہ کا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کرایا تھا۔ (عون الباری:۲/۶۴۴)

٦٩ - باب: رَمْيُ الجِمَارِ

باب ۶۹: کنکریاں مارنا

٨٥٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ: مَتَى أَرْمِي الجِمَارَ؟ قَالَ: إِذَا رَمَى إِمَامُكَ فَارْمِهِ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَيَّنُ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا. [رواه البخاري: ١٧٤٦]

۸۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ جمروں کو کنکریاں کس وقت ماروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تمہارا امام رمی کرے تو اس وقت تم بھی رمی کرو اور اس نے دوبارہ یہی بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم انتظار کرتے رہتے جب آفتاب ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے تھے۔

فوائد: دسویں تاریخ کو کنکریاں مارنے کا افضل وقت چاشت ہے اور باقی ایام میں زوال آفتاب کے بعد ہے۔

٧٠ - باب: رَمْيُ الجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الوَادِي

باب ۷۰: وادی کے نشیب سے کنکریاں مارنا

٨٥٥ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، فَقِيلَ له إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا؟ فَقَالَ: وَالَّذِي لاَ إِلٰهَ غَيْرُهُ، هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧٤٧]

۸۵۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے وادی کے نشیب سے جاکر کنکریاں ماریں تو ان سے کہا گیا کچھ لوگ تو اوپر ہی سے کھڑے ہوکر رمی کرتے ہیں انہوں نے فرمایا قسم اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے! یہ اس شخص کے رمی کرنے کی جگہ ہے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

فوائد: سائل نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے متعلق سوال کیا واضح رہے کہ اس وقت مکہ مکرمہ بائیں جانب اور عرفہ دائیں جانب ہو اور جمرہ کے سامنے کھڑا ہو کر رمی کی جائے۔ (عون الباری:۲/۶۴۷)

٧١ - باب: رَمْيُ الجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ

باب ۷۱: ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں ماری جائیں

٨٥٦ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ انْتَهى إِلَى الجَمْرَةِ الْكُبْرَى، فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ، وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ، وَرَمى بِسَبْعٍ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَمى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧٤٨]

۸۵۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب وہ بڑے جمرہ (عقبہ) کے پاس پہنچے تو انہوں نے کعبہ کو اپنی بائیں طرف اور منیٰ کو اپنی دائیں طرف کرلیا اور اسے سات کنکریاں ماریں اور فرمایا کہ اس طرح اس شخص نے کنکریاں ماری تھیں جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی تھی ﷺ

فوائد: جمرہ عقبہ چند ایک باتوں میں دوسرے جمرات سے ممتاز ہے ایک یہ کہ دسویں تاریخ کو صرف اسی کو رمی کی جاتی ہے دوسرے اس کی رمی بوقت چاشت ہے تیسرے یہ کہ اس کے پاس دعا نہیں کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۲/۶۴۹)

٧٢ - باب: إِذَا رَمَى الجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ وَيُسهِلُ مُستَقبِلَ القِبْلَةِ

باب ۷۲: نرم زمین پر قبلہ رو کھڑے ہو کر پہلے اور دوسرے جمرے کو کنکریاں مارنا

٨٥٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الجَمْرَةَ الدُّنْيَا

۸۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ (مسجد خیف کے) قریب والے جمرہ کو سات کنکریں

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ، فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُومُ طَوِيلًا، وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى، ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُّ، وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُومُ طَوِيلًا، وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُومُ طَوِيلًا، ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُولُ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ۱۷۵۱]

مارتے اور ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر درمیانی جمرے کو کنکریاں مارتے اس کے بعد بائیں جانب نرم و ہموار زمین پر چلے جاتے اور قبلہ رو کھڑے ہو کر دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہتے اور یوں دیر تک کھڑے رہتے پھر وادی کے نشیب سے جمرہ عقبی کو رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے اور واپس آجاتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سورت بقرہ پڑھنے کی مقدار وہاں کھڑے نہایت خشوع سے دعا کرتے رہتے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کنکریاں یکبار ہی نہ پھینک دی جائیں بلکہ اکیلی اکیلی کنکری ماری جائے۔ (عون الباری:۲/۶۵۰)

۷۳ - باب: طَوَافُ الْوَدَاعِ

باب ۷۳: طواف وداع کا بیان

۸۵۸ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ. [رواه البخاري: ۱۷۵۵]

۸۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس ہو (یعنی طواف وداع کریں) مگر حیض والی عورتوں کو (یہ طواف) معاف ہے

فوائد: طواف وداع کا دوسرا نام طواف صدر بھی ہے اور یہ بھی ضروری ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صحت طواف کے لئے طہارت شرط ہے۔ (عون الباری:۲/۶۵۲)

۸۵۹ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ، ثُمَّ رَكِبَ إِلَى

۸۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے وادی محصب میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اس کے بعد تھوڑی دیر نیند کی پھر سوار ہو کر بیت اللہ گئے اور طواف کیا۔

الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ. [رواه البخاري: ١٧٥٦]

فوائد: وادی محصب مکہ اور منی کے درمیان ایک وسیع میدانی علاقہ ہے اسے ابطح، بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔ (عون الباری: ۲/۶۵۲)

٧٤ - باب: إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

باب ۷۴: اگر طواف زیارت کر لینے کے بعد عورت کو حیض آجائے؟

٨٦٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّهَا لاَ تَنْفِرُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لَهُنَّ. [رواه البخاري: ١٧٦٠، ١٧٦١]

۸۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حائضہ کو طواف افاضہ کے بعد مکہ سے جانے کی اجازت ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ اجازت نہیں ہے لیکن بعد میں ان سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کو رخصت دی ہے۔

فوائد: حضرت عمر، ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا یہ موقف تھا کہ حائضہ کے لیے بھی طواف وداع کرنا ضروری ہے لیکن حضرت زید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں ان کا یہ موقف اس حدیث کے خلاف ہے۔ (عون الباری: ۲/۶۵۳) ان کو اس حدیث کا علم نہ تھا۔ (علوی)

٧٥ - باب: الْمُحَصَّب

باب ۷۵: وادی محصب میں ٹھہرنا

٨٦١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧٦٦]

۸۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ وادی محصب میں ٹھہرنا کوئی عبادت نہیں ہے وہ صرف ایک مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یونہی ٹھہرے تھے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ وادی محصب میں ٹھہرنا ارکان حج سے نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے وہاں ٹھہرے کہ وہاں سے مدینہ کو روانگی آسان ہو گی چونکہ آپ نے وہاں قیام فرمایا اس لئے اس کا اہتمام مستحب ہے آپ کے بعد شیخین رضی اللہ عنہما بھی وہاں ٹھہرے۔ (عون الباری: ۲/۶۵۴)

٧٦ - باب: النُّزُولُ بِذِي طُوىً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُولُ بِالبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

باب ٧٦: دخول مکہ سے پہلے ذی طوی میں ٹھہرنا اور مکہ سے لوٹتے وقت اس بطحاء میں پڑاؤ کرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے

٨٦٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى، حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ، وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٧٦٩]

٨٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ جاتے تو ذی طوی میں پڑاؤ کرتے رات وہیں بسر کرتے صبح ہوتی تو مکہ میں داخل ہوتے اور جب مکہ سے واپس ہوتے تو بھی ذی طوی میں رات گزارتے صبح تک وہیں رہتے اور ذکر کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "مکہ سے لوٹتے وقت بھی ذی طوی میں پڑاؤ کرنا" صاحب تجرید کے عنوان کے تحت امام بخاری جو حدیث لاتے ہیں اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج یا عمرہ سے لوٹ کر مدینہ آتے تو اپنی اونٹنی کو اس میدان بطحاء میں بٹھاتے جو ذوالحلیفہ میں ہے"

كتاب العمرة

عمرہ کے بیان میں

١ - باب: وجُوبُ الْعُمْرَةِ وَفَضْلُهَا

باب ۱: فرضیت عمرہ اور اس کی فضیلت

٨٦٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ). [رواه البخاري: ١٧٧٣]

۸۶۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور مقبول حج کا صلہ تو سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

فوائد: امام بخاری کے نزدیک حج کی طرح عمرہ بھی فرض ہے لیکن مذکورہ حدیث سے اس کی فرضیت واضح نہیں ہوتی بلکہ وہ احادیث جن میں ارکان اسلام بیان ہوئے ہیں ان میں حج کا ذکر ہے عمرے کو ان میں بیان نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم (عون الباری:۲/۶۵۹)

٢ - باب: مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الحَجِّ

باب ۲: حج سے پہلے عمرہ کرنا

٨٦٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الحَجِّ؟ فَقَالَ: لاَ بَأْسَ.
وَقَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ. [رواه البخاري: ١٧٧٤]

۸۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے قبل از حج، عمرہ کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا ہے۔

٣ - باب: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

باب ٣: رسول اللہ ﷺ نے کس قدر عمرے کیے؟

٨٦٥ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: كَمِ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ أَرْبَعًا: إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. قَالَ السَّائِلُ: فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّاهُ أَلاَ تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَتْ: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمْرَاتٍ، إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. قَالَتْ: يَرْحَمُ اللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ. [رواه البخاري: ١٧٧٦]

٨٦٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چار جن میں ایک ماہ رجب میں کیا تھا سائل کہتا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اماں جان! آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات کو سنا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں؟ سائل بولا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں جن میں ایک رجب میں کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر رحم کرے آپ نے کوئی عمرہ نہیں کیا جس میں وہ موجود نہ ہوں (پھر وہ بھول گئے) رجب میں تو آپ نے کوئی عمرہ بھی نہیں ادا فرمایا۔

فوائد: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر ہاں یا نہیں میں کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش ہو گئے۔ (عون الباری:۲/۶۶۱)

٨٦٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أنه سُئِلَ: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعًا: عُمْرَةَ الحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُونَ، وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ، وَعُمْرَةَ الجِعْرَانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةَ - أُرَاهُ - حُنَيْنٍ. قُلْتُ: كَمْ

٨٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟ تو انہوں نے کہا چار ایک عمرہ تو حدیبیہ جو ذوالقعدہ میں کیا جبکہ مشرکین نے آپ کو واپس کر دیا تھا دوسرا عمرہ آئندہ سال ذوالقعدہ میں کیا جبکہ آپ نے مشرکین سے صلح فرمائی تیسرا عمرہ جعرانہ جب مال غنیمت تقسیم کیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ مال غنیمت حنین کا تھا۔ (چوتھا حج کے ساتھ) پھر میں نے پوچھا کہ

حَجَّ؟ قَالَ: وَاحِدَةً. [رواه البخاري: ١٧٧٨]

آپ نے حج کتنے کئے تو جواب دیا صرف ایک۔

٨٦٧ : وفي رواية أنه قَالَ: اَعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْثُ رَدُّوهُ، وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةً في ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ. [رواه البخاري: ١٧٧٩]

٨٦٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوسری روایت میں یوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تو وہ عمرہ کیا تھا جس سے مشرکین نے آپ کو واپس کردیا تھا پھر آئندہ سال قضاء کا عمرہ' تیسرا ذوالقعدہ میں اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ ادا فرمایا۔

فوائد: دوسرے عمرے کو عمرۃ القضاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ قریش سے صلح اور ان سے ایک فیصلہ کے نتیجہ میں ہوا تھا یہ نام اس لئے نہیں رکھا گیا کہ چونکہ مشرکین نے پہلے عمرہ سے روک دیا تھا تو آپ نے بطور قضاء ادا کیا ہو جیسا کہ عامۃ الناس میں مشہور ہے بلکہ جس عمرہ سے روکا گیا تھا اسے شمار کر کے چار عمرے ہوتے ہیں۔ (عون الباری:٢/٦٦٢)

٨٦٨ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٧٨١]

٨٦٨۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کرنے سے پہلے ذوالقعدہ میں دو عمرے ادا فرمائے۔

فوائد: اس حدیث میں دو عمرے بیان ہوئے ہیں راوی نے وہ عمرہ جو حج کے ساتھ کیا تھا اور جس عمرہ سے آپ کو روک دیا گیا تھا ان دونوں کو شمار نہیں کیا واضح ہو کہ تین عمرے ماہ ذوالقعدہ میں ادا کئے گئے۔ چوتھا عمرہ حج کے ساتھ اور ذوالحجہ میں کیا تھا۔

٤ - باب: عُمْرَةُ التَّنْعِيمِ

باب ۴: تنعیم سے عمرہ کرنا

٨٦٩ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ. [رواه البخاري: ١٧٨٤]

وأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيها، فَقَالَ: أَلَكُمْ هٰذِهِ خاصَّةً يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (لَا، بَلْ لِلأَبَدِ).

٨٦٩۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سوار کرکے لے جائیں اور انہیں مقام تنعیم سے عمرہ کرا لائیں اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ جمرہ عقبہ پر کنکریاں مار رہے تھے اس نے آپ سے پوچھا کیا یہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا آپ کے لئے ہی مخصوص

[رواه البخاري: ١٧٨٥]

ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

فوائد: حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا سوال حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث کا حصہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کا ذکر بخاری میں نہیں ہے صاحب تجرید کو چاہئے تھا کہ یوں کہتے ایک روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں یوں ہے۔

٥ - باب: الاعْتِمَارُ بَعْدَ الحَجِّ بِغَيرِ هَدْيٍ

باب ۵: حج کے بعد قربانی کے بغیر عمرہ کرنا

٨٧٠ : حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا في الحَجِّ، تَكَرَّرَ كثيراً، وقَدْ تَقَدَّمَ بِتَمامِهِ (برقم: ٢١٤) [رواه البخاري: ١٧٨٤]

۸۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث (۸۶۹، ۷۹۲، ۷۹۱) حج کی بابت ہے وہ کئی دفعہ مکمل نقل ہو کر گزر چکی ہے۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ماہ ذوالحجہ میں حج کے بعد بھی اگر کوئی عمرہ کا احرام باندھتا ہے تو اسے قربانی دنیا ہوگی امام صاحب اس کی تردید فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد جو عمرہ کیا تھا اس میں کوئی قربانی، فدیہ یا روزے ادا نہیں کئے۔

٦ - باب: أَجْرُ الْعُمْرَةِ عَلَى قَدْرِ النَّصَبِ

باب ٦: عمرہ کا ثواب بقدر مشقت ہے

٨٧١ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا في رِوايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَها في العُمْرَةِ: (وَلٰكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ). [رواه البخاري: ١٧٨٧]

۸۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے عمرہ کی بابت فرمایا کہ اس کا ثواب بقدر خرچ یا تمہاری مشقت کے مطابق دیا جائے گا۔

فوائد: بقدر مشقت ثواب میں کمی بیشی کا قاعدہ کلیہ نہیں کیونکہ بعض عبادات میں مشقت کم ہوتی ہے لیکن زمان ومکان کے لحاظ سے ثواب زیادہ ملتا ہے جیسے شب قدر میں عبادت کرنا یا مسجد حرام میں نماز ادا کرنا۔ (عون الباری:٢/٦٧٠)

٧ - باب: مَتَى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ

باب ۷: عمرہ کرنے والا احرام سے کب آزاد ہوتا ہے؟

٨٧٢ : عَنْ أَسْماءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّها كانَتْ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالحَجُونِ تَقُولُ: صَلَّى ٱللهُ

۸۷۲۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب مقام حجون سے گزرتیں تو کہتیں اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ پر رحمتیں نازل

عَلَى مُحَمَّدٍ، لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَا هُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ. قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا، فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وفُلاَنٌ وَفُلاَنٌ، فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا، ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ. [رواه البخاري: ١٧٩٦]

فرمائے بے شک ہم آپ کے ہمراہ اس مقام پر اترے تھے ان دنوں ہم ہلکے پھلکے تھے ہماری سواریاں بھی کم اور زاد راہ بھی تھوڑا تھا۔ میں نے اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبیر رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں شخص نے عمرہ کیا ہم نے کعبہ کا طواف کر کے احرام کھول دیا پھر ہم نے دوسرے وقت حج کا احرام باندھا۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ ہم نے کعبہ کا طواف کر کے احرام کھول دیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی نہیں کی تھی کیونکہ مفصل حدیث میں بیت اللہ کے طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی کا بھی ذکر ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۳)

٨ - باب: مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ

باب ٨: جب کوئی حج، عمرہ یا جہاد سے لوٹے تو کیا دعا پڑھے؟

٨٧٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الأَرْضِ ثَلاَثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: (لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حامِدُونَ، صَدَقَ ٱللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ). [رواه البخاري: ١٧٩٧]

٨٧٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد یا حج وعمرہ سے لوٹتے تو ہر بلندی پر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی حکومت ہے وہی تعریف کے سزاوار ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے اپنے مالک کی بندگی کرنے والے اس کے حضور سجدہ ریز ہونے والے اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھلایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اس اکیلے نے افواج کفار کو شکست سے دو چار کر دیا

فوائد: یہ دعا جہاد اور حج وعمرہ کے سفر کے لئے ہی خاص نہیں بلکہ ہر سفر سے واپسی پر پڑھی جا سکتی ہے جو اللہ کی اطاعت کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔ (عون الباری:۲/۶۷۵)

٩ - باب: اسْتِقْبَالُ الحَاجِّ القَادِمِيْنَ وَالثَّلاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ۹: آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا اور تین آدمیوں کا سواری پر بیٹھنا

٨٧٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، ٱسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ. [رواه البخاري: ١٧٩٨]

۸۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ کے استقبال کے لئے گئے ان میں سے ایک کو آپ نے اپنے آگے اور ایک کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا۔

فوائد: یہ عنوان حج کے لئے جانے والوں اور حج سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنا دونوں مواقع پر مشتمل ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۶)

١٠ - باب: الدُّخُولُ بِالعَشِيِّ

باب ۱۰: (مسافر کا) زوال کے بعد گھر میں داخل ہونا

٨٧٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَطْرُقُ أَهْلَهُ، كَانَ لاَ يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً. [رواه البخاري: ١٨٠٠]

۸۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس سفر سے بوقت شب واپس نہ آتے تھے یا تو صبح کے وقت آتے یا بعد از زوال تشریف لاتے تھے۔

فوائد: رات کے وقت اچانک گھر آنے سے اس لئے منع فرمایا کہ مبادا کوئی ناگوار چیز دیکھے جو باہمی نفرت و کدورت کا باعث ہو۔ (عون الباری:۲/۶۷۸)

٨٧٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا. [رواه البخاري: ١٨٠١]

۸۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے (سفر سے) رات کو اپنے گھر آنے سے منع فرمایا ہے۔

١١ - باب: مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ المَدِينَةَ

باب ۱۱: مدینہ کے قریب پہنچنے پر سواری کو تیز کر دینا

٨٧٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ المَدِينَةِ، أَوْضَعَ نَاقَتَهُ، وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً

۸۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے مدینہ واپس آتے اور مدینہ کی راہوں کو دیکھتے تو (فرط شوق سے) اپنی اونٹنی کو تیز کر دیتے تھے اور اگر کوئی

حَرَّكَهَا. وزاد في رواية: مِنْ حُبِّهَا. [رواه البخاري: ١٨٠٢]

اور سواری ہوتی تو اسے بھی ایڑی لگاتے ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ مدینہ منورہ سے محبت کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

فوائد: یہ حدیث مدینہ منورہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے نیز اس سے وطن کی محبت اور اس سے تعلق خاطر کی مشروعیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۸)

١٢ - باب: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ العَذَابِ

باب ۱۲: سفر بھی گویا ایک قسم کا عذاب ہے

٨٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ). [رواه البخاري: ١٨٠٤]

۸۷۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سفر عذاب کا ایک حصہ ہے جو کھانے پینے اور سونے کو موقوف کردیتا ہے لہٰذا جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر جلدی واپس آنا چاہیے۔

فوائد: کتاب الحج میں اس حدیث کو شاید اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حج وغیرہ سے فراغت کے بعد انسان کو اپنے گھر روانہ ہونے میں جلدی کرنا چاہیے' اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۹)

كتاب المحصر وجزاء الصيد

حج وعمرہ سے روکے جانا

بیت اللہ کا طواف یا وقوف عرفہ کے درمیان رکاوٹ آجانے کو احصار کہا جاتا ہے یہ رکاوٹ حج اور عمرہ دونوں میں ہو سکتی ہے۔

١ - باب: إِذَا أُحصِرَ الْمُعْتَمِرُ

باب ۱: جب عمرہ کرنے والے کو روک دیا جائے

٨٧٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَجَامَعَ نِسَاءَهُ، وَنَحَرَ هَدْيَهُ، حَتَّى ٱعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا. [رواه البخاري: ١٨٠٩]

۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو (حدیبیہ پر) روک دیا گیا تو آپ نے اپنا سر منڈوایا' اپنی بیویوں سے صحبت کی اور قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا پھر آئندہ سال (نیا) عمرہ کیا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری ان لوگوں کی تردید کرنا چاہتے ہیں جن کا موقف ہے کہ رکاوٹ کی وجہ سے احرام کھول دینا صرف حج کے ساتھ خاص ہے عمرہ میں احرام نہیں کھولنا چاہئے کیونکہ حج کا وقت مقرر ہے جبکہ عمرہ تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔

٢ - باب: الإِحْصَارُ فِي الحَجِّ

باب ۲: حج سے روکے جانا

٨٨٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ؟ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ

۸۸۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے تم میں سے اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو اسے چاہئے کہ بیت اللہ کا طواف کرے پھر

وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا، فَيُهْدِي أَوْ يَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا. [رواه البخاري: ١٨١٠]

صفا مروہ کی سعی کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے آئندہ سال حج کرے اور قربانی کرے اگر قربانی میسر نہ ہو تو روزے رکھے۔

فوائد: حج میں رکاوٹ کا مطلب یہ ہے کہ وقوف عرفہ نہ ہو سکتا ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کی رکاوٹ کو عمرے کی رکاوٹ پر قیاس کیا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک حج یا عمرہ کا مشروط احرام باندھنا درست نہیں حالانکہ دیگر حضرات نے اس کو جائز رکھا ہے۔ (عون الباری:۲/۶۸۳)

٣ - باب: النَّحْرُ قَبْلَ الحَلْقِ فِي الحَصْرِ

باب ۳: جب روکا جائے تو سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرے

٨٨١ : عَنِ المِسْوَرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٨١١]

۸۸۱۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (جس سال عمرہ سے روک دیئے گئے تھے) پہلے قربانی کی پھر سر منڈوایا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا تھا۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ احصار کی صورت میں قربانی کو حرم کعبہ بھیجا جائے جب وہاں ذبح ہو جائے تو پھر احرام کھولنے کی اجازت ہے جبکہ مذکورہ حدیث سے ان کی تردید ہوتی ہے کہ جہاں احصار ہو وہیں احرام کھول دے اور قربانی کرے۔ (عون الباری:۲/۶۸۵)

٤ - باب: قول الله تعالى: ﴿أَوْ صَدَقَةٍ﴾ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ

باب ۴: جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا حکم دیا ہے اس سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

٨٨٢ : عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلًا، فَقَالَ: (يُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (فَاحْلِقْ رَأْسَكَ، أَوْ قَالَ: ٱحْلِقْ). قَالَ: فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿فَمَن

۸۸۲۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ میرے قریب کھڑے ہوئے تو میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں آپ نے فرمایا جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہوں گی؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا کہ اپنا سر منڈوا دو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ میرے ہی حق میں نازل ہوئی۔

كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ﴾ إِلَى آخِرِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (صُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ، أَوِ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ). [رواه البخاري: ۱۸۱۵]

پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس پر فدیہ واجب ہے روزے رکھ لے یا صدقہ دے یا قربانی کرے" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دن روزے رکھو یا ایک فرق (تین صاع) اناج چھ مسکینوں کو صدقہ کرو یا جو قربانی میسر ہو اسے ذبح کرو۔

فوائد: قرآن میں مطلق روزوں اور مطلق صدقے کا ذکر تھا حدیث نے تفسیر کر دی کہ روزے تین دن اور صدقہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے نیز آیت میں کسی چیز کو بجالانے کا اختیار اس شخص کو ہے جسے قربانی بھی میسر ہو بصورت دیگر صرف روزوں اور صدقہ میں اختیار ہو گا۔ (عون الباری:۲/۶۸۷)

٥ - باب: الإِطْعَامُ فِي الفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

باب ۵: فدیہ میں ہر مسکین کو نصف صاع دیا جائے

٨٨٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رواية قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً، وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً. [رواه البخاري: ١٨١٦]

۸۸۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا یہ آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی مگر حکم کے لحاظ سے تم سب لوگوں کے لئے عام ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ہر مسکین کو نصف صاع کے لحاظ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ' کھانا اناج اور کھجوروں میں سے کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۶۸۸)

كتاب جزاء الصيد ونحوه

شکار اور اس کی مثل دیگر افعال کی جزا

١ - باب: إِذَا صَادَ الحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ، أَكَلَه

٨٨٤ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الحُدَيْبِيَةِ، فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ أَنَا فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ، فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ، فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارِ وَحْشٍ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ، فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ، فَٱسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي، فَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ، أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا، فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ؟. فَقَالَ: تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ، وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا، فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ ٱللهِ

باب ۱: جب کوئی غیر محرم شکار کرے اور محرم کو تحفہ دے تو وہ اسے کھا سکتا ہے

۸۸۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور آپ کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے احرام باندھ لیا مگر میں نے احرام نہ باندھا پھر ہمیں خبر ملی کہ مقام غیقہ میں دشمن موجود ہے لہٰذا ہم اس کی طرف چل دیئے میرے ساتھیوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسے میں نے نظر اٹھائی تو اسے دیکھا اور اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور اسے زخمی کر کے گرا لیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد چاہی لیکن انہوں نے کوئی مدد نہ کی بالآخر ہم سب نے اس کا گوشت کھایا ہمیں اندیشہ ہوا کہ مبادا ہم رسول اللہ سے جدا رہ جائیں لہٰذا میں کبھی اپنے گھوڑے کو تیز چلاتا اور کبھی آہستہ آخر مجھے نصف شب ایک شخص ملا جس سے میں نے پوچھا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں

ﷺ حَتَّى أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَؤُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ، وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ، فَفَعَلَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا أَصَدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ، وَإِنَّ عِنْدَنَا مِنْهُ فَاضِلَةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: (كُلُوا). وَهُمْ مُحْرِمُونَ. [رواه البخاري: ۱۸۲۱]

چھوڑا ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ تعھن (چشمہ) پر چھوڑا تھا اور آپ کا مقام سقیا میں قیلولہ کرنے کا ارادہ تھا یہ پوچھ کر میں پھر چلا اور آپ سے جلد جا ملا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھیجا ہے اور وہ آپ کو سلام رحمت عرض کرتے ہیں انہیں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں دشمن انہیں آپ سے جدا نہ کردے لہٰذا آپ ان کا انتظار فرمائیں تو آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا تھا جس کا میرے پاس کچھ گوشت ہے تو رسول اللہ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ سب محرم تھے۔

فوائد: محرم پر خود شکار کرنے یا اس کے لئے تعاون کرنے پر پابندی ہے اگر محرم شکار کا جانور عمداً یا سہواً قتل کردے تو اس پر فدیہ پڑ جاتا ہے اگر شکار کے سلسلہ میں محرم نے کوئی تعاون نہ کیا ہو تو شکار کا گوشت تناول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۶۹۱) بشرطیکہ شکار اسی کی خاطر نہ کیا گیا ہو۔ (علوی)

٢ - باب: لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

باب ۲: محرم شکار مارنے میں غیر محرم کی مدد نہ کرے

۸۸۵ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْقَاحَةِ، مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَلَاثٍ، وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ. [رواه البخاري: ۱۸۲۳]

۸۸۵۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں مدینے سے تین میل کے فاصلہ پر تھے ہم میں سے کوئی احرام باندھے ہوئے اور کوئی بغیر احرام کے تھا پھرباقی حدیث بیان فرمائی۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ ابو قتادہ ﷺ کا کوڑا گر گیا تو انہوں نے اس سلسلہ میں اپنے ساتھیوں سے تعاون طلب کیا انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ہم حالت احرام سے ہیں اس لئے تیرا تعاون نہیں کرسکتے۔

٣ - باب: لا يُشِيرُ المُحْرِمُ إِلى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الحَلاَلُ

باب ۳: محرم شکار کی طرف اس غرض سے اشارہ نہ کرے کہ غیر محرم اس کا شکار کرلے

٨٨٦ : وَعَنْهُ في رواية: أَنَّهُم فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَو أَشَارَ إِلَيْهَا؟). قَالُوا: لاَ، قَالَ: (فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا). [رواه البخاري: ١٨٢٤]

۸۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب تمام اصحاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس کو جنگلی گدھے پر حملے کا حکم دیا تھا یا اس کی جانب اشارہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا نہیں! پھر آپ نے فرمایا اس کا بقیہ گوشت کھاؤ

فوائد: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگلی گدھے کو دیکھ کر ہنس پڑے، یہ ہنسنا اشارہ کے لئے نہ تھا بلکہ اظہار تعجب کے طور پر تھا۔ (عون الباری:۲/۶۹۰)

٤ - باب: إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا لَمْ يَقْبَلْ

باب ۴: جب کوئی شخص محرم کو زندہ جنگلی گدھا ہدیہ دے تو محرم اسے قبول نہ کرے

٨٨٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا، وَهُوَ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: (إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ). [رواه البخاري: ١٨٢٥]

۸۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگلی گدھا رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ۔ پیش کیا اس وقت آپ مقام ابواء یا مقام ودان میں تھے تو آپ نے اسے واپس کردیا لیکن جب آپ نے اس کے چہرے پر افسردگی دیکھی تو فرمایا کہ ہم نے یہ صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔

فوائد: یہ جنگلی گدھا اور پھر اس کا گوشت اس لئے واپس کیا تھا کہ اسے آپ کے لئے شکار کیا گیا تھا معلوم ہوا کہ کسی معقول وجہ سے ھدیہ واپس کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی وجہ بیان کر دی جائے تاکہ ھدیہ دینے والے کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ (عون الباری:۲/۶۹۸)

٥ - باب: مَا يَقْتُلُ المُحْرِمُ فِي الحَرَمِ

باب ٥: محرم حرم میں کن جانوروں کو مار سکتا ہے

٨٨٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (خَمْسٌ مِنَ ٱلدَّوَابِّ، كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلْنَ فِي ٱلْحَرَمِ: ٱلْغُرَابُ، وَٱلْحِدَأَةُ، وَٱلْعَقْرَبُ، وَٱلْفَأْرَةُ، وَٱلْكَلْبُ ٱلْعَقُورُ). [رواه البخاري: ١٨٢٩]

٨٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے موذی ہیں کہ انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

فوائد: ہر موذی جانور کا قتل بحالت احرام جائز ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ واجب القتل مجرم اگر حرم میں پناہ گزیں ہو جائے تو اسے کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۷۰۲)

٨٨٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ بِمِنًى، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ: ﴿وَٱلْمُرْسَلَٰتِ﴾ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا، وَإِنِّي لأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱقْتُلُوهَا). فَٱبْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وُقِيَتْ شَرَّكُمْ، كما وُقِيتُمْ شَرَّهَا). [رواه البخاري: ١٨٣٠]

٨٨٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ کی ایک غار میں تھے اتنے میں سورۃ المرسلات آپ پر نازل ہوئی جس کی آپ تلاوت فرمانے لگے اور میں بھی آپ سے سن کر یاد کرنے لگا اور آپ کا روئے مبارک تلاوت سے ابھی تر و تازہ تھا کہ اچانک ایک سانپ ہم لوگوں پر کودا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے مار ڈالو چنانچہ ہم نے اس کو مارنے کی جلدی کی مگر وہ نکل گیا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس طرح تم اس کے ضرر سے بچا لئے گئے ہو اسی طرح وہ بھی تمہارے ضرر سے بچا لیا گیا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک محرم کو بمقام منیٰ سانپ مارنے کا حکم دیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بحالت احرام پیش آیا۔ (عون الباری:۲/۷۰۳)

٨٩٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ

٨٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ

عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: (فُوَيْسِقٌ). وَلَمْ أَسْمَعْهُ يَأْمُرُنَا بِقَتْلِهِ. [رواه البخاري: ۱۸۳۱]

محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کی بابت فرمایا یہ موذی جانور ہے مگر میں نے نہیں سنا کہ آپ نے اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہو۔

فوائد: دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کے مارنے سے نوید ثواب بھی سنائی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۰۴)

٦ - باب: لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

باب ٦: مکہ مکرمہ میں جنگ جائز نہیں

۸۹۱ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ: (لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا). [رواه البخاري: ۱۸۳٤]

۸۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا اب ہجرت باقی نہیں رہی البتہ جہاد قائم اور نیت باقی رہے گی اور جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کا کہا جائے تو نکل کھڑے ہو۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی حرمت کو زمین و آسمان کی پیدائش کے دن سے برقرار رکھا ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔

۷ - باب: الْحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ

باب ۷: محرم کے لئے پچھنے لگوانے کا بیان

۸۹۲ : عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ، بِلَحْيِ جَمَلٍ، فِي وَسَطِ رَأْسِهِ. [رواه البخاري: ۱۸۳٦]

۸۹۲۔ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام لحی جمل میں بحالت احرام اپنے سر کے درمیان پچھنے لگوائے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ محرم کے لئے خون نکلوانا' اپریشن کرانا' رگ کٹوانا اور دانت نکلوانا جائز ہے بشرطیکہ کسی حکم امتناعی کا مرتکب نہ ہو۔ (عون الباری:۲/۷۰۶)

۸ - باب: تَزْوِيجُ الْمُحْرِمِ

باب ۸: محرم کا نکاح کرنا

۸۹۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [رواه البخاري: ۱۸۳۷]

۸۹۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ محرم نکاح کر سکتا ہے امام صاحب کے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح

مسلم میں ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیان بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے خلاف ہے اس بناء پر یہ روایت مرجوح یا قابل تاویل ہے۔ (عون الباری:۷۰۷/۲)

٩ - باب: الاغْتِسَالُ لِلْمُحْرِمِ

باب ۹: محرم کا نہانا

٨٩٤ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟. فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اُصْبُبْ، فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ. [رواه البخاري: ١٨٤٠]

۸۹۴۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت احرام سر کس طرح دھویا کرتے تھے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے اتنا نیچے کیا کہ مجھے آپ کا سر نظر آنے لگا پھر ایک شخص سے پانی ڈالنے کے لئے کہا اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ہلایا ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: محرم کے لئے غسل جنابت تو بالاتفاق جائز ہے البتہ غسل نظافت میں اختلاف ہے اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا محرم کے لئے سر دھونے کے متعلق اختلاف ہوا تو انہوں نے حضرت ابو ایوب سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ (عون الباری:۷۰۸/۲)

١٠ - باب: دُخُولُ الحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

باب ۱۰: مکہ اور حرم میں بغیر احرام داخل ہونا

٨٩٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: (ٱقْتُلُوهُ). [رواه البخاري: ١٨٤٦]

۸۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر ایک خود تھا آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص آپ کے پاس آکر کہنے لگا ابن خطل کافر کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا اسے وہیں قتل کردو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دشمن کے متوقع حملے کے پیش نظر حفاظتی اقدامات کرنا توکل کے خلاف نہیں نیز حرم مکہ میں شرعی حدود قائم کی جاسکتی ہیں۔ (عون الباری:۷۱۳/۲)

١١ - باب: الحَجُّ وَالنُّذُورُ عَنِ المَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ المَرْأَةِ

باب ۱۱: میت کی طرف سے حج اور نذر کا پورا کرنا نیز مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا

٨٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟. قَالَ: (نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَو كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً عَنْهَا؟. ٱقْضُوا ٱللهَ، فَٱللهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ). [رواه البخاري: ١٨٥٢]

۸۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی لیکن وہ حج سے پہلے ہی فوت ہو گئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تو اس کی طرف سے حج کر بھلا بتا اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو اسے ادا کرتی؟ پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو اس کی ادائیگی تو بہت ضروری ہے۔

فوائد: اللہ کا حق ادا کرنے میں مرد و عورت سب آ گئے یعنی مرد کا عورت کی طرف سے اور عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔ (عون الباری: ۲/۷۱۳)

١٢ - باب: حَجُّ الصِّبْيَانِ

باب ۱۲: بچوں کا حج کرنا

٨٩٧ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَنَا ٱبْنُ سَبْعِ سِنِينَ. [رواه البخاري: ١٨٥٨]

۸۹۷۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا تھا جبکہ میں اس وقت سات برس کا تھا۔

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھا کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اس کا حج صحیح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں تجھے اس کا ثواب ملے گا" اس سے معلوم ہوا کہ بچے کا حج مشروع ہے لیکن یہ حج فرض کو ساقط نہیں کرے گا بلکہ بلوغ کے بعد فرض حج کرنا ہو گا۔ (عون الباری: ۲/۷۱۵)

١٣ - باب: حَجُّ النِّسَاءِ

باب ۱۳: عورتوں کا حج کرنا

٨٩٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حَجَّتِهِ، قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الأَنْصَارِيَّةِ:

۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حج سے واپس ہوئے تو ام سنان رضی اللہ عنہا سے فرمایا تمہیں حج سے کس

(مَا مَنَعَكِ مِنَ الحَجِّ؟). قَالَتْ: أَبُو فُلاَنٍ، تَعْنِي زَوْجَهَا، كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِما، وَالآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا. قَالَ: (فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً مَعِي). [رواه البخاري: ١٨٦٣]

بات نے روکا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ فلاں شخص یعنی شوہر کے ہمارے پاس دو اونٹ پانی بھرنے کے لئے تھے ایک پر تو وہ حج کو چلے گئے اور دوسرا زمین سیراب کرنے کے لئے تھا آپ نے فرمایا: (اچھا تم عمرہ کر لو) رمضان میں جو عمرہ کرے وہ میرے ساتھ حج کے برابر ہوتا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے سے حج فرض کی ضرورت نہیں رہے گی' اس حدیث میں صرف ثواب کو بیان کیا گیا ہے اور لوگوں کو رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۱۶)

٨٩٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثِنْتَي عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ: أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي: (أَنْ لاَ تُسَافِرَ ٱمْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلاَ صَوْمَ يَوْمَيْنِ: الْفِطْرِ وَالأَضْحَى، وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ صَلاَتَيْنِ: بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى). [رواه البخاري: ١٨٦٤]

٨٩٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں سنی ہیں جو مجھے بہت اچھی اور بھلی معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ کوئی عورت دو دن کا سفر بغیر محرم یا خاوند کے نہ کرے' عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ نہ رکھا جائے اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہئے اور تین مسجدوں میں مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی کی دوسری مسجد کی طرف رخت سفر نہ باندھا جائے۔

فوائد: عورتوں کے ہمراہ سفر حج میں بھی محرم کا ہونا ضروری ہے جو عورتیں کسی اجنبی کو محرم بنا کر حج پر جاتی ہیں وہ دو چند گناہ کا ارتکاب کرتی ہیں ایک تو حدیث کی مخالفت دوسرے جھوٹ کی لعنت ایسا کرنا ثواب کے بجائے گناہ کمانا ہے۔

١٤ - باب: مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

باب ۱۴: جو شخص کعبہ تک پیدل جانے کی منت مانے

٩٠٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ٱبْنَيْهِ، قَالَ: (مَا بَالُ هٰذَا؟). قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ. قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ). وأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ. [رواه البخاري: ١٨٦٥]

۹۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا آپ نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے پیدل جانے کی نذر مانی ہے آپ نے فرمایا یہ اپنی جان کو تکلیف دے رہا ہے اللہ اس سے بے نیاز ہے پھر آپ نے اسے حکم دیا کہ سوار ہو کر جائے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی نذر کو پورا کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ ایسے حالات میں سوار ہو کر حج کرنا پیدل حج کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے یا اس لئے کہ اس میں پیدل چلنے کی سکت نہ تھی۔

(عون الباری:۲/۷۲۰)

٩٠١ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ ٱللهِ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ فَٱسْتَفْتَيْتُ لَها، فَقَالَ ﷺ: (لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ). [رواه البخاري: ١٨٦٦]

۹۰۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور مجھے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت سوال کروں چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ وہ کمزوری کی بناء پر اس نذر کو پورا کرنے سے عاجز تھی رسول اللہ ﷺ سے اس کی کمزوری کے متعلق شکایت بھی کی گئی تب آپ نے یہ حکم صادر فرمایا۔ (عون الباری:۲/۷۲۱)

كتاب فضائل المدينة
فضائل مدینہ کے بیان میں

١ - باب: حَرَمُ الْمَدِينَةِ

باب ۱: مدینہ کے حرم کا بیان

٩٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا، لاَ يُقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلاَ يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ). [رواه البخاري: ١٨٦٧]

۹۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے یہاں کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس میں کسی بدعت کا ارتکاب کیا جائے جس نے یہاں کوئی بدعت پیدا کی اس پر اللہ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ یہ لعنت زدگی ہر شخص کے لئے ہے جو بدعت کا ارتکاب کرے یا کسی بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے۔ معلوم ہوا کہ بدعت ایک ایسا سنگین جرم ہے کہ آدمی اس قسم کے مرتکب کو پناہ دینے پر بھی ملعون ہو جاتا ہے۔

٩٠٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (حُرِّمَ ما بَيْنَ لاَبَتَي الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي). قَالَ: وَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَنِي حَارِثَةَ، فَقَالَ: (أُرَاكُمْ يَا بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ). ثُمَّ الْتَفَتَ

۹۰۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مدینہ کے دونوں پتھریلے مقاموں کا درمیانی حصہ میری زبان پر قابل احترام ٹھہرایا گیا ہے راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی حارثہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں تم

فَقَالَ: (بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ). [رواه البخاري: ١٨٦٩]

لوگ حرم سے باہر ہو گئے ہو پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھ کر فرمایا نہیں تم حرم کے اندر ہی ہو۔

فوائد: جبل عیر سے لے کر جبل ثور تک کا علاقہ حرم مدینہ میں شامل کیا گیا ہے واضح رہے کہ جبل ثور احد کے پچھلی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے مدینہ کے باشندے خوب پہچانتے ہیں۔ (عون الباری:۷۲۴/۲)

٩٠٤ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ ٱللهِ تَعَالَى وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (المَدِينَةُ حَرَمٌ، مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ آوى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ. وَقَالَ: ذِمَّةُ المُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ. وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ). [رواه البخاري: ١٨٧٠]

٩٠٤۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں مگر کتاب اللہ یا پھر یہ صحیفہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (اس میں ہے) کہ مدینہ پہاڑ عیر سے فلاں جگہ تک قابل احترام ہے لہٰذا جو شخص اس میں کوئی نئی بات (بدعت یا دست درازی) کرے گا یا نئی بات کرنے والے کو جگہ دے گا اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اس کی نہ نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت نیز فرمایا کہ مسلمانوں میں پاس عہد کی ذمہ داری ایک مشترکہ ذمہ داری ہے اب جو کوئی مسلمان عہد توڑے اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے اس کا نفل قبول ہوگا نہ فرض اور جو شخص (آزاد کردہ غلام) اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے معاہدہ موالات کرے گا اس پر بھی اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے اس کی نہ کوئی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ فرض عبادت۔

فوائد: اس حدیث سے ان روافض وشیعہ کی بھی تردید ہوتی ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راز داری کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ باتیں ارشاد فرمائیں تھیں اور وصیتیں بھی کی تھیں۔

(عون الباری:۷۳۰/۲)

٢ - باب: فَضْلُ الْمَدِينَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

باب ۲: مدینہ کی فضیلت اور اس کا برے آدمیوں کو نکالنا

٩٠٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى، يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِينَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كما يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ). [رواه البخاري: ١٨٧١]

۹۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا جو دوسری بستیوں کو اپنے اندر جذب کرلے گی لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ اس کا صحیح نام مدینہ ہے وہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دے گی جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل نکال دیتی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں مدینہ منورہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ دیگر شہروں کا پایہ تخت اور دار الحکومت بن جائے گا چنانچہ آپ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ مدینہ ایک مدت تک ایران' توران' مصر' اور شام کا دار الخلافہ رہا۔

٣ - باب: المَدِينَةُ طَابَةٌ

باب ۳: مدینہ کا ایک نام طابہ ہے

٩٠٦ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ [السَّاعِدِيِّ] رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ تَبُوكَ. حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: (هٰذِهِ طَابَةُ). [رواه البخاري: ١٨٧٢]

۹۰۶۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک سے لوٹ کر مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ یعنی پاک مقام ہے۔

فوائد: مدینہ منورہ کے کئی ایک نام ہیں جو اس کے شرف ومنزلت پر دلالت کرتے ہیں۔ طابہ' طیبہ اور طائب ان کا اشتقاق ایک ہی ہے کیونکہ اسے شرک وبدعت سے پاک قرار دیا گیا اور اس کی فضا اور آب وہوا کو خوشگوار بنا دیا گیا۔ (عون الباری:۲/۷۳۴)

٤ - باب: مَنْ رَغِبَ عَنِ المَدِينَةِ

باب ۴: جو شخص مدینہ سے نفرت کرے

٩٠٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لاَ يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ -

۹۰۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک زمانہ میں لوگ مدینہ کو بہت اچھی حالت میں چھوڑ دیں گے اور وہاں سوائے عوافی یعنی

يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ - وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ، يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ، يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوشًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا). [رواه البخاري: ١٨٧٤]

پرندوں اور خوراک کے طالب درندوں کے اور کوئی نہ رہے گا اور آخر میں قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے اس لئے کہ اپنی بکریوں کو ہانک کر لے جائیں وہ مدینہ کو وحشی جانوروں سے بھرا ہوا پائیں گے جب وہ ثنیہ الوداع پہنچیں گے تو منہ کے بل گر جائیں گے۔

فوائد: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت کے وقت مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا یہاں درندے اور بھیڑیوں کا قبضہ ہو گا ایک دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے نزدیک مدینہ آخری بستی ہو گی جو تباہی و بربادی سے دو چار ہو گی۔ (عون الباری:۲/۷۳۸)

٩٠٨ : عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (تُفْتَحُ الْيَمَنُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَتُفْتَحُ الشَّأْمُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُون بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ). [رواه البخاري: ١٨٧٥]

٩٠٨۔ حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب یمن فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل خانہ کو اور جو ان کا کہا مانیں گے انہیں سوار کر کے مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ وہ جان لیں تو مدینہ ان کے لئے بہترین جگہ ہے اور جب شام فتح ہو گا تب بھی ایک جماعت اپنے اونٹ ہانکتی آئے گی اور اپنے اہل عیال کو اور ان لوگوں کو جو ان کا کہا مانیں گے (مدینہ سے) لاد کر لے جائیں گی کاش وہ لوگ جانتے کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اسی طرح عراق فتح ہو گا تو بھی کچھ لوگ اپنے جانور ہانکتے آئیں گے اور مدینہ سے اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو نکال کر لے جائیں گے کاش وہ جانتے کہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔

فوائد: مدینہ منورہ سے نکل کر کسی دوسرے شہر میں آباد ہونے والا وہ شخص قابل مذمت ہے جو نفرت و کراہت کرتے ہوئے یہاں سے چلا جائے البتہ اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر یہاں سے جانے والا اس وعید سے خارج ہے۔ (عون الباری:۲/۷۴۰)

٥ - باب: الإِيمَانُ يَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ

باب ۵: ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا

٩٠٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ، كما تَأْرِزُ الحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا). [رواه البخاري: ١٨٧٦]

۹۰۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایمان مدینہ کی جانب اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے۔

فوائد: ایمان کا سرچشمہ مدینہ منورہ سے پھوٹا بالآخر مدینہ میں ہی ایمان کو پناہ ملے گی لوگ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے کشاں کشاں مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آئیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔

٦ - باب: إِثْمُ مَنْ كَادَ أَهْلَ المَدِينَةِ

باب ۶: جو اہل مدینہ سے فریب کرے اس کا گناہ

٩١٠ : عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَكِيدُ أَهْلَ المَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ، كما يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي المَاءِ). [رواه البخاري: ١٨٧٧]

۹۱۰۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اہل مدینہ سے فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرنے والے کو اللہ تعالیٰ آگ میں اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سزا کا تعلق آخرت سے ہے۔ (عون الباری:۲/۷۴۳)

٧ - باب: آطَامِ المَدِينَةِ

باب ۷: محلات مدینہ کا بیان

٩١١ : عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ المَدِينَةِ، فَقَالَ: (هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟، إِنِّي لأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ). [رواه البخاري: ١٨٧٨]

۹۱۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے محلات میں سے کسی محل پر چڑھے تو فرمایا کیا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ بے شک میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے مقامات اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کا قطرہ گرنے کی جگہ نظر آتی ہے یعنی وہ فتنے

کثرت میں بارش کی طرح ہوں گے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہو بہو پورا ہوا جب سے فتنوں کی آڑ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس وقت سے گھمبیر فتنوں کا آغاز ہوا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت انہی فتنوں کا نتیجہ ثابت ہوئی۔

٨ - باب: لاَ يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

باب ٨: دجال مدینہ کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا

٩١٢ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ). [رواه البخاري: ١٨٧٩]

٩١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں دجال کا رعب وخوف داخل نہیں ہو گا اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ کے اردگرد فصیل نہ تھی اور نہ ہی اس میں دروازے نصب تھے اب مدینہ اور اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے یہ کام شروع ہو چکا ہے۔

٩١٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ، لاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلاَ الدَّجَّالُ). [رواه البخاري: ١٨٨٠]

٩١٣۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ کے دروازوں پر فرشتے پہرہ دیں گے وہاں نہ تو مرض طاعون داخل ہوگی اور نہ ہی دجال آئے گا۔"

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ کو طاعون کی وبا اور فتنہ دجال سے محفوظ رکھا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو عام وبائی آفتوں سے محفوظ رکھا ہے۔ (عون الباری:٢/٧٤٦)

٩١٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ ٱلدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ،

٩١٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر شہر میں دجال کا گزر ہو گا مگر مکہ اور مدینہ میں کیونکہ ان کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ پہرہ دیں گے پھر مدینہ اپنے مکینوں کو تین بار خوب زور سے ہلا دے گا اور اللہ ہر منافق وکافر کو اس میں سے نکال دے گا۔

فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ). [رواه البخاري: ١٨٨١]

فوائد: یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ مدینہ میں دجال کا رعب داخل نہیں ہو گا کیونکہ یہ زلزلے تو منافقین کو نکالنے کے لئے ہوں گے تاکہ مدینہ منورہ کو ان کی نجاست سے پاک کیا جائے۔ (عون الباری:۹۷۴/۲)

٩١٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ ٱلدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ: (يَأْتِي ٱلدَّجَّالُ، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ المَدِينَةِ، فَيَنْزِلُ بِبَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي بِالمَدِينَةِ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ، أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ ٱلدَّجَّالُ، الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَدِيثَهُ. فَيَقُولُ ٱلدَّجَّالُ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الأَمْرِ؟. فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَٱللهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ مِنِّي بَصِيرَةً اليَوْمَ، فَيَقُولُ ٱلدَّجَّالُ: أَقْتُلُهُ. فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ١٨٨٢]

۹۱۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان فرمائی اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ دجال آئے گا اور مدینہ سے باہر ایک شوریلی زمین میں ٹھہرے گا کیونکہ اس پر مدینہ کے اندر آنا تو حرام کردیا گیا ہے پھر اہل مدینہ سے وہ شخص اس کے پاس جائے گا جو اس وقت کے تمام لوگوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان فرمائی تھی دجال کہے گا بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کرکے اسے دوبارہ زندہ کردوں تو کیا تم پھر بھی میری الوہیت میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں چنانچہ دجال اس شخص کو قتل کردے گا اور پھر زندہ کردے گا جب دجال اسے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! اب تو میں اور زیادہ تیرے حال سے واقف ہوگیا ہوں دجال کہے گا کہ میں پھر اسے قتل کرتا ہوں مگر پھر وہ اس پر قابو نہ پاسکے گا۔

فوائد: دجال میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ کسی کو مار کر دوبارہ زندہ کرسکے کیونکہ احیاء موتی تو اللہ کی صفت ہے لیکن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو آزمانے کے لئے دجال کے ہاتھوں یہ کرشمہ ظاہر کرے گا تاکہ اہل ایمان اور منافقین کے درمیان خط امتیاز ثابت ہو۔

٩ - باب: المَدِينَةُ تَنْفِي الخَبَثَ

باب ۹: مدینہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے۔

٩١٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الإِسْلَامِ، فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا، فَقَالَ: أَقِلْنِي، فَأَبَى ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ: (الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا، وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا). [رواه البخاري: ١٨٨٣]

٩١٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی اور وہ دوسرے روز بخار میں مبتلا ہوگیا اور آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ اپنی بیعت واپس لے لیں رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے کہ وہ بری چیز کو تو نکال دیتی ہے اور عمدہ چیز کو خالص کردیتی ہے۔

فوائد: مدینہ منورہ کا یہ وصف عام نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھا کہ آپ کے عہد مبارک میں مدینہ سے نفرت کرتے ہوئے وہی نکلتا تھا جس کے دل میں ایمان کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا عہد رسالت کے بعد بے شمار صحابہ کرام نے دعوت و تبلیغ کی خاطر مدینہ کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ (عون الباری:۷۵۲/۲)

١٠ - باب

باب ۱۰:

٩١٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ ٱجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ). [رواه البخاري: ١٨٨٥]

٩١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے اللہ جتنی برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ میں کردے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کھانے پینے کی ایک چیز سے ایسی سیرابی حاصل ہوتی ہے کہ دوسرے شہروں میں اس طرح کی دو تین چیزیں تناول کرنے سے بھی نہیں ہوتی چنانچہ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (عون الباری:۷۵۴/۲)

١١ - باب

باب ۱۱:

٩١٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ ٱمْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ

٩١٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آگیا اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا تو یہ شعر پڑھتے ؎

گھر میں اپنے صبح کرتا ہے ہر ایک فرد بشر

وَالمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ
وَكَانَ بِلاَلٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ يَقُولُ:
أَلاَ لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ؟
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ؟
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ؟
قَالَ: اللَّهُمَّ العَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، كما أَخرَجُونَا مِنْ أَرْضِنَا إِلَى أَرْضِ الوَبَاءِ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا المَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا، وَصَحِّحْهَا لَنَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الجُحْفَةِ). قَالَتْ: وَقَدِمْنَا المَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللهِ، قَالَتْ: فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِي نَجْلًا، تَعْنِي مَاءً آجِنًا. [رواه البخاري: ١٨٨٩]

موت اس کی جوتی کے تسمے سے ہے نزدیک تر
اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو باآواز بلند یہ شعر کہتے ۔
کاش پھر مکہ کی وادی میں رہوں میں ایک رات
سب طرف آگے ہوں وہاں جلیل واذخر نبات
کاش پھر دیکھوں میں شامہ کاش پھر دیکھوں طفیل
اور پیوں پانی مجنہ کے جو ہیں آب حیات
”اے اللہ شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ' امیہ بن خلف پر تیری لعنت ہو جنھوں نے ہمارے ملک سے ہمیں نکال کر ایک وبائی زمین کی طرف دھکیل دیا“
یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ مدینہ کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں ڈال دے جس طرح ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما اور مدینہ کی آب وہوا ہمارے لئے اچھی کر دے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہں کہ جب مدینہ آئے تو وہ اللہ کی زمینوں میں سب سے زیادہ وبائی زمین تھی اور اس وقت وادی بطحان میں بدبودار اور بدمزہ پانی بہتا تھا۔

فوائد: جلیل اور اذخر دو قسم کی گھاس کا نام ہے نیز شامہ اور طفیل دو پہاڑ ہیں' جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو اس وقت مدینہ ایک سخت وبائی آب وہوا کی لپیٹ میں تھا چنانچہ مدینہ میں آنے والے سخت بخار میں مبتلا ہو جاتے رسول اللہ ﷺ کی دعا سے یہ وبا جحفہ منتقل ہو گئی جو اس وقت مشرکین کی بستی تھی اور مدینہ کی فضا اور آب وہوا بڑی خوشگوار ہو گئی۔ (عون الباری:۲/۷۵۶)

دعا

امام بخاری نے کتاب الحج کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک محبوب دعا سے ختم کیا ہے: ”اے

اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے محبوب رسول اللہ ﷺ کے شہر میں واقع ہو" اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو حرف بحرف شرف قبولیت سے نوازا چنانچہ مدینہ منورہ ۲۶ ذو الحجہ ۲۳ ھ بروز بدھ صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجرہ مبارک میں انہیں دفن کیا گیا۔ (ﷺ) ✿ بندہ عاجز مترجم بھی بصد عجز و نیاز دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں بھی شہادت کی موت اپنے محبوب کے شہر مدینہ میں نصیب فرما۔

كتاب الصوم
روزے کے بیان میں

لفظ صوم لغوی طور پر روک لینے کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں عبادت کی نیت سے بوقت طلوع فجر تا غروب آفتاب کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔ اس کے تفصیلی احکام کے لئے ہماری تالیف "احکام صیام" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

١ - باب: فَضْلُ الصَّوْمِ

٩١٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ، وَإِنِ ٱمْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ - مَرَّتَيْنِ - وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ ٱللهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي، الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا).

[رواه البخاري: ١٨٩٤]

باب ١: روزے کی فضیلت

٩١٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ (جہنم سے) ایک ڈھال ہے لہٰذا روزہ دار کو چاہیے کہ وہ نہ تو فحش کلامی کرے اور نہ ہی جاہلوں جیسا کام کرے اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کو دو مرتبہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے لہٰذا روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔

فوائد: روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اور شہید کے خون کی بو کو مشک قرار دیا گیا ہے حالانکہ شہید اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ اسلام کا رکن اور فرض عین ہے جبکہ جہاد فرض کفایہ ہے یہ تفاوت اسی وجہ سے ہے۔ (عون الباری:۲/۷۶۱)

٢ - باب: الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ

باب ۲: ریان روزے داروں کے لئے ہے

٩٢٠ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ فِي الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُون، فَيَقُومونَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ). [رواه البخاري: ١٨٩٦]

۹۲۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے ان کے علاوہ دوسرا کوئی اس میں سے داخل نہ ہو گا آواز دی جائے گی روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا جب وہ داخل ہوجائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا کوئی اور اس میں سے داخل نہ ہو گا۔

فوائد: ریان کا معنی سیرابی ہے چونکہ روزہ دار دنیا میں اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کرتے تھے اس لئے انہیں بڑے اعزاز واحترام کے ساتھ اس سیرابی کے دروازے سے گذارا جائے گا اور وہاں سے گذرتے وقت انہیں ایسا مشروب پلایا جائے گا کہ پھر کبھی پیاس محسوس نہیں ہو گی۔ (عون الباری:۲/۷۶۶)

٩٢١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ: يَا عَبْدَ ٱللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ ٱلْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ ٱلْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

۹۲۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں بار بار خرچ کرے گا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور فرشتے کہیں گے اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے پھر نمازیوں کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور مجاہدین کو جہاد کے دروازہ سے آواز دی جائے گی اور روزے داروں کو باب ریان سے پکارا جائے گا اور صدقہ دینے والوں کو صدقہ کے دروازہ سے اندر آنے کی دعوت دی جائے گی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا

الصَّدَقَةِ). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا؟. قَالَ: (نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ۱۸۹۷]

رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو شخص ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ اسے تو کوئی ضرورت نہ ہو گی تو کیا کوئی شخص ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا تو آپ نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔

فوائد: اس حدیث سے قطعی طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ انبیاء کے بعد اہل جنت میں سے اعلیٰ اور افضل ہوں گے کہ فرشتے انہیں جنت کے ہر دروازے سے اندر آنے کی دعوت دیں گے۔

۹۲۲ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ۱۸۹۸]

۹۲۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

۹۲۳ : وَفي رواية عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ). [رواه البخاري: ۱۸۹۹]

۹۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ماہ رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

فوائد: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رمضان میں جب شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے تو روئے زمین پر اللہ کی نافرمانی کیوں ہوتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاد آدم کو گمراہ کرنے والی کئی قوتیں متحرک ہیں صرف ایک قوت کو بے بس کر دیا جاتا ہے۔

۳ - باب: هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى ذٰلِكَ كُلَّهُ

باب ۳: رمضان کہا جائے یا ماہ رمضان اور بعض حضرات نے دونوں طرح جائز خیال کیا ہے

۹۲٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ

۹۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا

يَقُولُ: (إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ). يَعْنِي: هِلَالَ رَمَضَانَ.

[رواه البخاري: ١٩٠٠]

کہ جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم شوال کا چاند دیکھو تو روزہ موقوف کرو اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس کے لئے یعنی رمضان کا اندازہ کرلو (تیس دن پورے کرلو)

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ رمضان چونکہ اللہ کا نام ہے اس لئے اکیلا لفظ رمضان استعمال نہ کیا جائے۔ امام بخاری اس کی تردید فرماتے ہیں اور مذکورہ حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

٤ - باب: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فِي رَمَضَانَ

باب ۴: جس شخص نے بحالت روزہ جھوٹ بولنا اور فریب کرنا ترک نہ کیا

٩٢٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ للهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ). [رواه البخاري: ١٩٠٣]

۹۲۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور فریب کاری نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ صرف روزہ کے نام سے وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

فوائد: روزہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان پرہیزگار اور تقویٰ شعار بن جائے اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو روزہ نہیں بلکہ فاقہ کشی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۷۳)

٥ - باب: هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ

باب ۵: جب کسی روزہ دار کو گالی دی جائے تو کیا جائز ہے کہ کہہ دے "میں روزہ دار ہوں"

٩٢٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ الحَدِيثَ المُتَقَدِّمَ: (كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ). وقَالَ فِي آخِرِهِ: (لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ).

[رواه البخاري: ١٩٠٤]

۹۲۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی حدیث (۹۱۹) پہلے گزر چکی ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ابن آدم کے تمام اعمال اس کے لئے ہیں مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اس حدیث کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک تو روزہ کھولتے وقت خوش ہوتا ہے

دوسرے جب وہ اپنے مالک سے ملے گا تو روزہ کا ثواب دیکھ کر خوش ہوگا۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ اسے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔

٦ - باب: الصَّوْمُ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعُزُوبَةَ

باب ٦: جو شخص تجرد کی وجہ سے بدکاری کا اندیشہ رکھے تو وہ روزے رکھے۔

٩٢٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (مَنِ ٱسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ). [رواه البخاري: ١٩٠٥]

٩٢٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا جو شخص نکاح کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ آدمی کی نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کو بدکاری سے بچاتا ہے اور جو شخص اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے یعنی قوت شہوانیہ کمزور کردیتا ہے۔

فوائد: چند روزے رکھنے کے بعد شہوت کے کمزور ہونے کا عمل شروع ہوتا ہے کیونکہ آغاز کار میں حرارت غریزی کے جوش سے شہوت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ (عون الباری:٢/٧٧٥)

٧ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلاَلَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ، فَأَفْطِرُوا»

باب ٧: فرمان نبوی کہ رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھو تو روزہ موقوف کردو

٩٢٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلاَثِينَ). [رواه البخاري: ١٩٠٧]

٩٢٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے لہٰذا تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

فوائد: تمام لوگوں کا چاند دیکھنا ضروری نہیں بلکہ دو قابل اعتبار آدمیوں کا دیکھنا ہی کافی ہے بلکہ

رمضان کے لئے تو ایک معتبر آدمی کی گواہی بھی کافی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۷۶)

٩٢٩ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آلَى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا، أَوْ رَاحَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لاَ تَدْخُلَ شَهْرًا؟. فَقَالَ: (إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا). [رواه البخاري: ١٩١٠]

۹۲۹۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے اپنے بیویوں سے ترک تعلق کی قسم اٹھائی جب انتیس دن گزر گئے تو صبح سویرے یا دوپہر کو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ ایک ماہ تک نہ جاؤں گا آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

٨ - باب: شَهْرَا عِيدٍ لاَ يَنْقُصَانِ

باب ۸: عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

٩٣٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (شَهْرَانِ لاَ يَنْقُصَانِ، شَهْرَا عِيدٍ: رَمَضَانُ وَذُو الحِجَّةِ). [رواه البخاري: ١٩١٢]

۹۳۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عید کے دو مہینے (رمضان اور ذوالحجہ) کم نہیں ہوتے

فوائد : مطلب یہ ہے کہ دونوں مہینے خواہ انتیس کے ہوں یا تیس کے ثواب تیس دنوں کا کا ہی ملتا ہے ثواب میں کمی نہیں آتی۔

٩ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ»

باب ۹: ارشاد نبوی: کہ "ہم لوگ حساب وکتاب نہیں جانتے"

٩٣١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا). يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ، وَمَرَّةً ثَلاَثِينَ. [رواه البخاري: ١٩١٣]

۹۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہم امی لوگ ہیں حساب وکتاب نہیں جانتے مہینہ اس طرح اور کبھی اس طرح ہوتا ہے یعنی کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے۔

فوائد : ہماری عبادات کو کھلی اور واضح علامتوں کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے چنانچہ اس سائنسی دور میں بڑی بڑی دوربینوں سے چاند برآمد کرنا اور پھر "وحدت امت" کی آڑ میں تمام ممالک اسلامیہ میں ایک ہی دن رمضان کا آغاز یا عید کا اہتمام کرنا فطرت اسلام کے خلاف ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے

ہاتھوں سے اشارہ کر کے اس فطری سادگی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

١٠ - باب: لاَ يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ

باب ١٠: کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے (استقبالی) روزہ نہ رکھے

٩٣٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْماً، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ). [رواه البخاري: ١٩١٤]

٩٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے لیکن اگر کوئی شخص اپنے معمول کے روزہ رکھتا ہو تو رکھ لے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ استقبال رمضان کے پیش نظر رمضان سے پہلے روزے رکھنا جائز نہیں ہے۔ (عون الباری: ٢/٧٨٣)

١١ - باب: قَوْلُ الله جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾

باب ١١: ارشاد باری تعالیٰ: "تمہارے لئے روزے کی رات اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہارے لئے اور تم ان کے لئے لباس ہو"

٩٣٣ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا، فَحَضَرَ الإِفْطَارُ، فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ، لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلاَ يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا حَضَرَ الإِفْطَارُ أَتَى ٱمْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟. قَالَتْ: لاَ، وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَجَاءَتْهُ ٱمْرَأَتُهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ

٩٣٣۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی روزہ سے ہوتا اور افطار کے وقت وہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر باقی رات میں کچھ نہ کھا سکتا اور نہ دوسرے دن یہاں تک کہ شام ہو جاتی ایک دن قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے افطار کا وقت آیا تو اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور تمہارے لئے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں وہ سارا دن محنت مزدوری

قَالَتْ: خَيْبَةً لَكَ. فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا، وَنَزَلَتْ: ﴿وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾. [رواه البخاري: ١٩١٥]

کرتے تھے ان پر نیند غالب آگئی اور سو گئے پھر جب ان کی اہلیہ آئیں تو انہیں سویا ہوا دیکھ کر کہنے لگے ہائے تمہاری محرومی دوسرے دن دوپہر کو بھوک کے مارے بے ہوش ہوگئے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

”تمہارے لئے روزے کی رات اپنے بیویوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا ہے“

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے یہ بھی آیت نازل ہوئی ”راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے۔“

فوائد: مسلمانوں نے روزے کے متعلق یہ دستور اہل کتاب کو دیکھ کر جاری کیا تھا وہ بھی شام کو سونے کے بعد روزہ شروع کر دیتے اور کھانا پینا ممنوع ہو جاتا۔ (عون الباری: ۲/۷۸۷)

١٢ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ مِنَ ٱلْفَجْرِ﴾

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہیں شب کی سیاہ دھاری سے سپیدہ سحر کی دھاری نمایاں نظر آئے

٩٣٤ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾. عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي ٱللَّيْلِ فَلاَ يَسْتَبِينُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: (إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ ٱللَّيْلِ

۹۳۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے تمہارے لئے واضح ہوجائے‘ تو میں نے ایک سیاہ اور ایک سفید رسی لے کر ان دونوں کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات کو اٹھ کر ان کو دیکھتا رہا لیکن مجھ کو کچھ معلوم نہ ہوا چنانچہ میں صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا سیاہ دھاگہ تو شب کی سیاہی اور سفید دھاگہ صبح کی

وَبَيَاضُ النَّهَارِ). [رواه البخاري: ١٩١٦]

سفیدی ہے۔

١٣ - باب: قَدْرُ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ وَصَلاَةِ الْفَجْرِ

باب ۱۳: سحری اور نماز فجر میں کتنا وقفہ ہونا چاہیئے؟

٩٢٥ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَقِيلَ لَهُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الأَذَانِ والسَّحُورِ؟. قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً. [رواه البخاري: ١٩٢١]

۹۲۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپ سے دریافت کیا گیا کہ اس وقت اذان اور سحری کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا پچاس آیات کی تلاوت کے برابر وقفہ تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سحری دیر سے کرنا چاہیئے یہ بات خلاف سنت ہے کہ آدھی رات سحری کھا کر انسان سو جائے بلکہ مسنون یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا وقت پہلے سحری سے فارغ ہو۔ (عون الباری:۲/۷۹۱)

١٤ - باب: بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ

باب ۱۴: سحری باعث برکت ہے مگر واجب نہیں

٩٢٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَسَحَّرُوا، فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً). [رواه البخاري: ١٩٢٣]

۹۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ سحری ضرور کی جائے خواہ پانی کا گھونٹ پی کر یا کھجور اور منقہ کے چند دانے کھا کر ہی کیوں نہ ہو اس سے روزہ رکھنے میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۹۲)

١٥ - باب: إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا

باب ۱۵: اگر کوئی شخص دن کو روزے کی نیت کرے

٩٢٧ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ

۹۲۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشورا کے دن یہ منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ آج جس شخص

عَاشُورَاءَ: (إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ، أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلاَ يَأْكُلْ). [رواه البخاري: ١٩٢٤]

نے کچھ کھالیا ہے وہ شام تک مزید نہ کھائے یا فرمایا کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ شام تک نہ کھائے (یہ فرضیت رمضان سے پہلے کی بات ہے)

فوائد: امام بخاری کا غالبًا یہ مؤقف ہے کہ روزے کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے لیکن جمہور علماء نے اس سے اتفاق نہیں کیا ہے کیونکہ مذکورہ حدیث عاشورا سے متعلق ہے جو فرض نہیں فرضی روزہ کی رات سے نیت کرنے کے متعلق ایک صحیح حدیث سنن نسائی میں مروی ہے البتہ نفلی روزے کی نیت دن کے وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۹۴)

١٦ - باب: الصَّائِمُ يُصْبِحُ جُنُباً

باب ۱۶: روزہ دار صبح کو بحالت جنابت ہو تو کیا کرے؟

٩٣٨ : عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ، وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. [رواه البخاري: ١٩٢٥]

۹۳۸۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بیویوں کی مقاربت کی وجہ سے صبح تک بحالت جنابت رہتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے۔

فوائد: جنبی آدمی روزہ رکھنے کے بعد غسل کر سکتا ہے لیکن افضل یہ ہے روزہ سے پہلے غسل کرے تنگی وقت کے پیش نظر غسل مؤخر کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۷۹۶)

١٧ - باب: الْمُبَاشَرَةُ لِلصَّائِمِ

باب ۱۷: روزہ دار کے لئے مباشرت

٩٣٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ. [رواه البخاري: ١٩٢٧]

۹۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں کبھی بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے (یعنی ساتھ لیٹ جاتے) تھے مگر آپ اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو یافتہ تھے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی روزہ دار کو اپنے آپ پر وثوق اور کنٹرول ہو کہ بیوی سے بوس وکنار کرنے سے تحریک شہوت پیدا نہیں ہوگی تو اس کے لئے جائز ہے بصورت دیگر جائز نہیں مبادا اپنے آپ پر قابو نہ رکھتے ہوئے جماع کر بیٹھے۔ (عون الباری:۲/۷۹۹)

١٨ - باب: الصَّائِمُ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِياً

باب ۱۸: روزہ دار اگر بھول کر کھاپی لے

٩٤٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ ٱللهُ وَسَقَاهُ). [رواه البخاري: ١٩٣٣]

٩٤٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کیونکہ یہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا ہے

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ یہ اللہ کا رزق ہے جو اسے دیا گیا ہے امام مالک کے علاوہ تمام محدثین نے اس حدیث کے موافق فیصلہ دیا ہے کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی قضاء دینا پڑتی ہے بلکہ تیسیر اور رفع حرج کا بھی یہی تقاضا ہے۔ (عون الباری:٢/٨٠٠)

١٩ - باب: إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَم يَكُن لَهُ شَيءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيهِ فَلْيُكَفِّر

باب ١٩: جب کوئی رمضان میں جماع کرے اور اس کے پاس بھی کچھ نہ ہو اسے صدقہ ملے تو اس سے کفارہ دے

٩٤١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَما نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هَلَكْتُ. قَالَ: (مَا لَكَ؟). قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى ٱمْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟). قَالَ: لاَ. قَالَ: (فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟). قَالَ: لاَ. فَقَالَ: (فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟). قَالَ: لاَ. قَالَ: فَمَكَثَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ، قَالَ: (أَيْنَ السَّائِلُ؟). فَقَالَ: أَنَا. قَالَ: (خُذْ

٩٤١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں برباد ہوگیا ہوں آپ نے پوچھا کیوں کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے بحالت روزہ اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے آپ نے فرمایا کیا تجھے غلام میسر ہے جسے تو آزاد کردے؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا ہم بھی سب اس طرح بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوروں سے بھرا ہوا ٹوکرا لایا گیا آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا میں حاضر

هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ). فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ؟. فَوَٱللهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ، أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي. فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ: (أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ). [رواه البخاري: ١٩٣٦]

ہوں آپ نے فرمایا یہ لو اور اسے خیرات کر دو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خیرات تو اس پر کروں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اللہ کی قسم! مدینہ کے دو طرفہ پتھریلے کناروں میں کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت مبارک کھل گئے پھر آپ نے فرمایا اسے اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔

فوائد: جمہور محدثین کا مؤقف یہ ہے کہ مفلس اور ناداری کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا رسول اللہ ﷺ نے وہ کھجوریں صدقہ کے طور پر اسے عنایت کی تھیں تاکہ وہ اسے اپنے اہل وعیال کو کھلائے اسے کفارہ سے سبکدوش نہیں کیا۔ (عون الباری:۲/۸۰۷)

٢٠ - باب: الحِجَامَةُ وَالقَيْءُ لِلصَّائِمِ

باب ۲۰: روزہ دار کا پچھنے لگانا یا اسے قے آنا

٩٤٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ٱحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَٱحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. [رواه البخاري: ١٩٣٨]

۹۴۲۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام اور حالت روزہ میں پچھنے لگوائے ہیں۔

فوائد: امام بخاری کا مؤقف یہ ہے کہ سنگی لگوانے اور قئی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا قے کے متعلق جو دانستہ یا غیر دانستہ کا فرق کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں اس سلسلہ میں جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ بھی معیار صحت پر پوری نہیں اترتی۔

٢١ - باب: الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ وَالإِفْطَارِ

باب ۲۱: سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا

٩٤٣ : عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِرَجُلٍ: (ٱنْزِلْ فَٱجْدَحْ لِي) قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، الشَّمْسُ؟. قَالَ: (ٱنْزِلْ

۹۴۳۔ حضرت ابن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے شام کے وقت آپ نے ایک شخص سے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو تیار کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابھی تو آفتاب کی روشنی

فَاجْدَحْ لِي). قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ الشَّمْسُ؟. قَالَ: (انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي). فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ، ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَا هُنَا، ثُمَّ قَالَ: (إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ). [رواه البخاري: ١٩٤١]

ہے آپ نے فرمایا اتر اور میرے لئے ستو گھول' اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ابھی تو سورج کی روشنی ہے آپ نے فرمایا اتر کے ستو تیار کر چنانچہ وہ اترا اور آپ کے لئے ستو تیار کئے آپ نے انہیں نوش فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرکے فرمایا جب ادھر سے رات کا اندھیرا شروع ہوجائے تو روزہ دار کو افطار کرنا چاہئے۔

فوائد: سفر میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے متعلق محتاط مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی قسم کی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو روزہ رکھنا بہتر ہے اور اگر جسمانی طاقت نہیں یا آئندہ اسے جسمانی طور پر نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے تو افطار کرنا افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۸۱۰)

٩٤٤ : عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟. وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ: (إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ). [رواه البخاري: ١٩٤٣]

۹۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں سفر میں روزہ رکھوں؟ اور وہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے روزہ رکھو یا افطار کرو۔

فوائد: مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ سائل نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! دوران سفر میں اپنے اندر روزہ رکھنے کی ہمت پاتا ہوں کیا روزہ رکھنے میں کوئی حرج ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت ہے جو اسے قبول کرتا ہے اس نے اچھا کیا اور جو روزہ رکھتا ہے اس پر کوئی قدغن نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۱۱)

٢٢ - باب: إِذَا صَامَ أَيَّاماً مِن رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

باب ۲۲: جب رمضان میں کچھ دن روزہ رکھے پھر سفر کرے

٩٤٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ، حَتَّى بَلَغَ

۹۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت آپ روزے سے تھے جب مقام

الْكَدِيدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ. [رواه البخاري: ١٩٤٤]

کدید میں پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا لوگوں نے بھی روزہ چھوڑ دیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ روزہ رکھنے کے بعد اگر سفر کا آغاز کیا جائے تو دوران سفر اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۱۲)

٢٣ - باب

باب ۲۳:

٩٤٦ : عَنْ أَبِي ٱلدَّرْدَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حارٍّ، حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الحَرِّ، وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا ما كَانَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَٱبْنِ رَوَاحَةَ. [رواه البخاري: ١٩٤٥]

۹۴۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے گرمی ایسی سخت تھی کہ اس کی شدت سے آدمی اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیتا تھا اس وجہ سے ہم میں کوئی شخص روزہ سے نہ تھا۔ صرف رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے۔

فوائد: اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا اور ترک کرنا دونوں جائز ہیں۔ (عون الباری:۲/۸۱۳)

٢٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ»

باب ۲۴: ارشاد نبوی کہ (سخت گرمی میں) دوران سفر روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے

٩٤٧ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: (ما هٰذَا؟). فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ). [رواه البخاري: ١٩٤٦]

۹۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے آپ نے ایک شخص کے گرد ہجوم دیکھا جو اس شخص پر سایہ کئے ہوئے تھا آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ روزہ دار ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

فوائد: یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو دوران سفر افطار کرنا ضروری خیال کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسے سفر میں روزہ رکھنے سے تکلیف ہوتی ہو اس کے لئے افطار افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۸۱۳)

٢٥ - باب: لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضُهُمْ بَعْضاً فِي الصَّوْمِ وَالإِفْطَارِ

باب ۲۵: صحابہ کرام دوران سفر کوئی کسی پر روزہ رکھنے نہ رکھنے پر عیب نہ لگاتا تھا

٩٤٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلاَ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. [رواه البخاري: ١٩٤٧]

۹۴۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے پر اور روزہ افطار کرنے والا روزے دار پر عیب نہ لگاتا تھا۔

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جن کا مؤقف ہے کہ دوران سفر روزہ رکھنا بے سود اور لاحاصل ہے۔ (عون الباری:۲/۸۱۶)

٢٦ - باب: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

باب ۲۶: اگر کوئی مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں

٩٤٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ). [رواه البخاري: ١٩٥٢]

۹۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

فوائد: بعض فقہاء کا خیال ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھنا چاہئے بلکہ فدیہ دینا چاہئے جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے ولی کو روزہ رکھنا چاہئے اور جو روایات اس کے خلاف ہیں وہ معیار صحت پر پوری نہیں اترتی۔ (عون الباری:۲/۸۱۹)

٩٥٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟. قَالَ: (نَعَمْ، فَدَيْنُ ٱللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى). [رواه البخاري: ١٩٥٣]

۹۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں فوت ہو گئی ہے اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

فوائد: امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مختلف طرق سے بیان کیا ہے کسی میں ہے کہ پوچھنے والا مرد تھا' کسی روایت میں دریافت کرنے والی عورت ہے کوئی ایک ماہ کے روزوں کا ذکر کرتا

ہے کسی میں پندرہ دن کے روزوں کا بیان ہے لیکن ان اختلافات سے حدیث میں کوئی نقص نہیں آتا ممکن ہے کہ مختلف واقعات ہوں اور سوال کرنے والے متعدد ہوں بہرحال اتنی بات ضرور ہے کہ میت کی طرف سے روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے اور حج بھی کیا جا سکتا ہے۔

٢٧ - باب: مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ

باب ۲۷: روزہ دار کو کس وقت روزہ افطار کرنا چاہیۓ؟

٩٥١ : حَدِيثُ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ: (انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا). تَقَدَّمَ قَرِيباً، وَقَالَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: (إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ). وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. [رواه البخاري: ١٩٥٦]

۹۵۱۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث (۹۴۴) کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اتر کر ہمارے لئے ستو تیار کرو۔ ابھی ابھی پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں آپ کا ارشاد گرامی ہے جب تم دیکھو کہ رات اس طرف سے آگئی ہے تو روزہ دار کو چاہیۓ کہ روزہ افطار کردے اور آپ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افطاری جلدی کرنا چاہیۓ نظریہ احتیاط کے پیش نظر افطاری میں دیر کرنا اہل کتاب کی عادت ہے جن کی مخالفت کرنے کا حکم ہے۔ (عون الباری:۲/۸۲۱)

٢٨ - باب: تَعْجِيلُ الإِفْطَارِ

باب ۲۸: افطار میں جلدی کرنا افضل ہے

٩٥٢ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ [عَنْهُما]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ). [رواه البخاري: ١٩٥٧]

۹۵۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ نیکی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔

فوائد: شیعہ اور روافض نے چونکہ یہودیت کی کوکھ سے جنم لیا ہے اس لئے وہ بھی روزہ افطار کرنے کے لئے ستاروں کے چمکنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو خیر و برکت سے خالی قرار دیا ہے۔ (عون الباری:۲/۸۲۲)

٢٩ - باب: إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

باب ۲۹: اگر روزہ افطار کرنے کے بعد سورج نکل آئے

٩٥٣ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى

۹۵۳۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ

عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ غَيْمٍ، ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. [رواه البخاري: ١٩٥٩]

میں ایک دن مطلع ابر آلود تھا ہم نے روزہ افطار کر لیا پھر اس کے بعد سورج نکل آیا۔

فوائد : اب اس روزے کے متعلق کیا حکم ہے؟ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اس کی قضاء دی جائے یعنی بعد میں روزہ رکھا جائے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ جب تک دن غروب نہ ہو کوئی چیز استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر یہی منقول ہے کہ ایسی حالت میں قضاء نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا کسی نے بھول کر کھا پی لیا ہو۔ (عون الباری: ۲/۸۲۴)

٣٠ - باب: صَوْمُ الصِّبْيَانِ

باب ۳۰: بچوں کے روزے کا بیان

٩٥٤ : عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الأَنْصَارِ: (مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ). قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الإِفْطَارِ. [رواه البخاري: ١٩٦٠]

۹۵۴۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن صبح کو انصار کی بستیوں میں یہ پیغام بھیجا کہ جس نے آج روزہ نہ رکھا ہو وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے روزہ رکھا ہو وہ روزے سے رہے حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس حکم کے بعد ہم عاشوراء کا روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی رکھایا کرتے اور انہیں بہلانے کے لئے ہم روئی کی گڑیاں بنا دیتے جب کوئی ان میں سے کھانے کے لئے روتا تو ہم اسے وہ کھلونا دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔

فوائد : اگرچہ بچے پر روزہ فرض نہیں ہے تاہم اسے عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے تاکہ عبادات اس کی گھٹی میں شامل ہو جائیں۔ (عون الباری: ۲/۸۲۵)

٣١ - باب: الْوِصَالُ إِلَى السَّحَرِ

باب ۳۱: صبح تک وصال کرنا یعنی سحری تک کچھ نہ کھانا

٩٥٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا تُوَاصِلُوا، فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ). [رواه البخاري: ١٩٦٣]

۹۵۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا لوگو! تم وصال نہ کرو جب تم میں سے کوئی وصال کا ارادہ کرے تو صبح تک کرے اس سے زیادہ نہ کرے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کیوں وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وصال کرنا آپ کی خصوصیت ہے دوسروں کو اس کی اجازت نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۲۷)

٣٢ - باب: التَّنْكِيلُ لِمَنْ أَكْثَرَ الوِصَالَ

باب ۳۲: کثرت سے وصال کرنے والے کو سامان عبرت بنانا

٩٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (وَأَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ). فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ، وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ: (لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ). كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوا أَنْ يَنْتَهُوا.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ لَهُمْ: (فَاكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ).

[رواه البخاري: ١٩٦٥، ١٩٦٦]

۹۵۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں میں وصال کرنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کون شخص میری طرح ہے؟ میں رات کو سوتا ہوں تو میرا اللہ مجھے کھلا دیتا ہے لیکن جب وہ لوگ وصال سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا دوسرے دن بھی کچھ نہ کھایا پھر عید کا چاند نکل آیا آپ نے فرمایا اگر چاند ظاہر نہ ہوتا تو میں تم سے اور زیادہ روزہ رکھواتا گویا آپ نے انہیں سزا دینے کے لئے فرمایا جب وہ وصال کے روزوں سے باز نہ آئے۔

ایک روایت میں یہ ہے پھر آپ نے فرمایا کام اتنا ہی ذمہ لو جتنی تم میں طاقت ہو۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے کھلانے پلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کے اندر اس قدر قوت سیرابی پیدا کر دیتا ہے کہ کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ (عون الباری:۲/۸۲۹)

٣٣ - باب: مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ

باب ۳۳: اگر کوئی اپنے بھائی کو نفلی روزہ توڑ دینے کی قسم دے

٩٥٧ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: آخى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ

۹۵۷۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

سَلْمَانَ وَأَبِي ٱلدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا ٱلدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ ٱلدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟. قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي ٱلدُّنْيَا. فَجَاءَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ، قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ: فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ يَقُومُ، قَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الآنَ، فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (صَدَقَ سَلْمَانُ). [رواه البخاري: ١٩٦٨]

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ کرادیا تھا چنانچہ ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے تو انہوں نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو نہایت پراگندہ حالت میں دیکھا انہوں نے اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ وہ بولیں کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی ضرورت ہی نہیں اتنے میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آگئے انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کروایا پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم کھاؤ میں تو روزے سے ہوں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا بالآخر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نماز کے لئے اٹھے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا سو جاؤ' چنانچہ وہ سوگئے تھوڑی دیر بعد پھر اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی سو رہو جب آخر شب ہوئی تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب اٹھو چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا بے شک تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے نیز تمہاری جان کا اور تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا تمہیں سب کے حقوق ادا کرنے چاہئیں پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ سب معاملہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

فوائد: صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء کو قسم دی کہ روزہ توڑ کر میرے ساتھ کھانا کھاؤ اس سے معلوم ہوا کہ نفلی روزہ کسی معقول وجہ سے توڑا جا سکتا ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اگر کوئی بلاوجہ نفلی روزہ ختم کرتا ہے تو اسے قضا دینا ہوگی۔ (عون الباری: ۲/۸۳۴)

٣٤ - باب: صَوْمُ شَعْبَانَ

باب ۳۴: شعبان میں روزے رکھنا

٩٥٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ. [رواه البخاري: ١٩٦٩]

۹۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نفل روزے اس قدر رکھتے کہ ہم کہتیں اب کبھی آپ روزہ ترک نہیں کریں گے اور جب چھوڑ دیتے تو ہمیں خیال ہوتا کہ اب آپ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

فوائد: ماہ شعبان میں کثرت سے اس لئے روزے رکھتے تھے کہ اس مہینہ میں اللہ کی طرف بندوں کے عمل اٹھائے جاتے ہیں جیسا کہ نسائی میں ہے۔ (عون الباری:۲/۸۳۷)

٩٥٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ زِيَادَةٌ وَكَانَ يَقُولُ: (خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ ٱللهَ لاَ يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا). وَأَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلاَةً دَاوَمَ عَلَيْهَا. [رواه البخاري: ١٩٧٠]

۹۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دوسری روایت میں کچھ زیادہ الفاظ ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! اتنی ہی عبادت کرو جو قابل برداشت ہو کیونکہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود عبادت کرنے سے اکتا جاؤ گے رسول اللہ ﷺ کو وہی نماز پسند تھی جو اگرچہ تھوڑی ہو مگر پابندی سے ادا ہو چنانچہ جب کوئی نماز پڑھتے تھے تو اس پر پابندی سے ہیشگی کرتے تھے۔

فوائد: اعتدال کے ساتھ مناسب اوقات میں جو کام پابندی سے کیا جائے وہی پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے ورنہ دوڑ کر چلنے والا ہمیشہ ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے اعتدال کے ساتھ کام کرنے سے نفس میں پاکیزگی اور خود اعتمادی بھی پیدا ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۸۳۸)

٣٥ - باب: مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَإِفْطَارِهِ

باب ۳۵: رسول اللہ کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

٩٦٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ،

۹۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے

وقد سُئِلَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ مَسِسْتُ خَزَّةً وَلاَ حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَلاَ شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلاَ عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٩٧٣]

رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا جب میں چاہتا کہ کسی مہینہ میں رسول ﷺ کو بحالت روزہ دیکھوں تو آپ کو روزہ دار دیکھ لیتا جب چاہتا آپ کو افطار کی حالت میں دیکھوں تو اسی حال میں دیکھ لیتا اس طرح رات کو جب چاہتا آپ کو نماز میں کھڑا ہوا اور جب چاہتا آپ کو سویا ہوا دیکھ لیتا اور میں نے کوئی ریشم اور مخمل رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا اور نہ میں نے کوئی مشک اور عنبر رسول اللہ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار سونگھا۔

فوائد: عبادات میں میانہ روی اور اعتدال اس لئے تھا کہ عبادت کرنے والے آسانی کے ساتھ آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو سکیں اگرچہ آپ التزام اور پابندی کے ساتھ یہ عبادات بجا لانے کی طاقت رکھتے تھے۔ (عون الباری:۲/۸۴۰)

٩٦١ : حَدِيث عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ العَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا تَقَدَّمَ. [رواه البخاري: ١١٣١]

۹۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی حدیث (۵۹۶) گزر چکی ہے۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے تو آپ نے اسے اعتدال کے ساتھ روزے رکھنے کی تلقین کی تھی چنانچہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو کہا کرتے تھے کاش! میں رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر عمل کر کے رخصت قبول کر لیتا۔

٣٦ - باب: حَقُّ الجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

باب ۳۶: جسم کا بھی روزے میں حق ہے

٩٦٢ : وَقَالَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: فَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَقُولُ بَعْدَمَا كَبِرَ: يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٩٧٥]

۹۶۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جب وہ بوڑھے ہو گئے تو کہا کرتے تھے کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت قبول کی ہوتی۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے بڑھاپے کے وقت یہ پابندی دشوار ہوئی کہنے لگے کہ کاش میں نے آپ کی اجازت قبول کی ہوتی کیونکہ

اب مجھ سے اتنے روزے نہیں رکھے جاتے۔

٣٧ - باب: حَقُّ الأَهْلِ فِي الصَّوْمِ

باب ٣٧: روزہ رکھنے میں بیوی کے حق کی رعایت کرنا

٩٦٣ : وَفي رِوايَةٍ عَنْهُ: أَنَّه لَمَّا ذَكَرَ صِيامَ داوُدَ قَالَ: (... وكَانَ لاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى). قَالَ عَبْدُاللهِ: مَنْ لِي بِهٰذِهِ يَا نَبِيَّ ٱللهِ؟ قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ صَامَ مَنْ صَامَ الأَبَدَ). مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٩٧٧]

٩٦٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داؤد علیہ السلام کے روزے کا ذکر کیا تو فرمایا وہ دشمن سے مقابلہ کے وقت راہ فرار نہ اختیار کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی ہے جو میری طرف سے اس بات کی ذمہ داری قبول کرے (کہ میں میدان جنگ سے نہیں بھاگوں گا) راوی کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دوبار فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

فوائد: اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ تیری جان اور تیرے بیوی بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔

٣٨ - باب: مَنْ زَارَ قَوْماً فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

باب ٣٨: جو کوئی (بحالت روزہ) کسی سے ملنے گیا اور وہاں روزہ نہ توڑا

٩٦٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، قَالَ: (أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ، وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ). ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ، فَدَعَا لأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ ٱللهِ إِنَّ لِي خُوَيْصَةً، قَالَ: (مَا هِيَ؟). قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، فَمَا

٩٦٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کے لئے کھجوریں اور گھی پیش کیا آپ نے فرمایا اپنا گھی کوزے میں اور کھجوریں برتن میں واپس ڈال دو کیونکہ میں روزے سے ہوں پھر آپ نے گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہوکر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز ادا کی ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے دیگر گھر والوں کے لئے دعا فرمائی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میرا ایک خاص عزیز ہے (اس کے لئے) فرمایا کون ہے؟ عرض

تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلاَ دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ، (اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا، وَوَلَدًا، وَبَارِكْ لَهُ). فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الأَنْصَارِ مَالًا. وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ: أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجِ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ. [رواه البخاري: ١٩٨٢]

کیا آپ کا خادم انس رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے کہ آپ نے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی جس کی میرے لئے دعا نہ کی ہو آپ نے فرمایا اے اللہ! اسے مال و اولاد عطا فرما اور اسے برکت دے چنانچہ دیکھ لو میں تمام انصار سے زیادہ مالدار ہوں اور مجھ سے میری بیٹی امینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھی کہ حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک ایک سو بیس سے کچھ زیادہ میرے حقیقی بچے دفن ہو چکے تھے۔

فوائد: جب حجاج بن یوسف بصرہ میں آیا تو اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر کچھ اوپر اسی برس کی تھی اور آپ ایک سو برس کی عمر میں فوت ہوئے آپ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو دفعہ پھل لاتا تھا آپ کی اولاد جو زندہ رہی وہ ایک سو سے متجاوز تھی۔ (عون الباری:۲/۸۴۴)

٣٩ - باب: الصَّوْمُ آخِرَ الشَّهْرِ

باب ۳۹: مہینہ کے آخر میں روزے رکھنا

٩٦٥ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا، فَقَالَ: (يَا أَبَا فُلَانٍ، أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ). قَالَ الرَّجُلُ: لاَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ). وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: (مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ). [رواه البخاري: ١٩٨٣]

۹۶۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے کسی سے پوچھا اے ابوفلاں! کیا تو نے اس مہینے کے آخر میں روزے رکھے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نہیں، آپ نے فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو جاؤ تو دو دن روزہ رکھ لینا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا شعبان کے آخر میں دو روزے نہیں رکھے؟

فوائد: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دو دن کا روزہ رکھنا منع ہے یہ اس صورت میں ہے جب بطور استقبال رکھے جائیں اگر استقبال کی نیت نہ ہو تو آخر شعبان کے روزے رکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۴۶)

٤٠ - باب: صَوْمُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۴۰: جمعہ کے دن روزہ رکھنا

٩٦٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَه: أَنَهى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ

۹۶۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے

صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟. قَالَ: نَعَمْ. [رواه البخاري: ١٩٨٤]

دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں

٩٦٧ : عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: (أَصُمْتِ أَمْسِ؟). قَالَتْ: لاَ، قَالَ: (أَتُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟). قَالَتْ: لاَ، قَالَ: (فَأَفْطِرِي). [رواه البخاري: ١٩٨٦]

۹۶۷۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جمعہ کے دن حضور اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے تو وہ روزے سے تھیں آپ نے پوچھا کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا کیا تو کل آئندہ روزہ رکھنا چاہتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا پھر تو روزہ افطار کر دے۔

فوائد: صرف جمعہ کا روزہ رکھنا منع ہے اگر ایک دن پہلے یا بعد ساتھ ملا لیا جائے تو کوئی حرج نہیں یہ اس لئے منع فرمایا کہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ جس دن اپنی عبادت گاہوں میں جمع ہوتے ہیں صرف اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ (عون الباری:۷/۸۴۲)

٤١ - باب: هَلْ يَخُصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئاً

باب ۴۱: روزہ کے لئے کوئی دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟

٩٦٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ: هَلْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَخْتَصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئًا؟. قَالَتْ: لاَ، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُطِيقُ. [رواه البخاري: ١٩٨٧]

۹۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا آیا رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کچھ دنوں کی تخصیص فرماتے تھے انہوں نے فرمایا نہیں، آپ کی عبادت دائمی ہوا کرتی تھی اور تم میں سے کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے برابر طاقت رکھتا ہو۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کسی دن کو متعین کر کے پابندی کے ساتھ روزہ رکھنا درست نہیں لیکن سوموار اور جمعرات کا روزہ تو خود رسول اللہ ﷺ رکھا کرتے تھے شاید امام صاحب کے نزدیک یہ احادیث صحیح نہیں ہوں گی۔ واللہ اعلم

٤٢ - باب: صِيَامُ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب ۴۲: ایام تشریق میں روزہ رکھنا

٩٦٩ : عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ قَالاَ: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ، إِلَّا

۹۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو

لِمَن لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ. [رواه البخاري: ١٩٩٧، ١٩٩٨]

جسے (ایام حج میں) قربانی کا جانور نہ ملے۔

فوائد: حج تمتع کرنے والے کو اگر ھدی میسر نہ ہو تو ایام تشریق کے روزے رکھنے میں قباحت نہیں اس کے علاوہ دوسروں کو ان دنوں روزہ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کیلئے مخصوص ہیں۔ (عون الباری:۲/۸۵۰)

٤٣ - باب: صَومُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

باب ۴۳: عاشوراء کے دن روزہ رکھنا

٩٧٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ. [رواه البخاري: ٢٠٠٢]

۹۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے اور جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تب بھی آپ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ اختیاری کردیا گیا۔ اب جس کا دل چاہے اس دن روزہ رکھ لے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

فوائد: عاشورا دسویں محرم کو کہتے ہیں اس دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے البتہ یہودیوں کی مخالفت کے پیش نظر ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ ساتھ رکھ لیا جائے رسول اللہ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو اگلے سال نویں محرم کا روزہ بھی رکھوں گا لیکن آپ پہلے ہی اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے واضح رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے یہ دن قابل احترام ہے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی اسی دن جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی تھی اس لئے وہ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔

٩٧١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ، فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: (مَا هٰذَا؟). قَالُوا: يَوْمٌ صَالِحٌ، هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى. قَالَ: (فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى

۹۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا آپ نے پوچھا یہ روزہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ ایک اچھا دن ہے یعنی اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا آپ نے

مِنْكُمْ). فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. [رواه البخاري: ٢٠٠٤]

فرمایا میں تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہوں چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

فوائد: پابندی کے ساتھ روزہ رکھنے کا یہ حکم رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔

كتاب صلاة التراويح
نماز تراویح کے بیان میں

لفظ تراویح' ترویحة کی جمع اور راحة سے مشتق ہے چنانچہ لوگ اس نماز میں ہر چہار گانہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے آرام کرتے تھے اس لئے انہیں تراویح کہا جاتا ہے اس کا نام تہجد' قیام اللیل اور قیام رمضان بھی ہے اس کی تعداد گیارہ رکعت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیش نظر ہمارا موقف یہ ہے کہ اس عدد مسنون پر اضافہ نہ کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سنت کو زندہ کرتے ہوئے گیارہ رکعت پڑھانے کا اہتمام کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعات پڑھنے کی جملہ روایات ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔

١ - باب: فَضْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

باب ا: رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت

٩٧٢ : عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَصَلَّى فِي المَسْجِدِ، وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلاَتِهِ. تَقَدَّم هٰذا الحَدِيث فِي كِتَابِ الصَّلاة، وبَيْنَهُما مُخالَفَة فِي اللَّفْظِ،

٩٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نصف شب میں گھر سے باہر تشریف لے گئے اور آپ نے مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی یہ حدیث (۴۲۳' ۴۲۴) کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے مگر ان دونوں روایات میں کچھ لفظی

وقَالَ فِي آخِرِ هٰذِهِ الرِّوَايَة: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَالأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ.

[رواه البخاري: ٢٠١٢]

اختلاف ہے اور اس روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہی کیفیت قائم رہی۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ نے صرف چند دن باجماعت نماز تراویح پڑھانے کا اہتمام کیا پھر لوگ انفرادی طور پر پڑھ لیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو ایک امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا موطا امام مالک میں ہے کہ انہیں گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

٢ - باب: اِلْتِمَاسُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ

باب ۲: شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہیے

٩٧٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رِجالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ). [رواه البخاري: ٢٠١٥]

۹۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب کو لیلۃ القدر رمضان کے آخری ہفتہ میں بحالت خواب دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے خوابوں کو دیکھتا ہوں وہ سب اس بات پر متفق ہوئے ہیں کہ شب قدر رمضان کی آخری راتوں میں ہے لہٰذا جو کوئی لیلۃ القدر کا متلاشی ہو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

فوائد : جب آخری سات راتوں میں دکھائی گئی تو اکیسویں اور تیسویں رات داخل نہ ہو گی جن روایات میں آخری دس راتوں کا ذکر ہے ان میں اکیسویں اور تیسویں شامل ہو گی۔

٩٧٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا، وَقَالَ: (إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، أَوْ: نُسِّيتُهَا، فَٱلْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَمَنْ كَانَ ٱعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ

۹۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا اور آپ بیسویں تاریخ کی صبح کو (اعتکاف گاہ سے) باہر تشریف لائے اور ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھے لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی تھی مگر مجھے بھلا دی گئی ہے یا یہ فرمایا کہ میں بھول گیا لہٰذا اب تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو میں نے خواب میں ایسا دیکھا گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا

فَلْيَرْجِعْ). فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٠١٦]

ہوں اس لئے جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف کرے چنانچہ ہم لوٹ آئے اور اس وقت آسمان پر ابر کا نشان تک نہ تھا لیکن اچانک بادل منڈلایا اور اتنا برسا کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور وہ کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی پھر نماز قائم کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیچڑ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر میں نے مٹی کا نشان دیکھا۔

فوائد: لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اس کی کئی ایک علامتیں ہیں جو گذرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں مثلاً اس دن سورج کی شعائیں تیز نہیں ہوتیں اس رات ستارے نہیں ٹوٹتے اور دن معتدل ہوتا ہے۔ (عون الباری:۲/۸۷۵)

٣ - باب: تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي عِبَادَة

باب ٣: لیلۃ القدر کو آخری دس طاق راتوں میں عبادت کی حالت میں تلاش کرنا

٩٧٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى). [رواه البخاري: ٢٠٢١]

۹۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو جب نو یا سات یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں یعنی اکیسویں' تیسویں اور پچیسویں رات کو۔

فوائد: اس حدیث کے مطابق اکیسویں' تیسویں اور پچیسویں رات مراد ہے جبکہ انتیس دنوں کا مہینہ ہو اگر تیس دنوں کا مہینہ ہو تو طاق راتیں نہیں بلکہ جفت ہونگی صحیح یہ ہے طاق راتیں مراد ہیں۔

٩٧٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَة، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (هِيَ فِي الْعَشْرِ الْآوَاخِرِ فِي تِسْعٍ يَمْضِينَ، أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ). يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ. [رواه البخاري: ٢٠٢٢]

۹۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے جبکہ نو راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہیں۔

فوائد : نو راتیں گذر جانے سے مراد انتیسویں رات ہے اور سات راتیں باقی رہنے سے مراد تیسویں رات ہے اس رات کی تعین میں خاصا اختلاف ہے عبادت گذار کو چاہئے کہ وہ آخری عشرہ کی طاق راتیں عبادت سے گذارے۔

٤ - باب: العَمَلُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

باب ۴: رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کرنا

٩٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ. [رواه البخاري: ٢٠٢٤]

۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاتے' شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے۔

فوائد : مقصد یہ ہے کہ آخری عشرہ خوب عبادت کرتے ہوئے گذارا جائے رسول اللہ ﷺ اس عشرہ میں اپنی بیویوں سے الگ ہو جاتے اور بستر کو لپیٹ دیتے خوب کمربستہ ہو کر ان راتوں کا قیام کرتے۔

(عون الباری:۲/۸۷۹)

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف یہ ہے کہ آدمی رمضان کا آخری عشرہ عبادت کے لئے مسجد میں گذارے ویسے تو سال کے تمام دنوں میں اعتکاف کرنا جائز ہے البتہ رمضان المبارک میں اعتکاف کرنا سنت متوکدہ ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ خواہ مرد ہو یا عورت مسجد میں اعتکاف کیا جائے۔

١ - باب: الاعْتِكَافُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ والاعْتِكَافُ فِي المَسَاجِدِ كُلِّهَا

باب ا: آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا نیز اعتکاف ہر مسجد میں درست ہے

٩٧٨ : عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. [رواه البخاري: ٢٠٢٦]

٩٧٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخرے عشرہ میں پابندی سے اعتکاف کرتے تھے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

فوائد: اعتکاف کے لئے اس شرط پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مسجد میں ہونا چاہئے اکثر مدت کی حد نہیں ہے لیکن کم از کم ایک دن ضرور ہو۔ (عون الباری:۲/۸۸۱)

٢ - باب: لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

٩٧٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا. [رواه البخاري: ٢٠٢٩]

باب ۲: ضرورت کے وقت گھر میں داخل ہونا

۹۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بحالت اعتکاف مسجد میں رہتے ہوئے اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے تو میں آپ کے کنگھی کر دیتی تھی اور جب آپ معتکف ہوتے تو گھر میں بلا ضرورت تشریف نہ لاتے۔

فوائد: ضرورت سے مراد قضاء حاجت ہے جیسا کہ حدیث کے راوی امام زہری نے اس کی تفسیر کی ہے معلوم ہوا کہ اگر مسجد میں لیٹرین وغیرہ کا انتظام نہ ہو تو اس قسم کی ضرورت کے لئے اپنے گھر آنا جائز ہے۔

٣ - باب: الاعْتِكَافِ لَيْلاً

٩٨٠ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الحَرَامِ؟. قَالَ: (فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ). [رواه البخاري: ٢٠٣٢]

باب ۳: صرف رات بھر کے لئے اعتکاف کرنا

۹۸۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا میں نے زمانہ جاہلیت میں' بیت اللہ میں ایک رات کا اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی آپ نے فرمایا تو پھر اپنی نذر پوری کر۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہو سکتا۔ (عون الباری:۲/۸۸۳)

٤ - باب: الأَخْبِيَةُ فِي الْمَسْجِدِ

٩٨١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ، إِذَا أَخْبِيَةٌ: خِبَاءُ عَائِشَةَ، وَخِبَاءُ

باب ۴: اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمے لگانا

۹۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا اور جب آپ اس جگہ پہنچے جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے تو وہاں چند خیمے دیکھے یعنی وہ حضرت عائشہ' حضرت حفصہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے تھے پھر آپ نے

حَفْصَةَ، وَخِبَاءُ زَيْنَبَ، فَقَالَ: (آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ). ثُمَّ ٱنْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ، حَتَّى ٱعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ. [رواه البخاري: ٢٠٣٤]

فرمایا کیا تم ان میں نیکی سمجھتی ہو؟ پھر آپ لوٹ آئے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ ماہ شوال میں دس روزہ اعتکاف فرمایا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ شوال کے آغاز میں اعتکاف کیا اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۸۸۵)

٥ - باب: هَلْ يَخْرُجُ المُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ المَسْجِدِ

باب ۵: کیا معتکف اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر مسجد کے دروازے تک آسکتا ہے؟

٩٨٢ : عَنْ صَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ تَزُورُهُ فِي ٱعْتِكَافِهِ فِي المَسْجِدِ، فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَه سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ المَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ، مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: (عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ). فَقَالَا: سُبْحَانَ ٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الإِنْسَانِ مَبْلَغَ ٱلدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا). [رواه البخاري: ٢٠٣٥]

۹۸۲۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے تو وہ آپ کی زیارت کے لئے آئیں اور کچھ دیر آپ سے گفتگو کی پھر اٹھ کر جانے لگیں تو رسول اللہ ﷺ بھی انہیں پہنچانے کے لئے ساتھ ہی اٹھے جب وہ مسجد کے دروازے کے قریب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے ان سے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تھیں ان دونوں نے کہا سبحان اللہ! یا رسول اللہ ﷺ! (کیا ہم آپ پر بدگمان ہیں؟) اور انہیں یہ چیز بہت شاق گزری تو آپ نے فرمایا شیطان خون کی طرح انسان میں گردش کرتا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ ڈال دے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ انسان کو تہمت کے مقامات سے پرہیز کرنا چاہئے اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

٦ - باب: الاعْتِكَافُ فِي العَشْرِ الأَوْسَطِ مِن رَمَضَانَ

باب ٦: رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرنا

٩٨٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّام، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اَعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا . [رواه البخاري: ٢٠٤٤]

۹۸۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے مگر وفات کے سال آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا تھا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے اگرچہ آخری عشرہ افضل ہے لیکن ضروری نہیں ہے اس سے پہلے بھی اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔

كتاب البيوع

خرید وفروخت کے بیان میں

قیمت کے عوض کسی چیز کو دوسرے کی ملکیت کرنا "بیع" کہلاتا ہے دراصل انتقال ملکیت کی دو اقسام ہیں۔ اختیاری اور غیر اختیاری' غیر اختیاری انتقال ملکیت وراثت میں ہوتا ہے پھر اختیاری کی بھی دو قسمیں ہیں اگر معاوضہ کے ساتھ ہے تو بیع اور اگر معاوضہ کے بغیر ہے تو زندگی میں دیا جائے تو ہبہ' موت کے بعد انتقال ملکیت ہو تو اسے وصیت کہتے ہیں' بیع کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

١ - باب: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تعالى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ﴾ الآية

باب ۱: ارشاد باری تعالیٰ جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ!

٩٨٤ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي، وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا، فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا، [قَالَ:] فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: لَا حَاجَةَ لِي فِي

۹۸۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرادیا حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا میں تمام انصار سے زیادہ مالدار ہوں تمہیں اپنا نصف مال دیتا ہوں اور میری دونوں بیویوں کو دیکھ لو جس کو تم پسند کرو میں اسے طلاق دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کرلینا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا

ذٰلِكَ، هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ؟. قَالَ: سُوقُ قَيْنُقَاعَ، [قَالَ:] فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأَتَى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ، ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ، فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ أَثَرُ الصُّفْرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (تَزَوَّجْتَ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (وَمَنْ؟). قَالَ: امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ: (كَمْ سُقْتَ إِلَيْها؟). قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ). [رواه البخاري: ٢٠٤٨]

مجھ کو اس کی ضرورت نہیں یہاں کوئی بازار ہے جہاں تجارت ہوتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں قینقاع ایک بازار ہے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ صبح کو بازار گئے اور کچھ پنیر کما کر لے آئے پھر وہ روزانہ بغرض تجارت بازار جانے لگے کچھ دن بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ان کے لباس پر زرد خوشبو کا رنگ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے عرض کیا ایک انصاری خاتون سے' آپ نے فرمایا تم نے اسے کتنا مہر دیا؟ انہوں نے عرض کیا ایک گٹھلی برابر سونا دیا ہے یا یہ کہا کہ ایک سونے کی گٹھلی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی ہو۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام پیشہ تجارت سے منسلک تھے جس سے خرید و فروخت کا جواز ملتا ہے نیز ھبہ وغیرہ سے مال حاصل کرنا صحابہ کرام کا مطمع نظر نہ تھا بلکہ انہوں نے تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ (عون الباری:۵/۳)

٢ - باب: الحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

باب ۲: حلال واضح ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں

٩٨٥ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ، فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ

۹۸۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں جس شخص نے اس چیز کو ترک کر دیا جس میں گناہ کا شبہ ہو تو وہ اس چیز کو بدرجہ اولی چھوڑ دے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر ہو اور جس

مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِي حِمَى اللهِ، مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ). [رواه البخاري: ٢٠٥١]

نے شبہ کی چیز پر جرات کی تو وہ جلد ہی ایسی بات میں مبتلا ہو سکتا ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے گناہ گویا اللہ کی چراگاہ ہیں جو اپنے جانور چراگاہ کے اردگرد چرائے گا جلد ہی اس کا چراگاہ میں پہنچنا ممکن ہو گا۔

فوائد: مشتبہ چیزوں سے مراد وہ ہیں جن کی حدیں حلال وحرام دونوں سے ملتی ہوں اور بعض لوگ ان کی حلت وحرمت کا فیصلہ نہ کر سکیں فی نفسہ وہ مشتبہ نہیں ہوتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیج کر دین کی ضروریات سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے پرہیز گاری یہی ہے کہ انسان شکوک وشبہات والی چیزوں سے بھی الگ تھلک رہے۔ (عون الباری:٣/٦)

٣ - باب: تَفْسِيرِ الْمُشْبَّهَاتِ

باب ٣: شبہات کی تفسیر

٩٨٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ]: أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ] وَقَالَ: ابْنُ أَخِي، قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ابْنُ أَخِي، كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ). ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: (ٱحْتَجِبِي مِنْهُ يَا

٩٨٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے تم اسے اپنے قبضہ میں لے لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اسے لینے کی مجھے وصیت کی تھی اس وقت عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ تو میرا بھائی ہے یعنی میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس سے پیدا ہوا ہے آخر دونوں جھگڑتے جھگڑتے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اسے لینے کی مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تجھ کو ملے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ

سَوْدَةُ). لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ ٱللهَ عَزَّ وَجَلَّ. [رواه البخاري: ٢٠٥٣]

ﷺ نے فرمایا بچہ اس کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو اور زناکار کے لئے ناکامی ہے اس کے بعد آپ نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جو زمعہ کی بیٹی تھیں تم اس سے پردہ کرو کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی چنانچہ اس لڑکے نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملا۔

فوائد: شرعی قاعدہ کے مطابق اگرچہ بچہ عبد بن زمعہ کو دلا دیا مگر قیافہ شناسی کی بناء پر شبہ تھا کہ شاید وہ عتبہ کا ہی نطفہ ہو اس شبہ کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ (عون الباری:۱۲/۳)

٤ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمُشَبَّهَاتِ

باب ۴: جن کے نزدیک وسوسہ اور اس جیسی چیزیں مشتبہ چیزوں میں داخل نہیں

٩٨٧ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ قَوْمًا قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِٱللَّحْمِ لاَ نَدْرِي: أَذَكَرُوا ٱسْمَ ٱللهِ عَلَيْهِ أَمْ لاَ؟. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (سَمُّوا ٱللهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ). [رواه البخاري: ٢٠٥٧]

۹۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس آدمی گوشت لاتے ہیں لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ کہو اور کھالو۔

فوائد: اس حدیث میں مشتبہ اور وسواس میں فرق کو نمایاں کیا گیا ہے یعنی مشتبہ وہ چیز ہے جس کی حلت وحرمت کے دلائل بظاہر متعارض ہوں ایسی چیز سے اجتناب کرنا پرہیز گاری ہے وسوسہ یہ ہے کہ بلاوجہ ہر چیز کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنا مثلاً ایک شخص سے مال خریدا خواہ مخواہ اس کے حرام ہونے کا گمان کرنا اس قسم کی وسوسہ اندازی شریعت میں درست نہیں ہے۔

٥ - باب: مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب ۵: جس نے کچھ پرواہ نہ کی جہاں سے چاہا مال کمالیا

٩٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَأْتِي

۹۸۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا لوگوں

عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ). [رواه البخاري: ٢٠٥٩]

پر ایک زمانہ آئے گا جب انسان کو اس کی کچھ پرواہ نہیں رہے گی کہ مال کو حلال طریقہ سے حاصل کیا ہے یا حرام طریقہ سے؟

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فتنہ مال سے خبردار کیا ہے ہمیں چاہئے کہ اسباب معیشت کے متعلق خوب چھان بین کریں افسوس کہ فی زمانہ ہم ایسے حالات سے دوچار ہیں کہ حلال وحرام کی تمیز اٹھ گئی ہے صرف مال جمع کرنے کی دھن ہم پر سوار ہے۔

٦ - باب: التِّجَارَةُ فِي البَرِّ

باب ٦: خشکی میں تجارت کرنا

٩٨٩ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالاَ: كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَسَأَلْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الصَّرْفِ؟ فَقَالَ: (إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلاَ بأْسَ، وَإِنْ كَانَ نَسَاءً فَلاَ يَصْلُحُ). [رواه البخاري: ٢٠٦٠، ٢٠٦١]

٩٨٩۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تجارت کرتے تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر نقد بہ نقد ہو تو کوئی حرج نہیں اگر ادھار ہو تو جائز نہیں ہے۔

فوائد: سونے چاندی کے سکوں کا باہمی تبادلہ صرف کہلاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونا اس میں دو شرطوں کا ہونا ضروری ہے یعنی دونوں کا وزن برابر ہو اور دست بدست ہوں اگر ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو یا نقد کی صورت میں وزن میں کمی بیشی کی تو معاملہ حرام ہو جائے گا دوسری صورت یہ ہے کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونے کے عوض خریدنا تو اس صورت میں وزن کا برابر ہونا تو ضروری نہیں تاہم اس کا نقد بنقد ہونا ضروری ہے امام بخاری نے اس حدیث کے عموم سے خشکی میں تجارت کو جائز قرار دیا ہے۔

٧ - باب: الخُرُوجُ فِي التِّجَارَةِ

باب ٧: تجارت کے لئے سفر کرنا

٩٩٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى [الأَشْعَرِيِّ] رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱسْتَأْذَنْتُ عَلَى [عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ] فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَكَأَنَّهُ كَانَ مَشْغُولاً، فَرَجَعْتُ فَفَرَغَ عُمَرُ

٩٩٠۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہ ملی گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت کسی کام میں مصروف تھے تاہم میں واپس آ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فارغ

فَقَالَ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ قَيْسٍ، ٱئْذَنُوا لَهُ. قِيلَ: قَدْ رَجَعَ، فَدَعَانِي، فَقُلْتُ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ. فَقَالَ: تَأْتِينِي عَلَى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ، فَٱنْطَلَقْتُ إِلَى مَجْلِسِ الأَنْصَارِ فَسَأَلْتُهُمْ، فَقَالُوا: لاَ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَذَهَبْتُ بِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَقَالَ عُمَرُ: أَخَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ؟ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ. يَعْنِي الْخُرُوجَ إِلَى التِّجَارَةِ. [رواه البخاري: ٢٠٦٢]

ہوئے تو کہنے لگے میں نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسی اشعری) کی آواز نہیں سنی تھی ان کو اجازت دے دو لوگوں نے کہا وہ تو واپس ہوگئے ہیں اس پر انہوں نے مجھے بلا کر پوچھا تم کیوں واپس ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا ہم کو یہی حکم دیا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو تب میں انصار کی مجلس میں گیا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا اس بات کی شہادت تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی دے دیں گے جو ہم سب میں کم عمر ہے چنانچہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم تھا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ سے پوشیدہ رہ گیا کیونکہ بازاروں میں خرید وفروخت اور تجارت میں مصروف رہا یعنی تجارت کی غرض سے باہر آنے جانے میں مشغول رہا۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حصول دنیا کی طلب انسان کو علم سے محروم کر دیتی ہے نیز تجارت کے لئے سفر کرنا بھی ثابت ہوا اور شریعت کے احکام بعض اوقات بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی پوشیدہ رہتے تھے۔ (عون الباری: ۳/۱۷)

٨ - باب: مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

باب ۸: جس نے رزق میں وسعت کی خواہش کی

٩٩١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ). [رواه البخاري: ٢٠٦٧]

۹۹۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک

کرے۔

فوائد: رزق میں کشادگی سے مراد اس میں برکت کا پیدا ہو جانا اور عمر میں اضافے سے مراد جسم میں قوت وہمت کا آجانا ہے کیونکہ رزق اور عمر تو اس وقت ہی لکھ دی جاتی ہے جب انسان ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ (عون الباری:۳/۱۸)

٩ - باب: شِرَاءُ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّسِيئَةِ

باب ۹: رسول اللہ ﷺ کا ادھار خریدنا

٩٩٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيرٍ، وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعُ بُرٍّ، وَلاَ صَاعُ حَبٍّ، وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ). [رواه البخاري: ٢٠٦٩]

۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بودار چربی لے کر گئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی اور اس سے اپنے اہل خانہ کے لئے کچھ جو لئے تھے اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آل محمد ﷺ کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گیہوں یا کسی اور غلے کا جمع نہیں رہا حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ایک سود خور یہودی سے قرض کا معاملہ کیا لیکن کسی مسلمان سے قرض نہیں لیا کیونکہ وہ عقیدت کی بناء پر آپ کو مفت دے دیتا لیکن آپ کو کسی کا احسان لینا پسند نہیں تھا۔

(عون الباری:۳/۱۹)

١٠ - باب: كَسْبُ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

باب ۱۰: آدمی کا خود کمانا اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا

٩٩٣ : عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ ٱللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ). [رواه البخاري: ٢٠٧٢]

۹۹۳۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاک کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھایا کرتے تھے۔

فوائد: معاش کے بنیادی ذرائع تین ہیں زراعت' تجارت اور صنعت وحرفت بعض نے تجارت کو افضل کہا ہے اور بعض نے زراعت کو بہتر قرار دیا ہے بہر صورت جو کمائی انسان کے ہاتھ سے حاصل ہو

اسے حدیث میں بہتر اور پاکیزہ قرار دیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۲)

١١ - باب: السُّهُولَةُ وَالسَّمَاحَةُ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيعِ

باب ۱۱: خرید وفروخت میں نرمی اور کشادہ دلی

٩٩٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (رَحِمَ ٱللهُ رَجُلًا، سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا ٱشْتَرَى، وَإِذَا ٱقْتَضَى). [رواه البخاري: ٢٠٧٦]

۹۹۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے، خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور کشادہ دلی سے کام لے

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حقوق کی ادائیگی کے وقت بھی خوش دلی کا مظاہرہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ معاملات میں خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آنا چاہئے نیز تنگ دلی اور خود غرضی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۳/۲۳)

١٢ - باب: مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا

باب ۱۲: جس شخص نے مالدار کو بھی مہلت دے دی

٩٩٥ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَلَقَّتِ الْمَلاَئِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالُوا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟. قَالَ: كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ، فَتَجَاوَزَ ٱللهُ عَنْهُ). [رواه البخاري: ٢٠٧٨]

۹۹۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں فرشتوں نے ایک شخص کی روح سے ملاقات کر کے پوچھا کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں اپنے ملازمین کو یہ حکم دیتا تھا کہ وہ تنگدست کو ادائیگی میں مہلت دیں اور مالدار سے بھی نرمی کریں تو اللہ نے بھی مجھ سے نرمی اختیار فرمائی۔

فوائد: قرضدار اگرچہ مالدار ہی کیوں نہ ہو تاہم اس پر سختی نہیں کرنا چاہئے اگر وہ مزید مہلت طلب کرے تو خوش دلی کے ساتھ اسے مہلت دے دی جائے اگرچہ مالدار کی تعریف میں بہت اختلاف ہے تاہم عرف عام کے مطابق جو بھی مالدار ہو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۳/۲۴)

١٣ - باب: إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

باب ۱۳: جب بائع اور مشتری دونوں عیب وہنر بیان کردیں اور ایک دوسرے کی بہتری چاہیں

٩٩٦ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا). [رواه البخاري: ٢٠٧٩]

۹۹۶۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں یا یہ فرمایا کہ یہاں تک کہ علیحدہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب وہنر ظاہر کردیں تو انہیں ان کی اس تجارت میں برکت دی جائے گی اور اگر جھوٹ بولیں یا عیب چھپائیں تو بیع کی برکت محو کردی جائے گی۔

فوائد: علیحدہ ہونے سے مراد مجلس سے ادھر ادھر چلے جانا ہے خود راوی حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر منقول (حدیث:۲۱۰۷) ہے بعض نے بات چیت ختم کردینا مراد لیا ہے جو ظاہر کے خلاف ہے۔ (عون الباری:۳/۲۶)

١٤ - باب: بَيْعُ الخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ

باب ۱۴: کھجوروں کی مختلف اقسام کو ملا کر بیچنا

٩٩٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الجَمْعِ، وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ، وَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، وَلاَ دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ). [رواه البخاري: ٢٠٨٠]

۹۹۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر قسم کی ملی جلی کھجوریں ملا کرتی تھیں تو ہم ان کے دو صاع عمدہ کھجوروں کے ایک صاع کے عوض بیچ ڈالتے تھے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو صاع کھجور کا ایک صاع کھجور کے عوض فروخت کرنا درست نہیں اور نہ ہی دو درہم ایک درہم کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

فوائد: یہ حکم تمام اشیاء خوردنی کا ہے جب ایک جنس کا باہمی سودا کیا جائے تو کمی بیشی اور ادھار جائز نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۷)

١٥ - باب: مُوكِلُ الرِّبَا

باب ۱۵: سود ادا کرنے والا

٩٩٨ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ ٱشْتَرَى عَبْدًا حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ فَكُسِرَتْ، قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَثَمَنِ ٱلدَّمِ، وَنَهى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُومَةِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ. [رواه البخاري: ٢٠٨٦]

۹۹۸۔ حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے باپ نے ایک غلام خریدا جو پچھنے لگاتا تھا انہوں نے اس کی سنگیاں توڑ دیں میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا رسول اللہ ﷺ نے کتے اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے اور گودنے اور گدوانے والے نیز سود لینے اور دینے والے کے فعل سے بھی منع کیا اور مصور پر آپ نے لعنت فرمائی ہے۔

فوائد: جاندار چیزوں کی تصویر کشی حرام ہے تصویر خواہ عکسی ہو یا مجسم البتہ بے جان چیزوں کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً درخت' پہاڑ یا دریا وغیرہ کیونکہ جاندار کی تصویر فتنے کا باعث ہے۔ (عون الباری:۳/۲۹)

١٦ - باب: يَمْحَقُ الله الرِّبَا ويُرْبِي الصَّدَقَاتِ

باب ۱۶: ارشاد باری تعالیٰ: "اللہ تعالیٰ سود مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"

٩٩٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (الحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ). [رواه البخاري: ٢٠٨٧]

۹۹۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جھوٹی قسم کھانے سے گو مال فروخت ہوجاتا ہے لیکن وہ برکت کو ختم کردیتی ہے۔

فوائد: جس طرح جھوٹی قسم اٹھانے سے سوداگر کو خیر وبرکت سے محروم کر دیا جاتا ہے اسی طرح سودی کاروبار کرنے والے کی برکت کو اٹھالیا جاتا ہے اگرچہ بظاہر سود لینے والے کی رقم زیادہ ہو جاتی ہے لیکن نتیجہ کے لحاظ سے دنیا وآخرت میں نقصان ہوتا ہے۔ (عون الباری:۳/۳۰)

١٧ - باب: ذِكْرُ الْقَيْنِ وَالحَدَّادِ

باب ۱۷: لوہار کے پیشے کا بیان

١٠٠٠ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ،

۱۰۰۰۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل کے ذمہ میرا کچھ قرض تھا میں اس کے

فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لاَ أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. فَقُلْتُ: لاَ أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى يُمِيتَكَ ٱللهُ ثُمَّ تُبْعَثَ. فَقَالَ: دَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ وَأُبْعَثَ، فَسَأُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ. فَنَزَلَتْ: ﴿أَفَرَءَيْتَ ٱلَّذِى كَفَرَ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ ٱلْغَيْبَ أَمِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَٰنِ عَهْدًا﴾. [رواه البخاري: ٢٠٩١]

پاس اپنے قرض کا تقاضا کرنے کے لئے آیا تو اس نے کہا جب تک تو محمد ﷺ کی نبوت سے انکار نہیں کرے گا اس وقت تک تیرا قرض نہیں دوں گا میں نے کہا اگر اللہ تجھے موت دے دے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کرے تو بھی حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے انکار نہیں کروں گا اس نے کہا پھر تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں مروں اور پھر زندہ کیا جاؤں کیونکہ پھر مجھے مال بھی ملے گا اور اولاد بھی پھر تمہارا قرضہ ادا کردوں گا اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

"اے نبی! کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے پر مجھے مال اور اولاد ملے گی کیا اسے غائب کی اطلاع ہوگئی ہے یا اللہ سے اس نے کوئی عہد لیا ہے۔"

فوائد: اس حدیث سے مقصود لوہار اور اس کے پیشے کا تذکرہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ پیشہ موجود تھا اور یہ پیشہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۳۲)

١٨ - باب: ذِكْرُ الْخَيَّاطِ

باب ۱۸: درزی کا تذکرہ

١٠٠١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ [قَالَ:] إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ ٱللهِ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ خُبْزًا وَمَرَقًا، فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ ٱلدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ، قَالَ:

۱۰۰۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور تناول فرمانے کی دعوت دی میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گیا اس نے آپ کے سامنے روٹی' کدو کا شوربا اور سوکھا گوشت رکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالے کے ادھر ادھر سے کدو کو ڈھونڈتے دیکھا لہٰذا میں اس دن سے کدو کو بہت پسند کرتا ہوں۔

فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ ٱلدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

[رواه البخاري: ٢٠٩٢]

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو گوشت میں پکا ہوا کدو بہت مرغوب تھا ویسے یہ ایک عمدہ ترکاری ہے اور طبی لحاظ سے بھی بہت فائدہ مند ہے۔ بخار' خفقان' قبض اور بواسیر کے لئے مفید ہے نیز مانع خشکی وحرارت ہے۔

١٩ - باب: شِراءُ الدَّوَابِ وَالحَمِيرِ

باب ١٩: جانوروں اور گدھوں کی خریدوفروخت

١٠٠٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ، فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا، فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (جَابِرٌ؟). فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (مَا شَأْنُكَ؟). قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ، فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ، ثُمَّ قَالَ: (ٱرْكَبْ). فَرَكِبْتُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قَالَ: (تَزَوَّجْتَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟). قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: (أَفَلاَ جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ؟). قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ ٱمْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ، فَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: (أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ، فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ). ثُمَّ قَالَ: (أَتَبِيعُ جَمَلَكَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، فَٱشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ، ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ

١٠٠٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں کسی جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی اور تھک گیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں فرمایا: کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا اونٹ چلنے میں سستی کرتا ہے اور تھک بھی گیا ہے اس لئے پیچھے رہ گیا ہوں پھر آپ اترے اور اسے اپنی لاٹھی سے مار کر فرمایا: اب سوار ہوجاؤ! چنانچہ میں سوار ہوگیا پھر تو اونٹ ایسا تیز ہوگیا کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر ہونے سے روکتا تھا پھر آپ نے پوچھا: کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں' آپ نے فرمایا: دوشیزہ سے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے' آپ نے فرمایا: نوعمر سے کیوں نہیں کیا؟ تم اس سے دل لگی کرتے وہ تم سے خوش طبعی سے پیش آتی میں نے عرض کیا کہ میری بہت سی بہنیں ہیں اس لئے میں نے ایک ایسی عوت سے نکاح کرنا چاہا جو ان کو اکٹھا کرے' ان کے کنگھی کرے اور ان کی خبرگیری بھی

قَبْلِي، وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ، فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: (الآنَ قَدِمْتَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (فَدَعْ جَمَلَكَ، وَادْخُلْ، فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ). فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ، فَأَمَرَ بِلاَلًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً، فَوَزَنَ لِي بِلاَلٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ، فَقَالَ: (ادْعُ لِي جَابِرًا). فَقُلْتُ: الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ: (خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ). [رواه البخاري: ۲۰۹۷]

کرتی رہے آپ نے فرمایا اچھا اب تم جا رہے ہو جب اپنے گھر پہنچو تو عقل و احتیاط سے کام لینا پھر فرمایا کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے ایک اوقیہ کے عوض مجھ سے خرید لیا پھر آپ مجھ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے اور میں صبح کو پہنچا ہم لوگ مسجد کی طرف گئے تو آپ کو میں نے مسجد کے دروازے پر پایا آپ نے پوچھا کیا تم ابھی آ رہے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: تم اپنا اونٹ یہیں چھوڑ کر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو چنانچہ میں نے مسجد کے اندر دو رکعت نماز پڑھی آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ چاندی دے چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے جھکاؤ کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی مجھے تول دی پھر میں واپس گیا اور جب میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ میں نے دل میں سوچا کہ اب میرا اونٹ مجھے واپس کر دیا جائے گا اور مجھے یہ بات بہت ہی ناپسند تھی آپ نے فرمایا: تم اونٹ بھی لے لو اور اس کی قیمت بھی لے جاؤ۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور اس کے خدمت گار بھی ہوں اسے اپنی ضروریات خود خریدنے میں عار نہیں ہونی چاہیے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہی باعث خیر و برکت ہے۔ (عون الباری:۸/۳۸/۳)

۲۰ - باب: شِرَاءُ الإِبِلِ الْهِيمِ

باب ۲۰: پیاس کی بیماری میں مبتلا اونٹوں کی خرید و فروخت

۱۰۰۳ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ اشْتَرَى إِبِلًا هِيمًا مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ فِيهَا شَرِيكٌ، فَجَاءَ شَرِيكُهُ

۱۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص سے پیاس کی بیماری میں مبتلا اونٹ خرید لئے' اس آدمی کا ایک شریک تھا وہ حضرت

إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ. قَالَ: فَاسْتَقْهَا، [قَالَ:] فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا، قَالَ: دَعْهَا، رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: (لَا عَدْوَى). [رواه البخاري: ٢٠٩٩]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے شریک نے آپ کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا اونٹ بیچ دیئے ہیں وہ آپ کو جانتا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اونٹ ہانک کر لے جاؤ۔ جب وہ ہانکنے لگا تو فرمایا انہیں چھوڑ دو ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں کہ ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا۔

فوائد: اس حدیث سے عیب دار چیز کی خرید و فروخت کا ثبوت ملتا ہے بشرطیکہ بیچنے والا اس کی وضاحت کر دے اور لینے والا اسے قبول کرے اگر وضاحت معاملہ طے کرنے کے بعد کی جائے تو لینے والے کو اختیار ہے اسے لے یا واپس کر دے۔ (عون الباری:۳/۴۰)

٢١ - باب: ذِكْرُ الْحَجَّامِ

باب ۲۱: سنگی لگانے والے کا تذکرہ

١٠٠٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا مِنْ خَرَاجِهِ. [رواه البخاري: ٢١٠٢]

۱۰۰۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سنگی لگائی' آپ نے اسے ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کریں۔

فوائد: ثابت ہوا کہ سنگی لگانے کا کاروبار جائز ہے اور اس کی اجرت لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اگرچہ اس کام سے عام انسان کو گھن آتی ہے تاہم اسکے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (عون الباری:۳/۴۱)

١٠٠٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْطَى الَّذِي حَجَمَهُ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهِ. [رواه البخاري: ٢١٠٣]

۱۰۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سنگی لگوائی اور لگانے والے کو اجرت دی اگر یہ مزدوری حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے۔

٢٢ - باب: التِّجَارَةُ فِيمَا يُكْرَهُ كَسْبُهُ

باب ۲۲: باب ایسی چیزوں کی تجارت جن کی کمائی درست نہیں

١٠٠٦ : عَنْ عَائِشَةَ [أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ] رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً

۱۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ایک ایسا تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں۔

فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَتْ: فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَتُوبُ إِلَى ٱللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ [ﷺ]، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟). قُلْتُ: ٱشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ، فَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ). وَقَالَ: (إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ الْمَلاَئِكَةُ). [رواه البخاري: ٢١٠٥]

جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر ٹیک لگا کر بیٹھیں' آپ نے فرمایا یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا جو صورتیں تم نے بنائی تھیں ان کو زندہ کرو اور آپ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں' اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فوائد: فوٹوگرافی ہر قسم کی حرام ہے خواہ عکسی ہو یا مجسم' دیوار پر بنائی جائے یا کپڑے پر نقش ہو یہ وعید صرف بنانے والے کے لئے نہیں بلکہ استعمال کرنے والے کو بھی شامل ہے۔ (عون الباری:۳/۴۴)

٢٣ - باب: إِذَا اشْتَرَى شَيْئاً فَوَهَبَ مِن سَاعَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا

باب ۲۳: جب کوئی شخص کسی چیز کو خریدے اور بائع مشتری کے جدا جدا ہونے سے پہلے اسی وقت کسی کو ہبہ کر دے

١٠٠٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ، فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: (بِعْنِيهِ). فَقَالَ: هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ رسول الله

۱۰۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا وہ اونٹ میرے قابو نہ آتا تھا اور سب سے آگے بڑھ جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹ کر پیچھے کر دیتے مگر وہ پھر آگے ہو جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر اسے ڈانٹ کر پیچھے کر دیتے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے

ﷺ: (بِعْنِيهِ). فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عُمَرَ، تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ). [رواه البخاري: ٢١١٥]

میرے ہاتھ فروخت کردو انہوں نے عرض کیا وہ آپ ہی کا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تم اسے میرے ہاتھ فروخت کردو چنانچہ انہوں نے وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کو فروخت کردیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما! یہ اونٹ تمہارا ہی ہے اس کو جو چاہو کرو۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر خریدار نے سودا طے کرتے وقت ہی خریدی ہوئی چیز میں تصرف کیا اور بیچنے والا اس پر معترض نہیں ہوا تو اس کے خاموش رہنے سے خیار مجلس ختم ہو جاتا ہے۔

(عون الباری:۳/۴۵)

٢٤ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ الخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

باب ۲۴: خرید وفروخت میں فریب کاری اور دھوکہ دہی ناجائز ہے

١٠٠٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ: (إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لاَ خِلاَبَةَ). [رواه البخاري: ٢١١٧]

۱۰۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس کے ساتھ اکثر خرید وفروخت میں دھوکہ وفریب کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ خریدتے بیچتے وقت کہہ دیا کرو کہ دھوکہ فریب کا کوئی کام نہیں؟

فوائد: بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلقین کردہ الفاظ کے استعمال پر اسے تین دن تک اختیار رہتا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے خریدار کو بیع فسخ کرنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۹)

٢٥ - باب: مَا ذُكِرَ فِي الأَسْوَاقِ

باب ۲۵: بازاروں کی نسبت کیا کہا گیا ہے؟

١٠٠٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ). قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ، وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟.

۱۰۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے گا جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو وہاں سب اول سے آخر تک زمین میں دھنس جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! سب لوگ کس طرح دھنس جائیں گے؟ حالانکہ ان میں بازاری لوگ اور

قَالَ: (يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ). [رواه البخاري: ٢١١٨]

غیر جنگی آدمی ہوں گے آپ نے فرمایا سب لوگ دھنس جائیں گے مگر ان کا حشر ان کی نیت کے مطابق ہوگا۔

فوائد: اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ایک حدیث کے مطابق بازار اگرچہ زمین کا برا خطہ ہیں کیونکہ ان میں شور وغل اور بلاوجہ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے تاہم اشراف وفضلاء کے وہاں جانے اور کاروبار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل شر اور فتنہ پرور لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا خود اپنی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

١٠١٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَٱلْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (سَمُّوا بِٱسْمِي، وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي). [رواه البخاري: ٢١٢٠]

۱۰۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بازار گئے تو ایک شخص نے پکارا اے ابوالقاسم! آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا میں نے فلاں شخص کو پکارا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بازار بقیع میں تھا نیز اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا بازار جانا ثابت ہوا جو شان رسالت اور منصب امامت کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ کافر رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرتے تھے۔

١٠١١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [ٱلدَّوْسِيِّ]، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةِ مِنَ النَّهَارِ، لاَ يُكَلِّمُنِي وَلاَ أُكَلِّمُهُ، حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ رضي الله عنها، فَقَالَ: (أَثَمَّ لُكَعُ، أَثَمَّ لُكَعُ؟). فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُه، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: (اللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ

۱۰۱۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دن کے وقت ایک طرف نکلے مگر نہ آپ مجھ سے باتیں کرتے اور نہ میں آپ سے کوئی بات کرتا تھا حتی کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچ گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے صحن میں بیٹھ گئے اور فرمایا کیا یہاں کوئی بچہ ہے؟ کیا ادھر کوئی ننھا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے کچھ دیر روکے رکھا میں نے خیال کیا کہ وہ انہیں ہار وغیرہ پہنا رہی ہیں یا اسے نہلا رہی ہیں پھر وہ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے

مَنْ يُحِبُّهُ). [رواه البخاري: ٢١٢٢]

رسول اللہ ﷺ نے اسے گلے لگایا اور اس سے پیار کیا پھر فرمایا اے اللہ! تو اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔

فوائد: مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار بنو قینقاع سے واپس آئے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ بازار بنو قینقاع میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر نہیں تھا۔

١٠١٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ طَعَاماً مِنَ الرُّكْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ ٱشْتَرَوْهُ، حَتَّى يَنْقُلُوه حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا ٱشْتَرَاهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ. [رواه البخاري: ٢١٢٣، ٢١٢٤]

١٠١٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ اہل قافلہ سے غلہ خرید لیتے آپ کسی ایسے شخص کو ان کے پاس بھیج دیتے جو ان کو خریداری کی جگہ غلہ بیچنے سے منع کرتا یہاں تک کہ اسے منڈی میں پہنچا دیں جہاں فروخت ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ غلہ جس وقت خریدا جائے اسی وقت وہیں فروخت کر دیا جائے یہاں تک کہ اس پر پورا پورا قبضہ نہ کر لیا جائے۔

فوائد: اس حدیث میں اگرچہ بازار کی صراحت نہیں ہے لیکن اکثر طور پر غلہ وغیرہ بازار اور منڈی میں ہی فروخت ہوتا ہے اس لئے بازار جانے کا جواز ثابت ہوا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خریدی ہوئی چیز کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا درست نہیں ہے۔

٢٦ - باب: كَرَاهِيَةُ السَّخَبِ فِي السُّوقِ

باب ٢٦: بازار میں شور و غل کرنا مکروہ ہے

١٠١٣ : عَنْ عَبْدِٱللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صِفَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ، قَالَ: أَجَلْ، وَٱللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ

١٠١٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے وہ اوصاف پوچھے گئے جو تورات میں ہیں انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! آپ کی بعض صفات تورات میں وہی ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں (تورات میں اس قسم کا مضمون ہے) اے نبی ﷺ! ہم نے

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾. وَحِرْزًا لِلأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيظٍ، وَلاَ سَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ، وَلاَ يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا. [رواه البخاري: ٢١٢٥]

آپ کو گواہی دینے والا' خوشخبری سنانے والے' ڈرانے والا اور امیوں کی نگہبانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے نہ تو بد خلق ہے اور نہ سنگدل اور نہ بازاروں میں شوروغل کرنے والا ہے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتا ہے لیکن درگزر اور مہربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک ہرگز موت نہیں دے گا جب تک کہ اس کے ذریعے ایک کجرو قوم کو سیدھا نہ کردے بایں طور کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعے نابینا آنکھیں بینا ہوجائیں اور بہرے کان کھول دیئے جائیں اور بستہ دل آگاہ کئے جائیں۔

فوائد: اس سے بازاری لوگوں کی مذمت بھی ثابت ہوتی ہے جو بازار میں اپنی چیز کی تعریف اور دوسروں کی برائی کرتے ہیں' جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں غالبا انہی مذموم اوصاف کی بناء پر بازاروں کو بدترین خطہ قرار دیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷)

٢٧ - باب: الْكَيْلُ عَلَى الْبَائِعِ وَالمُعطِي

باب ۲۷: ناپ تول کرنا بیچنے والے اور دینے والے کے ذمہ ہے

١٠١٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ، فَطَلَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا، الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ، وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ). فَفَعَلْتُ، ثُمَّ

۱۰۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو ان پر کچھ قرض تھا للذا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرائی کہ قرض خواہ کچھ معاف کردیں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے اس کے لئے سفارش کی لیکن انہوں نے منظور نہ کیا تب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی کھجوروں کو چھانٹ کر ہر قسم علیحدہ علیحدہ کرلو عجوہ اور عذق زید الگ کرکے مجھے اطلاع دینا

أَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَلَسَ عَلَى أَعْلاَهُ أَوْ فِي وَسَطِهِ، ثُمَّ قَالَ: (كِلْ لِلْقَوْمِ). فَكِلْتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ. [رواه البخاري: ٢١٢٧]

چنانچہ میں نے یہی کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بلوا بھیجا آپ تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھ گئے اور مجھے فرمایا کہ قرض خواہوں کو ناپ ناپ کر دو میں نے ناپ کر سب کے حصے پورے کردیئے پھر بھی اس قدر کھجوریں باقی رہیں جیسے ان سے کچھ بھی کم نہ ہوا ہو۔

فوائد: حضرت جابر رضی اللہ عنہ چونکہ قرض اتارنے کے لئے کھجوریں دے رہے تھے اس لئے ناپ تول انہی کی ذمہ داری تھی اس سے معلوم ہوا کہ دینے والا خواہ بیچنے والا ہو یا قرض اتارنے والا ناپ تول اس کے ذمہ ہے۔ (عون الباری:۳/۶۰)

٢٨ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

باب ۲۸: غلے وغیرہ کا ناپنا مستحب ہے

١٠١٥ : عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ). [رواه البخاري: ٢١٢٨]

۱۰۱۵۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا غلہ ناپ کر لیا کرو اس سے تمہیں برکت حاصل ہوگی۔

فوائد: یہ حکم اس وقت ہے جب غلہ خریدا جائے اور اپنے گھر لایا جائے لیکن خرچ کرتے وقت وزن کرتے رہنا اس کی برکت کو ختم کرنے کے مترادف ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے جنہیں میں ایک مدت تک استعمال کرتی رہی آخر میں نے ایک دن ان کا وزن کیا تو وہ ختم ہو گئے۔ (عون الباری:۳/۶۱)

٢٩ - باب: بَرَكَةُ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُدِّهِ

باب ۲۹: رسول اللہ ﷺ کا صاع اور مد بابرکت ہے

١٠١٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا، وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كما حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ [عَلَيْهِ السَّلاَمُ] لِمَكَّةَ). [رواه البخاري:

۱۰۱۶۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس طرح مکہ کو حرم قرار دیا اور اس کے لئے دعا فرمائی اسی طرح میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور میں نے مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کی دعا کی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔

[۲۱۲۹]

فوائد: اس باب کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ حدیث میں جو غلہ کی خیر وبرکت کا ذکر ہے وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسے اہل مدینہ کے مد اور صاع سے ناپ تول کیا جائے۔ (عون الباری:۳/۹۲)

نوٹ: ایک صاع حجازی میں ۵ ۱/۳ رطل ہوتے ہیں مختلف فقہاء کی تصریح کے مطابق ایک رطل نوے مثقال کا ہوتا ہے اس حساب کے مطابق ایک صاع کے ۴۸۰ مثقال ہوئے ایک مثقال ۴ ۱/۲ ماشہ کا ہوتا ہے اس طرح ۴۸۰ مثقال کے دوہزار ایک سو ساٹھ (۲۱۶۰) ماشے ہوئے چونکہ ایک تولہ میں بارہ ماشے ہوتے ہیں لہٰذا بارہ پر تقسیم کرنے سے ایک صاع حجازی کا وزن ایک سو اسی (۱۸۰) تولہ بنتا ہے جدید اعشاری نظام کے مطابق تین تولہ کے پینتیس (۳۵) گرام ہوتے ہیں اسی حساب سے ایک سو اسی تولہ وزن کے دو ہزار ایک سو (۲۱۰۰) گرام بنتے ہیں یعنی صاع حجازی کا وزن دو کلو سو گرام ہے پرانے وزن کے مطابق دو سیر چار چھٹانک ہے بعض حضرات کے نزدیک صاع حجازی کا وزن دو سیر دس چھٹانک تین تولہ چار ماشہ تقریباً پونے تین سیر رائج الوقت تقریباً اڑھائی کلو ہے واللہ اعلم

٣٠ - باب: مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالحُكْرَةِ

باب ۳۰: غلہ بیچنے اور اس کے ذخیرہ کرنے کے متعلق کیا بیان کیا جاتا ہے

١٠١٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً، يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ. [رواه البخاري: ٢١٣١]

۱۰۱۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جو لوگ تخمینے سے غلہ بیچتے تھے انہیں میں نے پٹتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ وہ اس پر قبضہ کرکے اپنے گھروں میں لے آئیں پھر فروخت کریں۔

فوائد: احتکار' ذخیرہ اندوزی کو کہتے ہیں یہ اس وقت منع ہے جب لوگوں کو غلے کی ضرورت ہو تو مزید مہنگائی کے انتظار میں اسے مارکیٹ میں نہ لایا جائے اگر مارکیٹ میں غلہ دستیاب ہے تو ذخیرہ اندوزی منع نہیں ہے۔ مسلم میں ہے کہ ذخیرہ اندوزی وہی کرتا ہے جو خطا کار ہوتا ہے امام بخاری کا رجحان احتکار کے جواز کی طرف معلوم ہوتا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کئے بغیر اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

١٠١٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ. قِيلَ لابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ ذَاكَ؟. قَالَ:

۱۰۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص غلہ کو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا ایسا کیوں ہے؟

ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ، وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ. [رواه البخاري: ٢١٣٢]

انہوں نے فرمایا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے روپیہ، روپیہ کے بدلے فروخت کیا جائے اور غلہ ادھار گویا ایک شخص نے غلہ خریدا جو موجود نہ تھا (کیونکہ تکمیل ملک بغیر قبضہ کے نہیں ہوتی)

فوائد: اس کی صورت یوں ہو گی کہ ایک آدمی نے کوئی چیز بیس روپے میں خریدی اور رقم ادا کر دی لیکن چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے مالک کو ہی تیس روپے میں فروخت کر دی اب گویا بیس روپے کو تیس روپے کے عوض دیا ہے جو صراحتاً سود ہے اور اس چیز کو تو درمیان میں بطور بہانہ اور حیلہ استعمال کیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۶۴)

١٠١٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱلذَّهَبُ بِٱلذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّاهاء وَهَاء وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ). [رواه البخاري: ٢١٣٤]

۱۰۱۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سونا سونے کے عوض فروخت کرنا سود ہے مگر جبکہ دست بدست ہو تو درست ہے اور گیہوں کے عوض گیہوں فروخت کرنا سود ہے لیکن دست بدست ہو تو جائز ہے اس طرح کھجوروں کے عوض کھجوریں اور جو کے عوض جو فروخت کرنا سود ہے لیکن دست بدست ہو تو جائز ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ بدلین پر طرفین سے قبضہ ضروری ہے بصورت دیگر سود کا اطلاق ہو گا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اور گندم دو الگ الگ اجناس ہیں۔ (عون الباری:۳/۶۵)

٣١ - باب: «لا يَبِعْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ ولا يَسُمْ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتْرُكَ»

باب ۳۱: کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اس کی قیمت پر قیمت لگائے یہاں تک کہ وہ اجازت دے یا اسے چھوڑ دے

١٠٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ،

۱۰۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی مقامی کسی بیرونی کے لئے فروخت کرے اور نہ کوئی دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھائے اور نہ ہی کوئی

وَلاَ يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلاَ تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا). [رواه البخاري: ٢١٤٠]

شخص ایک بھائی کی بیع پر بیع کرے اور نہ ہی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی خواہش کرے اس نیت سے کہ اس کے منہ کا نوالہ اس کے منہ میں پڑ جائے۔

فوائد: کوئی مقامی کسی باہر سے آنے والے کے لئے فروخت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دیہاتی لوگ جو اپنی اشیاء اہل شہر سے سستے داموں فروخت کر جاتے ہیں ان سے کوئی شہری کہے کہ تم اسے فروخت نہ کرو بلکہ میرے پاس رکھ جاؤ میں مہنگے دام اسے فروخت کروں گا ایسا کرنا منع ہے کہ اس سے شہر والوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ (عون الباری:۳/۶۷)

٣٢ - باب: بَيْعُ الْمُزَايَدَةِ

باب ۳۲: نیلامی کی بیع کا بیان

١٠٢١ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلاَمًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَٱحْتَاجَ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟). فَٱشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بِكَذَا وَكَذَا، فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ. [رواه البخاري: ٢١٤١]

۱۰۲۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزادی کا اختیار سونپ دیا مگر وہ شخص کچھ مدت کے بعد محتاج ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے غلام کو پکڑ کر فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خرید تا ہے؟ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کسی قدر مال کے عوض خرید لیا پھر آپ نے وہ قیمت اس کے مالک کو دے دی۔

فوائد: نیلامی اگر قیمت بڑھانے کے لئے کی جائے تو منع ہے اگر خریدنے کے لئے ہو تو درست ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس غلام کو نیلامی کے طور پر حاضرین کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ اسے کون خرید تا ہے؟ (عون الباری:۳/۶۹)

٣٣ - باب: بَيْعُ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الحَبَلَةِ

باب ۳۳: دھوکے اور حبل الحبلہ کی بیع

١٠٢٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الجَاهِلِيَّةِ: كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا.

۱۰۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا یہ ایک ایسی بیع تھی جو زمانہ جاہلیت میں کی جاتی تھی بایں صورت کہ ایک شخص اونٹنی اس وعدہ پر خرید تا کہ جب وہ بچہ جنے پھر وہ بڑی ہو کر بچہ جنے تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔

[رواه البخاري: ٢١٤٣]

فوائد: دھوکے کی بیع یہ ہے کہ ایک پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے یا کوئی مچھلی دریا میں جا رہی ہے اسے پکڑنے سے پہلے ہی خرید وفروخت کرنا مذکورہ حدیث میں جس بیع کا ذکر ہے اس میں بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے ممکن ہے کہ اونٹنی یا اس کا بچہ آگے جنے یا نہ جنے۔

٣٤ - باب: النَّهْيُ لِلْبَائِعِ أَنْ لاَ يُحفِّلَ الإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ

باب ۳۴: بائع کو جائز نہیں کہ وہ (کسی کو دھوکہ دینے کے لئے) اونٹ' گائے اور بکری کے تھنوں میں دودھ جمع کرے

١٠٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنِ ٱشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَٱحْتَلَبَهَا، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ). [رواه البخاري: ٢١٥١]

۱۰۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی دودھ بستہ بکری کو خریدے تو اس کا دودھ دوہنے کے بعد اگر وہ اسے پسند ہو تو رکھ لے اگر پسند نہ ہو تو اس کے دودھ کے عوض صاع بھر کھجوریں دے دے (اور اسے واپس کردے)

فوائد: دودھ بستہ جانور کو واپس کرنے کی صورت میں مشتری کو چاہئے کہ دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور بھی جانور کے ساتھ واپس کرے احناف نے اس حدیث کو خلاف قیاس سمجھتے ہوئے قابل عمل نہیں سمجھا نیز یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ تھے لہٰذا ان سے مروی روایت خلاف قیاس ہونے کی صورت میں قابل قبول نہیں حالانکہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حکم نقل کیا ہے جو واجب تعمیل ہے۔

٣٥ - باب: بَيْعُ الْعَبْدِ الزَّانِي

باب ۳۵: زنا کار غلام کی بیع

١٠٢٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلاَ يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلاَ يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ). [رواه البخاري: ٢١٥٢]

۱۰۲۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو اس کا مالک اسے کوڑے لگائے صرف ڈانٹنے پر اکتفا نہ کرے اگر پھر زنا کرے تو پھر اسے کوڑے لگائے زجرو تنبیہ پر اکتفا نہ کرے اور اگر تیسری مرتبہ زنا کرے تو اس کو فروخت کردے خواہ بالوں کی رسی ہی کے عوض ہو

فوائد: زناکاری بھی ایک عیب ہے خریدار اس عیب کے مطلع ہونے پر اس غلام یا لونڈی کو واپس کر سکتا ہے اگرچہ حدیث میں لونڈی کا ذکر ہے لیکن غلام کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے احناف لونڈی کے متعلق یہ قاعدہ درست کہتے ہیں لیکن غلام کے متعلق اس کو نہیں مانتے۔ (عون الباری:۳/۷۶)

٣٦ - باب: هَل يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ؟

باب ۳۶: کیا شہری کسی دیہاتی کے لئے بلا معاوضہ بیع کر سکتا ہے؟ کیا وہ اس کی مدد اور خیر خواہی کر سکتا ہے

١٠٢٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ). فَقِيلَ لابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ: (لاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ). قَالَ: لاَ يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا. [رواه البخاري: ٢١٥٨]

۱۰۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلہ لے کر آنے والے قافلہ سواروں سے ملنے کے لئے پیش قدمی نہ کرو اور کوئی مقامی کسی بیرونی کے لئے بیع نہ کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا اس کا مطلب کیا ہے کہ کوئی مقامی کسی بیرونی کے لئے بیع نہ کرے؟ انہوں نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر شہری باہر سے آنے والے کا سامان تعاون اور خیر خواہی کے طور پر فروخت کرتا ہے تو ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ دوسری احادیث میں مسلمان کی خیر خواہی اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم ہے۔ (عون الباری:۳/۷۸)

٣٧ - باب: النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ

باب ۳۷: شہر سے باہر اہل قافلہ سے خرید وفروخت کی خاطر ملاقات منع ہے

١٠٢٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلاَ تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوقِ). [رواه البخاري: ٢١٦٥]

۱۰۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے کوئی شخص دوسرے شخص کی بیع پر بیع نہ کرے اور جو مال باہر سے آ رہا ہو اس کے مالک کو نہ ملو حتیٰ کہ وہ بازار میں پہنچ جائے۔

فوائد: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شہری بیوپاری بیرونی قافلوں سے غلہ کی رسد کو شہر سے دور باہر نکل کر خرید لیتے ہیں اور منڈی میں اسے مہنگے دام فروخت کرتے ہیں امام بخاری کے نزدیک ایسی بیع حرام ہے بعض محدثین کے نزدیک یہ بیع صحیح ہے البتہ مالک کو اختیار ہے کہ منڈی کا بھاؤ معلوم ہونے

کے بعد اگر چاہے تو اسے قائم رکھے یا فسخ کر دے۔ (عون الباری:۸۱/۳)

۳۸ - باب: بَيْعُ الزَّبِيبِ بِالزَّبِيبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

باب ۳۸: کشمش کا کشمش کے عوض اور غلے کا غلے کے عوض خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟

١٠٢٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ نَهى عَنِ الْمُزَابَنَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ: بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا. [رواه البخاري: ٢١٧١]

۱۰۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کی تازہ کھجور کو خشک کھجور کے عوض ماپ کر بیچا جائے اسی طرح بیل کے انگوروں کو کشمش کے عوض ناپ کر فروخت کیا جائے۔

فوائد: وہ کھجور جو ابھی درختوں سے نہ اتاری گئی ہو اسی طرح وہ انگور جو ابھی بیلوں پر ہیں ان کا اندازہ کر کے خشک کھجوروں یا منقہ کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے ایک فریق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ (ابو محمد)

۳۹ - باب: بَيْعُ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ

باب ۳۹: جو کو جو کے عوض فروخت کرنا

١٠٢٨ : عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱلْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ، قَالَ: فَدَعَانِي طَلْحَةُ ابْنُ عُبَيْدِ ٱللَّهِ، فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى ٱصْطَرَفَ مِنِّي، فَأَخَذَ ٱلذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ: حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ، وَعُمَرُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَٱللَّهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ، قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (الذَّهَبُ بِٱلذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ..) وَذَكَرَ باقي الحَدِيث وقَدْ تَقَدَّم [رواه البخاري: ٢١٣٤].

۱۰۲۸۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے سو دینار کے عوض بیع صرف (ریزگاری) کی ضرورت ہوئی تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بلایا ہم آپس میں نرخ کے متعلق گفتگو کرنے لگے بالآخر انہوں نے مجھ سے بیع صرف کر لی انہوں نے سونا لیا اور ہاتھ میں الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا پھر کہا اس قدر انتظار کرو کہ میرا خزانچی مقام غابہ سے آجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ گفتگو سن رہے تھے انہوں نے فرمایا (مالک بن اوس رضی اللہ عنہ) تمہیں اللہ کی قسم! جب تک وصولی نہ کر لو اس سے جدا نہ ہونا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونا سونے کے عوض فروخت

کرنا رہا ہے جب تک دست بدست نہ ہو باقی حدیث (۱۰۱۹) پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "جو کے بدلے جو اور کھجور کے بدلے کھجور بیچنا بھی سود ہے مگر اس صورت میں کہ نقد بنقد ہو۔

٤٠ - باب: بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

باب ۴۰: سونے کے عوض سونا فروخت کرنا کیسا ہے؟

١٠٢٩ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، والفِضَّةَ بِالفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ، كَيْفَ شِئْتُمْ). [رواه البخاري: ٢١٧٥]

۱۰۲۹۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض کمی بیشی سے مت فروخت کرو البتہ سونا سونے کے برابر چاندی چاندی کے برابر فروخت کرو ہاں سونے کے عوض چاندی اور چاندی کے عوض سونا جس طرح چاہو فروخت کر سکتے ہو۔

فوائد: اگر اجناس مختلف ہوں مثلاً ایک طرف سے سونا اور دوسری طرف سے چاندی تو اس میں کمی بیشی تو کی جا سکتی ہے البتہ دونوں طرف سے نقد ہونا ضروری ہے ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار درست نہیں۔ (عون الباری:۳/۸۵)

٤١ - باب: بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

باب ۴۱: چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کرنا

١٠٣٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ). [رواه البخاري: ٢١٧٧]

۱۰۳۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے عوض مت فروخت کرو مگر برابر برابر یعنی ایک دوسرے سے کم زیادہ کر کے فروخت نہ کرو اور چاندی کے عوض چاندی کو فروخت نہ کرو مگر برابر برابر یعنی ایک دوسرے سے کمی بیشی کر کے مت بیچو اور غائب چیز کو حاضر کے عوض نہ فروخت کرو یعنی ایک طرف سے نقد اور دوسری

طرف سے ادھار پر۔

فوائد : ایک شخص نے کسی سے درہم لینے ہیں اور کسی اور نے اس سے دینار لینے ہیں یہ دونوں آپس میں درہم ودینار کی خرید وفروخت نہیں کر سکتے کیونکہ جب ایک طرف سے ادھار اور دوسری طرف نقد کی خرید وفروخت جائز نہیں تو دونوں طرف سے ادھار کی بیع کیسے ہو سکتی ہے۔ (عون الباری:۳/۸۶)

٤٢ - باب: بَيْعُ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً

باب ۴۲: دینار کو دینار کے عوض ادھار بیچنا

١٠٣١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، فَقِيلَ لَهُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُولُهُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ ٱللهِ تَعَالَى؟. قَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ لَا أَقُولُ، وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنِّي، وَلٰكِنَّنِي أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ). [رواه البخاري: ٢١٧٨، ٢١٧٩]

۱۰۳۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا دینار کو دینار کے عوض اور درہم کو درہم کے عوض (برابر برابر) فروخت کرنا جائز ہے جب ان سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کے قائل نہیں تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یا کتاب اللہ میں دیکھا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں کہتا کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو البتہ مجھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے۔

فوائد : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مؤقف یہ تھا کہ سود صرف اسی صورت میں ہو گا جب ایک طرف سے ادھار ہو ان کے نزدیک دست بدست ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے یہ مؤقف دیگر احادیث کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ مستدرک حاکم میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (عون الباری:۳/۸۸)

٤٣ - باب: بَيْعُ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

باب ۴۳: چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا

١٠٣٢ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، أَنَّهُما سُئِلَا عَنِ الصَّرْفِ، فَكُلُّ

۱۰۳۲۔ حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کے متعلق دریافت کیا گیا تو ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے متعلق

وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: هٰذَا خَيْرٌ مِنِّي، وَكِلَاهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا. [رواه البخاري: ٢١٨٠، ٢١٨١]

کہا یہ مجھ سے بہتر ہے' پھر دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کو چاندی کے عوض ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: خرید و فروخت کی چند ایک اقسام یہ ہیں: اگر سونے چاندی کے علاوہ دیگر اسباب کی بیع اسباب سے ہو تو اسے مقابلہ کہتے ہیں اور ایک نقدی کی بعینہ اسی نقدی سے بیع کرنے کو مراطلہ کہا جاتا ہے اور ایک نقدی کی دوسری مختلف نقدی سے بیع کرنا صرف کہلاتا ہے اگر اسباب کی نقدی کے عوض بیع ہو تو نقدی کو قیمت اور اسباب کو عوض کہتے ہیں ان تمام کا حکم یہ ہے کہ دست بدست تو سب جائز ہیں البتہ ادھار لین دین میں کچھ تفصیل ہے نقدی کا نقدی کے عوض ادھار جائز نہیں البتہ اسباب کا نقدی کے عوض ادھار جائز ہے اگر نقدی وصول کر کے اسباب بعد میں حوالے کرتا ہے تو بھی جائز ہے کیونکہ یہ بیع سلم ہے اگر دونوں طرف سے ادھار ہے تو جائز نہیں۔ (عون الباری:۳/۹۰)

٤٤ - باب: بَيْعُ الْمُزَابَنَةِ

باب ۴۴: بیع مزابنہ

١٠٣٣ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ). قَالَ: وَأَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:] أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ، وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهِ. [رواه البخاري: ٢١٨٣، ٢١٨٤]

۱۰۳۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک ان میں پکنے کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے اور درخت کی کھجور کو خشک کھجور کے عوض مت فروخت کرو پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ بعد میں رسول اللہ نے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو تازہ یا خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے کی اجازت بیع عرایا کی صورت میں دی ہے اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اجازت نہیں دی ہے۔

فوائد: بیع عرایا یہ ہے باغ کا مالک کسی کو کھجور کا درخت خیرات کے طور پر دے دے پھر بے موقع آنے جانے کی تکلیف کے پیش نظر خشک کھجور دے کر وہ درخت اس سے خرید لے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے اگلی احادیث میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ (عون الباری:۳/۹۱)

١٠٣٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۰۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ وَلاَ يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، إِلَّا الْعَرَايَا. [رواه البخاري: ٢١٨٩]

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی فروخت سے منع فرمایا تا وقتیکہ وہ پک نہ جائے اور ان کی کوئی قسم درہم و دینار کے علاوہ کسی اور شئی کے عوض فروخت نہ کی جائے سوائے عرایا کے (کہ ان کو پھلوں کے عوض بھی فروخت کیا جا سکتا ہے)۔

٤٥ - باب: بَيْعُ الثَّمَرِ عَلَى رُؤُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ

باب ۴۵: درخت پر لگی کھجور سونے چاندی کے عوض فروخت کرنا

١٠٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ. [رواه البخاري: ٢١٩٠]

۱۰۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم ہوں۔

فوائد: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اگر درخت پر لگی کھجوروں کا اندازہ پانچ وسق یا اس سے کم کا ہو تو بیع عرایا جائز ہے اس سے زیادہ کی جائز نہیں ہے تاہم احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس کا جواز پانچ سے کم تر میں محدود کر دیا جائے۔ (عون الباری: ۳/۹۳)

نوٹ: اس عنوان کا جواز اوپر والی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ (علوی)

٤٦ - باب: بَيْعُ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُو صَلاَحُهَا

باب ۴۶: صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنا (منع ہے)

١٠٣٦ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَبْتَاعُونَ الثِّمَارَ، فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ، قَالَ الْمُبْتَاعُ: إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ، أَصَابَهُ مُرَاضٌ، أَصَابَهُ قُشَامٌ، عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ

۱۰۳۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ پھلوں کو قبل از صلاحیت فروخت کرتے تھے جب خریدنے والے اپنا پھل توڑ لیتے اور ان سے قیمت کا تقاضا کا وقت آتا تو کہتے کہ پھلوں میں دمان، مراض، قشام اور دیگر آفتیں پیدا ہو گئی تھیں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس قسم کے بیشتر مقدمات پیش ہوئے تو آپ نے بطور

فِي ذٰلِكَ: (فإِمَّا لاَ، فَلاَ تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُ الثَّمَرِ). كَالمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ. [رواه البخاري: ٢١٩٣]

مشورہ ان سے فرمایا اگر تم جھگڑوں سے باز نہیں آتے تو جب تک پھلوں میں صلاحیت نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک ان کی خرید وفروخت نہ کیا کرو۔

فوائد: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ حکم امتناعی ابتداء میں تو بطور مشورہ تھا بعد میں قطعی طور پر منع کر دیا جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (۲۱۹۴) میں ہے خود اس حدیث کے راوی حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی پختگی سے پہلے اپنا پھل فروخت نہ کرتے تھے۔ (عون الباری:۳/۹۶)

١٠٣٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتَّى تُشَقِّحَ. فَقِيلَ: وَمَا تُشَقِّحُ؟. قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا. [رواه البخاري: ٢١٩٦]

۱۰۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ مشقح نہ ہو جائیں عرض کیا گیا مشقح کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ سرخ یا زرد اور کھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔

٤٧ - باب: إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ

باب ۴۷: اگر کوئی صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچ ڈالے تو آفت آنے پر وہ ذمہ دار ہوگا

١٠٣٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ وقَالَ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ. فَقِيلَ لَهُ: وَمَا تُزْهِي؟. قَالَ: حَتَّى تَحْمَرَّ. فَقَالَ [رَسُولُ ٱللهِ ﷺ]: (أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ ٱللهُ الثَّمَرَةَ، بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ). [رواه البخاري: ٢١٩٨]

۱۰۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کے زہو ہونے سے پہلے انہیں فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے آپ سے دریافت کیا گیا زہو کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کا سرخ ہو جانا پھر فرمایا بھلا بتاؤ اگر اللہ پھل کو ضائع کردے تو تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے عوض کھائے گا؟

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھلوں کی پختگی سے پہلے ان کی خرید وفروخت جائز ہے تاہم آفت زدگی کی صورت میں اس کا تاوان بیچنے والے کے ذمہ ہوگا یعنی خریدار کی کل رقم اسے واپس کرنا ہوگی۔

٤٨ - باب: إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ

باب ۴۸: اگر کوئی بہترین کھجوروں کے عوض عام کھجوروں کو فروخت کرنا چاہے

١٠٣٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟). قَالَ: لاَ وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلاَثَةِ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَفْعَلْ، بِعِ الجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ٱبْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا). [رواه البخاري: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

۱۰۳۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا تحصیل دار بنایا وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لے کر حاضر خدمت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! نہیں اللہ کی قسم ہم اس عمدہ کھجور کے ایک صاع کو دوسری کھجوروں کے دو صاع کے عوض اور دو صاع کو تین صاع کے عوض لیتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو بلکہ تم ان ردی کھجوروں کو روپوں کے عوض فروخت کرکے پھر ان روپوں سے عمدہ کھجور خرید لیا کرو۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر بعض علماء نے ربوی معاملات میں اس قسم کا حیلہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے مثلاً ایک سونے کے عوض دوسرا سونا کم وبیش لینے کی ضرورت ہو تو پہلے سونے کو روپے کے عوض فروخت کر دیا جائے پھر ان روپوں کے عوض دوسرا سونا خریدا جائے۔ واللہ اعلم

٤٩ - باب: بَيْعُ المُخَاضَرَةِ

باب ۴۹: کچے دانوں یا پھلوں کا فروخت کرنا کیسا ہے؟

١٠٤٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُخَاضَرَةِ، وَالْمُلاَمَسَةِ، وَالْمُنَابَذَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ. [رواه البخاري: ٢٢٠٧]

۱۰۴۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خوشہ کے اندر گیہوں کے کچے دانوں اور کچے پھلوں، محض پھینک دینے اور صرف ہاتھ لگا دینے سے بیع کا عقد کرنے سے منع فرمایا ہے نیز درخت پر لگی کھجوروں کو پختہ کھجوروں کے عوض فروخت کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔

فوائد: درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو عرایا کی صورت میں پختہ کھجوروں کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

٥٠ - باب: مَنْ أَجْرَى أَمْرَ الأَمْصَارِ عَلَى مَا يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوعِ وَالإِجَارَةِ وَالمِكْيَالِ وَالوَزْنِ

باب ٥٠: خرید وفروخت اور اجارہ نیز ماپ تول میں ملکی دستور کے مطابق حکم دیا جائے گا

١٠٤١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: قَالَتْ هِنْدٌ أُمُّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُا لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا؟. قَالَ: (خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ). [رواه البخاري: ٢٢١١]

١٠٤١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہند رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ بڑا بخیل آدمی ہے اگر میں اس کے مال سے کچھ پوشیدہ طور پر لے لیا کروں تو مجھ پر گناہ تو نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا تو دستور کے موافق صرف اتنا لے سکتی ہو جو تجھے اور تیرے بیٹوں کو کافی ہو۔

فوائد: اگر کسی ملک میں کوئی کرنسی رائج ہے خرید وفروخت کرتے وقت دوسری کرنسی کی شرط نہ لگانے کی صورت میں رائج الوقت کرنسی ہی مراد ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث میں کوئی حد مقرر نہیں فرمائی بلکہ عرف اور دستور کے مطابق مال لینے کا حکم دیا۔

٥١ - باب: بَيْعُ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِيكِهِ

باب ٥١: ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کو فروخت کر سکتا ہے

١٠٤٢ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: جَعَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ، وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ، فَلاَ شُفْعَةَ. [رواه البخاري: ٢٢١٣]

١٠٤٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ مال میں حق شفعہ قائم رکھا ہے لیکن جب تقسیم ہونے کے بعد حدیں واقع ہو جائیں اور راستے بدل جائیں شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

فوائد: اس مال سے مراد غیر منقولہ جائیداد ہے مثلاً مکان، زمین اور باغ وغیرہ کیونکہ منقولہ جائیداد میں بالاتفاق کسی کو شفعہ کا حق نہیں ہے اسی طرح وہ مال جو تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں بھی کوئی شفعہ نہیں ہے۔ (عون الباری:٣/١٠٨)

٥٢ - باب: شِرَاءُ المَمْلُوكِ مِنَ الحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ

١٠٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِسَارَةَ، فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ المُلُوكِ، أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ: دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِٱمْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ؟. قَالَ: أُخْتِي، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ: لاَ تُكَذِّبِي حَدِيثِي، فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي، وَٱللهِ إِنْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ، فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا، فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلاَّ عَلَى زَوْجِي فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ).

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: (قَالَتِ: اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ: هِيَ قَتَلَتْهُ، فَأُرْسِلَ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وتُصَلِّي وَتَقولُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي، فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ).

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: (فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ

باب ۵۲: حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا یا آزاد کرنا

۱۰۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ کے ساتھ ہجرت کر کے ایک ایسی بستی میں پہنچے جہاں ایک بادشاہ تھا یا یہ فرمایا کہ ایک ظالم تھا اس سے جب کہا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ایسی عورت کے ساتھ آئے ہیں جو بہت ہی خوبصورت ہے تو اس نے قاصد بھیجا کہ ابراہیم! تیرے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میری بہن ہے' پھر ابراہیم علیہ السلام لوٹ کر سارہ کے پاس گئے اور اس سے کہا تم میری بات کو جھوٹا مت قرار دینا میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو اللہ کی قسم! روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے پھر انہوں نے حضرت سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہوا تو وہ وضوء کر کے نماز پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے یہ دعا کی اے اللہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے شوہر کے سوا سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے لہٰذا اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کرنا یہ دعا مانگتے ہی وہ کافر ایسا گرا کہ خراٹے بھر کر اپنی ایڑیاں رگڑنے لگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سارہ کہنے لگیں اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے بادشاہ کو مار ڈالا ہے پھر اس کی وہ حالت جاتی رہی اور سارہ کی طرف دوبارہ اٹھا وہ اٹھ کر وضوء کر کے پھر

إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ: هِيَ قَتَلَتْهُ، فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ، أَوْ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: وَٱللهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا، أَرْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، وَأَعْطُوهَا آجَرَ، فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ: أَشَعَرْتَ أَنَّ ٱللهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً). [رواه البخاري: ٢٢١٧]

نماز پڑھنے لگیں اور یوں دعا کی اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور خاوند کے علاوہ سب سے میں نے اپنی شرمگاہ کو بچایا ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کرنا یہ دعا کرتے ہی وہ کافر زمین پر ایسا گر اکہ خراٹے بھر کر ایڑیاں رگڑنے لگا حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سارہ کہنے لگیں یا اللہ! یہ مرجائے گا تو لوگ کہیں گے کہ اس نے بادشاہ کو قتل کیا ہے تو وہ دوبارہ یا تیسری مرتبہ ہوش میں آیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! تم نے تو میرے پاس شیطان (جادوگر) کو بھیجا ہے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہی واپس لے جاؤ اور ہاجرہ نامی ایک لونڈی بھی اسے دے دو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آگئیں اور کہنے لگیں تم نے دیکھا اللہ نے اس کافر کو ذلیل کیا اور ایک لونڈی بھی دلوائی۔

فوائد: چونکہ اس کافر بادشاہ نے ہاجرہ نامی ایک لونڈی حضرت سارہ کو دی اور انہوں نے اسے قبول کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس ہبہ کو جائز رکھا تو معلوم ہوا کہ کافر کا ہبہ کرنا اور اس کا قبول کرنا صحیح اور جائز ہے۔ (عون الباری:۱۱۱/۳)

٥٣ - باب: قَتْلُ الخِنْزِيرِ

باب ۵۳: خنزیر کا قتل کرنا کیسا ہے؟

١٠٤٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ ٱلْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ). [رواه البخاري: ٢٢٢٢]

۱۰۴۴۔ حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں میں عنقریب ہی (عیسیٰ) ابن مریم اتریں گے اور وہ ایک عادل حاکم ہوں گے صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کریں گے دولت کی ریل پیل ہوگی یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ سور نجس العین ہے اور اس کی خرید

وفروخت بھی ناجائز ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے اپنے دور میں نیست ونابود کریں گے اگر یہ طاہر ہوتا تو اسے قتل کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ (عون الباری: ۳/۱۱۲)

٥٤ - باب: بَيْعُ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ

باب ۵۴: بے جان چیزوں کی تصاویر فروخت کرنا نیز ان کی کونسی شکل حرام ہے؟

١٠٤٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا [أَبَا] عَبَّاسٍ، إِنِّي إِنْسَانٌ، إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي، وَإِنِّي أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (مَنْ صَوَّرَ [صُورَةً] فَإِنَّ ٱللهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا). فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ. [رواه البخاري: ٢٢٢٥]

۱۰۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! میں اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کھاتا ہوں یعنی میں تصاویر بناتا ہوں اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تجھ سے وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تصویر بنانے والے کو اللہ عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں کبھی روح نہیں پھونک سکے گا یہ سن کر اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور چہرہ فق ہوگیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیری خرابی ہو! اگر تو یہی کام کرنا چاہتا ہے تو درختوں یا ایسی چیزوں کی تصاویر بنا جو بے جان ہوں۔

فوائد: اس سے ثابت ہوا کہ جاندار کی تصویر بنانا اور اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا کہ درختوں یا ایسی اشیاء کی تصویر بناؤ جس میں روح نہ ہو۔ (عون الباری: ۳/۱۱۳)

٥٥ - باب: إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا

باب ۵۵: جو کسی آزاد شخص کو فروخت کردے اس کا گناہ

١٠٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ

۱۰۴۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تین شخص ایسے ہیں کہ

الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ). [رواه البخاري: ٢٢٢٧]

قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا وہ شخص جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر اسے توڑ ڈالے دوسرا وہ شخص جو کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا جائے تیسرا وہ شخص جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھے اس سے پورا کام لے لیکن اسے مزدوری نہ دے۔

فوائد: آزاد کو غلام بنانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ غلام کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو ظاہر نہ کرے یا ویسے ہی انکار کر دے دوسرا یہ آزاد کرنے کے بعد زبردستی اس سے خدمت لیتا رہے چونکہ آزاد اللہ کا غلام ہے اس لئے جو اس پر زیادتی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہو گا۔ (عون الباری:۳/۱۱۵)

٥٦ - باب: بَيْعُ الْمَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ

باب ۵۶: مردار اور بتوں کا فروخت کرنا

١٠٤٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ عامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: (إِنَّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ والخِنْزِيرِ وَالأَصْنامِ). فَقِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ، فَإِنَّها يُطْلَى بِها السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِها الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِها النَّاسُ؟ فَقالَ: (لاَ، هُوَ حَرامٌ). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: (قَاتَلَ ٱللهُ الْيَهُودَ إِنَّ ٱللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ). [رواه البخاري: ٢٢٣٦]

۱۰۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس سال فتح مکہ ہوا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مکہ ہی میں یہ فرماتے سنا بے شک اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی فروخت کو حرام قرار دیا ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! مردار جانور کی چربی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیونکہ یہ کشتیوں کو لگائی جاتی ہے اور اس سے کھالیں بھی چکنی کی جاتی ہیں اور لوگ اسے چراغوں میں جلا کر روشنی حاصل کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں' وہ حرام ہے پھر آپ نے فرمایا اللہ یہودیوں کو غارت کرے جب اللہ نے چربی ان پر حرام کر دی تو انہوں نے اسے پگھلایا پھر بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

فوائد: اس حدیث سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مردار کی ہر چیز کی خرید وفروخت حرام ہے اور اس سے نفع اٹھانے کی حرمت دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے البتہ کوئی ناپاک چیز جسے پاک کرنا ممکن ہو اس کی خرید وفروخت کو اکثر علماء نے جائز رکھا ہے۔ (عون الباری:۳/۱۱۸)

٥٧ - باب: ثَمَنُ الْكَلْبِ

باب ۵۷: کتے کی قیمت وصول کرنے کی ممانعت

١٠٤٨ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ نَهى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. [رواه البخاري: ٢٢٣٧]

۱۰۴۸۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' بدکردار لونڈی کی کمائی اور کاہن کی نیاز سے منع فرمایا ہے۔

فوائد : ہمارے ہاں نجومی اور دست شناس جو بزعم خویش پروفیسر کہلاتے ہیں انہیں جو تحائف اور ھدایا دیئے جاتے ہیں وہ بھی اسی قسم سے ہیں اسی طرح مشائخ عظام کا تعویزات دے کر نذرانے وصول کرنا علماء کرام کا دعوت و تبلیغ پر دعوتیں اڑانا بھی حلوان الکاھن میں شامل ہے۔ (عون الباری:۱۲۱/۳)

کتاب السلم
سلم کے بیان میں

مستقبل میں کسی جنس کی مقررہ مقدار کی ادائیگی پر طے شدہ معاوضہ پہلے وصول کرنا سلم یا سلف کہلاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس جنس کی نوعیت' مقدار' بھاؤ اور تاریخ ادائیگی مجلس بیع میں ہی طے کر لی جائے۔ یہ بیع جائز ہے۔

١ - باب: السَّلَمُ فِي كَيْلٍ مَعْلُوم

١٠٤٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ، فَقَالَ: (مَنْ سَلَّفَ فِي تَمْرٍ، فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ).

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: (إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ). [رواه البخاري: ٢٢٣٩]

باب ا: معین پیمانہ میں سلم کرنا

١٠٤٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت لوگ میوہ جات میں ایک یا دو سال کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا جو کوئی پھلوں میں سلم کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ اور معین وزن کے حساب سے کرے ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ میعاد مقرر کر کے بیع کرے۔

فوائد: جو چیزیں پیمانہ بھر کر دی جاتی ہیں ان کا پیمانہ معین کر دیا جائے اور جو اشیاء تول کر دی جاتی ہیں ان کا وزن طے کر لیا جائے اس طرح کچھ اشیاء پیائش اور کچھ گنتی کے حساب سے دی جاتی ہیں اور ان کی مقدار اور تعداد مقرر کر لی جائے۔ (عون الباری:٣/١٢٣)

٢ - باب: السَّلَمُ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلٌ

باب ٢: اس شخص سے سلم کرنا جس کے پاس اصل مال ہی نہیں

١٠٥٠ : عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: فِي ٱلْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ. [رواه البخاري: ٢٢٤٢، ٢٢٤٣]

١٠٥٠۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں گیہوں، جو، کشمش اور کھجوروں کی بیع سلم کرتے تھے۔

فوائد: قیمت ادا کرنے والا رب السلم، جنس ادا کرنے والا مسلم الیہ اور جنس کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔ بیع سلم کے جواز کے لئے مسلم الیہ کے پاس جنس کا ہونا ضروری نہیں۔ حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بیع سلم ہر شخص سے کی جا سکتی ہے خواہ مسلم فیہ یا اس کی اصل اس کے پاس موجود ہو یا نہ ہو۔

١٠٥١ : وَفِي رِوايَة عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيطَ أَهْلِ الشَّأْمِ فِي ٱلْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ، فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ. فقيل له: إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: ما كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٢٤٤، ٢٢٤٥]

١٠٥١۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں یہ ہے کہ ہم شام کے کسانوں سے گیہوں، جو اور کشمش میں ایک معین پیمانہ کے حساب سے ایک معین مدت تک کے لئے سلم کرتے تھے ان سے کہا گیا آیا جس کے پاس اصل مال موجود ہوتا تھا اس سے کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہم ان سے یہ بات نہ پوچھتے تھے۔

كتاب الشفعة

شفعہ کے بیان میں

شفعہ کہتے ہیں کہ شراکت دار یا ہمسایہ کا حق تملک بوقت بیع شریک یا ہمسایہ کو جبراً منتقل ہوتا جو معاوضہ ادا کر کے اپنی ملک میں لایا جا سکتا ہے یہ غیر منقولہ جائیداد میں ہوتا ہے۔

١ - باب: عَرْضُ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا

باب ۱: شفعہ کو شفیع پر پیش کرنا

١٠٥٢ : عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ جاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ] فَقَالَ له: ٱبْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ، فَقَالَ سَعْدٌ: واللهِ لاَ أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلافٍ مُنَجَّمَةٍ، أَوْ مُقَطَّعَةٍ، فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ: لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ، وَلَوْلاَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (الجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ). ما أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلافٍ وَأَنا أُعْطَى بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ. فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ. [رواه البخاري:

۱۰۵۲۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! تم میرے دونوں مکان جو آپ کے محلہ میں واقع ہیں خرید لو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں چار ہزار سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی قسطوں میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو ان دونوں کی قیمت پانچ صد اشرفیاں ملتی ہیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے تو میں آپ کو چار ہزار میں ہرگز نہ دیتا خصوصا جبکہ مجھے پانچ صد دینار مل رہے ہیں بالآخر انہوں نے وہ

[۲۲۵۸ دونوں مکان حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہی دے دیئے۔

فوائد : امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ ہمسایہ کے لئے حق شفعہ ہے خواہ جائیداد میں شریک نہ ہو امام شافعی کے نزدیک صرف اس پڑوسی کے لئے شفعہ ہے جو جائیداد میں شریک ہو دوسرے کے لئے نہیں امام بخاری نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے مطلق طور پر ہمسایہ کے لئے حق شفعہ ثابت کیا چنانچہ اس حدیث سے امام بخاری کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاری حضرت امام شافعی کے مقلد نہ تھے۔

٢ - باب: أَيُّ الجِوَارِ أَقْرَبُ

١٠٥٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: [قُلْتُ]: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ لِي جارَيْنِ، فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: (إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بابًا). [رواه البخاري: ٢٢٥٩]

باب ۲: کونسا ہمسایہ زیادہ حقدار ہے

۱۰۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو پڑوسی ہیں ان میں سے پہلے کس کو تحفہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔

فوائد : اس سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کئی پڑوسی ہوں تو اس پڑوسی کو حق شفعہ ملے گا جس کا دروازہ جائیداد شفعہ کے قریب ہے۔ (عون الباری:۱۳۱/۳)

کتاب الاجازۃ
اجارہ کے بیان میں

اجارہ لغت میں اجرت کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں طے شدہ معاوضے کے بدلے کسی چیز کی جائز منفعت دوسرے کے حوالے کرنا اجارہ کہلاتا ہے اس کے جواز میں کسی کو اختلاف نہیں۔

١ - باب: فِي الإِجَارَة

١٠٥٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلاَنِ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ، فَقُلْتُ: ما عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، فَقَالَ: (لَنْ - أَوْ: لاَ - نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ). [رواه البخاري: ٢٢٦١]

باب ا: اجارہ کا بیان

۱۰۵۴۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے ساتھ اشعری قبیلہ کے دو آدمی تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی عہدہ کی درخواست کی میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم نہیں تھا یہ منصب چاہتے ہیں آپ نے فرمایا ہم اس شخص کو ہرگز کسی کام میں مامور نہیں کرتے جو خود عامل بننے کا خواہشمند ہو۔

فوائد: بالعموم کسی کام کی درخواست اجرت لینے کے لئے ہوتی ہے اس سے اجارہ ثابت ہوتا ہے دیگر ذرائع معاش کو چھوڑ کر نوکری کی درخواست دینا انسان کی طمع اور لالچ کی علامت ہے لہٰذا طلب کرنے والے کو کوئی منصب دینا جائز نہیں۔ (عون الباری:۳/۱۳۳)

٢ - باب: رَعْيُ الْغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ

١٠٥٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما بَعَثَ

باب ۲: قیراط پر بکریاں چرانا

۱۰۵۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

اَللّٰهُ نَبِيًّا إِلاَّ رَعَى الْغَنَمَ). فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: (نَعَم، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لأَهْلِ مَكَّةَ). [رواه البخاري: ٢٢٦٢]

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی کچھ قیراط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

فوائد: ہر پیغمبر کے بکریاں چرانے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے دوسروں پر رحم وشفقت کرنے کی عادت پڑتی ہے جو انسانوں کی نگہبانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ (عون الباری:۳/۱۳۴)

٣ - باب: الإِجارَةُ مِنَ العَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

باب ۳: عصر سے رات تک مزدوری لینا

١٠٥٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا، يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ، عَلَى أَجْرٍ مَعْلُومٍ فَعَمِلُوا لَهُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ، فَقَالُوا: لاَ حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ الَّذِي شَرَطْتَ لَنَا، وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ، فَقَالَ لَهُمْ: لاَ تَفْعَلُوا، أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ، وَخُذُوا أَجْرَكُمْ كَامِلًا، فَأَبَوْا وَتَرَكُوا، وَاسْتَأْجَرَ أَجِيرَيْنِ بَعْدَهُمْ، فَقَالَ لَهُمَا: أَكْمِلاَ بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا هٰذَا، وَلَكُمَا الَّذِي شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الأَجْرِ، فَعَمِلُوا، حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلاَةِ الْعَصْرِ قَالاَ: لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ، وَلَكَ الأَجْرُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فِيهِ. فَقَالَ لَهُمَا: أَكْمِلاَ بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا، فَإِنَّ مَا

١٠٥٦۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند لوگوں کو مزدوری پر لگایا تاکہ وہ دن بھر ایک مقررہ اجرت پر اس کا کام کریں مگر دوپہر تک کام کر کے کہنے لگے ہمیں تیری مقرر کردہ مزدوری کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب تک جو ہم نے کام کیا رائیگاں ہے اس شخص نے کہا اب تم ایسا نہ کرو بقیہ کام مکمل کر کے اپنی مزدوری لے لینا لیکن انہوں نے انکار کردیا اور اس کام کو چھوڑ دیا اس شخص نے ان کے بعد دوسرے لوگوں کو اجرت پر لگا کر کہا کہ باقی دن کا کام پورا کردو اور تمہیں وہی ملے گا جو میں نے ان سے طے کیا تھا چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا مگر عصر کے وقت کہنے لگے ہم نے جو کام کیا وہ اکارت گیا اور طے شدہ مزدوری بھی تجھے مبارک ہو اس شخص نے ان سے کہا کہ باقی کام پورا کرو اب تو دن بھی تھوڑا سا باقی ہے لیکن انہوں نے بھی انکار کردیا پھر اس شخص نے بقیہ دن

بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَأَبَيَا، وَٱسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ، فَعَمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، وَٱسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا، فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ ما قَبِلُوا مِنْ هٰذَا النُّورِ. [رواه البخاري: ٢٢٧١]

میں کام کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کو مزدوری پر لگایا جنہوں نے باقی کام غروب آفتاب تک کیا اور انہوں نے دونوں گروہوں کی مزدوری لے لی بس یہی مثال ہے مسلمانوں کی اور اس نور ہدایت کی جسے انہوں نے قبول کیا۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ "مالک نے صبح سے دوپہر تک یہودیوں کو اور دوپہر سے عصر تک عیسائیوں کو مزدور رکھا" ان دونوں حدیث میں بظاہر تعارض ہے در حقیقت یہ الگ الگ قصے ہیں لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۱۳۶)

٤ - باب: مَن اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَزَادَ

باب ۴: ایک آدمی مزدوری چھوڑ کر چل دے اور جس نے مزدور لگایا تھا وہ اس کی مزدوری میں محنت کرکے اسے بڑھائے (تو وہ کون لے گا؟)

١٠٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (ٱنْطَلَقَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كانَ قَبْلَكُمْ، حَتَّى أَوَوُا الْمَبِيتَ إِلَى غارٍ فَدَخَلُوهُ، فَٱنْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ، فَقَالُوا: إِنَّهُ لاَ يُنْجِيكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلاَّ أَنْ تَدْعُوا ٱللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللَّهُمَّ كانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لاَ أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلاً وَلاَ مالًا، فَنَاءَ بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا،

۱۰۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم سے پہلے زمانہ میں تین آدمی ایک ساتھ روانہ ہوئے رات کو پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے جب سب غار میں چلے گئے تو ایک پتھر پہاڑ سے لڑھک کر آیا جس نے غار کا منہ بند کر دیا ان تینوں نے کہا کوئی چیز تمہیں اس پتھر سے رہائی نہیں دلا سکتی مگر ایک ذریعہ ہے کہ اپنی اپنی نیکیوں کو بیان کرکے اللہ سے دعا کریں چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ ہی لونڈی غلاموں کو ایک

فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا، فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ، فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُمَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا ما نَحْنُ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الخُرُوجَ)، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَقَالَ الآخَرُ: اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي، حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ، فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا، فَفَعَلَتْ حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ: لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا ما نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الخُرُوجَ مِنْهَا)، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ

دن کسی چیز کی تلاش میں مجھے اتنی دیر ہوگئی کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سو گئے تھے تو میں نے دودھ دوھا اور اس کا برتن اپنے ہاتھ میں اٹھالیا اور مجھے یہ سخت ناگوار تھا کہ ان سے پہلے میں اپنے اہل وعیال یا لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں لہٰذا میں پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا جب صبح ہوئی تو دونوں نے بیدار ہوکر دودھ نوش فرمایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام خالص تیری رضا جوئی کے لئے کیا ہو تو ہم کو اس مصیبت سے نجات دے چنانچہ یہ پتھر تھوڑا سا اپنے جگہ سے ہٹ گیا لیکن وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب دوسرا شخص یوں کہنے لگا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو سب سے زیادہ مجھے پیاری تھی میں نے اس سے برے کام کی خواہش کی لیکن وہ راضی نہ ہوئی ایک سال قحط پڑا تو میرے پاس آئی میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ مجھے وہ برا کام کرنے دے وہ راضی ہوگئی لیکن جب مجھے اس پر قدرت حاصل ہوئی تو کہنے لگی کہ میں تجھے ناحق انگوٹھی میں نگینہ ڈالنے کی اجازت نہیں دیتی یہ سن کر میں نے بھی اس بات کو گناہ سمجھا اور اس سے الگ ہوگیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں نے جو سونا اسے دیا تھا وہ بھی چھوڑ دیا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا جوئی کے لئے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس کو دور کردے چنانچہ وہ پتھر تھوڑا سا اور سرک گیا مگر وہ اس سے نکل نہیں سکتے

أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ، فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الأَمْوَالُ، فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي، فَقُلْتُ لَهُ: كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ، مِنَ الإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالغَنَمِ وَالرَّقِيقِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ لاَ تَسْتَهْزِئْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لاَ أَسْتَهْزِئُ بِكَ، فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ). [رواه البخاري: ٢٢٧٢]

تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور ان کو ان کی مزدوری بھی دی تھی لیکن ایک شخص اپنی مزدوری کے بغیر چلا گیا میں نے اس کی رقم کو کام میں لگایا جس سے بہت سا مال حاصل ہوا ایک مدت کے بعد وہ مزدور آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے۔ میں نے کہا تو یہاں جتنے اونٹ گائے بکریاں دیکھ رہا ہے یہ سب کے سب تیری مزدوری کے ہیں اس نے کہا اے اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا ہوں تب اس نے تمام چیزیں لیں اور ہانک کر لے گیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا تو یہ مصیبت ہم سے ٹال دے جس میں ہم مبتلا ہیں چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس سے باہر نکل کر مزے سے چلنے لگے۔

فوائد: امام بخاری کے استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس تیسرے شخص پر تمام ساز وسامان کا دینا واجب نہ تھا بلکہ اس نے بطور احسان کے اس کو دیا تھا۔ (عون الباری:۳/۱۳۶)

٥ - باب: مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ

باب ۵: دم کرنے سے جو اجرت دی جائے

١٠٥٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا، حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الحَيِّ

۱۰۵۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی سفر میں گئے، جاتے جاتے عرب کے ایک قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا اور چاہا کہ اہل قبیلہ ہماری مہمانی کریں مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا اسی دوران اس قبیلے کے سردار کو کسی زہریلی چیز

فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ، إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلٰكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفُلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ. قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: (وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ). ثُمَّ قَالَ: (قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا). فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٢٧٦]

نے ڈس لیا ان لوگوں نے ہر قسم کا علاج کیا مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی کسی نے کہا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو چنانچہ وہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! ہمارے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا ہے اور ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی ہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا اللہ کی قسم! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں لیکن تم لوگوں سے ہم نے اپنی مہمانی کی خواہش کی تھی تو تم نے اسے مسترد کردیا تو میں بھی تمہارے لئے جھاڑ پھونک نہ کروں گا جب تک تم ہمارے لئے کچھ اجرت نہ مقرر کرو آخر انہوں نے چند بکریوں کی اجرت پر ان کو راضی کرلیا تب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی گیا اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے لگا چنانچہ وہ شخص ایسا صحت یاب ہوا گویا اس کے بند کھول دیئے گئے ہوں اور اٹھ کر چلنے پھرنے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوئی بیماری نہ تھی اور ان لوگوں نے ان کی مقررہ اجرت دے دی صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں کہنے لگے اسے تقسیم کرلو لیکن منتر پڑھنے والے نے کہا ابھی تقسیم نہ کرو تاوقتیکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اس واقعہ کا تذکرہ نہ کریں اور دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ

سورۃ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کی جاتی ہے؟ پھر فرمایا تم نے ٹھیک کیا اسے تقسیم کرلو بلکہ اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات کو جھاڑ پھونک یا دم کے طور پر پڑھنا جائز ہے اس طرح وہ منتر جن کے الفاظ قرآن وحدیث میں نہیں آئے لیکن ان کا مفہوم واضح ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف بھی نہیں انہیں عمل میں لانا بھی جائز ہے۔ (عون الباری: ۳/۱۴۴)

٦ - باب: عَسْبُ الفَحْلِ

باب ٦: نر کو مادہ کے ساتھ جفتی کرانے کی اجرت

١٠٥٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ. [رواه البخاري: ٢٢٨٤]

١٠٥٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے جفتی کرانے کا معاوضہ لینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: یہ اجارہ ناجائز ہے ہاں عاریت کے طور پر نر جانور کا دینا جائز ہے اسی طرح غیر مشروط طور پر مادہ والا نر والے کو ہدیہ کے طور پر کچھ دے تو اس کے لینے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ (عون الباری: ۳/۱۴۶)

کتاب الحوالات
حوالوں کے بیان میں

حوالہ کا لغوی معنی پھیر دینا ہے اصطلاح فقہاء میں کسی کے قرض کو دوسرے کی طرف منتقل کر دینا حوالہ کہلاتا ہے پہلا مقروض محیل کہلاتا ہے اس معاملہ کے لئے محیل کی رضا مندی شرط اول ہے جس کی طرف قرض منتقل ہوا ہے اسے محال علیہ کہا جاتا ہے۔

١ - باب: إِذَا أَحَالَ عَلَى مَلِيءٍ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ

باب ۱: جب کسی مالدار پر حوالہ کیا جائے تو اس مالدار کو واپس کر دینے کا حق نہیں۔

١٠٦٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ). [رواه البخاري: ٢٢٨٨]

۱۰۶۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں سے کوئی کسی مالدار کے پیچھے لگا دیا جائے (یعنی فلاں شخص قرض ادا کرے گا) تو پیچھے لگ جانا چاہیے۔

فوائد: پیچھے لگ جانے کا مطلب یہ ہے کہ قرض لینے والے کو یہ حوالہ قبول کر کے اصل مقروض کا پیچھا چھوڑ دینا چاہیے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں محال علیہ کی رضا مندی ضروری نہیں ہے۔ (عون الباری:۱۵۱/۳)

٢ - باب: إِذَا أَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ

باب ۲: جب کوئی شخص میت کے ذمے قرض کو دوسرے کے حوالے کر دے تو جائز ہے

١٠٦١ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ

۱۰۶۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: (هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟). قَالُوا: لاَ، قَالَ: (فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا). قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ! صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: (هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟). قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟). قَالُوا: ثَلاَثَةَ دَنَانِيرَ فَصَلَّى عَلَيْهَا. ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: (هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟). قَالُوا: لاَ، قَالَ: (فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟). قَالُوا ثَلاَثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: (صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ). قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٢٢٨٩]

انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ اس کی نماز پڑھا دیں آپ نے پوچھا اس پر کچھ قرض تو نہ تھا؟ لوگوں نے کہا نہیں! پھر آپ نے پوچھا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں! تب آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کی بھی نماز جنازہ پڑھائیں آپ نے پوچھا: اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں پھر آپ نے پوچھا: کیا اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا تین اشرفیاں! تو آپ نے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھادی اس کے بعد تیسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا: اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیں' آپ نے فرمایا: اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں' پھر آپ نے فرمایا: اس پر کچھ قرض ہے؟ لوگوں نے کہا تین اشرفیاں قرض ہیں' آپ نے فرمایا پھر تم خود ہی اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے اس کا قرض میرے ذمہ ہے تب آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا معاملہ انتہائی سنگین ہے اور اسے شدید ضرورت کے پیش نظر ہی لینا چاہئے اور جب بھی گنجائش ہو اسے ادا کر دینا چاہئے۔ (عون الباری: ۳/۱۵۳)

٣ - باب: قَوْلُ اللهِ: ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ فَـَٔاتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾

باب ٣: ارشاد باری تعالیٰ: "جن سے تم نے قسمیں اٹھا کر قول واقرار کیا ہے انہیں ان کا حصہ دو"

١٠٦٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لاَ حِلْفَ فِي الإِسْلاَمِ). فَقَالَ: قَدْ حالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالأَنْصَارِ فِي دَارِي. [رواه البخاري: ٢٢٩٤]

١٠٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ اسلام میں معاہدہ (بھائی چارہ) نہیں ہے انہوں نے جواب دیا بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں بیٹھ کر قریش اور انصار میں معاہدہ (بھائی چارہ) کر دیا تھا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو کتاب الکفالہ کے تحت لائے ہیں جبکہ صاحب تجرید نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے ابتدائے اسلام میں اس معاہدہ بھائی چارہ کی بناء پر ایک کو دوسرے کا وارث بنایا جاتا تھا اب وراثت کو ختم کر کے صرف باہمی تعاون کی بنیاد پر اس معاہدہ کو برقرار رکھا گیا ہے چنانچہ ((لا حلف فی الاسلام)) میں حق وراثت کی نفی ہے۔

٤ - باب: مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْناً فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ

باب ٤: جو شخص میت کی طرف سے قرض کا کفیل ہوا اسے رجوع کی اجازت نہیں

١٠٦٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ قَدْ جاءَ مالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا). فَلَمْ يَجِئْ مالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جاءَ مالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى: مَنْ كانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَةٌ، أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَثَى لِي حَثْيَةً، وَقَالَ: عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا، فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ وَقَالَ:

١٠٦٣۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تمہیں اس قدر دوں گا لیکن بحرین کے مال سے پیشتر ہی رسول اللہ ﷺ کے وفات ہو گئی پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا جس شخص سے رسول اللہ ﷺ نے کچھ وعدہ فرمایا ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو تو وہ میرے پاس آئے چنانچہ میں نے ان سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اتنا دینے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ بھر کر مجھے دیئے اور فرمایا کہ اسے شمار کرو میں نے شمار

خُذْ مِثْلَيْهَا. [رواه البخاري: ٢٢٩٦] کیا تو پانچ سو درھم تھے پھر انہوں نے فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو

فوائد : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مقرر ہوئے تو گویا آپ کے تمام معاملات ومعاہدات کے ذمہ دار ٹھہرے لہذا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ وعدوں کا پورا کرنا لازم ہوا چنانچہ انہوں نے ان وعدوں کو پورا کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایفاء عہد کے کاربند تھے۔ (عون الباری:۱۵۵/۳)

کتاب الوکالۃ
وکالت کے بیان میں

لغوی طور پر وکالت کا معنی سپرد کرنا ہے شریعت میں کسی آدمی کا دوسرے کو اپنا کام سپرد کرنا وکالت کہلاتا ہے بشرطیکہ وہ دوسرا اس کام کو بجا لانے کی استعداد ولیاقت رکھتا ہو سپرد کرنے والے کو موکل اور جسے کام سونپا جائے اسے وکیل کہتے ہیں۔

١ - باب: فِي وَكَالَةِ الشَّرِيكِ

باب ا: ایک شریک کا دوسرے شریک کے لئے وکیل بننا

١٠٦٤ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (ضَحِّ بِهِ أَنْتَ). [رواه البخاري: ٢٣٠٠]

١٠٦٤۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ بکریاں دیں تاکہ وہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دی جائیں تقسیم کے بعد بکری کا ایک بچہ رہ گیا جس کا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو خود ہی اس کی قربانی کر دے۔

فوائد : حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بھی ان قربانی کے جانوروں میں حصہ تھا اور وہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان میں شریک تھے پھر انہی کو دوسرے شرکاء کے لئے تقسیم پر مامور کیا گیا۔ (عون الباری: ٣/١٥٧)

٢ - باب: إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئاً يَفْسُدُ ذَبَحَ أَوْ أَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ

باب ۲: جب چرواہا یا وکیل کسی بکری کو دیکھے کہ مر رہی ہے تو اسے ذبح کر دے یا کوئی چیز جو خراب ہو رہی ہو تو اسے درست کر دے

١٠٦٥ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعَى بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا، فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ، فَقَالَ لَهُمْ: لاَ تَأْكُلُوا حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يَسْأَلُهُ، وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَاكَ، أَوْ أَرْسَلَ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا. [رواه البخاري: ٢٣٠٤]

۱۰۶۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس بکریاں تھیں جو سلع پہاڑ پر چرا کرتی تھیں ہماری ایک لونڈی نے دیکھا کہ ایک بکری مر رہی ہے تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری کو ذبح کر دیا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس کا گوشت مت کھاؤ تا آنکہ میں رسول اللہ ﷺ سے خود پوچھوں یا رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کو دریافت کرنے کے لئے بھیجوں پھر اس نے خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا قاصد بھیجا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

فوائد: حدیث میں اگرچہ چرواہے کا ذکر ہے تاہم وکیل کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان دونوں کو امین سمجھ کر امانت ان کے حوالے کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں چرواہے یا وکیل پر کوئی ضمان نہیں ہو گا۔ (عون الباری:۳/۱۵۸)

٣ - باب: الْوَكَالَةُ فِي قَضَاءِ الدُّيُونِ

باب ۳: قرض ادا کرنے کے لئے وکیل بنانا

١٠٦٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (دَعُوهُ، فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا). ثُمَّ قَالَ: (أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ! لا نَجِدُ إِلاَّ أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، فَقَالَ: (أَعْطُوهُ، فَإِنَّ مِنْ

۱۰۶۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بڑے سخت الفاظ میں آپ سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے لگا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مارنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو صاحب حق ایسی باتیں کر سکتا ہے پھر آپ نے فرمایا اسے اتنی ہی عمر کا اونٹ دے دو جس عمر کا اس کا اونٹ تھا لوگوں نے کہا اس عمر کا اونٹ نہیں بلکہ اس سے بہتر عمر کے اونٹ موجود ہیں آپ نے فرمایا

خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً). [رواه البخاري: ٢٣٠٦]

وہی دے دو کیونکہ تم میں اچھا وہ ہے جو خوبی کے ساتھ قرض ادا کرے۔

فوائد: قرض کی ادائیگی فوری طور پر کرنا ضروری ہے ممکن ہے کہ وکیل بنانے سے اس میں کچھ دیر ہو جائے تو یہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں غائب کی وکالت بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ حاضر کے مقابلہ میں غائب کی وکالت بالاولیٰ جائز ہے۔ (عون الباری: ۳/۱۶۰)

٤ - باب: إِذَا وَهَبَ شَيْئاً لِوَكِيلٍ أَوْ شَفِيعِ قَوْمٍ جَازَ

باب ۴: اگر کسی قوم کے وکیل یا سفارشی کو کچھ ھبہ دیا جائے تو جائز ہے

١٠٦٧ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَحَبُّ الحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَٱخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا المَالَ، وَقَدْ كُنْتُ ٱسْتَأْنَيْتُ بِكُم)، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ٱنْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلاَّ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي المُسْلِمِينَ، فَأَثْنَى عَلَى ٱللهِ تَعَالَى بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ جَاؤُونَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يَكُونَ

۱۰۶۷۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ ہوازن کے لوگ جب مسلمان ہو کر آئے تو آپ کھڑے ہو گئے انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی ان کے مال اور قیدی واپس کر دیئے جائیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سچی بات پسند ہے لہٰذا تم لوگ ایک بات اختیار کر لو قیدی واپس لے لو یا مال، میں تو مدت سے تمہارا منتظر تھا ہوا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپسی پر دس دن سے زیادہ ان کا انتظار کیا پھر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو ایک ہی چیز واپس دیں گے تو انہوں نے کہا ہم اپنے قیدی واپس لیتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اللہ کے شایان شان تعریف کرنے کے بعد فرمایا تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں لہٰذا اب جو کوئی خوشی سے واپس کرنا چاہے تو وہ واپس کر دے اور جو شخص اپنے حصہ پر قائم رہنا چاہے وہ اس طرح کہ اب جو پہلی فتح ہم کو اللہ دے

عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ ما يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ). فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ لَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ). فَرَجَعَ النَّاسُ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ: أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا. [رواه البخاري: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

اس میں سے اس کا معاوضہ دے دیں تو وہ اس شرط پر دے دے لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم بلا معاوضہ دینا منظور کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ کون اس امر پر راضی ہے اور کون نہیں لہٰذا تم لوگ واپس جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام ہمارے پاس لائیں چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے آخر کار ان کے سرداروں نے اپنے اپنے لوگوں سے بات کی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ وہ راضی ہیں اور انہوں نے قیدی واپس کرنے کی بخوشی اجازت دے دی ہے۔

فوائد: وفد ہوازن اپنی قوم کی طرف سے وکیل اور سفارشی بن کر آیا تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا حصہ ہبہ کر دیا تھا جیسا کہ حدیث میں تفصیل سے موجود ہے۔ (عون الباری:۱۶۲/۳)

٥ - باب: إِذَا وَكَّلَ رَجُلاً فَتَرَكَ الْوَكِيلُ شَيْئاً فَأَجازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جائِزٌ

باب ۵: جب کسی کو وکیل بنائے پھر وکیل کسی چیز کو چھوڑ دے اور موکل اسے منظور کرے تو جائز ہے

١٠٦٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكاةِ رَمَضانَ، فَأَتانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قالَ: إِنِّي مُحْتاجٌ وَعَلَيَّ عِيالٌ وَلِي حاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ما فَعَلَ أَسِيرُكَ

۱۰۶۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کی حفاظت کا حکم دیا میرے پاس ایک شخص آیا اور لپ بھر بھر کر اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا اللہ کی قسم! میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو کیونکہ محتاج ہوں اور مجھ پر میرے بچوں کا بار ہونے سے سخت ضرورت مند ہوں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ ﷺ

الْبَارِحَةَ؟). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: (أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ). فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: (إِنَّهُ سَيَعُودُ)، فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: (أَمَا إِنَّهُ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ). فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ، وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ. قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قُلْتُ مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: ﴿اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾. حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي

نے فرمایا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب اس نے سخت حاجت بیان کی اور اپنے بال بچوں کا ذکر کیا تو میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے پیش نظر کہ وہ پھر آئے گا اس کا منتظر رہا چنانچہ وہ پھر آیا اور لپ بھر بھر کر غلہ لینے لگا میں نے اسے پکڑ کہا اب میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں مجھ پر میرے بچوں کا بڑا بار ہے اب میں پھر نہ آؤں گا اب کے بھی میں نے اس پر ترس کھایا اور چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب اس نے سخت ضرورت پیش کی اور بچوں کا ذکر کیا تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا چنانچہ میں تیسری بار اس کا منتظر رہا اور پھر وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا میں نے اس پکڑ کر کہا کہ میں اب تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا اور یہ تیسری بار ہے تو ہر بار کہہ دیتا ہے کہ اب نہ آؤں گا اور پھر آجاتا ہے وہ بولا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں چند کلمات بتاتا ہوں جو تمہارے لئے مفید ہوں گے میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تم سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو یعنی "اللہ لا الہ

رَسُولُ اللهِ ﷺ: (ما فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ؟). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: (ما هِيَ؟). قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ: ﴿اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾. وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ - وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاَثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ). قُلْتُ: لاَ، قَالَ: (ذَاكَ شَيْطَانٌ). [رواه البخاري: ٢٣١١]

الا هو الحی القیوم" اس کے اختتام تک پھر اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہ آ سکے گا میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارے قیدی نے گزشتہ شب کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے کہا کہ میں تمہیں چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا وہ کلمات کیا ہیں میں نے عرض کیا اس نے مجھ سے کہا کہ جب اپنے بچھونے پر جاؤ تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اللہ کی طرف سے ایک نگران تمہارے لئے مقرر ہو جائے گا کہ صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو نیکی کے حریص تھے ہی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے اس مرتبہ تم سے سچ کہا ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے اے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین شب تم کس سے گفتگو کرتے رہے ہو میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

فوائد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگرچہ صدقہ فطر کسی کو دینے کے لئے وکیل نہ تھے تاہم وہ اس کی حفاظت پر ضرور مامور تھے اس میں انہوں نے کچھ کمی کی کہ شیطان کو چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے اس فعل کو جائز قرار دیا۔ (عون الباری:۳/۱۶۷)

٦ - باب: إِذَا بَاعَ الوَكِيلُ بَيْعاً فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ

باب ٦: اگر وکیل بیع فاسد کرے تو وہ مسترد ہوگی

١٠٦٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ بِلاَلٌ رَضِيَ

١٠٦٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک دن

اَللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟). قَالَ بِلَالٌ: كَانَ عِنْدِي تَمْرٌ رَدِيٌّ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، لِيَطْعَمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: (أَوَّهْ أَوَّهْ، عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا، لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ). [رواه البخاري: ٢٣١٢]

رسول اللہ ﷺ کے پاس برنی قسم کی عمدہ کھجوریں لائے آپ نے ان سے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس کچھ خراب کھجوریں تھیں میں نے ان کے دو صاع کے عوض اس کا ایک صاع لیا ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ انہیں تناول فرمائیں آپ نے فرمایا توبہ توبہ یہ تو بعینہ سود بالکل ہی سود ہے! ایسا نہ کیا کرو اگر تم آئندہ کھجور خریدنا چاہو تو پہلے اپنی کھجور کو فروخت کرو پھر اس کی قیمت کے عوض اچھی کھجوریں خریدو۔

فوائد : اس سے معلوم ہوا کہ سودی معاملہ کسی صورت میں بھی قابل برداشت نہیں اس حدیث میں اگرچہ واپس کر دینے کا ذکر نہیں ہے تاہم مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ ان کھجوروں کو واپس کر دو۔ (عون الباری:۳/۱۶۹)

٧ - باب: الْوَكَالَةُ فِي الْحُدُودِ

باب ۷: حد لگانے کے لئے کسی کو وکیل بنانا

١٠٧٠ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ، أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ، شَارِبًا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، قَالَ: فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ، فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ. [رواه البخاري: ٢٣١٦]

١٠٧٠۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نعیمان یا ابن نعیمان رضی اللہ عنہ کو شراب نوشی کے جرم میں پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے جو لوگ گھر میں موجود تھے انہیں حکم دیا کہ اس کو ماریں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو مارا ہم نے جوتوں اور چھڑیوں سے اسے پیٹا تھا۔

فوائد : حضرت نعیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ شریک غزوہ بدر اور خوش طبع انسان تھے رسول اللہ ﷺ نے گھر میں موجود لوگوں کو انہیں حد لگانے کے لئے وکیل مقرر فرمایا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرابی پر حد لگانے کے لئے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہ کیا جائے۔ (عون الباری:۳/۱۷۰)

کتاب ما جاء فی الحرث والمزارعة

کاشتکاری اور بٹائی کا بیان

کھیتی باڑی کرنا مباح ہے بشرطیکہ جہاد اور اس طرح کے دیگر کاموں کے لئے رکاوٹ کا باعث نہ ہو اسی طرح زمین بٹائی پر دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی مخصوص قطعہ ارضی کی پیداوار لینے کی شرط نہ رکھی جائے۔

١ - باب: فَضْلُ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ

باب ۱: کاشتکاری اور شجرکاری کی فضیلت

١٠٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ، أَوْ إِنْسانٌ، أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلاَّ كانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٢٣٢٠]

۱۰۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان شجرکاری یا کاشتکاری کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی پرندہ' انسان یا حیوان کھاتا ہے تو اسے صدقہ و خیرات کا ثواب ملتا ہے۔

فوائد: مسلمان کی تخصیص اس لئے ہے کہ کافر کو ثواب آخرت نہیں ملتا البتہ دنیا میں اسے اچھے کام کا بدلہ مل سکتا ہے مؤمن کے لئے یہ ثواب قیامت تک کے لئے ہے۔ (عون الباری: ۳/۱۷۳)

٢ - باب: مَا يُحْذَرُ مِنْ عَوَاقِبِ الاشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ أَوْ مُجَاوَزَةِ الحَدِّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ

باب ۲: زرعی آلات میں بہت مصروف رہنے اور جائز حدود سے تجاوز کرنے کے برے انجام کا بیان

١٠٧٢ : عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الحَرْثِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلاَّ أَدْخَلَهُ ٱللهُ الذُّلَّ). [رواه البخاري: ٢٣٢١]

۱۰۷۲۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ہل کا پھل یا کھیتی کا کوئی آلہ دیکھا تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ زرعی آلات جس قوم کے گھر میں گھس آتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ذلت و رسوائی سے دوچار کرتا ہے

فوائد: یہ ذلت و رسوائی اس بناء پر ہوگی کہ جب انسان دن رات کھیتی باڑی میں لگا رہے گا جب جہاد اور اس کے لوازمات سے غافل ہو جائے گا تو دشمن کا غالب آجانا یقینی ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت بھی ہے۔

٣ - باب: اقْتِنَاءُ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ

باب ۳: کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا

١٠٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ، إِلاَّ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ). [رواه البخاري: ٢٣٢٢]

۱۰۷۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتا پالتا ہے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے ایک قیراط کے برابر ثواب کم ہوتا رہے گا البتہ کھیتی یا ریوڑ کی حفاظت کے لئے کتا رکھا جا سکتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری نے کھیتی باڑی کرنے کا جواز ثابت کیا ہے کیونکہ جب کھیتی کے لئے کتا رکھنے کی اجازت ہے تو زراعت کا پیشہ بھی درست ہوگا نیز اس حدیث سے مذکورہ مقاصد کے لئے کتے کے بچے کا پالنے کا بھی جواز ملتا ہے۔ (عون الباری:۳/۱۷۹)

١٠٧٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رواية: (إِلاَّ كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ). [رواه البخاري: ٢٣٢٢]

۱۰۷۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بکریوں یا کھیتی کی حفاظت یا شکار کے لئے کتا رکھا جا سکتا ہے۔

١٠٧٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رواية أخرى: (إِلاَّ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ

۱۰۷۵۔ حضرت ابوھریرہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ شکار اور جانوروں کی حفاظت

مَاشِيَةٍ). [رواه البخاري: ٢٣٢٢]

کے لئے کتا رکھ سکتا ہے۔

٤ - باب: اسْتِعْمَالُ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

باب ۴: کھیتی باڑی کے لئے گائے بیل سے کام لینا

١٠٧٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (بَيْنَما رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا، خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ، قالَ: آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَخَذَ ٱلذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِي، فَقَالَ ٱلذِّئْبُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لاَ رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي، قالَ: آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ). قَالَ الراوي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَما هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ. [رواه البخاري: ٢٣٢٤]

۱۰۷۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا تو بیل نے متوجہ ہو کر کہا کہ میں سواری کے لئے نہیں بلکہ کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں آپ نے فرمایا کہ میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی یقین رکھتے ہیں نیز آپ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکری لے گیا تو چرواہا اس کے پیچھے بھاگا بھیڑیئے نے کہا جس دن (مدینہ میں) درندے ہی درندے ہوں گے اور اس دن بکریوں کا محافظ کون ہوگا؟ اس دن تو میرے علاوہ کوئی چرواہا نہیں ہوگا رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی یقین رکھتے ہیں راوی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے کہ اس دن وہ دونوں مجلس میں موجود نہیں تھے۔

فوائد: اس میں کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو بھی زبان دی ہے ان کا بات کرنا دشوار نہیں البتہ خلاف عادت ضرور ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی خبر دی ہے لہٰذا ہمیں یقین ہے۔ (عون الباری:۳/۱۸۱)

٥ - باب: إِذَا قالَ: أَكْفِنِي مَؤُنَةَ النَّخْلِ

باب ۵: جب کوئی کہے کہ تو نخلستان کی خدمت اپنے ذمہ لے کر مجھے فارغ کردے

١٠٧٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَتِ الأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ.

۱۰۷۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ انصار رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے اور ہمارے بھائیوں

قَالَ: (لَا). فَقَالُوا: تَكْفُونَا الْمَؤُنَةَ، وَنَشْرَكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا. [رواه البخاري: ٢٣٢٥]

کے درمیان کھجوروں کے باغات تقسیم کر دیں آپ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا پھر انہوں نے مہاجرین سے کہا کہ تم محنت کرو ہم تمہیں پیداوار میں شریک کر لیں گے تب مہاجرین نے کہا اچھا ہمیں منظور ہے۔

فوائد: امام بخاری کا عنوان اس طرح ہے "نخلستان وغیرہ میں محنت کر اور مجھے اس کی پیداوار سے حصہ دے" معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے یعنی باغ یا زمین ایک شخص کی ہو اور محنت دوسرا شخص کرے دونوں پیداوار میں شریک ہوں۔ (عون الباری:۳/۱۸۲)

١٠٧٨ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مُزْدَرَعًا، كُنَّا نُكْرِي الأَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الأَرْضِ، قَالَ: فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الأَرْضُ، وَمِمَّا يُصَابُ الأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ، فَنُهِينَا، وَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ. [رواه البخاري: ٢٣٢٧]

۱۰۷۸۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام اہل مدینہ سے ہمارے کھیت زیادہ تھے ہم زمین کو بایں شرط بٹائی پر دیا کرتے تھے کہ زمین کے ایک معین حصہ کی پیداوار مالک زمین کی ہوگی چنانچہ کبھی ایسا ہوتا کہ کھیت کے اس حصے پر آفت آجاتی اور باقی زمین کی پیداوار اچھی رہتی اور کبھی باقی کھیت پر آفت آجاتی اور وہ حصہ سالم رہتا بنا بریں ہمیں اس سے روک دیا گیا اور سونے چاندی کے عوض ٹھیکہ پر دینے کا تو اس وقت رواج ہی نہیں تھا۔

فوائد: بٹائی پر زمین دینا جائز ہے لیکن مخصوص قطعہ ارض کی پیداوار لینے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے البتہ نقدی کے عوض زمین کو ٹھیکے پر دینے کے متعلق خود راوی حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ایک دوسری روایت (بخاری:۲۳۴۶) میں فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٦ - باب: الْمُزَارَعَةُ بِالشَّطْرِ

باب ۶: نصف پیداوار پر زمین کاشت کرنے کا بیان

١٠٧٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ ما يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ

۱۰۷۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے اناج اور پھل کی نصف پیداوار پر معاملہ کیا تھا اور اپنی ازواج مطہرات کو سو وسق دیا کرتے تھے جن میں اسی وسق

مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانِينَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقَ شَعِيرٍ. [رواه البخاري: ٢٣٢٨]

کھجور اور بیس وسق جو ہوتے تھے۔

فوائد: گھریلو ضروریات کے لئے کھجور زیادہ استعمال ہوتی تھی اس لئے ان کی مقدار زیادہ ہوتی اور جو کی مقدار کم اس لئے تھی کہ گھر میں روٹی کبھی کبھی پکایا کرتے تھے۔

١٠٨٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنِ الكِراءِ، وَلٰكِنْ قالَ: (أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخاهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا). [رواه البخاري: ٢٣٣٠]

١٠٨٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین ٹھیکے پر دینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ کا ارشاد ہے کوئی شخص تم میں سے اپنی زمین بھائی کو یوں ہی دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کا کچھ کرایہ وصول کرے۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے حضرت طاؤس سے کہا بہتر ہے کہ تم بٹائی پر زمین دینا چھوڑ دو کیونکہ لوگوں کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی کا معاملہ کرنے سے منع فرمایا ہے حضرت طاؤس نے ان کے جواب میں یہ حدیث بیان کی۔

٧ - باب: أَوْقَافُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَرْضِ الخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ

باب ٧: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوقاف' خراجی زمینوں اور ان کی بٹائی نیز ان کے معاملات کا بیان

١٠٨١ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قالَ: لَوْلاَ آخِرُ المُسْلِمِينَ، ما فُتِحَتْ قَرْيَةٌ إِلاَّ قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا، كما قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ. [رواه البخاري: ٢٣٣٤]

١٠٨١۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر مفتوحہ شہر کو فاتحین پر تقسیم کر دیتا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کر دیا تھا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ بہت سے مسلمان پیدا ہوں گے جو ضرورت مند اور مفلوک الحال ہوں گے اگر میں تمام مفتوحہ ممالک کی زمین غازیوں میں تقسیم کر دوں تو آئندہ محتاج مسلمان محروم رہ جائیں گے۔

٨ - باب: مَنْ أَحْيَا أَرْضاً مَوَاتاً

باب ٨: جو شخص کسی بے آباد بنجر زمین کو آباد کرے (وہ اسی کی ہے)

١٠٨٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: (مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ). [رواه البخاري: ٢٣٣٥]

١٠٨٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو آباد کرنے والا اس کا زیادہ حقدار ہے۔

فوائد: بنجر زمین کو آباد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کا بندوبست کر کے وہاں کاشت کاری کرے یا باغ لگائے یا مکان وغیرہ تعمیر کرے ایسا کرنے سے وہ زمین آباد کار کی ملکیت بن جائے گی بشرطیکہ حاکم وقت نے بھی اس کی اجازت دی ہو۔

١٠٨٣ : عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قالَ: أَجْلَى عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ ٱلحِجَازِ، وَكانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ، أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، وَكَانَتِ الأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا للهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ، وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، فَسأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا، وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ ما شِئْنَا). فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلاَهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ. [رواه البخاري: ٢٣٣٨]

١٠٨٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہود ونصاری کو سرزمین حجاز سے نکال دیا رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ پایا تو اسی وقت یہودیوں کو وہاں سے نکال دینا چاہا کیونکہ غلبہ پاتے ہی وہ زمین اللہ' اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کی ہوگئی تھی پھر آپ نے وہاں سے یہود کو نکالنے کا ارادہ فرمایا تو یہود نے آپ سے درخواست کی کہ انہیں اس شرط پر وہاں رہنے دیا جائے کہ وہ کام کریں گے اور انہیں نصف پیداوار ملے گی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اس شرط پر جب تک چاہیں رکھیں گے چنانچہ یہودی وہاں رہے تا آنکہ حضرت عمر نے مقام تیماء اور مقام اریحا کی طرف انہیں جلا وطن کر دیا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو اس لئے جلا وطن کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی کہ یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام کسی پیشگی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ تھا۔

٩ - باب: مَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ بَعْضاً فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ

باب ۹: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو کھیتی اور پھلوں میں شریک کر لیا کرتے تھے

١٠٨٤ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَمِّي ظُهَيْرُ ابْنُ رَافِعٍ: لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا، قُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ، قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، قَالَ: (مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟). قُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ، وَعَلَى الأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ، قَالَ: (لَا تَفْعَلُوا، ٱزْرَعُوهَا، أَوْ أَزْرِعُوهَا، أَوْ أَمْسِكُوهَا). قَالَ رَافِعٌ: قُلْتُ: سَمْعًا وَطَاعَةً. [رواه البخاري: ٢٣٣٩]

۱۰۸۴۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے چچا ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے کام سے منع فرما دیا جس سے ہم کو بہت آسانی تھی میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہ حق ہے' ظہیر نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر پوچھا تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہم چوتھائی پیداوار پر نیز کھجور اور جو کے چند وسق پر کرایہ کے لئے دیتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو خود کاشت کرو یا کسی کو کاشت کے لئے دے دو یا اسے اپنے پاس ہی رہنے دو رافع کہتے ہیں کہ میں نے کہا جو ارشاد ہوا سنا اور دل سے مان لیا

فوائد: بٹائی پر دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ برساتی نالے کے اردگرد اگنے والی کھیتی یا مخصوص قطعہ ارضی کی پیداوار مالک کے لئے ہوگی یہ ناجائز ہے اگر اس طرح ناروا شرائط نہ ہوں تو بٹائی پر زمین دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

١٠٨٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ، عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى رَافِعٍ، فَسَأَلَهُ،

۱۰۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ابتدائے امارت میں اپنی زمین کرایہ پر دیتے تھے پھر حضرت رافع کے حوالہ سے حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے ممانعت فرمائی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا

فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِي مَزَارِعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَا عَلَى الأَرْبِعَاءِ، وَبِشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ. [رواه البخاري: ٢٣٤٣، ٢٣٤٤]

مجھے معلوم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنے کھیت چوتھائی پیداوار اور کچھ بھوسے کے عوض کرایہ پر دیا کرتے تھے

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی زبانی فرمان نبوی سن کر اس کی وضاحت فرمائی اور بٹائی پر اپنی زمین دیتے رہے لیکن بعد میں احتیاطاً اس سے دست بردار ہو گئے جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

١٠٨٦ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ الأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ، فَتَرَكَ كِرَاءَ الأَرْضِ. [رواه البخاري: ٢٣٤٥]

١٠٨٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کھیت کرایہ پر دیئے جاتے تھے پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے اس مسئلہ میں کوئی نیا حکم دیا ہو جس کی انہیں خبر نہ ہوئی ہو لہٰذا انہوں نے (احتیاطاً) کھیت کو کرائے پر دینا بند کر دیا۔

١٠ - باب

باب ١٠:

١٠٨٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: (أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ٱسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ، فَقَالَ لَهُ: أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلٰكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، قَالَ: فَبَذَرَ، فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَٱسْتِوَاؤُهُ وَٱسْتِحْصَادُهُ، فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ،

١٠٨٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گفتگو فرما رہے تھے جبکہ ایک دیہاتی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ ایک شخص جنت میں اپنے پروردگار سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا پروردگار فرمائے گا کیا تو موجودہ حالت میں خوش نہیں؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں خوش تو ہوں لیکن کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جب وہ بیج بوئے گا تو اس کا اگنا' پروان چڑھنا اور کٹنے کے لائق ہونا

فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى: دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، فَإِنَّهُ لاَ يُشْبِعُكَ شَيْءٌ). فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: وَاللهِ لاَ تَجِدُهُ إِلاَّ قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا، فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٣٤٨]

پلک جھپکنے سے بھی پہلے ہو جائے گا اور پیداوار کے ڈھیر پہاڑوں کے برابر ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! لے کیونکہ تو کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا پھر دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا شخص قریش یا انصار میں پائیں گے کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں ہم تو کھیتی والے نہیں ہے اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

فوائد: امام بخاری کا اس حدیث کو لانے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیکے یا بٹائی پر زمین دینے سے منع کی روایات حرمت پر دلالت نہیں کرتیں بلکہ اخلاقی طور پر لوگوں کو ہمدردی پر ابھارنے کے لئے ہیں کیونکہ زمین کے متعلق اس قسم کی حرص پر قدغن نہیں لگائی جا سکتی بلکہ اہل جنت میں بھی اگر کوئی اس قسم کی حرص پر مبنی خواہش کا اظہار کرے گا تو اسے پورا کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ واللہ اعلم (عون الباری:۳/۱۹۶)

كتاب المساقاة

مساقات کا بیان

مساقات درحقیقت مزارعت کی ایک قسم ہے فرق یہ ہے کہ زراعت زمین میں ہوتی ہے اور مساقات باغات میں یعنی ایک شخص کا باغ ہو دوسرا اس کی نگہبانی کرے پھر پھلوں کو طے شدہ حصے کے مطابق تقسیم کر لیا جائے مزارعت کی طرح یہ بھی جائز ہے۔

١ - باب: في الشُّرْبِ

باب: پانی کی تقسیم کا بیان

١٠٨٨ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ، وَالأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: (يَا غُلَامُ، أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الأَشْيَاخَ). قَالَ: مَا كُنْتُ لأُوثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. [رواه البخاري: ٢٣٥١]

١٠٨٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک بڑا پیالہ لایا گیا آپ نے اس میں سے پیا اس وقت آپ کے دائیں جانب ایک کم سن لڑکا بیٹھا ہوا تھا جبکہ بائیں طرف سب عمر رسیدہ لوگ تھے آپ نے اس لڑکے سے فرمایا برخوردار! کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بقیہ پانی ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے بچے ہوئے پانی پر اپنے اوپر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا چنانچہ آپ نے وہ پیالہ اس کو عنایت فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کی تقسیم ہو سکتی ہے اور تقسیم میں پہلے دائیں جانب والوں کا حق ہے۔ (عون الباری: ٣/١٩٧)

١٠٨٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ

١٠٨٩۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: حَلَبْتُ لِرَسُولِ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً دَاجِنٍ، فِي دَارِي، وَشِيبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي فِي دَارِي، فَأَعْطَى رَسُولَ اللهِ ﷺ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ، حَتَّى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيهِ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ عُمَرُ، وَخَافَ أَنْ يُعْطِيَهُ الأَعْرَابِيَّ: أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ ٱللهِ عِنْدَكَ، فَأَعْطَاهُ الأَعْرَابِيَّ الَّذِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ: (الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ). [رواه البخاري: ٢٣٥٢]

انہوں نے کہا میں نے اپنے گھر کی ایک پالتو بکری کا دودھ دھویا اور گھر والے کنویں کا پانی لیا اور اس میں ملا دیا پھر اسے ایک پیالہ میں ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا جسے آپ نے نوش فرمایا جب آپ نے پیالہ منہ سے جدا کیا تو اس وقت آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک دیہاتی بیٹھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ آپ اپنا پس خوردہ دیہاتی کو دے دیں گے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیجئے جو آپ کے پاس ہی بیٹھے ہیں مگر آپ نے اپنا پس خوردہ اپنے دائیں جانب بیٹھنے والے دیہاتی کو عنایت کر کے فرمایا دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے پھر جو اس کی دائیں جانب ہو

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سنت ہے یہ سنت ہے یہ سنت ہے یعنی دائیں جانب والے کو پہلے دیا جائے اگرچہ وہ مقام اور درجہ کے لحاظ سے کم تر ہی کیوں نہ ہو اگر حاضرین سامنے ہوں تو بڑوں کا خیال رکھا جائے۔ (عون الباری:۳/۱۹۸)

٢ - باب: مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرْوَى

باب ۲: پانی کا مالک سیراب ہونے تک پانی کا زیادہ حقدار ہے

١٠٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ). [رواه البخاري: ٢٣٥٣]

۱۰۹۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھاس کو روکنے کے لئے ضرورت سے زیادہ پانی نہ روکا جائے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا کنواں ایسی جگہ پر ہو جہاں اس کے اردگرد بکثرت گھاس اگی ہوئی ہو وہاں سب لوگ اپنے جانور چرانے کا حق رکھتے ہوں لیکن کنویں کا مالک کسی کو کنویں سے پانی نہ پینے دے تاکہ اس بہانے وہ گھاس بھی محفوظ رہے یہ ناجائز ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۰)

١٠٩١ : وفي رواية عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَمْنَعُوا

۱۰۹۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ضرورت سے زائد

فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلإِ). [رواه البخاري: ٢٣٥٤]

گھاس کو روکنے کے لئے ضرورت سے زائد پانی مت روکو

فوائد: ضرورت سے زائد پانی روکنا گویا اس گھاس سے روکنا ہے جو وہاں اگی ہوئی ہے ابن حبان کی ایک روایت میں گھاس سے نہ روکنے کی صراحت بھی ہے اس لئے ذاتی ضروریات اور زراعت وحیوانات سے فاضل پانی روکنا جائز نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۱)

٣ - باب: الخُصُومَةُ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَاءُ فِيهَا

باب ۳: کنویں کے متعلق جھگڑنا اور اس کا فیصلہ کرنے کا بیان

١٠٩٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ ٱمْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ ٱللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ). فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. الآيَةَ، فَجَاءَ الأَشْعَثُ فَقَالَ: ما يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ، كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي، فَقَالَ لِي: (شُهُودَكَ). قُلْتُ: ما لِي شُهُودٌ، قَالَ: (فَيَمِينُهُ). قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِذًا يَحْلِفَ، فَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ هٰذَا الحَدِيثَ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ ذٰلِكَ تَصْدِيقًا لَهُ. [رواه البخاري: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

۱۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم اٹھائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے جو لوگ اللہ کے واسطہ سے جھوٹی قسمیں اٹھا کر دنیا کا تھوڑا سا مال لیتے ہیں .... آخر تک (آل عمران) اس دوران حضرت اشعث رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے پوچھا کہ ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے کیا بیان کرتے ہیں؟ یہ آیت تو میرے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ میرے چچا زاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (اس کی ملکیت پر جھگڑا ہوا) تو آپ نے فرمایا تم اپنے گواہ پیش کرو میں نے عرض کیا میرا تو کوئی گواہ نہیں ہے آپ نے فرمایا تو پھر دوسرے فریق سے قسم لی جائے گی میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! وہ تو قسم اٹھا لے گا تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

فوائد: مال پر ناجائز قبضہ کرنے کے متعلق مسلمان کی شرط عام حالات کے پیش نظر ہے وگرنہ کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں خواہ وہ ذمی یا معاہد کیوں نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۲۰۳)

٤ - باب: إِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ مِنَ الْمَاءِ

باب ۴: اس شخص کا گناہ جو کسی مسافر کو پانی سے روکے

١٠٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ثَلاَثَةٌ لاَ يَنْظُرُ ٱللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ كانَ لَهُ فَضْلُ ماءٍ بِالطَّرِيقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لاَ يُبَايِعُهُ إِلاَّ لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ، وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ: وَٱللهِ الَّذِي لاَ إِلٰهَ غَيْرُهُ، لَقَدْ أَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ). ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. [رواه البخاري: ٢٣٥٨]

۱۰۹۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں پر نظر کرم نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے المناک عذاب ہوگا ایک تو وہ شخص جس کے ہاں گزرگاہ کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی ہو وہ اس سے مسافر کو روکے دوسرا وہ شخص جو کسی امام سے محض حصول دنیا کے لئے بیعت کرے اگر وہ اسے کچھ حصہ دے دے تو خوش رہے اگر نہ دے تو ناراض ہوجائے اور تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد اپنا مال بیچنے کھڑا ہوا اور یوں کہے کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اس مال کی مجھے اتنی قیمت مل رہی ہے (لیکن میں نے نہیں دیا) اور کسی نے اسے سچا سمجھ کر اس سے وہ چیز خرید لی اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہ لوگ جو اللہ کا واسطہ دے کر اور جھوٹی قسمیں اٹھا کر دنیا کا تھوڑا مال لیتے ہیں..... آخر تک آیت"

فوائد: اگر کسی کے پاس بقدر ضرورت پانی ہے تو وہ مسافر کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۵)

٥ - باب: فَضْلُ سَقْيِ المَاءِ

باب ۵: پانی پلانے کی فضیلت

١٠٩٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (بَيْنَا رَجُلٌ

۱۰۹۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص چلا جارہا تھا

يَمْشِي، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ بِي، فَمَلأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ: (فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ). [رواه البخاري: ٢٣٦٣]

اسے جب شدت کی پیاس لگی تو وہ کنویں میں اترا اور پانی پیا وہاں سے نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے ہانپ رہا ہے اور نم دار زمین چاٹ رہا ہے اس شخص نے اپنے دل میں کہا آخر اسے بھی وہی تکلیف ہوگی جو مجھے تھی اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر دانتوں سے پکڑ کر اوپر چڑھا اور اس کتے کو پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ فعل پسند فرمایا اور اسے بخش دیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جانوروں کی خدمت سے ہمیں اجر ملے گا آپ نے فرمایا ہاں ہر جاندار کی خدمت میں ثواب ہے۔

فوائد: اس حدیث سے پانی پلانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اگر کسی شخص کے گناہ زیادہ ہوں تو اسے بھی دوسروں کو پانی پلانے کا اہتمام کرنا چاہئے اگر کتے کو پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہو سکتی ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ اہتمام کرنا بہت ہی ثواب کا باعث ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۷)

٦ - باب: مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ أَوِ الْقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَائِهِ

باب ٦: حوض اور مشک کا مالک اپنے پانی کا زیادہ حقدار ہے

١٠٩٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي، كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ). [رواه البخاري: ٢٣٦٧]

۱۰۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں قیامت کے دن اپنے حوض کوثر سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہٹاؤں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے روک دیئے جاتے ہیں۔

فوائد: اس حدیث میں حوض کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی اس کے حقدار تھے اور جو لوگ دنیا میں نفاق وشقاق اور بدعات ورسومات کا شکار رہے وہ اس حوض سے محروم رہیں گے۔ (عون الباری:۳/۲۰۸)

١٠٩٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ:

۱۰۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ قیامت کے

رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهِ فَيَقُولُ اللّٰهُ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ). [رواه البخاري: ٢٣٦٩]

دن نہ بات کرے گا اور نہ ہی نظر رحمت سے دیکھے گا ایک وہ جس نے اپنے مال پر قسم اٹھائی ہو کہ اسے اتنی زیادہ قیمت مل رہی ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا جس نے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کرنے کے لئے عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھائی تیسرا وہ شخص جو اپنی ضرورت سے زائد پانی لوگوں سے روکے اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ آج میں تجھے اسی طرح اپنے فضل سے محروم رکھتا ہوں جس طرح تو نے لوگوں کو فالتو پانی سے محروم کیا تھا حالانکہ اسے تو نے پیدا نہیں کیا تھا۔

فوائد: اس شخص کو ضرورت سے زیادہ پانی روکنے پر سزا ملی اس کا مطلب یہ ہے کہ بقدر ضرورت پانی روکنا جائز تھا کیونکہ وہ اس کا حقدار تھا نیز حدیث کے آخری الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے محنت سے پانی نکالا ہو تو وہ اس کا حقدار ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۹)

٧ - باب: لَا حِمَىٰ إِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ

باب ۷: سرکاری چراگاہ تو صرف اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کیلئے ہے

١٠٩٧ : عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (لَا حِمَىٰ إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ). [رواه البخاري: ٢٣٧٠]

۱۰۹۷۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چراگاہ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہی ہے۔

فوائد: جنگلات' پہاڑوں کی چوٹیاں اور گھاٹیاں نیز برساتی نالوں کے اردگرد شکارگاہیں حکومت وقت کی ملکیت ہوتی ہیں کسی دوسرے کو وہاں قبضہ کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ وہ رفاہی منصوبوں اور قومی آباد کاری کے لئے ہیں۔ (عون الباری:۳/۲۱۰)

٨ - باب: شُرْبِ النَّاسِ وَسَقْيِ الدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ

باب ۸: نہروں سے انسانوں اور چوپایوں کا پانی پینا درست ہے

١٠٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

۱۰۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑا بعض لوگوں کے

(الخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ: فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ ٱللهِ، فَأَطَالَ بِهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ المَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهُ ٱنْقَطَعَ طِيَلُهَا، فَٱسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذٰلِكَ أَجْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ ٱللهِ فِي رِقَابِهَا، وَلَا ظُهُورِهَا، فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الإِسْلَامِ، فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ). وَسُئِلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ الحُمُرِ؟، فَقَالَ: (ما أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الآيَةُ الجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ﴾). [رواه البخاري: ٢٣٧١]

لئے باعث ثواب بعض کے لئے موجب پردہ پوشی اور بعض کے لئے وجہ وبال ہے باعث اجر اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے اللہ کی راہ میں باندھے رکھا اس کی رسی کو کسی چراگاہ یا باغ میں لمبا کردیا اور رسی کی لمبائی تک چراگاہ یا باغ کے جس قدر میدان میں پھرے گا اس کے عوض اسے نیکیاں ملیں گی اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو ٹیلوں تک دوڑ جائے تو بھی اس کے قدموں کے نشانات اور لید وغیرہ بھی اس کے لئے نیکیاں شمار ہوں گی اور اگر اس کا گزر کسی نہر پر ہو اس نے وہاں سے پانی پیا گو اس کے مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا تب بھی نیکیاں لکھ لی جائیں گی پس اس قسم کا گھوڑا مالک کے لئے باعث اجر وثواب ہے اور جس شخص نے روپیہ کمانے اور سوال سے بچنے کے لئے گھوڑا باندھا اور وہ اس کی ذات اور اس کی سواری میں اللہ کے حق کو بھی فراموش نہ کرتا ہو تو یہ گھوڑا اس کے لئے بچاؤ کا ذریعہ ہے اور جو شخص محض فخر وریا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے گھوڑا باندھتا ہو وہ اس کے لئے موجب عذاب و وبال ہے رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا گدھوں کے متعلق خاص طور پر مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوا مگر یہ آیت جو جامع ترین ہے۔

جو کوئی ذرہ بھر بھلائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جو نہریں راستے پر واقع ہوں ان سے انسان اور حیوان سب پانی پی سکتے ہیں وہ کسی کے لئے خاص نہیں ہیں۔ (عون الباری: ۳/۲۱۲)

٩ - باب: بَيْعُ الحَطَبِ وَالكَلأِ

باب ۹: ایندھن اور گھاس فروخت کرنا

١٠٩٩ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: وَأَعْطَانِي رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ شَارِفًا أُخْرَى، فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لأَبِيعَهُ، وَمَعِيَ صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَأَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ، وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ البَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ، فَقَالَتْ: أَلاَ يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ. فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ، فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا. قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ ٱللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ الخَبَرَ، فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ، فَٱنْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لآبَائِي، فَرَجَعَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ، وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الخَمْرِ. [رواه البخاري:

۱۰۹۹۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کے مال غنیمت سے ایک اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمائی میں نے ایک دن ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری آدمی کے دروازے پر بٹھایا میرا ارادہ تھا کہ ان پر اذخر گھاس لاد کر فروخت کروں اس وقت میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا میں اس کام سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرکے ولیمہ کے لئے خرچہ بنا رہا تھا جبکہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس گھر میں شراب پی رہے تھے اور ان کے پاس ایک گلوکارہ یہ گا رہی تھی۔ حمزہ اٹھو ان فربہ اونٹنیوں کو پکڑو اور ذبح کرو۔

یہ سن کر حمزہ نے تلوار پکڑی اور ان دونوں اونٹنیوں کی طرف بڑھے اور ان کے کوہان کاٹ لئے اور پیٹ پھاڑ کر ان کی کلیجیاں نکال لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس منظر سے خوفزدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا وہاں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے میں نے یہ سارا قصہ آپ کو کہہ سنایا آپ اس وقت باہر نکل آئے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور میں بھی آپ کے ہمراہ چلے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر ان پر بہت غصہ کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آنکھ اٹھا کر نشے کی

[۲۳۷۵

حالت میں کہا تم لوگ تو میرے باپ دادا کے غلام ہو اس پر رسول اللہ ﷺ خاموش واپس آگئے یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ غیر ملکیتی زمین میں جو گھاس' ایندھن اور پانی وغیرہ ہوتا ہے اس سے ہر آدمی فائدہ اٹھا سکتا ہے البتہ ملکیتی زمین میں کسی چیز سے فائدہ اٹھانے کیلئے مالک سے اجازت لینا ضروری ہے۔

١٠ - باب: القَطَائِعُ

باب ۱۰: جاگیر لکھ کر دینا

۱۱۰۰ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَتِ الأَنْصارُ: حَتَّى تُقْطِعَ لإِخْوَانِنَا مِنَ المُهَاجِرِينَ مِثْلَ الَّذِي تُقْطِعُ لَنَا، قَالَ: (سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَٱصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي). [رواه البخاري: ۲۳۷٦]

۱۱۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو بحرین کی جاگیر دینا چاہی تو انصار نے کہا ہم اس وقت تک یہ جاگیر نہیں لیں گے جب تک کہ آپ مہاجر بھائیوں کو بھی ویسی ہی جاگیر نہ دیں آپ نے فرمایا تم میرے بعد یہ دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر مقدم رکھا جائے گا لہٰذا ایسے حالات میں مجھ سے ملنے تک صبر و شکیب سے کام لینا۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ نے انصار کو صبر کی تلقین فرمائی ہے جس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں حکومت سے قیامت تک محروم رکھا جائے گا چنانچہ انصار نے اس حدیث کے مطابق صبر سے کام لیا اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی۔ (عون الباری:۳/۲۱۶)

١١ - باب: الرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِي حَائِطٍ أَو نَخْلٍ

باب ۱۱: جس شخص کے باغ میں گزرگاہ یا نخلستان میں چشمہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

۱۱۰۱ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ٱبْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَن تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ المُبْتَاعُ، وَمَنِ ٱبْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا

۱۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص پیوند کئے جانے کے بعد کھجور کا درخت خریدے تو اس کا پھل بیچنے والے کو ملے گا مگر جب خریدار نے اس کی شرط کر لی ہو۔

أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ). [رواه البخاري:
٢٣٧٩]

فوائد : امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں دو حق جمع ہو جائیں مثلاً کسی باغ کے متعلق حق ملکیت اور حق انتفاع جمع ہوں تو حق انتفاع رکھنے والے کے لئے مالک کی طرف سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے یعنی باغ کو پانی دینے اور پھل توڑنے کے لئے راستہ دینے کی سہولت دینی چاہئے۔

كتاب في الاستقراض واداء الديون والحجر والتفليس

قرض لینا اور قرضہ ادا کرنا' تصرف سے روکنا اور دیوالیہ قرار دینا

١ - باب: مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا

باب ۱: جو شخص لوگوں سے ادائیگی یا بربادی کی نیت سے قرض لے

١١٠٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى ٱللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ ٱللَّهُ). [رواه البخاري: ٢٣٨٧]

۱۱۰۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے اس نیت سے قرض لے کہ وہ انہیں ادا کردے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق سے نوازے گا اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کردینے کے ارادہ سے لے گا تو اللہ اس کو ضائع کردے گا۔

فوائد: ادائیگی کی نیت سے قرض لینے والے کی اللہ ضرور مدد کرتا ہے یعنی دنیا میں ہی اس کی ادائیگی کے اسباب پیدا کردیتا ہے اگر مفلسی کی وجہ سے ادا نہ کرسکے تو قیامت کے دن اس کے قرض خواہ کو اللہ تعالیٰ خوش کرکے مقروض کو رہائی دلا دے گا۔

٢ - باب: أَدَاءُ الدُّيُونِ

باب ۲: قرضوں کا ادا کرنا

١١٠٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَبْصَرَ - يَعْنِي أُحُدًا - قَالَ: (مَا أُحِبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلُ لِي ذَهَبًا، يَمْكُثُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ). ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ الأَكْثَرِينَ هُمُ الأَقَلُّونَ، إِلَّا مَنْ قَالَ

۱۱۰۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے احد پہاڑ کو دیکھ فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونے کا بن جائے تو تین دن کے بعد ایک دینار بھی اس میں سے میرے پاس باقی رہے مگر وہ دینار جسے میں نے قرض کی ادائیگی کے لئے رکھ لیا ہو پھر آپ نے فرمایا دیکھو جو دولت مند ہیں وہی

بِالمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِيلٌ ما هُمْ). وَقَالَ: (مَكَانَكَ). وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ: (مَكَانَكَ حَتَّى آتِيَكَ). فَلَمَّا جاءَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، الَّذِي سَمِعْتُ؟، أَوْ قَالَ: الصَّوْتُ الَّذِي سَمِعْتُ؟ قَالَ: (وَهَلْ سَمِعْتَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا؟، قَالَ: نَعَمْ). [رواه البخاري: ٢٣٨٨]

محتاج ہیں مگر وہ شخص جو مال کو اس اس طرح خرچ کرے لیکن ایسے لوگ کم ہیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں واپس نہ آؤں تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنا آپ تھوڑی دور آگے بڑھ گئے میں نے کچھ آواز سنی تو ادھر جانا چاہا لیکن مجھے آپ کا فرمان یاد آگیا کہ یہیں ٹھہرے رہنا جب تک میں تیرے پاس نہ آجاؤں جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یہ آواز کیسی تھی جو میں نے سنی؟ آپ نے فرمایا تو نے سنی تھی؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے تھے انہوں نے کہا آپ کی امت میں سے جو شخص بایں حالت مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ وہ ایسے ایسے کام کرتا ہو۔ آپ نے فرمایا "ہاں" (ضرور جنت میں جائے گا۔)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی صدقہ خیرات کرنے پر مقدم ہے نیز اس کی ادائیگی کے لئے انسان کو ہر وقت فکر مند رہنا چاہئے۔ (عون الباری:۳/۲۲۲)

٣ - باب: حُسْنُ الْقَضَاءِ

باب ۳: عمدہ طور پر حق ادا کرنا

١١٠٤ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي المَسْجِدِ ضُحًى، فَقَالَ: (صَلِّ رَكْعَتَيْنِ). وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَقَضَانِي وَزَادَنِي. [رواه البخاري: ٢٣٩٤]

۱۱۰۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں چاشت کے وقت آیا آپ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو پھر میرا جو قرض آپ کے ذمہ تھا آپ نے ادا فرمایا اور کچھ زیادہ بھی دیا

فوائد: معلوم ہوا کہ پہلے سے طے شدہ شرط کے بغیر اگر مقروض اپنے قرض خواہ کو کوئی اضافہ دیتا ہے تو وہ سود نہیں ہے سود یہ ہے کہ قرض دیتے وقت اضافے کی شرح طے کر لی جائے۔ (عون الباری:۳/۲۲۳)

٤ - باب: الصَّلاَةُ عَلَى مَنْ تَرَكَ دَيْناً

۱۱۰۵ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ما مِنْ مُؤْمِنٍ إِلاَّ وَأَنَا أَولى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، ٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ٱلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ ماتَ وَتَرَكَ مالاً فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كانُوا، وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضَيَاعاً فَلْيَأْتِنِي، فَأَنَا مَوْلاَهُ). [رواه البخاري: ۲۳۹۹]

باب ۴: مقروض کی نماز جنازہ پڑھنا

۱۱۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومن کا دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریبی دوست ہوں تم اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو "پیغمبر اہل ایمان سے خود ان سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں" لہٰذا جو کوئی مومن مرجائے اور مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا جو بھی ہوں اور جس نے قرض یا پس ماندگان چھوڑے وہ میرے پاس آجائے میں اس کا بندوبست کروں گا۔

فوائد: ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے تاکہ لوگوں کو قرض لینے کی سنگینی سے خبردار کریں لیکن فتوحات کے بعد جب مسلمانوں کی مالی حالت بدل گئی تو مقروض پر جنازہ پڑھنے لگے معلوم ہوا کہ قرض لینے سے دین میں کوئی خلل نہیں آتا کہ اس کا جنازہ ہی نہ پڑھا جائے۔ (عون الباری:۳/۲۲۵)

٥ - باب: مَا يُنْهَىٰ عَنْ إِضَاعَةِ المَالِ

۱۱۰٦ : عَنِ المَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ البَنَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ). [رواه البخاري: ۲٤۰۸]

باب ۵: مال کو ضائع کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۱۰۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کردیا ہے خود تو نہ دینا اور دوسروں سے مانگنے سے بھی منع فرمایا ہے اور تمہارے لئے فضول بک بک' کثرت سوال اور بربادی مال کو ناپسند کیا ہے۔

فوائد: خلاف شرع خرچ کرنا اپنے مال کو ضائع کرنے کے مترادف ہے البتہ دینی کاموں میں دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے اپنی حیثیت کے مطابق اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی اسراف نہیں البتہ بلا ضرورت تکلفات کرنا خلاف شرع ہے۔ (عون الباری:۳/۲۲۷)

كتاب الخصومات
جھگڑوں کے بیان میں

١ - باب: ما يُذْكَرُ فِي الأَشْخَاصِ وَالخُصُومَةِ بَيْنَ المُسْلِمِ واليَهُودِ

باب ۱: کسی شخص کو گرفتار کرنے نیز مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑے کی بابت کیا منقول ہے؟

١١٠٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً، سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ خِلَافَهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَأَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ لَا تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ ٱخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا). [رواه البخاري: ٢٤١٠]

۱۱۰۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنا تھا لہٰذا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا اور درست پڑھتے ہو لیکن اختلاف نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

فوائد: ایک دوسرے سے ناحق جھگڑنا اختلاف ہے جس سے منع کیا گیا ہے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جب بزعم خویش قرآن غلط پڑھنے والے کو گرفتار کیا جا سکتا ہے تو اپنا حق لینے کے لئے کسی کو گرفتار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١١٠٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱسْتَبَّ رَجُلَانِ: رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ، وَرَجُلٌ مِنَ اليَهُودِ، قَالَ

۱۱۰۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے آپس میں گالی گلوچ کی مسلمان کہنے لگا قسم ہے اس ذات

الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي: أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ). [رواه البخاري: ٢٤١١]

کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو سارے جہانوں پر برتری دی یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام اہل جہاں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ رسید کردیا۔ اس پر یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا آپ سے اپنا اور مسلمان کا ماجرا کہہ سنایا رسول اللہ ﷺ نے اس مسلمان کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ بیان کردیا آپ نے فرمایا تم مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر برتری نہ دو کیونکہ قیامت کے دن جب سب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے اور میں بھی بے ہوش جاؤں گا اور سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بے ہوش ہوکر مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کردیا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اس یہودی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کی امان میں ایک ذمی کی حیثیت سے رہتا ہوں اس کے باوجود مجھے مسلمان نے تھپڑ مارا ہے آپ ناراض ہوئے اور مسلمان کی سرزنش فرمائی۔ (عون الباری:۳/۲۳۱)

١١٠٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، قِيلَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ، أَفُلَانٌ، أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. [رواه البخاري: ٢٤١٣]

۱۱۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ کسی یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا جب اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ ایسا کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں نے کیا یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا تب وہ یہودی گرفتار کیا گیا اس نے اقرار جرم بھی کرلیا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا سر بھی پتھروں کے درمیان

رکھ کر کچل دیا گیا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ قاتل کو اسی طرح سزائے موت دی جائے جس طرح اس نے مقتول کو قتل کیا ہو۔ (عون الباری:۲۳۲/۳)

٢ - باب: كَلاَمِ الخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ

باب ۲: جھگڑنے والوں کا ایک دوسرے کے متعلق گفتگو کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

١١١٠ : حَديثُ الأَشْعَثِ تَقَدَّمَ قَرِيبًا وذَكَرَ فيهِ أَنَّهُ اْخْتَصَمَ هُوَ ورَجُلٌ مِنْ أَهْلِ حَضْرَموت وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَالَ: إِنَّهُ هُوَ وَيَهودِيٌّ. [رواه البخاري: ٢٤١٦، ٢٤١٧ وانظر حديث رقم: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

۱۱۱۰۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (۱۰۹۲) پہلے گزر چکی ہے جس میں بیان تھا کہ وہ حضر موت کے ایک شخص سے جھگڑے تھے اس طریق میں ہے کہ ان کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا تھا۔

فوائد : اس روایت میں ہے کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ جو کہ مدعی تھے اپنے یہودی مدعی علیہ کے متعلق اس کی عدم موجودگی میں بیان دیا کہ وہ جھوٹی قسم اٹھانے میں بڑا بے باک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غیبت شمار نہیں کیا۔

كتاب اللقطة

گری پڑی چیز کو اٹھانے کے بیان میں

١ - باب: وَإِذَا أَخْبَرَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بِالعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ

باب ۱: جب لقطہ کا مالک اس کی پہچان بتادے تو وہ اس کے حوالے کر دی جائے

١١١١ : عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (عَرِّفْهَا حَوْلًا)، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: (عَرِّفْهَا حَوْلًا). فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: (احْفَظْ وِعَاءَهَا، وَعَدَدَهَا، وَوِكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا). [رواه البخاري: ٢٤٢٦]

۱۱۱۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو اشرفیاں تھیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کی تشہیر کرو لہٰذا میں نے اس کی تشہیر کی مگر کوئی شخص اس کا پہچاننے والا نہ ملا پھر میں دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک مزید تشہیر کرو چنانچہ میں سال بھر لوگوں سے دریافت کرتا رہا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پہچانتا پھر میں نے تیسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی' تعداد اور بندش یاد رکھنا اگر اس کا مالک آجائے تو دے دینا بصورت دیگر خود اس سے فائدہ حاصل کرتے رہو۔

فوائد: بازار اور اجتماعات میں جہاں لوگوں کا ہجوم ہو اعلان کیا جائے کہ گم شدہ چیز نشانی بتا کر حاصل کی جاسکتی ہے اگر کوئی اس کی نشانی بتادے تو مزید شناخت اور گواہوں کی ضرورت نہیں بلکہ بلا تامل وہ چیز

اس کے حوالے کر دی جائے۔ (عون الباری:۳/۲۳۵)

٢ - باب: إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ

باب ۲: اگر کوئی راستہ میں گری ہوئی کھجور پائے تو کیا کرے؟

١١١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنِّي لأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي، فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي، فَأَرْفَعُهَا لآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا). [رواه البخاري: ٢٤٣٢]

۱۱۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں اپنے گھر لوٹ کر جاتا ہوں تو اپنے بستر پر کھجور پڑی ہوئی پاتا ہوں اور اسے کھانے کے ارادہ سے اٹھالیتا ہوں مگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ صدقہ کی نہ ہو تو پھر اسے پھینک دیتا ہوں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کم قیمت اور حقیر چیز اگر راستہ میں ملے تو اس کی تشہیر اور مالک کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے یوں ہی استعمال میں لایا جا سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا پرہیز اس بناء پر تھا کہ صدقہ کا استعمال آپ کے لئے جائز نہ تھا۔ (عون الباری:۳/۲۳۸)

كتاب المظالم
حقوق کے بیان میں

اس کتاب میں دوسروں پر ظلم وستم کرنے کی بناء پر متاثرہ حقوق اور ان کی تلافی کا ذکر ہو گا انسان کو چاہیے کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھے۔

١ - باب: قِصَاصُ المَظَالِمِ

١١١٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا خَلَصَ المُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا، أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهِ، لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَسْكَنِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا). [رواه البخاري: ٢٤٤٠]

باب ۱: ظلم وزیادتی کا بدلہ

۱۱۱۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب مومن لوگ آگ سے خلاصی پالیں گے تو انہیں دوزخ اور جنت کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا وہاں اُن سے ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو انہوں نے دنیا میں ایک دوسرے پر کئے تھے جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت کے اندر جانے کی اجازت ملے گی قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہر شخص جنت میں اپنے ٹھکانہ کو اس سے بہتر طور پر پہچانے گا جس طرح وہ دنیا میں اپنے مسکن کو پہچانتا تھا۔

فوائد: قیامت کے دن مظالم کی تلافی ظالم سے نیکیاں لے کر یا مظلوم کی برائیاں اتار کر کی جائے

گی۔ (عون الباری:۳/۲۳۹)

٢ - باب: قَوْلُ الله تعالى: ﴿أَلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے“

١١١٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ ٱللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ قَدْ هَلَكَ، قالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي ٱلدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ، فَيَقُولُ الأَشْهَادُ: ﴿هَٰؤُلَاءِ ٱلَّذِينَ كَذَبُوا۟ عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾. [رواه البخاري: ٢٤٤١]

۱۱۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ مومن کو اپنے نزدیک کر کے اس پر اپنا پردہ عزت ڈال کر اسے چھپائے گا اور پوچھے گا کیا تجھے فلاں فلاں گناہ معلوم ہے؟ وہ کہے گا ہاں اے پروردگار! اس طرح اللہ تعالیٰ اس سے تمام گناہوں کا اقرار کرائے گا اور وہ شخص اپنے دل میں خیال کرے گا کہ اب تو میں مارا گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپا رکھے تھے اور آج بھی تیرے گناہ معاف کرتا ہوں پھر اسے نیکیوں کی کتاب دی جائے گی لیکن کافر اور منافق کے متعلق گواہی دینے والے کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا خبردار! ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

فوائد: گناہوں کی یہ معافی حقوق العباد کے علاوہ ہوگی کیونکہ حقوق العباد کی تلافی نیکیاں لے کر یا مظلوم کی کوتاہیاں ظالم کے نامہ اعمال میں ڈال کر کی جائے گی۔ (عون الباری:۳/۲۴۱)

٣ - باب: لا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلاَ يُسْلِمُهُ

باب ۳: ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ ظلم کرے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑے

١١١٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قالَ: (الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ ٱللَّهُ

۱۱۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ ہی اسے ظلم کے حوالہ کرے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت

فِي حاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ ٱللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ ٱللهُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٢]

روائی میں مصروف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مقصد برآوری کے درپے ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو شخص مسلمان کا عیب چھپائے قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ انسان کو کسی دوسرے کی غیبت نہیں کرنا چاہئے کیونکہ غیبت سے کسی دوسرے مسلمان کی پردہ دری کر کے اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن پردہ پوشی سے محروم رہتا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۴۲)

٤ - باب: أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِماً أَوْ مَظْلُوماً

باب ۴: تو اپنے بھائی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

١١١٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱنْصُرْ أَخاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: (تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٤]

۱۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کریں گے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ظلم سے روکو۔

فوائد: دور جاہلیت میں اس جملہ کے ذریعے قومی عصبیت کو ہوا دی جاتی تھی کہ ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کی جائے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے مفہوم کو یکسر بدل کر محبت واخوت کا سبق دیا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۴۴)

٥ - باب: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ القِيَامَةِ

باب ۵: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہو گا

١١١٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٧]

۱۱۱۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہو گا۔

فوائد: ظلم قیامت کے دن ہر سو اندھیروں کا باعث ہو گا کیونکہ یہ دو گناہوں سے مرکب ہے ایک

کسی کا ناجائز حق غصب کرنا دوسرا اللہ کی مخالفت کر کے اس سے اعلان جنگ کرنا اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ (عون الباری:۳/۲۴۴)

٦ - باب: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَل يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهُ؟

باب ٦: جس شخص نے کسی پر ظلم کیا ہو اور مظلوم اسے معاف کردے تو کیا ظالم کو اپنے ظلم کی وضاحت کرنا ضروری ہے؟

١١١٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لاَ يَكُونَ دِينَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٩]

١١١٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی یا کسی بھی شکل میں اس پر زیادتی کی ہو تو اسے آج ہی معاف کرا لینا چاہئے اس سے پہلے کہ درہم ودینار نہ رہیں اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو اس میں سے اس کے ظلم کے بقدر لے لیا جائے گا اور نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔

فوائد: قرآن میں ہے کہ کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی یہ حدیث اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ظالم پر جو مظلوم کی برائیاں ڈالی جائیں گی وہ دراصل اس ظالم کی کمائی کا نتیجہ ہوں گی۔

(عون الباری:۳/۲۴۵)

٧ - باب: إِثْمُ مَنْ ظَلَمَ شَيْئاً مِنَ الأَرْضِ

باب ٧: اس شخص کا گناہ جو کسی کی کچھ زمین زبردستی چھین لے

١١١٩ : عَنْ سَعِيد بْن زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ ظَلَمَ مِنَ الأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ). [رواه البخاري: ٢٤٥٢]

١١١٩۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو شخص ظلم سے کسی کی کچھ زمین چھین لے گا تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

فوائد: اس حدیث میں غاصبوں کے لئے بہت سنگین وعید ہے خاص طور پر وہ حضرات جو زمین پر ناجائز قبضہ کر کے وہاں مسجد یا مدرسہ تعمیر کر لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم نے نیکی کا کام کیا ہے ایسے کام میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۴۷)

١١٢٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ أَخَذَ مِنَ الأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ). [رواه البخاري: ٢٤٥٤]

۱۱۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تھوڑی سی زمین بھی ناحق لے لے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔

٨ - باب: إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لآخَرَ شَيْئًا جَازَ

باب ۸: جب کوئی انسان دوسرے کو (کسی بات کی) اجازت دے تو وہ کر سکتا ہے

١١٢١ : وعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ يَأْكُلونَ تَمْرًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهى عَنِ الإِقْرَانِ، إِلاَّ أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ. [رواه البخاري: ٢٤٥٥]

۱۱۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ان کا ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جو کھجوریں کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دو کھجوریں ایک بار اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا ہے ہاں اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اجازت لے لے تو جائز ہے۔

فوائد: اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حرص ولالچ کی نشاندہی ہوتی ہے نیز ایسا کرنا دوسروں کے حقوق تلف کرنے کے مترادف ہے اگر کھجوریں کسی کی ذاتی ہوں تو کوئی ممانعت نہیں۔ (عون الباری: ۳/۲۵۰)

٩ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ أَلَدُّ ٱلْخِصَامِ﴾

باب ۹: ارشاد باری تعالیٰ: "وہ بڑا سخت جھگڑالو ہے"

١١٢٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ). [رواه البخاري: ٢٤٥٧]

۱۱۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

فوائد: اس سے مراد وہ شخص ہے جو ذرا ذرا سی بات پر لوگوں سے جھگڑتا ہے یا باطل کا دفاع کرنے میں بڑی مہارت رکھتا ہو۔

١٠ - باب: إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ

باب ۱۰: اس شخص کا گناہ جو دیدہ دانستہ کسی ناحق بات پر جھگڑا کرے

١١٢٣ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: (إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبَ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا). [رواه البخاري: ٢٤٥٨]

۱۱۲۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی تو باہر تشریف لائے اور فرمایا میں بھی ایک بشر ہوں میرے پاس ایک فریق آتا ہے اور شاید ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو جس سے مجھے خیال ہو کہ اس نے سچ کہا ہے پھر میں اس کے موافق فیصلہ کردوں تو اگر میں کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلادوں تو یہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے چاہے اسے قبول کرے چاہے اسے چھوڑ دے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کے فیصلے سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوگی کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہرا نافذ ہوتا ہے باطنا نافذ نہیں ہوتا یعنی اگر مدعی حق پر نہ ہو اور عدالت اس کے حق میں فیصلہ کردے تو اس کے لئے یہ فیصلہ سند جواز نہیں ہوگا۔

١١ - باب: قِصَاصُ المَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ

باب ۱۱: مظلوم اگر ظالم کا مال پالے تو بقدر زیادتی اپنا حصہ وصول کرسکتا ہے

١١٢٤ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّكَ تَبْعَثُنَا، فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لاَ يَقْرُونَا، فَمَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَنَا: (إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا، فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ). [رواه البخاري: ٢٤٦١]

۱۱۲۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمیں باہر بھیجتے ہیں تو کبھی ہم ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو ہماری ضیافت تک نہیں کرتے اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ مہمان کی شایان شان میزبانی کا اہتمام کریں تو اسے قبول کرلو اور اگر سامان نہ کریں تو زبردستی ان سے اپنی مہمان نوازی کا حق وصول کرو۔

فوائد : مالی معاملات میں یہ گنجائش ہے کہ زبردستی چھینا ہوا اپنا مال کسی بھی طریقہ سے واپس لیا جا سکتا ہے البتہ بدنی عقوبات میں یہ حکم نہیں ہے بلکہ حاکم وقت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۴)

١٢ - باب: لا يَمْنَعُ جَار جَاره أَن يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ

باب ۱۲: کوئی پڑوسی دوسرے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی گاڑنے سے نہ روکے

١١٢٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ). ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ما لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ، وَٱللهِ لأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ. [رواه البخاري: ٢٤٦٣]

۱۱۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی پڑوسی دوسرے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے پھر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کیا بات ہے کہ تم لوگوں کو میں اس حدیث سے روگردانی کرتے دیکھتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں یہ حدیث تمہیں برابر سناتا رہوں گا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ اگر ہمسایہ دیوار پر کوئی لکڑی یا گارڈر رکھنا چاہیے تو دیوار کے مالک کو روکنا جائز نہیں کیونکہ اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ ایسا کرنے سے دیوار مضبوط ہوتی ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۵)

١٣ - باب: أَفْنِيَةُ الدُّورِ وَالجُلُوسُ فِيهَا، وَالجُلُوسُ عَلَى الصُّعُدَاتِ

باب ۱۳: گھروں کے سامنے میدانوں اور راستوں میں بیٹھنا

١١٢٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ). فَقَالُوا: ما لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ: (فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلاَّ الْمَجَالِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا). قَالُوا: وَما حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: (غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَأَمْرٌ بِالمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ). [رواه البخاري:

۱۱۲۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس بات میں تو ہم مجبور ہیں کہ کیونکہ وہی تو ہماری بیٹھنے اور گفتگو کرنے کی جگہیں ہیں آپ نے فرمایا اچھا اگر ایسی ہی مجبوری ہے تو اس کا حق ادا کرو لوگوں نے عرض کیا راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا نگاہیں نیچی رکھنا' کسی کو تکلیف نہ دینا' سلام کا جواب دینا' اچھی بات بتانا اور بری بات سے روکنا۔

[٢٤٦٥

فوائد: ایک روایت میں نابینے کو راستے پر لگانا' چھینک کا جواب دینا اور کمزور ناتواں کی مدد کرنا بھی راستے کے حقوق میں شامل ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۷)

١٤ - باب: إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ المِيتَاءِ

باب ۱۴: اگر شارع عام میں اختلاف ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

١١٢٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ المِيتَاءِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ. [رواه البخاري: ٢٤٧٣]

۱۱۲۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات ہاتھ راستہ چھوڑنے کا اس وقت فیصلہ فرمایا جب لوگوں میں شارع عام کے متعلق باہمی اختلاف ہوا تھا۔

فوائد: سات ہاتھ راستہ آدمیوں اور سواریوں کے آنے جانے کے لئے کافی ہے جو لوگ راستے میں بیٹھ کر سبزی یا پھل بیچتے ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے تاکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۲۵۸)

١٥ - باب: النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَى وَالمُثْلَةَ

باب ۱۵: لوٹ مار اور اصل صورت بگاڑنے سے ممانعت

١١٢٨ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النُّهْبَى وَالمُثْلَةِ. [رواه البخاري: ٢٤٧٤]

۱۱۲۸۔ حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور اصلی صورت بگاڑنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ہمارے ہاں نکاح کے وقت جو چھوہاروں کی لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے شادی کے موقع پر مصری' بادام اور ٹافیاں وغیرہ کھلانا مقصود ہو تو اسے باعزت طریقہ سے تقسیم کر دینا چاہیے۔

١٦ - باب: مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ

باب ۱۶: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کے لئے لڑتا ہے

١١٢٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ

۱۱۲۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے

شَهِيدٌ). [رواه البخاري: ٢٤٨٠]

ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اپنا اور اپنے مال کا دفاع کرنا چاہئے کیونکہ اگر قتل ہو گیا تو درجہ شہادت مل جائے گا اور اگر اسے نے قتل کر دیا تو اس پر دیت یا قصاص نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۶۰)

١٧ - باب: إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئاً لِغَيْرِهِ

باب ۱۷: اگر کسی کا پیالہ یا کوئی اور چیز توڑ دے (تو تاوان پڑے گا یا نہیں؟)

١١٣٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ، فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ، وَقَالَ: (كُلُوا)، وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا، فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ. [رواه البخاري: ٢٤٨١]

۱۱۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اتنے میں کسی دوسری زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا تو اس بیوی نے جس کے پاس آپ تشریف فرما تھے ہاتھ مار کر پیالہ توڑ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اٹھا کر اسے جوڑا اور اس کے اندر کھانا رکھ کر فرمایا کھانا کھاؤ' اس دوران آپ نے اس قاصد اور پیالے کو روکے رکھا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو شکستہ پیالہ رکھ لیا اور صحیح پیالہ واپس کیا۔

فوائد: جس نے پیالہ توڑا تھا اس کے گھر سے صحیح پیالہ لے کر واپس کیا گیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اسے دے دیا گیا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ کھانے کے بدلے کھانا اور برتن کے بدلے برتن دیا جائے۔

(عون الباری:۳/۲۶۱)

كتاب الشركة
شراکت کے بیان میں

لغوی طور پر شراکت کا معنی شامل ہونا ہے اصطلاح میں دو یا زیادہ کا ایک چیز میں حقدار ہونے کو شراکت کہا جاتا ہے۔ یہ شراکت کبھی تو غیراختیاری ہوتی ہے جیسا کہ مال وراثت میں شریک ہونا اور کبھی اختیاری بھی ہوتی ہے جیسا کہ مل کر کسی چیز کو خریدنا۔

١ - باب: فِي الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالعُرُوضِ

١١٣١ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: ما بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ! ما بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (نَادِ فِي النَّاسِ، يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ). فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوهُ عَلَى النِّطَعِ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَدَعَا

باب ۱: کھانے' زاد سفر اور دیگر اسباب زندگی میں شراکت

۱۱۳۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ لوگوں کا سامان خوردونوشت کم ہو گیا اور وہ محتاج ہو گئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی پھر انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے تو لوگوں نے ان سے یہ ماجرا بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اونٹوں کے بعد تمہاری زندگی کا انحصار کس پر ہو گا؟ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹوں کے بعد ان کی زندگی

وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ، فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ). [رواه البخاري: ٢٤٨٤]

کیسے گزرے گی؟ آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ اپنا اپنا کھانے پینے کا بقیہ سامان لے کر میرے پاس حاضر ہوں پھر چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا گیا اور تمام سامان اس پر ڈال دیا گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خیروبرکت کی دعا کی پھر سب لوگوں کو آپ نے برتنوں سمیت بلایا چنانچہ لوگوں نے دونوں ہاتھ سے خوب بھر بھر کر لینا شروع کیا جب سب لوگ فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

فوائد: چونکہ ایک معجزہ ظاہر ہوا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پہلے تو زاد سفر اتنا کم ہوگیا کہ لوگ اپنی سواریاں ذبح کرنے لگے پھر دعا کی برکت سے اتنا زیادہ ہوگیا کہ ہر ایک نے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔ (عون الباری:۳/۲۶۶)

١١٣٢ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ الأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٢٤٨٦]

۱۱۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اشعری لوگ جب جہاد میں محتاج ہوجاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے بال بچوں کے پاس کھانا کم رہ جاتا ہے تو سب لوگ اپنا اپنا موجودہ سامان ملا کر ایک کپڑے میں اکٹھا کرلیتے ہیں پھر آپس میں ایک پیمانہ سے تقسیم کرلیتے ہیں اس عدل و مساوات کی وجہ سے وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سفر و حضر میں زاد سفر کو اکٹھا کرنا پھر اندازے سے تقسیم کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۳/۲۶۷)

٢ - باب: قِسْمَةُ الْغَنَمِ

باب ۲: بکریوں کا تقسیم کرنا

١١٣٣ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

۱۱۳۳۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، فَأَصَابُوا إِبِلًا وَغَنَمًا، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ، فَعَجِلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ، فَعَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَأَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا). فَقُلْتُ: إِنَّا نَرْجُو الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: (مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ).

[رواه البخاري: ٢٤٨٨]

ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے کہ لوگوں کو بھوک لگی انہیں کچھ اونٹ اور بکریاں ہاتھ لگیں راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری لوگوں میں تھے اس لئے لوگوں نے جلدی سے انہیں ذبح کرکے دیگیں چڑھادیں رسول اللہ ﷺ نے تشریف لاکر حکم دیا کہ دیگوں کو الٹ دیا جائے پھر آپ نے تقسیم فرمائی تو دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا اتفاقاً ایک اونٹ بھاگ نکلا تو لوگ اس کے پیچھے دوڑے جس نے ان کو تھکا دیا اس وقت لشکر میں گھوڑے بھی کم تھے آخر کار ایک شخص نے اسے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وحشی جانوروں کی طرح ان میں بھی کچھ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو میں نے کہا ہمیں اندیشہ ہے کہ کل دشمن سے مڈبھیڑ ہوگی اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم بانس کی کھپاچ سے ذبح کرلیں آپ نے فرمایا جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ البتہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کرو میں تمہیں اس کی وجہ بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ایک ہڈی ہے اور ناخن کفار حبشہ کی چھری ہے (جس سے وہ ذبح کرتے ہیں۔)

فوائد: اختیاری حالات میں تو جانور کو گلے سے ذبح کیا جائے البتہ اضطراری حالات میں کسی بھی مقام سے ذبح کیا جا سکتا ہے۔ نیز ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے اور اگر کسی کو بسم اللہ کے متعلق تردد ہو تو وہ کھاتے وقت اسے پڑھ لے۔ (عون الباری:۳/۲۷۰)

٣ - باب: تَقْوِيمُ الأَشْيَاءِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ

باب ۳: شرکاء کے درمیان مشترکہ چیزوں کی عدل کے ساتھ قیمت لگانا

١١٣٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ خَلاَصُهُ فِي مالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مالٌ، قُوِّمَ المَمْلُوكُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ ٱسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٢٤٩٢]

۱۱۳۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مشترکہ غلام کو اپنے حصے کے مطابق آزاد کردے تو وہی اپنے مال سے اسے پوری رہائی دلائے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف سے اس غلام کی قیمت لگائی جائے باقی حصہ کے لئے اس غلام سے مزدوری کرائی جائے لیکن اس پر سختی نہ کی جائے۔

فوائد: یعنی غلام کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جب وہ باقی ماندہ حصے کی قیمت ادا کر دے گا تو خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ (عون الباری:۳/۲۷۲)

٤ - باب: هَلْ يُقْرَعُ فِي القِسْمَةِ

باب ۴: کیا تقسیم میں قرعہ اندازی کی جاسکتی ہے؟

١١٣٥ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ ٱللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ ٱسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا ٱسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَو أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا، وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَما أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيعًا).

۱۱۳۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم ہو اور جو ان میں مبتلا ہو گیا ہو ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کو بذریعہ قرعہ تقسیم کر لیا بعض لوگوں کے حصہ میں اوپر کا طبقہ آیا جبکہ کچھ لوگوں نے نچلا حصہ لے لیا اب نچلے حصے والوں کو جب پانی کی ضرورت ہوتی تو وہ اوپر والوں کے پاس سے گزرتے ہوئے کہنے لگے کاش ہم اپنے حصے میں سوراخ کرلیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں سو اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادہ کے مطابق چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر

[رواه البخاري: ٢٤٩٣]

وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ بھی بچ جائیں گے اور دوسرے بھی الغرض سب محفوظ رہیں گے۔

فوائد: گناہ کا ارتکاب کرنا اور اسے سامنے ہوتا دیکھ کر ٹھنڈے پیٹ برداشت کر لینا جرم کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور دونوں ہی تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔ (عون الباری: ۳/۲۷۳)

٥ - باب: الشَّرِكَةُ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

باب ۵: غلہ وغیرہ میں شرکت

١١٣٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ وَكانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ بَايِعْهُ، فَقَالَ: (هُوَ صَغِيرٌ). فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ. كانَ يَخْرُجُ إِلَى السُّوقِ، فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ، فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَٱبْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَيَقُولَانِ لَهُ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيَشْرَكُهُمْ، فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كما هِيَ، فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى المَنْزِلِ. [رواه البخاري: ٢٥٠١، ٢٥٠٢]

۱۱۳۶۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہے ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئیں تھیں اور عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس سے بیعت لیجئے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ابھی چھوٹے ہیں لیکن آپ نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی وہ اکثر بازار جاکر غلہ خریدا کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما ان سے ملتے تو کہتے کہ ہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے چنانچہ وہ ان کو شریک کرلیتے اکثر اوقات پورا پورا اونٹ حصہ میں آتا جس کو وہ اپنے گھر بھیج دیتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر مملوکہ چیز میں شراکت ہو سکتی ہے۔ (عون الباری: ۳/۲۷۵)

كتاب الرهن في الحضر

بحالت اقامت گروی رکھنا

قرآن مجید میں گروی کے لئے سفر کی شرط اتفاقی ہے کیوکہ حضر میں گروی رکھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نیز گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ہے البتہ چارہ ڈالنے کے عوض اس کا دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس پر سواری بھی کی جا سکتی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔

١ - باب: الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ

باب ۱: گروی کے جانور پر سوار ہونا اور اس کا دودھ پینا

١١٣٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ). [رواه البخاري: ٢٥١٢]

۱۱۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواری کا جانور اگر رھن ہے تو بقدر خرچ اس پر سواری کی جا سکتی ہے اور اگر دودھ والا جانور گروی ہے تو خرچ کے عوض اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے سوار ہونے اور دودھ پینے والے کے ذمہ اس کا خرچہ ہے۔

فوائد: مرھونہ زمین سے فائدہ اٹھانا کسی حالت میں درست نہیں اگر اسے ٹھیکہ پر دے تو وہ رقم قرض سے منہا کر دی جائے تو ایسا کرنا جائز ہے یا خود کاشت کرے اور پیداوار تقسیم کر کے مالک کے حصہ کے مطابق اس کا قرضہ کم کر دے۔

٢ - باب: إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ

باب ٢: اگر راھن اور مرتھن کسی بات میں اختلاف کریں تو کیا کیا جائے؟

١١٣٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى: أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٢٥١٤]

١١٣٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ مدعی علیہ پر قسم واجب ہے

فوائد : گروی شدہ زمین میں اختلاف کی صورت یوں ہوگی کہ گروی رکھنے والا کہے کہ میں نے صرف زمین گروی رکھی ہے جبکہ گروی قبول کرنے والا دعویدار ہو کہ درخت بھی اس میں شامل ہیں اب دعویدار کو اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے دلیل یعنی گواہ پیش کرنا ہوں گے بصورت دیگر گروی رکھنے والے کی بات قسم لے کر تسلیم کرلی جائے گی۔

كتاب في العتق وفضله

غلام آزاد کرنے کے بیان میں

١١٣٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَءًا مُسْلِمًا، اسْتَنْقَذَ ٱللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٢٥١٧]

۱۱۳۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ آزاد کردہ غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

فوائد: ایک روایت میں یہاں تک اضافہ ہے کہ غلام کی شرمگاہ کے عوض آزاد کرنے والے کی شرمگاہ کو جہنم سے آزادی مل جائے گی چونکہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ زنا کاری ہے اس لئے خصوصی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۸۲)

١ - باب: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ

باب ۱: کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

١١٤٠ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (إِيمَانٌ بِٱللهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ). قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا). قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: (تُعِينُ صَانِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ). قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: (تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى

۱۱۴۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے عرض کیا کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کی نظر میں نہایت پسندیدہ ہو میں نے عرض کیا اگر میں یہ نہ کر سکوں آپ نے فرمایا تو پھر کسی کاریگر کی مدد کر یا کسی بے ہنر اناڑی کو کوئی کام سکھا دے۔ میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو تم لوگوں کو نقصان نہ

نَفْسِكَ)۔ [رواه البخاري: ٢٥١٨]

پہنچاؤ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو نے اپنے اوپر کرنا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں صانع بمعنی کاریگر کے بجائے ضائع ہے اس کا معنی ہے کہ جو تباہ حال فقر وفاقہ میں مبتلا ہو اس کی مدد کی جائے۔ (عون الباری:۲۸۴/۳)

٢ - باب: إِذَا أَعْتَقَ عَبْداً بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أَمَةً بَيْنَ شُرَكَاءَ

باب ۲: مشترکہ غلام یا لونڈی کو آزاد کر دینا

١١٤١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهِمْ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ العَبْد، وإلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ ما عَتَقَ). [رواه البخاري: ٢٥٢٢]

۱۱۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے پھر اس کے پاس پورے غلام کی قیمت جتنا مال بھی ہو تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے اور دوسرے شرکاء کا حصہ وہ ادا کرے پھر غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ غلام جتنا آزاد ہو چکا ہے اتنا ہی آزاد رہے گا۔

٣ - باب: الخَطَأُ وَالنِّسيَانُ فِي العَتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحوِهِ

باب ۳: آزاد کرنے' طلاق دینے اور اسی طرح دیگر (معاملات) میں غلطی اور بھول ہو جائے

١١٤٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ تَجاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي ما وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا، ما لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ)۔ [رواه البخاري: ٢٥٢٨]

۱۱۴۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وہ باتیں معاف کردی ہیں جو ان کے دلوں میں وسوسہ کے طور پر آئیں تاوقتیکہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان سے نہ نکالیں۔

فوائد: انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں اگر برائی پر آمادہ کریں تو اسے وسوسہ کہا جاتا ہے اور اگر کار خیر کی دعوت دیں تو یہ الہام ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیت کے بغیر اگر بھول چوک سے لفظ طلاق منہ سے نکل جائے تو اسے طلاق نہیں پڑتی۔

٤ - باب: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ هُوَ لله ونَوَىٰ العِتْقَ، والإِشْهَادِ بالعِتْقِ

باب ۴: جب کوئی اپنے غلام سے کہے یہ اللہ کیلئے ہے اور نیت آزاد کرنے کی ہو نیز آزاد کرنے میں گواہ بنانا

١١٤٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيدُ الإِسْلاَمَ، وَمَعَهُ غُلاَمُهُ، ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ، فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذَاكَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، هٰذَا غُلاَمُكَ قَدْ أَتَاكَ). فقَالَ: أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ، قَالَ: فَهُوَ حِينَ يَقُولُ:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الكُفْرِ نَجَّتِ

[رواه البخاري: ٢٥٣٠]

۱۱۴۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہونے کے ارادہ سے آئے تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا لیکن راستہ میں بھول کر دونوں الگ الگ ہوگئے پھر وہ غلام اس وقت واپس آیا جب حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! یہ تیرا غلام حاضر ہے اس پر ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ غلام آج سے آزاد ہے راوی کا بیان ہے کہ اس وقت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ہے پیاری گو کٹھن ہے لمبی میری رات
پر دلائی اس نے دارالکفر سے مجھ کو نجات

فوائد: بخاری کی ایک روایت (۲۵۳۲) میں ہے کہ آپ گواہ رہیں وہ غلام اللہ کے لئے ہے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس قسم کے غیر صریح الفاظ استعمال کرنے سے اس وقت آزادی معتبر ہوتی ہے جب اس کی نیت ہو۔

٥ - باب: عِتْقُ المُشْرِكِ

باب ۵: مشرک کا غلام آزاد کرنا

١١٤٤ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَعْتَقَ فِي الجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ، وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ، فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ، وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ، قَالَ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَذَكَرَ الحَدِيث وقَدْ تَقَدَّمَ فِي الزَّكَاةِ. [رواه

۱۱۴۴۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کئے اور ایک سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لئے دیئے تھے جب وہ مسلمان ہوئے تو سو اونٹ مزید لوگوں کو سواری کے لئے دیئے اور سو غلام آزاد کئے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا پھر وہ تمام حدیث (۷۲۶) بیان کی جو کتاب

البخاري: ٢٥٣٨، وانظر حديث رقم: ١٤٣٦]

الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے آخرت میں کوئی ثواب ملے گا لیکن مسلمان بندوں پر اس کی خاص مہربانی ہے کہ ان کے زمانہ کفر میں کی ہوئی نیکیاں برقرار رہتی ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

٦ - باب: مَنْ مَلَكَ مِنَ العَرَبِ رَقِيقاً

باب ٦: اگر کوئی شخص کسی عربی غلام کا مالک ہو جائے (تو کیا یہ درست ہے؟)

١١٤٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلَى بَنِي المُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ، وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى المَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها. [رواه البخاري: ٢٥٤١]

۱۱۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مصطلق پر اس وقت حملہ کیا جب وہ غفلت میں تھے اور ان کے جانوروں کو چشموں پر پانی پلایا جا رہا تھا لہٰذا آپ نے جنگی آدمیوں کو قتل کر دیا' ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور اس دن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہاتھ آئیں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عرب کو غلام بنایا جا سکتا ہے کیونکہ بنو مصطلق عرب کے ایک قبیلے خزاعہ سے ہیں۔ (عون الباری: ۳/۲۹۰)

١١٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ما زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ فِيهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى ٱلدَّجَّالِ). قَالَ: وَجاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا). وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عائِشَةَ فَقَالَ: (أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْماعِيلَ). [رواه البخاري: ٢٥٤٣]

۱۱۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بنی تمیم سے برابر محبت کرتا رہتا ہوں جب سے ان کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین باتیں سنی ہیں آپ فرماتے تھے میری امت میں سے دجال پر یہی لوگ زیادہ سخت ہوں گے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کی طرف سے زکوۃ آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوۃ ہے اور ان میں ایک لونڈی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس کے متعلق آپ نے فرمایا اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی

اولاد سے ہے۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر مانی تھی کہ اسماعیلی غلام کو آزاد کروں گی کیونکہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے کسی غلام کو آزاد کرنا اللہ کے ہاں بہت مقام رکھتا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۹۲)

٧ - باب: كَرَاهِيَةُ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ

باب ۷: غلام پر دست درازی کرنا ناجائز ہے

١١٤٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ: أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ، آسْقِ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ: سَيِّدِي وَمَوْلاَيَ، وَلاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي أَمَتِي، وَلْكِنْ: فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلاَمِي). [رواه البخاري: ٢٥٥٢]

۱۱۴۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے تو اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلا' اپنے رب کو وضوء کرا اپنے رب کو پانی پلا بلکہ یوں کہے اپنے سردار اپنے آقا کو اور کوئی تم سے یوں نہ کہے میرا بندہ' میری بندی بلکہ یوں کہے میرا خادم' خادمہ اور میرا غلام۔

فوائد: اس لفظ کا استعمال اس لئے منع ہے کہ حقیقی ربوبیت تو صرف اللہ کو سزاوار ہے لہٰذا یہ لفظ کسی مخلوق کے لئے استعمال نہ کیا جائے لیکن قرآن کریم میں اضافت کے ساتھ یہ لفظ غیر اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے معلوم ہوا کہ نہی تحریمی نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۹۳)

٨ - باب: إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ

باب ۸: جب کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے

١١٤٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلاَجَهُ). [رواه البخاري: ٢٥٥٧]

۱۱۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ کھلا سکے تو اسکو ایک دو لقمے یا کھانے کی چیز میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہئے کیونکہ اس نے اس کو تیار کرنے کی زحمت اٹھائی ہے۔

فوائد: خادم کو اپنے ساتھ بٹھانے کا حکم استحباباً ہے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم ایک دو لقمے اسے ضرور دینے چاہئیں۔ (عون الباری:۳/۲۹۵)

٩ - باب: إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَتَجَنَّبِ الْوَجْهَ

باب ۹: اگر اپنے غلام کو مارے تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے

١١٤٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ). [رواه البخاري: ٢٥٥٩]

۱۱۴۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم سے کوئی اگر کسی کو مار پیٹ کرے تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں لفظ ((ضَرَبَ)) ہے اس حدیث میں اگرچہ خادم کو مارنے کی صراحت نہیں مگر امام بخاری نے الادب المفرد کی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے۔ (عون الباری:۲۹۶/۳)

١٠ - باب: مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ

باب ۱۰: مکاتب سے کونسی شرطیں جائز ہیں

١١٥٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ بَرِيرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ٱرْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ، وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا، وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ، وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱبْتَاعِي، فَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ). قَالَ: ثُمَّ قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا

۱۱۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنی کتابت میں مدد لینے آئیں اور اس وقت تک انہوں نے اپنی کتابت میں سے کچھ نہیں ادا کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اگر وہ چاہیں میں تمہاری جانب سے ادا کردوں لیکن تمہاری ولاء مجھ کو ملے تو میں ادا کردوں گی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر اپنے آقا سے کیا تو اس نے انکار کردیا اور کہا اگر ان کو ثواب کی خواہش ہے تو ایسا کر دے مگر تمہاری ولاء ہمارے پاس رہے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تم اسے خرید کر آزاد کردو ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو ایسی شرطیں عائد کرتے ہیں جن کی اللہ کے قانون کی رو سے

لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ). [رواه البخاري: ٢٥٦١]

اجازت نہیں ہے جو شخص ایسی شرط لگائے گا جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو اس شرط کا اس کے لئے نفاذ نہ ہوگا چاہے وہ سو مرتبہ شرط لگائے اور اللہ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مشروع شرائط کی کوئی حیثیت نہیں ہے البتہ جائز اور مشروع شرائط کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ کسی شرط کا اللہ کی کتاب میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جواز یا وجوب کتاب اللہ سے ثابت نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۲۹۹)

كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها

ہبہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

١ - باب: فَضْلُ الهِبَةِ

باب ا: ہبہ کی فضیلت

١١٥١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ). [رواه البخاري: ٢٥٦٦]

۱۱۵۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن دوسری پڑوسن کی کسی چیز کو حقیر نہ خیال کرے گو وہ بکری کا کھر ہی ہو۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ہمسایہ کا تحفہ خوشی سے قبول کرنا چاہئے زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے جس سے اس کی حقارت ہو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمسایوں سے تحائف کا تبادلہ مسنون ہے۔

(عون الباری:۳۰۲/۳)

١١٥٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ، يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلاَلِ، ثُمَّ الْهِلاَلِ، ثَلاَثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ نَارٌ، فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ، ما كَانَ يُعَيِّشُكُمْ؟ قَالَتِ الأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالمَاءُ، إِلاَّ أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ ٱللهِ

۱۱۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے میرے بھانجے! بے شک ہم چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے تھے اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ تک نہ جلائی جاتی تھی عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا خالہ جان! ایسے حالات میں تمہاری زندگی کیسے گزرتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی پر گزر

ﷺ جِيرَانٌ مِنَ الأَنْصَارِ، كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِينَا. [رواه البخاري: ٢٥٦٧]

اوقات ہوتا البتہ رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں چند انصار رہتے تھے جن کے پاس دودھ کی بکریاں تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ بھیج دیتے تو آپ وہ دودھ ہم کو بھی پلا دیا کرتے تھے۔

١١٥٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ، أَوْ كُرَاعٍ، لأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ). [رواه البخاري: ٢٥٦٨]

۱۱۵۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر مجھے دستی یا ران کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں قبول کرلوں گا اور اگر میرے پاس دستی یا ران کا گوشت بطور تحفہ بھیجا جائے تو بھی قبول کر لوں گا۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے "تھوڑی سی چیز ھبہ کرنا" ھدیہ بھی ھبہ کی طرح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی چیز کا ھبہ کرنا بھی درست ہے اور اسے قبول بھی کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۳/۳۰۴)

٢ - باب: قَبُولُ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ

باب ۲: شکار کا تحفہ قبول کرنا

١١٥٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا، فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا، فَقَبِلَهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَكَلَ مِنْهُ. [رواه البخاري: ٢٥٧٢]

۱۱۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مرالظہران میں ایک خرگوش بھگایا تو لوگ اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے تھک گئے بالآخر میں نے اسے پکڑ لیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کرکے اس کی رانیں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیں آپ نے وہ قبول فرمالیں ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔

فوائد: اس سے شیعہ کی بھی تردید ہوتی ہے جو خرگوش کا گوشت اس لئے نہیں کھاتے کہ اس کی مادہ کو خون آتا ہے لیکن یہ اس کے حرام ہونے کی دلیل نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا ہے تو پھر اس کے حلال ہونے میں کیا شک ہے؟

٣ - باب: قَبُولُ الْهَدِيَّةِ

باب ۳: ھدیہ قبول کرنا

١١٥٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ

۱۱۵۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

عَنْهُمَا قَالَ: أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ، خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الأَقِطِ وَالسَّمْنِ، وَتَرَكَ الأَضُبَّ تَقَذُّرًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٥٧٥]

انہوں نے فرمایا ام حفید رضی اللہ عنہا نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھی رسول اللہ ﷺ کو پنیر، گھی اور کچھ سوسمار ھدیہ بھیجیں تو رسول ﷺ نے پنیر اور گھی تو کھالیا مگر سوسمار کو نفرت کرتے ہوئے چھوڑ دیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئی اگر وہ حرام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس حدیث کی تائید کرتی ہے آپ نے سوسمار کو کراہت کی وجہ سے نہیں کھایا اسے حرام قرار نہیں دیا رسول اللہ ﷺ کا گھی اور پنیر کو کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے ھدیہ قبول فرمایا۔ (عون الباری:۳/۳۰۶)

١١٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: (أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ). فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ، قَالَ لأَصْحَابِهِ: (كُلُوا). وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَهُمْ. [رواه البخاري: ٢٥٧٦]

۱۱۵۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ اس کی بابت دریافت کرتے کہ یہ صدقہ ہے یا ھدیہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے تم کھالو اور خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ اپنا ہاتھ بڑھاکر ان کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔

١١٥٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ، قَالَ: (هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ). [رواه البخاري: ٢٥٧٧]

۱۱۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ میں ملا ہے آپ نے فرمایا اس کے لئے تو یہ صدقہ ہے لیکن ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

فوائد: اگرچہ وہ گوشت حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کے طور پر ملا تھا مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تحفہ کے طور پر بھیجا تھا معلوم ہوا کہ فقیر اگر صدقہ کی کوئی چیز مال دار کو تحفے کے طور پر بھیجے تو مال دار اسے استعمال میں لا سکتا ہے۔

٤ - باب: مَنْ أَهْدَى إِلَى صَاحِبِهِ وَتَحَرَّى بَعْضَ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ

باب ۴: اپنے کسی دوست کو قصداً اس دن تحفہ بھیجنا جب وہ کسی خاص اہلیہ کے پاس ہو

١١٥٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ نِسَاءَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ: فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ، وَٱلْحِزْبُ الآخَرُ فِيهِ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكَانَ المسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حُبَّ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَائِشَةَ، فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ، يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَخَّرَهَا، حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَيَقُولُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ هَدِيَّةً، فَلْيُهْدِهَا إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ نِسَائِهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ لَهَا، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا، فَقَالَتْ: ما قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا: فَكَلِّمِيهِ، قَالَتْ: فَكَلَّمَتْهُ حِينَ دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ: ما قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِيهِ حَتَّى يُكَلِّمَكِ، فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ،

۱۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے دو گروپ تھے' ایک میں حضرت عائشہ' حضرت حفصہ' حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن تھیں' دوسرے گروپ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور مسلمانوں کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دینا چاہتا تو وہ اس وقت کا انتظار کرتا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو ہدیہ دینے والا وہ ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا' (ایک دن) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروپ نے گفتگو کی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کرو کہ آپ لوگوں سے فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دینا چاہے وہ بھیج دے خواہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس ہوں' چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات کہہ دی جو ان کے گروپ نے انہیں کہی تھی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان کے گروپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے گروپ نے کہا پھر آپ سے عرض کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

فَقَالَ لَهَا: (لاَ تُؤْذِينِي فِي عائِشَةَ، فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ ٱمْرَأَةٍ إِلاَّ عَائِشَةَ). قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى ٱللهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ ٱللهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ: (يَا بُنَيَّةُ، أَلاَ تُحِبِّينَ ما أُحِبُّ؟). قالَتْ: بَلَى، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ، فَقُلْنَ: ٱرْجِعِي إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، فَأَتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ، وَقَالَتْ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ ٱللهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ. فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتَّى تَنَاوَلَتْ عائِشَةَ وَهِيَ قاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا، حَتَّى إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَيَنْظُرُ إِلَى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ، قالَ: فَتَكَلَّمَتْ عائِشَةُ تَرُدُّ عَلَى زَيْنَبَ حَتَّى أَسْكَتَتْهَا، قَالَتْ: فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى عائِشَةَ، وَقالَ: (إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ). [رواه البخاري: ٢٥٨١]

اس کی جب باری آئی تو اس نے پھر آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے پھر کچھ نہ کہا اس کے گروپ نے پھر پوچھا تو انہوں نے کہا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے گروپ نے کہا جب تک آپ جواب نہ دیں آپ بات کرتی رہیں پھر جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری آئی تو انہوں نے پھر بات چیت کی تو آپ نے فرمایا تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی بیوی کے کپڑے میں مجھ پر وحی نہیں اتری۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے گزارش کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو تکلیف دینے سے اللہ سے توبہ کرتی ہوں اس کے بعد ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ پیغام پہنچایا کہ آپ کی بیویاں آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی بابت انصاف کے لئے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے بات کی۔ تو آپ نے فرمایا اے بیٹی! کیا تجھے وہ بات پسند نہیں جو میں پسند کرتا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو وہ لوٹ کر ان کے پاس گئی اور انہیں بتایا انہوں نے پھر اس سے کہا آپ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں۔ اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا' تو انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ تو اس نے آپ کے پاس آ کر سخت گفتگو کی اور کہا آپ کی بیویاں ابو قحافہ کی پوتی کے سلسلہ میں اللہ کے واسطہ سے آپ کے عدل کا تقاضا کرتی ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آواز بلند کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نشانہ بنایا وہ بیٹھی ہوئی تھیں انہیں خوب برا بھلا کہا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ جواب دیتی ہے یا نہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دینا شروع کیا۔ بالآخر اسے خاموش کرا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر فرمایا آخر وہ بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

فوائد : اس حدیث سے صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت معلوم ہوتی ہے بعض لوگ ان کے خلاف زبان درازی کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے رہتے ہیں۔

٥ - باب: مَا لاَ يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ

باب ۵: کس قسم کے تحائف واپس نہ کیے جائیں

١١٥٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يُرَدُّ الطِّيبَ. [رواه البخاري: ٢٥٨٢]

۱۱۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں کرتے تھے۔

فوائد : ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ' تیل اور دودھ واپس نہ کرتے تھے حدیث میں تیل سے مراد خوشبو ہے آپ نے اسے واپس نہ کرنے کی تلقین کی ہے کیونکہ اس کے دینے سے آسانی اور نفع رسانی زیادہ ہے۔ (عون الباری:۳/۳۱۲)

٦ - باب: الْمُكَافَأَةُ فِي الْهِبَةِ

باب ۶: ھدیہ کا بدلہ دینا مسنون ہے

١١٦٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيثِيبُ عَلَيها [رواه البخاري: ٢٥٨٥].

۱۱۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیہ قبول فرما لیتے اور اس کا کچھ بدلہ بھی دیتے تھے۔

فوائد : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا تقاضا ہے کہ ھدیہ قبول کرلے اور دینے والے کو کچھ بدلہ میں دے نیز دینے والا اگر ضرورت مند ہے تو اپنے ھدیہ کے بدلے کی توقع رکھ سکتا ہے۔ (عون

الباری:۳/۳۱۳)

٧ - باب: الإِشْهَادُ فِي الهِبَةِ

١١٦١ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لاَ أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَأَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ٱبْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قالَ: (أَعْطَيْتَ سائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا؟)، قالَ: لاَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَٱتَّقُوا ٱللهَ وَٱعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ). قالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ. [رواه البخاري: ٢٥٨٧]

باب ۷: ھدیہ میں گواہ مقرر کرنا

۱۱۶۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں کہا کہ میرے والد نے مجھے کچھ عطیہ دیا تو میری والدہ حضرت عمرۃ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بناؤ لہٰذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہے کچھ عطیہ دیا ہے عمرۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ اس پر میں آپ کو گواہ بنا لوں آپ نے پوچھا کیا تم نے اپنے تمام اولاد کو اتنا ہی دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میرا باپ لوٹ آیا اور انہوں نے دی ہوئی وہ چیز واپس لے لی۔

فوائد: اولاد میں عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تمام بچوں اور بچیوں کو برابری کی بنیاد پر تحائف دیئے جائیں ہاں اگر کوئی بچہ معذور یا محتاج ہے تو اسے کچھ زیادہ دینے میں چنداں حرج نہیں۔ (عون الباری:۳/۳۱۶)

٨ - باب: هِبَةُ الرَّجُلِ لامْرَأَتِهِ وَالمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

١١٦٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (العَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ، يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ). [رواه البخاري: ٢٥٨٩]

باب ۸: بیوی خاوند کا آپس میں تحائف کا تبادلہ کرنا کیسا ہے؟

۱۱۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھبہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اسے کھا جاتا ہے۔

فوائد: ھبہ دے کر واپس لینا حرام ہے البتہ باپ اپنے بچوں کو ھبہ دے کر واپس لے سکتا ہے (عون الباری:۳/۳۱۸)

٩ - باب: هِبَةُ المَرأَةِ لِغَيرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ

باب ۹: شوہر کی موجودگی میں عورت کا کسی کو ھدیہ دینا اور غلام آزاد کرنا

١١٦٣ : عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً، وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي؟ قَالَ: (أَوَ فَعَلْتِ؟). قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: (أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لأَجْرِكِ). [رواه البخاري: ٢٥٩٢]

۱۱۶۳۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا جس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لی تھی جب ان کی باری کے دن آپ تشریف لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا واقعی آزاد کر چکی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اگر تو وہ لونڈی اپنے ننھیال کو دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ہوتا۔

فوائد: اگر کوئی رشتہ دار محتاج ہو تو غلام آزاد کرنے کے بجائے انہیں بطور عطیہ دینے میں زیادہ فضیلت ہے۔ (عون الباری:۳/۳۱۹)

١١٦٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٥٩٣]

۱۱۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے اور آپ کا اپنی ہر بیوی کے لئے ایک دن رات مقرر تھا لیکن حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا انہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی مطلوب تھی۔

١٠ - باب: كَيْفَ يُقْبَضُ العَبْدُ وَالمَتَاعُ

باب ۱۰: غلام لونڈی اور دیگر سامان پر کیسے قبضہ ہوتا ہے؟

١١٦٥ : عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ

۱۱۶۵۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ قبائیں

النَّبِيُّ ﷺ أَقْبِيَةً، وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: (خَبَأْنَا هَذَا لَكَ). قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: (رَضِيَ مَخْرَمَةُ). [رواه البخاري: ٢٥٩٩]

تقسیم کیں لیکن حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے کوئی قبا نہ دی جس پر حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بیٹے! تو رسول اللہ ﷺ کے پاس میرے ساتھ چل لہٰذا میں ان کے ساتھ چلا گیا انہوں نے کہا اندر جا اور رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے بلا لاؤ مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کو بلا لایا آپ باہر تشریف لائے تو ان قباؤں میں سے ایک قبا آپ کے پاس تھی اور آپ نے فرمایا ہم نے یہ تیرے لئے چھپا رکھی تھی اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مخرمہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں دوسرے کی ملکیت اس وقت ثابت ہو گی جب وہ ہبہ اس کے قبضہ میں آجائے اس سے پہلے پہلے اس میں تصرف نہیں کیا جا سکتا۔ (عون الباری:۳/۳۲۱)

١١ - باب: هَدِيَّةُ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا

باب ۱۱: ایسے لباس کا تحفہ دینا جس کا پہننا ناجائز ہو

١١٦٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ بِنْتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا، وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا)، فَقَالَ لِي: (مَا لِي وَلِلدُّنْيَا)، فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لِيَأْمُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ، قَالَ: (تُرْسِلِي بِهِ إِلَى فُلَانٍ، أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ). [رواه البخاري: ٢٦١٣]

۱۱۶۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے مگر اندر داخل نہ ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا میں نے ان کے دروازے پر ایک ریشمی دھاری دار پردہ دیکھا تھا بھلا ہم لوگوں کو آرائش دنیا سے کیا غرض ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر یہ بات بیان کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں رسول اللہ ﷺ جو چاہیں مجھے اس کی بابت حکم فرمائیں؟ آپ نے فرمایا اس پردہ کو فلاں شخص کے پاس بھیج دو جو

ضرورت مند ہے۔

فوائد: اس پردہ میں تصاویر اور نقش و نگار تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (عون الباری:۳/۳۲۳)

١١٦٧ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ، فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. [رواه البخاري: ٢٦١٤]

۱۱۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے مجھے ایک دھاری دار ریشمی جوڑا ہدیہ بھیجا جس کو میں نے پہن لیا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے چہرہ انور پر غصہ کے آثار ہیں میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ ریشمی جوڑا جن عورتوں میں تقسیم کیا وہ ان کی بیویاں نہ تھیں بلکہ ان کی رشتہ دار خواتین تھیں۔

١٢ - باب: قَبُولُ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

باب ۱۲: مشرکین کا ھدیہ قبول کرنا

١١٦٨ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ (هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟). فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ، مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ، بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟ أَوْ قَالَ: أَمْ هِبَةً؟). قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعٌ، فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً، فَصُنِعَتْ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى، وَايْمُ ٱللّٰهِ، مَا فِي الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا وَقَدْ حَزَّ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ، فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ،

۱۱۶۸۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سو تیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا ایسا ہی کچھ غلہ تھا جسے گوندھا گیا اتنے میں پراگندہ بالوں والا ایک لمبا تڑنگا مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا ادھر آنکلا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ان کو فروخت کرے گا یا ھدیہ دے گا یا یہ فرمایا کہ بطور ھبہ دے گا اس نے کہا نہیں بلکہ فروخت کروں گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی جسے ذبح کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے کلیجی وغیرہ کے متعلق حکم دیا کہ اس کو بھون لیا جائے اللہ کی قسم! ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں جو موجود تھا اس کو دے دیں اور جو موجود نہ تھا اس کے لئے رکھ

فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ، فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ، أَوْ كما قالَ. [رواه البخاري: ٢٦١٨]

دیں پھر آپ نے گوشت کے دو پیالے تیار کئے سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی دونوں پیالے بھرے بچ گئے ہم نے انہیں اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا یا راوی نے کچھ ایسا ہی لفظ کہا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا دریافت کرنا کہ تو اسے فروخت کرے گا یا بطور ہبہ دے گا اس سے معلوم ہوا کہ مشرک بت پرست سے ھدیہ لیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۳۲۶)

١٣ - باب: الْهَدِيَّةُ لِلْمُشْرِكِينَ

باب ۱۳: مشرکین کو تحفہ دینا

١١٦٩ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَٱسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قالَ: (نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ). [رواه البخاري: ٢٦٢٠]

۱۱۶۹۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میری والدہ میرے پاس آئی جو مشرک تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ وہ اسلام کی طرف راغب ہے تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کروں آپ نے فرمایا ہاں اپنی ماں سے اچھا برتاؤ کرو

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی معاملات میں مشرک والدین سے حسن سلوک میں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے۔

١٤ - باب

باب ۱۴:

١١٧٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ شَهِدَ عِنْدَ مروانَ لِبَنِي صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَعْطَى صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً، فَقَضَى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ. [رواه البخاري: ٢٦٢٤]

۱۱۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے مروان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر بنی صہیب کے حق میں گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دونوں مکان اور ایک کمرہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا لہٰذا مروان رضی اللہ عنہ نے ان کی شہادت کی بنا پر ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

١٥- باب: مَا قِيلَ فِي الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى

باب ۱۵: عمریٰ اور رقبیٰ کا بیان

١١٧١ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْعُمْرَى،

۱۱۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ

أَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ. [رواه البخاري: ٢٦٢٥]

کیا کہ وہ اسی کا جس کو ہبہ کیا گیا ہو

فوائد: عمری یہ ہے کہ عمر بھر کسی کو رہنے کے لئے مکان دینا اور رقبی کسی کی موت سے مشروط کر کے کوئی چیز دینا حدیث میں صرف عمری کا ذکر ہے کہ وہ ایک ہبہ ہے جو واپس نہیں آسکتا رقبی کا بھی یہی حکم ہے۔ (عون الباری:۳/۳۲۹)

١٦ - باب: الاسْتِعَارَةُ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ

باب ١٦: شادی میں دلہن کو پہنانے کے لئے کوئی چیز عاریتاً لینا

١١٧٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهَا أَيْمَنُ وَعَلَيْهَا دِرْعٌ مِنْ قِطْرٍ - وفي رِوايَةٍ: مِنْ قُطْنٍ - ثَمَنُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَقَالَتْ: ٱرْفَعْ بَصَرَكَ إِلَى جارِيَتِي ٱنْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهَا تُزْهى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَمَا كانَتِ ٱمْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلاَّ أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ. [رواه البخاري: ٢٦٢٨]

١١٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئی اور وہ ایک موٹے کپڑے کا کرتہ پہنے ہوئے تھیں ایک روایت میں ہے کہ روئی کا کرتہ جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی انہوں نے کہا میری اس لونڈی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو یہ گھر میں اس کو پہننے سے انکار کرتی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میرے پاس اس طرح کا ایک کرتہ تھا مدینہ میں جس عورت کو بناو سنگھار کی ضرورت ہوتی تو یہ کرتہ مجھ سے عاریتہ منگوا لیتی۔

١٧ - باب: فَضْلُ الْمَنِيحَةِ

باب ١٧: دودھ کا جانور عاریتہ دینے کی فضیلت

١١٧٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ، وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ، وَكانَتِ الأَنْصَارُ أَهْلَ الأَرْضِ وَالْعَقَارِ، فَقَاسَمَهُمُ الأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عامٍ، وَيَكْفُوهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَؤُونَةَ، وَكانَتْ

١١٧٣۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور جائیداد والے تھے اس لئے مہاجرین کو انصار نے اپنے مال اس شرط پر تقسیم کر دیئے کہ وہ انہیں ہر سال نصف پھل دیا کریں اور محنت و مشقت سب وہی کریں ان کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو عبداللہ

أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ، كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عِذَاقًا لَهَا، فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَٱنْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ، رَدَّ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا، وَأَعْطَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ. [رواه البخاري: ٢٦٣٠]

بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی ماں تھیں رسول اللہ ﷺ کو کھجور کے کچھ درخت دیئے تھے جو آپ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دیئے جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی ماں تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ خیبر سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئے تو مہاجرین نے انصار کو ان کی چیزیں واپس کردیں یعنی پھلدار درخت جو انہوں نے مہاجرین کو دیئے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کو بھی ان کے درخت واپس کر دیئے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے عوض اپنے باغ سے کچھ درخت دے دیئے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دس گنا درخت دے کر راضی کیا۔ (عون الباری:۳/۳۳۵)

١١٧٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَرْبَعُونَ خَصْلَةً، أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا: رَجَاءَ ثَوَابِهَا، وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ ٱللهُ بِهَا الْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٢٦٣١]

١١٧٤۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چالیس عمدہ خصلتیں ہیں ان میں سے افضل خصلت دودھ والی بکری کا عاریتہً دینا ہے ان میں سے کسی بھی خصلت پر ثواب کی امید اور اللہ کے وعدے کو سچا جانتے ہوئے عمل بجا لائے تو اللہ اس کے سبب اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے

فوائد: رسول اللہ ﷺ باقی خصلتوں کو جانتے تھے لیکن ان کا شاید اس لئے ذکر نہیں کیا کہ لوگ دیگر کارہائے خیر بجالانے میں سستی نہ کریں۔ واللہ اعلم (عون الباری:۳/۳۳۶)

كتاب الشهادات
گواہی کے بیان میں

١ - باب: لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ

۱۱۷۵ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ). [رواه البخاري: ٢٦٥٢]

باب ۱: اگر کوئی گواہ بنایا جائے تو کسی ظلم کی بات پر گواہی نہ دے

۱۱۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سب لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں' ان کے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم اٹھائیں گے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ گواہی دینا بڑی ذمہ داری ہے اس کے ادا کرنے سے پہلے خوب غور و فکر کرنا چاہئے اس حدیث کے آخر میں حضرت ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ ہمارے بزرگ ہمیں لڑکپن میں گواہی اور عہد و پیمان پر مارا کرتے تھے بزرگوں کا اہتمام اس بناء پر تھا کہ گواہی علی وجہ البصیرت دی جائے اور اس سلسلہ میں کسی پر زیادتی نہ کی جائے۔

٢ - باب: مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

۱۱۷٦ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟). ثَلاَثاً،

باب: جھوٹی گواہی کے متعلق کیا کہا گیا ہے؟

۱۱۷٦۔ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کی اطلاع نہ دوں تین بار یہ

قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (الإِشْرَاكُ بِٱللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ - وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ:- أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ). قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ. [رواه البخاري: ٢٦٥٤]

فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور دیں۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' پہلے آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے اور فرمایا خبردار! جھوٹی گواہی دینا اور مسلسل اس کی تکرار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ کہنے لگے کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کی سنگینی اس بناء پر اہتمام سے بیان فرمائی کہ لوگ اس جرم کے ارتکاب میں بہت بے باک ہیں اور اسکے اسباب بھی بے شمار ہیں نیز اس کے نقصان کی لپیٹ میں بے شمار لوگ آجاتے ہیں۔ (عون الباری:۳/۳۴۲)

٣ - باب: شَهَادَةِ الأَعْمىٰ وَنِكَاحِهِ وَأَمْرِهِ وإِنْكَاحِهِ وَمُبَايَعَتِهِ وَقَبُولِهِ فِي التَّأْذِينِ وَغَيْرِهِ وما يُعْرَفُ بِالأَصْوَاتِ

باب ۳: نابینا کی گواہی' اس کا حکم دینا' اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح پڑھنا' خرید و فروخت کرنا اور اذان وغیرہ درست ہے نیز ایسی باتوں کا قبول کرنا جو آواز سے پہچانی جاتی ہیں۔

١١٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي المَسْجِدِ، فَقَالَ: (رَحِمَهُ ٱللهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً، أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا). [رواه البخاري: ٢٦٥٥]

۱۱۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا اللہ اس پر رحمت فرمائے اس نے مجھے ایک سورت کی فلاں فلاں آیات یاد دلا دیں جو میں بھول گیا تھا۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی شخصیت کو دیکھے بغیر اس کی آواز پر اعتماد کیا اس طرح اندھا آدمی اگر آواز سنے تو اس کی شخصیت دیکھے بغیر گواہی دے سکتا ہے بشرطیکہ اس کی آواز کو پہچانتا ہو۔ (عون الباری:۳/۳۴۴)

١١٧٨ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ قَالَتْ: تَهَجَّدَ النَّبِيُّ ﷺ

۱۱۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے اس روایت میں مزید کہا کہ رسول اللہ

فِي بَيْتِي، فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: (يَا عَائِشَةُ، أَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا). [رواه البخاري: ٢٦٥٥]

ﷺ نے میرے گھر میں نماز تہجد پڑھی اتنے میں حضرت عباد رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا کیا یہ عباد رضی اللہ عنہ کی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا اے اللہ! عباد رضی اللہ عنہ پر رحمت فرما۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خود کو شامل کئے بغیر کسی دوست کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ (الدعوات:٦٣٣٥)

٤ - باب: تَعْدِيلُ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضاً

باب ۴: خواتین کا ایک دوسرے کی صفائی دینا۔

١١٧٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ، بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيهِ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ، وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ، فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي، أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ، فَلَمَسْتُ صَدْرِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظِفَارِ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يُرَحِّلُونَ لِي، فَاحْتَمَلُوا

١١٧٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے پھر ان میں سے جس کا نام قرعہ سے نکل آتا اسی کو ساتھ لے جاتے لہٰذا ایک جہاد میں جو آپ کو درپیش تھا ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا چنانچہ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی یہ واقعہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد کا ہے اس لئے میں ہودج کے اندر بیٹھا دی جاتی اور اس کے سمیت ہی اتار لی جاتی تھی ہم اسی طرح چلتے رہے پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے جہاد سے فارغ ہو کر سفر سے لوٹے حتی کہ ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے رات کو کوچ کا اعلان فرمایا جب لوگوں نے یہ اعلان سنا تو میں بھی کھڑی ہو گئی اور قضائے حاجت کے لئے چلی گئی حتی کہ لشکر سے آگے گزر گئی لیکن جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہو کر کجاوے کے پاس آئی سینہ پر جو ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے نگینوں والا میرا ہار

هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ، وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ. فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ، فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ، حِينَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ. حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُعَرِّسِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الإِفْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الإِفْكِ،

کہیں گم ہو گیا ہے بس میں اپنے ہار کو ڈھونڈھتی ہوئی واپس گئی مجھے اس کی تلاش میں دیر ہو گئی پھر جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے وہ آئے اور انہوں نے میرا ہودج اٹھا کر میرے اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں بھاری بھر کم نہ تھیں ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہ ہوتا تھا اور وہ کھانا بھی تھوڑا کھاتی تھیں تو جب لوگوں نے میرا ہودج اٹھایا اسے معمول کے مطابق بوجھل خیال کر کے اٹھالیا اور اسے اونٹ پر لاد دیا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں اس زمانے میں ایک کمسن لڑکی تھی خیر وہ اونٹ کو ہانک کر روانہ ہو گئے لشکر کے نکل جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا جب میں ان کے مقام پڑاؤ پر آئی تو وہاں کوئی نہ تھا پھر میں نے اپنی اس جگہ پر جانے کا قصد کر لیا جہاں میں پہلے تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ لوگ جلد ہی مجھے تلاش کریں گے تو میرے پاس اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے پھر جب میں بیٹھی ہوئی تھی نیند سے میری آنکھیں بھاری ہونے لگیں اور میں سو گئی۔

حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے آرہے تھے وہ صبح کو میری جگہ پر آئے اور انہیں ایک آدمی سوتا ہوا دکھائی دیا تو میرے پاس آ گئے اور وہ مجھے حجاب کے حکم سے پہلے دیکھ چکے تھے لہٰذا مجھے پہچان گئے اور میں ان کے «إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» پڑھنے کی آواز سن کر بیدار ہوئی

وَيَرِيبُنِي فِي وَجَعِي: أَنِّي لَا أَرَى مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَمْرَضُ، إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: (كَيْفَ تِيكُمْ؟). لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَتَّى نَقَهْتُ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، مُتَبَرَّزُنَا، لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ، أَوْ فِي التَّنَزُّهِ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِي رُهْمٍ نَمْشِي، فَعَثَرَتْ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا، فَقَالَتْ: يَا هَنْتَاهْ أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: (كَيْفَ تِيكُمْ؟). فَقُلْتُ: ائْذَنْ لِي إِلَى أَبَوَيَّ، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُ أَبَوَيَّ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ، هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّأْنَ، فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ، عِنْدَ

انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اس کی اگلی ٹانگ پر پاؤں رکھا چنانچہ میں سوار ہو گئی اور وہ میرے اونٹ کو ہانکتے ہوئے پیادہ پا چلتے رہے اور ہم قافلہ میں ٹھیک دوپہر کے وقت پہنچے جب وہ لوگ آرام کے لئے فروکش ہو چکے تھے اب جس کی قسمت میں تباہی تھی وہ تباہ ہوا اور تہمت لگانے والوں کا سردار عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو میں ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگ اس طوفان کا چرچا کرتے رہے مجھے اپنی بیماری کے دوران یوں شک پیدا ہوا کہ میں اپنے اوپر رسول اللہ ﷺ کی وہ مہربانیاں نہیں پاتی تھی جو بیماری کے وقت آپ کی طرف سے ہوا کرتی تھیں اب صرف آپ تشریف لاتے سلام کرتے اور کہتے کہ تم کیسی ہو؟ مجھ کو اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی یہاں تک کہ میں ناتواں ہو گئی ایک بار میں اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں رضی اللہ عنہا مناصع کی طرف گئیں جہاں رات کو پاخانے کے لئے جایا کرتے تھے ان دنوں ہمارے گھروں کے نزدیک بیت الخلاء نہ تھے ہمارا معاملہ جنگل جانے یا قضائے حاجت کرنے کی بابت قدیم عرب کی مثل تھا خیر میں اور مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں رضی اللہ عنہا جو ابو رہم کی بیٹی تھیں دونوں جا رہی تھیں کہ وہ اچانک چادر میں اٹک کر پھسلی کہنے لگی ہائے مسطح رضی اللہ عنہ تباہ ہو گیا میں نے کہا تم نے برا کہا کہ تم اس شخص کو گالی دیتی ہو جو جنگ بدر میں شریک ہو چکا ہے انہوں نے کہا اے بھولی بھالی! تجھے کچھ خبر بھی ہے لوگوں نے کیا طوفان اٹھا رکھا ہے؟ پھر انہوں

رَجُلٍ يُحِبُّهَا، وَلَهَا ضَرَائِرُ، إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ ٱللهِ، وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: فَبِتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ، لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، حِينَ ٱسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ، فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلُكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَلاَ نَعْلَمُ وَٱللهِ إِلاَّ خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَمْ يُضَيِّقِ ٱللهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، فَدَعَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَرِيرَةَ، فَقَالَ: (يَا بَرِيرَةُ، هَلْ رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يَرِيبُكِ؟). فَقَالَتْ بَرِيرَةُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنِ الْعَجِينِ، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ، فَٱسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي، فَوَٱللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا

نے مجھے اہل افک کی گفتگو سے مطلع کیا اس سے میری بیماری میں مزید اضافہ ہو گیا جب میں اپنے گھر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ نے سلام کہا اور پوچھا اب کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ اپنے والدین کے پاس جاکر اس خبر کی تحقیق کروں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے ہاں چلی آئی اور اپنی والدہ سے وہ سب باتیں بیان کیں جن کا لوگ چرچا کر رہے تھے انہوں نے کہا بیٹی! تو ایسی باتوں کی پرواہ نہ کر اللہ کی قسم! ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کے پاس ہو اور وہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس عورت کی سوکنیں اس کی برائیاں نہ کرتی ہوں میں نے کہا سبحان اللہ! (میری سوکنوں نے تو ایسا نہیں کیا) بلکہ یہ تو اور لوگوں کا کیا ہوا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وہ رات اس طرح گزاری کہ ساری رات نہ میرے آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا کیونکہ اس وقت کوئی وحی آپ پر نہیں اتری تھی آپ نے ان سے یہ صلاح مشورہ کیا کہ کیا میں اپنی اہلیہ کو چھوڑ دوں؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی دلی کیفیت کہ آپ اپنی ازواج مطہرات سے محبت فرماتے تھے اس کے مطابق مشورہ دیا اور عرض کیا

خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي)، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنَا وَٱللهِ أَعْذِرُكَ مِنْهُ: إِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَهُوَ سَيِّدُ الخَزْرَجِ - وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ - ٱحْتَمَلَتْهُ الحَمِيَّةُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ ٱللهِ لَا تَقْتُلُهُ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى ذٰلِكَ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ الحُضَيْرِ فَقَالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ ٱللهِ، وَٱللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ المُنَافِقِينَ، فَثَارَ الحَيَّانِ: الأَوْسُ وَالخَزْرَجُ، حَتَّى هَمُّوا وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ، فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ، حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ، وَبَكَيْتُ يَوْمِي لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، فَأَصْبَحَ عِنْدِي أَبَوَايَ، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، حَتَّى أَظُنَّ أَنَّ البُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، قَالَتْ: فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي إِذِ ٱسْتَأْذَنَتِ ٱمْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمِ

یارسول اللہ ﷺ! وہ آپ کی بیوی ہیں اللہ کی قسم! ہم ان میں اچھائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اللہ نے آپ پر ہرگز تنگی نہیں کی ہے اور عورتیں ان کے سوا بہت ہیں آپ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پوچھئے وہ آپ سے سچ سچ بیان کر دے گی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پوچھا اے بریرہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تم کو شک گزرا ہو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو یہ حق دے کر بھیجا ہے میں نے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں ہاں یہ تو ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری اسے آکر کھا جاتی ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور عبد اللہ بن ابی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اس شخص سے میرا کون بدلہ لے گا جس نے میری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم! میں تو اپنی اہلیہ کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد سے تہمت لگاتے ہیں میں تو اسے بھی نیک خیال کرتا ہوں وہ میرے گھر میری عدم موجودگی میں نہ جاتا تھا پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! میں آپ کا اس سے بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس قبیلہ کا ہوا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر خزرجی بھائیوں سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے اس پر حضرت سعد بن عبادہ

قِيلَ فِيَّ ما قِيلَ قَبْلَها، وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لاَ يُوحى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ، قالَتْ: فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قالَ: (يَا عائِشَةُ، لَقَدْ بَلَغَنِي عَنكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ ٱللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَٱسْتَغْفِرِي ٱللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا ٱعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تابَ تابَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ)، فَلَمَّا قَضى رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ مَقالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى ما أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، وَقُلْتُ لأَبِي: أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ، قالَ: وَٱللَّهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ لأُمِّي: أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ فِيما قالَ، قالَتْ: وَٱللَّهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ، قالَتْ: وَأَنَا جارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لاَ أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ: إِنِّي وَٱللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ ما يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ، وَوَقَرَ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ، وَٱللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَبَرِيئَةٌ، لاَ تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ، وَلَئِنْ ٱعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ، وَٱللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَبَرِيئَةٌ، لَتُصَدِّقُنِّي، وَٱللَّهِ ما أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلاَّ أَبَا يُوسُفَ إِذْ قالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾. ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلَى فِراشِي،

رضی اللہ عنہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور پہلے اچھے آدمی تھے کھڑے ہو گئے اور قومی حمیت سے غصہ میں آکر کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ کہتا ہے تم نہ اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تم میں اتنی طاقت ہے یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اللہ کی قسم! تو جھوٹ کہتا ہے ہم ضرور اسے قتل کر ڈالیں گے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے یہ کہنا ہی تھا کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلے بگڑ گئے یہاں تک کہ انہوں نے آپس میں لڑنے کا ارادہ کر لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور ان کو ٹھنڈا کیا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اس کے بعد آپ بھی خاموش ہو رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں پورا دن روتی رہی نہ آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی تھی صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے میں دو راتیں اور ایک دن سے مسلسل رو رہی تھی اور میں خیال کرتی تھی کہ یہ میرا رونا میرے کلیجے کو شق کر دے گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ والدین میرے پاس ہی بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی۔ اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت دے دی پھر وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے اس سے پہلے جس دن سے یہ طوفان اٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھتے ہی نہ تھے آپ پورا ایک مہینہ اسی تردد میں رہے میرے بارے میں کوئی وحی

وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَرِّئَنِي اللَّهُ، وَلٰكِنْ وَاللَّهِ ما ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى، ولأَنَا أَحْقَرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي، وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا، فَوَاللَّهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهُ، وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَأَخَذَهُ ما كانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاتٍ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي: (يَا عَائِشَةُ، احْمَدِي اللَّهَ، فَقَدْ بَرَّأَكِ اللَّهُ). فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: لاَ وَاللَّهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلاَ أَحْمَدُ إِلاَّ اللَّهَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ﴾ الآيَاتِ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي، قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ: وَاللَّهِ لاَ أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا، بَعْدَ ما قَالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَن

نہ اتری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے لہذا اگر اس سے بری ہو تو عنقریب ہی اللہ تمہیں بری کر دے گا اور اگر تم گناہ سے آلودہ ہو چکی ہو تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو کیونکہ بندہ اگر اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو دفعتاً میرے آنسو خشک ہو گئے حتی کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا اور میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے جواب دیں انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا جواب دو جو آپ نے فرمائی ہے انہوں نے بھی یہی کہا اللہ کی قسم! میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا کہوں؟ پھر میں نے کہا حالانکہ میں ایک کمسن لڑکی تھی اور زیادہ قرآن بھی نہ پڑھتی تھی اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ آپ نے لوگوں سے وہ بات سنی ہے جس کا لوگ چرچا کر رہے ہیں اور وہ تمہارے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے اسے سچ سمجھ لیا ہے اور اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس سے بری ہوں اور اللہ میری برأت کو خوب جانتا ہے تو آپ لوگ مجھے سچا نہ جانیں گے اور اگر تمہاری خاطر میں کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں

يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَكُمْ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَٱللهِ إِنِّي لأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ ٱللهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ.

وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ: «يَا زَيْنَبُ، مَا عَلِمْتِ، مَا رَأَيْتِ؟». فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَٱللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلاَّ خَيْرًا. قَالَتْ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي، فَعَصَمَهَا ٱللهُ بِالْوَرَعِ. [رواه البخاري: ٢٦٦١]

اس سے بری ہوں یقیناً میری اور تمہاری وہی مثال ہے جو یوسف علیہ السلام کے باپ کی تھی جس پر انہوں نے کہا تھا۔

"بس اچھی طرح صبر کرنا ہی میرا کام ہے اور تم جو باتیں بنا رہے ہو ان میں اللہ ہی میرا مددگار ہے"

پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ لی اور مجھے امید تھی کہ اللہ ضرور مجھے بری کرے گا مگر اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی میں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتی تھی کہ قرآن میں میرے معاملہ کا ذکر ہو گا بلکہ مجھے اس بات کی امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور وہ خواب میری برأت کر دے گا پھر اللہ کی قسم! آپ ابھی اس جگہ سے الگ بھی نہ ہوئے تھے اور نہ اہل خانہ میں سے کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہو گئی اور وہی حالت آپ پر طاری ہو گئی جو نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی یعنی سردیوں میں بھی آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالت دور ہوئی تو آپ اس وقت مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلے جو الفاظ آپ نے مجھ سے فرمائے وہ یہ تھے عائشہ رضی اللہ عنہا تم اللہ کا شکر ادا کرو بیشک اللہ نے تمہیں بری کر دیا ہے میری ماں نے مجھ سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو جاؤ میں نے کہا نہیں نہیں اللہ کی قسم! میں آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ اللہ کے علاوہ کسی کا شکریہ ادا کروں گی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

نازل فرمائیں۔

”بے شک وہ لوگ جنھوں نے یہ بہتان باندھا ہے وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے...... آخر تک“

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات میری براءت میں نازل فرمائیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں مسطح رضی اللہ عنہ کو اس کے بعد کچھ نہیں دیا کروں گا کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے باب میں طوفان اٹھایا اور وہ اس سے پہلے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو رشتہ داری کیوجہ سے کچھ امداد دیا کرتے تھے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

”اور تم میں سے جو لوگ بزرگی اور وسعت والے ہیں اپنے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے باز نہ آئیں...... آخر تک“

تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! کیوں نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخش دے چنانچہ انہوں نے مسطح رضی اللہ عنہ کو وہی کچھ دینا شروع کردیا جو پہلے دیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے معاملہ کی بابت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے زینب رضی اللہ عنہا! تم اس معاملہ کے متعلق کیا جانتی ہو اور تم نے کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کان اور آنکھ بچاتی ہوں اللہ کی قسم! میں اس میں بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا میری ہمسر تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو پرہیزگاری کے باعث میری بدگوئی سے بچالیا۔

فوائد : حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طوفان بدتمیزی سے پاکیزہ

قرار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ (عون الباری:۳/۳۵۶)

٥ - باب: إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلاً كَفَاهُ

باب ۵: جب ایک شخص دوسرے کی صفائی دے تو کافی ہے

١١٨٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (وَيْلَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ). مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ: (مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مادِحًا أخاهُ لاَ مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلاَنًا، وَٱللهُ حَسِيبُهُ، وَلاَ أُزَكِّي عَلَى ٱللهِ أَحَدًا، أَحْسِبُهُ كَذَا وكَذَا، إِنْ كانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٢٦٦٢]

۱۱۸۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی کئی بار آپ نے یہی فرمایا پھر ارشاد ہوا! تم سے جو شخص اپنے بھائی کی تعریف کرنا ضروری خیال کرے تو اسے چاہئے یوں کہے کہ فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں اور اس کا حساب لینے والا تو اللہ ہی ہے اور میں اللہ پر کسی کی تعدیل نہیں کرتا میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے بشرطیکہ وہ اس کا حال جانتا ہو۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کا تزکیہ ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا تزکیہ جائز رکھا ہے بشرطیکہ وہ میانہ روی سے کام لے اور مدح سرائی میں مبالغہ آمیزی سے پرہیز کرے۔ (عون الباری:۳/۳۶۲)

٦ - باب: بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ

باب ٦: بچوں کی گواہی اور ان کے بالغ ہونے کا بیان

١١٨١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي، ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الخَنْدَقِ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي. [رواه البخاري: ٢٦٦٤]

۱۱۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوئے وہ اس وقت چودہ برس کے تھے وہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے شرکت کی اجازت نہ دی پھر مجھے خندق کے دن اپنے سامنے بلایا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا تو آپ نے مجھے لشکر میں شرکت کی اجازت دے دی۔

فوائد: عورتوں کے لئے بلوغ کی علامت حیض اور مردوں کے لئے احتلام ہے یا کم از کم قمری مہینوں کے اعتبار سے پندرہ سال کا ہو جائے۔ (عون الباری:۳/۲۶۳)

٧ - باب: إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ

باب ۷: کچھ لوگ اگر قسم اٹھانے میں جلدی کریں تو ان کے متعلق کیا ضابطہ ہے

١١٨٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ، فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ: أَيُّهُمْ يَحْلِفُ. [رواه البخاري: ٢٦٧٤]

۱۱۸۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں پر قسم پیش کی تو وہ جلدی ہی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے لیکن آپ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے کہ ان میں سے کون قسم اٹھائے گا؟

فوائد: ابو داؤد اور نسائی میں اس کی وضاحت ہے کہ دو آدمیوں نے کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے تو آپ نے قرعہ اندازی کے ذریعے ایک سے قسم لے کر وہ چیز اس کے حوالے کر دی۔ (عون الباری:۳/۳۶۵)

٨ - باب: كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ

باب ۸: قسم کس طرح لی جائے؟

١١٨٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ). [رواه البخاري: ٢٦٧٩]

۱۱۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھانا چاہے تو اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے۔

فوائد: اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا درست نہیں اگر غیر دانستہ طور پر منہ سے نکل جائے تو گناہ نہیں ہو گا اگر اللہ کی طرح کسی کو برتر و بزرگ سمجھ کر اس کی قسم اٹھاتا ہے تو یہ کفر ہے اپنے باپ دادا' بزرگ' ولی' کعبہ و جبرئیل یا پیغمبر کی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ (عون الباری:۳/۳۶۶)

٩ - باب: لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

باب ۹: جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرا دے (اگر خلاف واقع بات کہہ دے) تو وہ جھوٹا نہیں

١١٨٤ : عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَيْسَ

۱۱۸۴۔ حضرت ام کلثوم بنت عتبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص دو آدمیوں کے

الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا). [رواه البخاري: ٢٦٩٢]

درمیان صلح کرا دے اور اس میں کوئی اچھی بات منسوب کرے یا اچھی بات کہہ دے تو وہ جھوٹا نہیں ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ تین مواقع پر خلاف واقعہ بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لڑائی' باہمی صلح و آشتی اور بیوی خاوند کا ایک دوسرے کو خوش کرنے میں نیز مجبوری کے وقت بھی ایسا کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۳۶۸)

١٠ - باب: قَوْلُ الإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ: اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ

باب ۱۰: امام کا ساتھیوں سے کہنا کہ ہمیں لے چلو ہم صلح کرا دیں

١١٨٥ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالحِجَارَةِ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: (اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ). [رواه البخاري: ٢٦٩٣]

۱۱۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا آپس میں لڑ پڑے یہاں تک کہ انہوں نے باہم پتھر مارے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا ہمیں لے چلو تاکہ ان کی آپس میں صلح کرا دیں۔

فوائد: سنگین اختلافات کے وقت قابل اعتبار اہل علم کو چاہئے کہ وہ باہمی صلح کا اقدام کریں اور اس بات کا انتظار نہ کیا جائے کہ انہیں کوئی صلح کی دعوت دے۔ (عون الباری:۳/۳۶۹)

١١ - باب: كَيْفَ يُكْتَبُ: هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَإِنْ لَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ

باب ۱۱: دستاویزات صلح یوں لکھی جائے: "یہ صلح نامہ ہے جس پر فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے صلح کی" نیز خاندان اور نسب نامہ لکھنا ضروری نہیں

١١٨٦ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ، حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا: هٰذَا

۱۱۸۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرہ کا ارادہ فرمایا لیکن اہل مکہ نے اس بات کو نہ مانا کہ آپ مکہ میں داخل ہوں یہاں تک کہ آپ نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ تین دن مکہ میں قیام کریں گے جب صلح کی دستاویز لکھ چکے تو اس

ما قاضى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَقَالُوا: لاَ نُقِرُّ بِهَا، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ ٱللهِ ما مَنَعْنَاكَ، وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ، فَقَالَ: (أَنَا رَسُولُ ٱللهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ)، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: (ٱمْحُ: رَسُولُ ٱللهِ). قَالَ: لاَ وَٱللهِ لاَ أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ الْكِتَابَ، فَكَتَبَ: (هٰذَا ما قَاضى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ ٱبْنُ عَبْدِ ٱللهِ، لاَ يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلاَحًا إِلاَّ في الْقِرَابِ، وَأَنْ لاَ يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وَأَنْ لاَ يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا)، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضى الأَجَلُ، أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ ٱخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضى الأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَبِعَتْهُمُ ٱبْنَةُ حَمْزَةَ: يَا عَمِّ يَا عَمِّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: دُونَكِ ٱبْنَةَ عَمِّكِ ٱحْمِلِيهَا، قَالَ: فَٱخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا، وَهِيَ ٱبْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ٱبْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ٱبْنَةُ أَخِي، فَقَضى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: (الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ). وَقَالَ لِعَلِيٍّ: (أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا

کے شروع میں یوں لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے کافر کہنے لگے کہ ہم اس کا اقرار نہیں کریں گے کیونکہ اگر ہمیں یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو عمرہ سے نہ روکتے آپ تو صرف محمد ﷺ بن عبد اللہ ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد ﷺ بن عبد اللہ بھی ہوں پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دو انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں ہر گز اسے نہیں مٹاؤں گا آخر کار آپ نے کاغذ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس پر لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ ﷺ نے صلح کی ہے کہ مکہ میں کھلے ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے یعنی تلواریں میان میں ہوں گی اور اہل مکہ میں سے اگر کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں گے اور اپنے ساتھیوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے منع نہیں کریں گے۔ پھر (آئندہ سال) آپ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی تو قریش حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم اپنے صاحب یعنی رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ مدت اقامت ختم ہو چکی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے باہر آ گئے۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ کے پیچھے چچا چچا کہتی ہوئی دوڑی تو اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لے کر اٹھالو راوی کہتا ہے کہ

مِنْكَ). وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: (أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي). وَقَالَ لِزَيْدٍ: (أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلاَنَا). [رواه البخاري: ٢٦٩٩]

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کی بابت جھگڑا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری چچا زاد بہن ہے جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا میری بھی چچا زاد بہن ہے نیز اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھتیجی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی خالہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا خالہ ماں کی طرح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میری صورت وسیرت دونوں کے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا تم ہمارے بھائی اور آزاد کردہ غلام ہو۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ صلح نامہ میں فلاں بن فلاں لکھنا ہی کافی ہے لمبا چوڑا نسب نامہ اور دیگر معلومات لکھنے کی ضرورت نہیں۔

١٢ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ

باب ۱۲: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ میرا بیٹا سید ہے

١١٨٧ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: (إِنَّ ٱبْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ ٱللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ). [رواه البخاري: ٢٧٠٤]

۱۱۸۷۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا جبکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے آپ کبھی تو لوگوں کی طرف اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی کہ ان کے

ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دونوں جماعتوں میں صلح ہو گئی اور لوگ امن وامان سے زندگی بسر کرنے لگے۔

١٣ - باب: هَلْ يُشِيرُ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ

باب ۱۳: کیا (یہ درست ہے کہ) امام صلح کے لئے اشارہ کر دے

١١٨٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ، عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَٱللهِ لاَ أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى ٱللهِ لاَ يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ). فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ. [رواه البخاري: ٢٧٠٥]

۱۱۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں دروازے پر سنیں معلوم ہوا کہ ایک شخص دوسرے سے قرض میں کچھ معافی چاہتا ہے اور اس کے متعلق نرمی کا مطالبہ کرتا ہے دوسرا کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا وہ شخص کہاں ہے جو اللہ کی قسم اٹھا کر یوں کہہ رہا تھا کہ میں نیکی نہیں کروں گا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔ میرا حریف جو چاہے میں اس کو منظور کرتا ہوں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے اشاروں کو سمجھنے والے اور کارہائے خیر کو بڑھ چڑھ کر بجا لانے والے تھے۔ (عون الباری:۳/۳۷۵)

كتاب الشروط

شروط کے بیان میں

١ - باب: الشُّرُوطُ فِي المَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

باب ا: عقد نکاح کرتے وقت مہر میں کوئی شرط لگانے کا بیان

١١٨٩ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ ما ٱسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ). [رواه البخاري: ٢٧٢١]

١١٨٩۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام شرائط میں سب سے زیادہ پورا کرنے کے قابل وہ شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔

فوائد: اس سے مراد وہ شرائط ہیں جو کہ دائرہ شریعت میں ہوں ناجائز پابندیوں کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً ان عورتوں کی موجودگی میں عقد ثانی نہیں کیا جائے گا یا سفر میں عورت خاوند کے ہمراہ نہیں جائے گی وغیرہ۔ (عون الباری:۴۷۶/۳)

٢ - باب: الشُّرُوطُ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي الحُدُودِ

باب ۲: حدود اللہ میں ناروا شرط کا بیان

١١٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خالِدٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قالاَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنْشُدُكَ ٱللهَ إِلاَّ قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ

١١٩٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تاکہ آپ میرے لئے کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئے

ٱللهِ، فَقَالَ ٱلْخَصْمُ ٱلآخَرُ - وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ -: نَعَمْ، فَٱقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ ٱللهِ، وَٱئْذَنْ لِي، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُلْ)، قَالَ: إِنَّ ٱبْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا، فَزَنَى بِٱمْرَأَتِهِ، وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ٱبْنِي ٱلرَّجْمَ، فَٱفْتَدَيْتُ ٱبْنِي مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ، فَسَأَلْتُ أَهْلَ ٱلْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي: أَنَّمَا عَلَى ٱبْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى ٱمْرَأَةِ هٰذَا ٱلرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ ٱللهِ ٱلْوَلِيدَةُ وَٱلْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ٱبْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، ٱغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى ٱمْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ ٱعْتَرَفَتْ فَٱرْجُمْهَا). قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَٱعْتَرَفَتْ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَرُجِمَتْ. [رواه البخاري: ٢٧٢٤، ٢٧٢٥]

دوسرا فریق جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا کہنے لگا۔ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیں البتہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا حال بیان کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا بیان کر اس نے کہا میرا بیٹا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا اور مجھ سے لوگوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر رجم واجب ہے تو میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے فدیہ دے، کر اس کو چھڑا لیا پھر میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے لئے اسے جلا وطن ہو گا اور اس کی بیوی سنگسار کی جائے گی آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اللہ کی کتاب کے مطابق تمہارا فیصلہ کروں گا لونڈی اور بکریاں تو تجھے واپس مل جائیں گی مگر تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اے انیس رضی اللہ عنہ! تم اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دینا۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اس کے پاس گئے تو اس نے اقرار جرم کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ سنگسار کر دی گئی۔

فوائد: کتاب اللہ سے مراد قانون شریعت ہے جو قرآن اور حدیث دونوں پر مشتمل ہے حجیت حدیث کے لئے یہ حدیث ایک زبردست دلیل کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کے حوالہ سے یہ فیصلہ فرمایا ہے اور قرآن مجید میں یہ موجود نہیں ہے۔

٣ - باب: الاشْتِرَاطُ فِي الْمُزَارَعَةِ

باب ۳: مزارعت میں شرط لگانا

١١٩١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۱۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں

عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، قَامَ عُمَرُ خَطِيبًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، وَقَالَ: (نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ)، وَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ، فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ. فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ، هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا، وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَهُمْ، فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ، وَعَامَلَنَا عَلَى الأَمْوَالِ، وَشَرَطَ ذٰلِكَ لَنَا. فَقَالَ عُمَرُ: أَظَنَنْتَ أَنِّي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: (كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قَلُوصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ). فَقَالَ: كَانَتْ هٰذِهِ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ، قَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ، فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ، وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ، مَالًا وَإِبِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٧٣٠]

نے کہا کہ جب اہل خیبر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں مروڑ دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے ان کے اموال کی بابت معاملہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جب تک پروردگار تم کو یہاں رکھے گا تو ہم بھی تم کو قائم رکھیں گے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنا مال وہاں لینے گئے تو ان پر رات کے وقت حملہ کیا گیا اور ان کے دونوں ہاتھ پاؤں توڑ دیئے گئے یہودیوں کی علاوہ ہمارا کوئی دشمن وہاں نہیں ہے یقیناً وہی ہمارے دشمن ہیں اور ہمارا شبہ انہی پر ہے میں ان کو جلا وطن کر دینا ہی مناسب خیال کرتا ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پختہ ارادہ کر لیا تو ابو حقیق یہودی کی اولاد میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! کیا آپ ہم کو نکال دیں گے؟ حالانکہ محمد ﷺ نے تو ہم کو وہاں ٹھہرایا تھا اور یہاں کے اموال کی بابت ہم سے معاملہ کیا تھا اور اس بات کی ہم سے شرط کی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بھول گیا ہوں جو آپ نے تجھ سے فرمایا تھا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ تجھے کئی راتوں مسلسل لئے پھرے گا؟ اس نے کہا یہ تو ابو القاسم (ﷺ) کا مذاق تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور پیداوار' اونٹ' سامان' پالان اور رسیوں کی قسم سے جو کچھ بھی ان کا تھا اس کی ان کو قیمت ادا

کر دی۔

فوائد: یہودیوں کو خیبر سے نکالنے کی ایک وجوہات تھیں جن میں ایک اس حدیث میں بیان ہوئی ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی تھا کہ جزیرہ عرب میں دو دین یعنی دین اسلام اور دین یہود جمع نہیں ہو سکتے اس کے علاوہ مسلمان خود کفیل بھی ہو چکے تھے۔ (عون الباری: ۳/۳۸۲)

٤ - باب: الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وكِتَابَةِ الشُّرُوطِ

باب ۴: جہاد اور کفار سے صلح کرتے وقت شرطیں لگانا اور انہیں تحریر میں لانا

١١٩٢ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قالاَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ زَمَنَ الحُدَيْبِيَةِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ، فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً، فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ)، فَوَٱللهِ ما شَعَرَ بِهِمْ خالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الجَيْشِ، فَٱنْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا، بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ، فَأَلَحَّتْ، فَقَالُوا: خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ، خَلأَتِ القَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ، وَما ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ، وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حابِسُ الْفِيلِ)، ثُمَّ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ ٱللهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا)، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ، قالَ: فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ

١١٩٢۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے زمانہ میں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے معجزانہ طور پر فرمایا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقام غمیم میں قریش کے سواروں کے ہمراہ موجود ہے اور یہ قریش کا ہراول دستہ ہے لہٰذا تم دائیں جانب کا راستہ اختیار کرو تو اللہ کی قسم! خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی یہاں تک کہ جب لشکر کا غبار ان تک پہنچا تو وہ فوراً قریش کو مطلع کرنے کے لئے وہاں سے دوڑا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ اس پہاڑ پر پہنچے جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں اترتے تھے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اس پر لوگوں نے اسے چلانے کے لئے حل حل کہا مگر اس نے کوئی حرکت نہ کی لوگ کہنے لگے قصواء بیٹھ گئی قصواء اڑ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصواء نہیں بیٹھی اور نہ ہی یوں اڑنا اس کی عادت ہے۔ مگر جس (اللہ) نے اصحاب الفیل کو روکا تھا اس نے قصواء کو بھی روک دیا ہے پھر آپ نے فرمایا قسم ہی اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر

بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ، يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا، فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ، وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللهِ ما زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ، فَبَيْنَما هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ جاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ، فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ، وَمَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ، وَلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ، وَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاؤُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً، وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ: فَإِنْ شَاؤُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيما دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا، وَإِلاَّ فَقَدْ جَمُّوا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هٰذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي، وَلَيُنْفِذَنَّ اللهُ أَمْرَهُ). فَقَالَ بُدَيْلٌ: سَأُبَلِّغُهُمْ ما تَقُولُ، قالَ: فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا، قالَ: إِنَّا قَدْ

کفار قریش مجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی طرف سے حرمت وعزت والی چیزوں کی تعظیم کریں تو اس کو ضرور منظور کروں گا۔ پھر آپ نے اس اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جست لگا کر اٹھ کھڑی ہوئی آپ نے اہل مکہ کی طرف سے رخ پھیرا اور حدیبیہ کے (آخری) انتہائی حصہ میں ایک ندی پر پڑاؤ کیا جس میں بہت کم پانی تھا لوگ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لینے لگے اور چند لمحات میں اس کو صاف کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کی سامنے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے ایک تیر اپنی ترکش سے نکال دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو اس پانی میں گاڑ دیں پھر کیا تھا اللہ کی قسم! پانی جوش مارنے لگا اور سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور ان کی واپسی تک یہی حال رہا اسی حالت میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے چند آدمیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور بااعتماد تہامہ کے لوگوں میں سے تھے اس نے کہا میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر فروکش ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں ہیں اور وہ لوگ آپ سے جنگ کرنا اور بیت اللہ سے آپ کو روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور بے شک قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو بہت نقصان پہنچایا ہے لہٰذا اگر وہ چاہیں تو میں ان سے ایک مدت طے کر لیتا ہوں اور

جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ، وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا، فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ: لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ أَوَ لَسْتُ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِيهِ، قَالُوا: ائْتِهِ، فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ، فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ، أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لَأَرَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: امْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ

وہ اس مدت میں میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان حائل نہ ہوں اگر میں غالب ہو جاؤں اور وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں اور لوگ داخل ہو گئے ہیں ورنہ وہ مزید چند روز آرام حاصل کر لیں گے۔ اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو اس دین پر ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن کٹ جائے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کو جاری کرے گا اس پر بدیل نے کہا میں آپ کا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ وہ قریش کے پاس جا کر کہنے لگا ہم یہاں اس شخص کے پاس سے آ رہے ہیں اور ہم نے ان کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے اگر تم چاہو تو تمہیں سناؤں اس پر کچھ بے وقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ تم ہمیں ان کی کسی بات کی خبر دو مگر ان میں سے عقلمند لوگوں نے کہا اچھا بتلاؤ تم کیا بات سن کر آئے ہو بدیل نے کہا میں نے اس کو ایسا ایسا کہتے سنا ہے پھر جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ اس نے بیان کر دیا اتنے میں عروۃ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میری قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی سی شفقت نہیں کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ عروۃ نے کہا تم میرے متعلق کوئی شبہ رکھتے ہو انہوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لئے

عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ، وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ، وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ)، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ: فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ،

بلایا مگر انہوں نے جب میرا کہا نہ مانا تو میں اپنے بال بچے تعلق دار اور پیروکاروں کو لے کر تمہارے پاس آگیا۔ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے عروہ نے کہا اس شخص یعنی بدیل نے تمہاری خیر خواہی کی بات کی ہے اس کو منظور کر لو اور اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں سب لوگوں نے کہا ٹھیک ہے تم اس کے پاس جاؤ چنانچہ وہ محمد ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا آپ نے اس سے بھی وہی گفتگو کی جو بدیل سے کی تھی عروہ یہ سن کر کہنے لگا اے محمد ﷺ! اگر تم اپنی قوم کی جڑ بالکل کاٹ دو گے تو کیا فائدہ ہو گا؟ کیا تم نے اپنے سے پہلے کسی عرب کو سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو؟ اور اگر دوسری بات ہوئی یعنی تم مغلوب ہو گئے تو اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں کہ یہ مختلف لوگ جنہیں بھاگنے کی عادت ہے تمہیں چھوڑ دیں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا جا اور لات کی شرمگاہ پر منہ مار! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا تو میں تمہیں سخت جواب دیتا راوی کہتا ہے کہ پھر عروہ باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا تو رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو پکڑتا اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے سر کے پاس کھڑے تھے جن

فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَٱللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَٱللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ ما يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا، وَٱللهِ إِنْ يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلاَّ وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ٱبْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا ٱئْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا فُلاَنٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ، فَٱبْعَثُوهَا لَهُ)، فَبُعِثَتْ لَهُ، وَٱسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ: سُبْحَانَ ٱللهِ، ما يَنْبَغِي لِهٰؤُلاَءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ: رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ، فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا ٱئْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ

کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا لہٰذا جب عروہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر تلوار کا نچلا حصہ مارتے اور کہتے کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور رکھ یہ سن کر عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا اے دغاباز! کیا میں نے تیری دغا بازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا ہوا یوں کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کافروں کی کسی قوم کے ساتھ گئے تھے پھر انہیں قتل کر کے انکا مال لوٹا اور چلے آئے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تو لایا ہے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں اس کے بعد عروہ گوشہ چشم سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب تھوکتے تھے تو صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی پڑتا تھا اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر ملتا تھا اور جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرتے تھے اور جب آپ وضو کرتے تو وہ آپ کے وضو کا گرا ہوا پانی لینے پر جھپٹ پڑتے تھے اور ہر شخص اسے لینے کی خواہش کرتا وہ لوگ کبھی بات کرتے تو آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے اور آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھتے تھے یہ حال دیکھ کر عروہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گیا اور ان سے کہا لوگو! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے دربار

عَلَيْهِمْ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هٰذَا مِكْرَزٌ، وَهُوَ رَجُلٌ فاجِرٌ). فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَبَيْنَما هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو. قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ). فَقالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعا النَّبِيُّ ﷺ الْكاتِبَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ). قالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا هِيَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كما كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقالَ الْمُسْلِمُونَ: وَاللهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ). ثُمَّ قالَ: (هٰذَا ما قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ). فَقالَ سُهَيْلٌ: وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَاللهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ). فَقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (عَلَى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ بِهِ). فَقالَ سُهَيْلٌ: وَاللهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً، وَلٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ،

میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ نیز نجاشی کے دربار بھی دیکھ آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جس طرح محمد ﷺ کے اصحاب حضرت محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لئے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے بے شک انہوں نے تمہیں ایک اچھی بات کی پیش کش کی ہے تم اسے قبول کر لو۔ اس پر بنی کنانہ کے ایک آدمی نے کہا اب مجھے اس کے پاس جانے کی اجازت دو لوگوں نے کہا اچھا اب تم ان کے پاس جاؤ جب وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے پیش کرو چنانچہ قربانی اس کے سامنے پیش کی گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لبیک پکارتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا زیب نہیں دیتا چنانچہ وہ بھی اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے

فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، قَالَ الْمُسْلِمُونَ: سُبْحَانَ اللهِ، كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُودِهِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ)، قَالَ: فَوَاللهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَأَجِزْهُ لِي). قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ، قَالَ: (بَلَى فَافْعَلْ). قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ مِكْرَزٌ: بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ، قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ: أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا، أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللهِ.

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟ قَالَ: (بَلَى)، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: (بَلَى)، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: (إِنِّي

لگا میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ ان کے گلے میں ہار پڑے اور کوہان زخمی ہیں میں تو ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں خیال کرتا پھر ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مکرز تھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا مجھے اجازت دو کہ میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں لوگوں نے کہا اچھا تم بھی جاؤ اور جب وہ مسلمانوں کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مکرز ہے اور بد کردار آدمی ہے پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے لگا ابھی وہ آپ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان صلح کی دستاویز تحریر کریں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلا کر اس سے فرمایا کہ لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس پر سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کون ہے؟ آپ اسی طرح لکھوائیں ((باسمک اللھم)) جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو وہی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھوائیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((باسمک اللھم)) ہی لکھ دو پھر آپ نے فرمایا لکھو کہ یہ وہ تحریر ہے جس کی بنیاد پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم نہ تو آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ

رَسُولُ ٱللهِ، وَلَسْتُ أَعْصِيهِ، وَهُوَ نَاصِرِي). قُلْتُ: أَوَ لَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي البَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: (بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ العَامَ)، قَالَ: قُلْتُ: لاَ، قَالَ: (فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ)، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ ٱللهِ حَقًّا، قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي ٱلدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ، إِنَّهُ لَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَٱسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ، فَوَٱللهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ العَامَ؟ قُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ أَعْمَالاً، قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لأَصْحَابِهِ: (قُومُوا فَٱنْحَرُوا ثُمَّ ٱحْلِقُوا). قَالَ: فَوَٱللهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذٰلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:

کرتے لہٰذا محمد بن عبد اللہ ﷺ لکھوائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں مگر تم نے میری تکذیب کی ہے اچھا محمد بن عبد اللہ ﷺ ہی لکھو لیکن اس شرط پر کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہیں ہو گے تاکہ ہم کعبہ کا طواف کر لیں سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ عرب باتیں کریں گے کہ ہم دباؤ میں آ گئے ہیں البتہ آئندہ سال یہ بات ہو جائے گی چنانچہ آپ نے یہی لکھوا دیا پھر سہیل نے کہا یہ شرط بھی ہے کہ ہماری طرف سے جو شخص تمہاری طرف آئے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو اس کو آپ نے ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ کس لئے مشرکوں کو واپس کردیں جبکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ مکہ کی نشیبی طرف سے آتا ہوا معلوم ہوا یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں پہنچ گیا سہیل نے کہا اے محمد ﷺ سب سے پہلی بات جس پر ہم صلح کرتے ہیں کہ اس کو مجھے واپس کر دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا۔ سہیل نے کہا تو پھر اللہ کی قسم! ہم تم سے کسی بات پر صلح نہیں کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم اس کی مجھے اجازت دے دو سہیل نے کہا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا رسول اللہ ﷺ نے مکرر فرمایا نہیں تم مجھے اس کی اجازت دے دو اس نے

يَا نَبِيَّ اللهِ، أَتُحِبُّ ذٰلِكَ، اُخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ، نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا، حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا، ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ﴾ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ، كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ، رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ، فَقَالُوا: الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا، فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَاللهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ، ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ

کہا میں نہیں دوں گا مکرز بولا اچھا یہ آپ کی خاطر اجازت دیتے ہیں۔ بالآخر ابو جندل رضی اللہ عنہ بول اٹھا اے مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں؟ درحقیقت اسلام کی راہ میں اسے سخت تکلیف دی گئی تھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا تو پھر اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اللہ ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ وہ میرا پروردگار ہے میں نے عرض کیا: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں مگر کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا: تم (ایک وقت) بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے میں نے کہا تو پھر ہم دین کے متعلق یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھلے آدمی! وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اس کی خلاف

إِلَيْهِ، فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ، فَضَرَبَهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَ، وَفَرَّ الآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآهُ: (لَقَدْ رَأَى هٰذَا ذُعْرًا)، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، قَدْ وَاللهِ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ، قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ أَنْجَانِي اللهُ مِنْهُمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَيْلُ أُمِّهِ، مِسْعَرَ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ)، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ، قَالَ: وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ، فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ لاَ يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلاَّ لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ، فَوَاللهِ مَا يَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلاَّ اعْتَرَضُوا لَهَا، فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ، فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ بِاللهِ وَالرَّحِمِ: لَمَّا أَرْسَلَ: فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنۢ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿الْحَمِيَّةَ

ورزی نہیں کرتے اللہ ان کا مددگار ہے لہٰذا وہ جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو اور ان کے رکاب کو تھام لو کیونکہ اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا وہ ہم سے یہ بیان نہیں کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ جاکر اس کا طواف کریں گے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کہا تھا مگر کیا یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے؟ میں نے کہا: نہیں اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بیت اللہ پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس (بے ادبی اور گستاخی کی تلافی کے لئے) بہت سے نیک عمل کئے راوی کا بیان ہے کہ جب صلح نامہ لکھا جا چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا اٹھو اور قربانی کے جانور ذبح کرو نیز سر کے بال منڈاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! یہ سن کر کوئی بھی نہ اٹھا پھر آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا تو آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا جو لوگوں سے آپ کو پیش آیا تھا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ یہ بات چاہتے ہیں تو باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ فرمائیں بلکہ آپ اپنے قربانی کے جانور ذبح کر کے سر مونڈنے والے کو بلائیں تاکہ وہ آپ کا سر مونڈ دے چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور کسی سے گفتگو نہ کی حتی کہ آپ نے تمام کام کر لئے۔ قربانی کے جانور ذبح کئے سر مونڈنے والے کو بلایا جس نے آپ کا سر

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾، وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، وَلَمْ يُقِرُّوا بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَحالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. [رواه البخاري: ٢٧٣١، ٢٧٣٢]

مونڈا چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے قربانی کے جانور ذبح کئے پھر ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے ہجوم کیوجہ سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں گے اس کے بعد چند مسلمان خواتین آپ کے ہاں حاضر خدمت ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"مسلمانو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لو آیت کے آخری حصہ ((بعصم الکوافر)) تک"

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن اپنی دو مشرک عورتوں کو طلاق دے دی جو ان کے نکاح میں تھیں ان میں ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نامی ایک شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا جو قریشی تھا اور کفار مکہ نے بھی اس کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلوا بھیجا کہ جو عہد آپ نے ہم سے کیا ہے اس کا خیال کریں لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں اسے لے کر ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اتر کر کھجوریں کھانے لگے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک سے کہا اللہ کی قسم! تیری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے سونت کر کہا بے شک عمدہ ہے میں اسے کئی دفعہ آزما چکا ہوں ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دکھاؤ میں بھی تو دیکھوں کیسی اچھی ہے؟

چنانچہ وہ تلوار اس نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار سے وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا دوسرا شخص بھاگتا ہوا مدینہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں گھس آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ کچھ خوفزدہ ہے پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہنے لگا اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی نہیں بچوں گا۔ اتنے میں ابو بصیر رضی اللہ عنہ بھی آپہنچا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا ہے آپ نے مجھے کفار کو واپس کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے نجات دی ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں کے لئے خرابی ہو یہ تو لڑائی کی آگ ہے اگر کوئی اس کا مدد گار ہوتا تو ضرور بھڑک اٹھتی جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو وہ سمجھ گئے کہ آپ اس کو پھر کفار کے حوالے کریں گے لہذا وہ سیدھا نکل کر سمندر کے کنارے جا پہنچا دوسری طرف سے ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے بھاگ کر اس سے مل گئے اس طرح جو شخص بھی قریش کا مسلمان ہو کر آتا وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا تھا یہاں تک کہ وہاں ایک جماعت وجود میں آگئی پھر اللہ کی قسم! وہ قریش کے جس قافلہ کی بابت سنتے کہ وہ شام کی جانب جا رہا ہے اس کی گھات میں رہتے اس کے آدمیوں کو قتل کر کے ان کا ساز و سامان لوٹ لیتے پھر آخر کار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا آپ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجیں کہ وہ ایذاء رسانی سے باز آجائے اور اب

سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے اس کو امن ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی بابت پیغام بھیجا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وہی اللہ جس نے عین مکہ میں تمہیں ان پر فتح دی اور ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے یہاں تک کہ ((حمية الجاهلية)) کے لفظ تک پہنچے۔"

اور جاہلانہ نخوت یہ تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو نہ مانا بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنے نیز مسلمانوں اور کعبہ کی درمیان حائل ہوئے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے اور اہم مقصد کے حصول کے لئے چھوٹی چھوٹی جذباتی باتوں کو قربان کر دینا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی عظمت وحرمت کو برقرار رکھنے کے لئے کفار کی طرف سے بعض ناروا شرائط کو بھی قبول کر لیا۔

٥ - باب: مَا يَجُوزُ مِنَ الاشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الإِقْرَارِ

باب ٥: اقرار میں کس قسم کی شرط اور استثنا درست ہے

١١٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ للهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ ٱسْمًا، مِائَةً إِلاَّ وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ ٱلْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٢٧٣٦]

١١٩٣۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

فوائد: اس حدیث سے ان اسماء حسنیٰ کی خبر دی گئی ہے جنہیں یاد کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے والے کو دخول جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ویسے ننانویں اسماء کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں۔ (عون الباری: ٣/٣١٣)

کتاب الوصایا
وصیتوں کے بیان میں

١ - باب: الْوَصَايَا

١١٩٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (ما حَقُّ ٱمْرِىءٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلاَّ وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ). [رواه البخاري: ٢٧٣٨]

باب ا: وصیت کی اہمیت

۱۱۹۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کو کسی چیز کی وصیت کرنا ہو اسے جائز نہیں کہ وہ دو راتیں بھی یوں گذارے کہ وصیت اس کے پاس تحریری شکل میں موجود نہ ہو۔

فوائد: جس شخص کے پاس مال ودولت یا قابل وصیت کوئی اور چیز ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی وصیت کو ضبط تحریر میں لائے مال کی وصیت کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ناجائز کام اور شرعی وارث کے لئے وصیت نہ کرے اور نہ اس کی وصیت ۳/۱ سے زائد ہو۔

١١٩٥ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، خَتَنِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، قالَ: ما تَرَكَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا، وَلاَ دِينَارًا، وَلاَ عَبْدًا، وَلاَ أَمَةً، وَلاَ شَيْئًا، إِلاَّ بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ، وَسِلاَحَهُ، وَأَرْضًا

۱۱۹۵۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں یعنی ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا' نہ کوئی دینار اور نہ کوئی لونڈی غلام اور نہ کوئی اور چیز صرف ایک سفید خچر' چند ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی جس کو

جَعَلَهَا صَدَقَةً. [رواه البخاري: ٢٧٣٩]

آپ وقف کر چکے تھے۔

فوائد: حدیث میں جن اشیاء کا ذکر ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگیوں میں ہی انہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا البتہ لوگوں کو اس کی اطلاع وفات کے وقت ہوئی تھی۔ (عون الباری:۳/۴۱۷)

١١٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْصَى؟ فَقَالَ: لاَ، فَقِيلَ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ، أَوْ أُمِروا بِالْوَصِيَّةِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ ٱللهِ. [رواه البخاري: ٢٧٤٠]

۱۱۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا نہیں پھر ان سے کہا گیا کہ پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض ہوئی یا ان کو وصیت کا حکم کیسے دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے امر خلافت یا مالی معاملات کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی اس کے علاوہ آپ نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکال دینا اور نمائندہ حضرات کی خاطر ومدارات کرنا وغیرہ۔ (عون الباری:۳/۴۱۸)

٢ - باب: الصَّدَقَةُ عِنْدَ المَوْتِ

باب ۲: مرتے وقت صدقہ کرنا

١١٩٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْغِنَى، وَتَخْشَى الْفَقْرَ، وَلاَ تُمْهِلْ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ، قُلْتَ: لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ). [رواه البخاري: ٢٧٤٨]

۱۱۹۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صحت کی حالت میں جبکہ تمہیں مال کی خواہش دولت مندی کی آرزو اور تنگدستی کا ڈر ہو اس وقت صدقہ دو اور صدقہ دینے میں تاخیر نہ کرو کہ جب حلق میں دم آ جائے تو کہو فلاں کو یہ دینا اور فلاں کو اتنا دینا کیونکہ اس وقت تو وہ مال فلاں وارث کا ہو ہی چکا ہے۔

فوائد: اکثر اہل ثروت مالی معاملات میں زندگی اور موت کے وقت اللہ کی نافرمانی کرنے کا ارتکاب کرتے ہیں یعنی زندگی میں بخل سے کام لیتے ہیں اور موت کے وقت ناجائز وصیت کے ذریعے اپنے شرعی ورثاء کا حق مارتے ہیں۔ (عون الباری:۳/۴۲۰)

٣ - باب: هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالوَلَدُ فِي الأَقَارِبِ؟

باب ۳: کیا عورت اور بچے اقارب میں شامل ہیں

١١٩٨ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾. قالَ: (يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ المُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، سَلِينِي ما شِئْتِ مِنْ مالِي، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا).

[رواه البخاري: ٢٧٥٣]

۱۱۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے خبردار کریں“ تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے گروہ قریش! یا ایسا ہی کوئی لفظ فرمایا تم اپنی جانیں بچاؤ کیونکہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اے اولاد عبد مناف! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ! میں تمہیں بھی اللہ کی عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں میں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا اور اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ! تم میرا مال جتنا چاہو لے لو لیکن میں اللہ کی عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔

فوائد : قرابت داروں میں عورتیں اور بچے شامل ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور اپنی بچی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شامل فرمایا ہے لیکن وصیت میں وہ رشتہ دار شامل ہوں گے جو اس کے ترکہ سے شرعی وارث نہ ہوں۔

٤ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ! اور تم یتیموں کا امتحان لو تا آنکہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اگر تم ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو

١١٩٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أَبَاهُ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ

۱۱۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد گرامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اچھا مال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ کر دیا تھا اور وہ

ثَمْغٌ، وَكَانَ نَخْلًا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ إِنِّي ٱسْتَفَدْتُ مالًا، وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ، وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ). فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ، فَصَدَقَتُهُ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، وَفِي الرِّقَابِ، وَالمَسَاكِينِ، وَالضَّيْفِ، وَٱبْنِ السَّبِيلِ، وَلِذِي الْقُرْبَى، وَلاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالمَعْرُوفِ، أَوْ يُؤْكِلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهِ. [رواه البخاري: ٢٧٦٤]

ایک ثمغ نامی کھجوروں کا باغ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک عمدہ مال حاصل کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اصل درخت اس شرط پر صدقہ کر دو کہ وہ نہ فروخت کیے جائیں اور نہ بطور ہبہ دیئے جائیں اور نہ ہی ان میں وراثت جاری ہو بلکہ ان کا پھل کام میں لایا جائے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی شرط پر اسے وقف کر دیا تو ان کا یہ صدقہ اللہ کی راہ میں غلاموں کی آزادی' محتاجوں کی ضرورت' مہمانوں کی ضیافت اور قرابت داروں میں ہی خرچ کیا جاتا تھا اس کے متولی کو بھی اجازت تھی کہ اس پر کوئی حرج نہیں کہ دستور کے مطابق خود کھائے اور اپنے کسی دوست کو کھلائے بشرطیکہ وہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بات ثابت کی ہے کہ یتیم کا سرپرست اس کے مال میں محنت کر سکتا ہے تجارت میں لگا سکتا ہے اور اپنی محنت کا معاوضہ بھی دستور کے مطابق لے سکتا ہے۔

٥ - باب: قولُ الله تعالى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِى بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: "جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں انہیں عنقریب دوزخ میں ڈالا جائے گا"

١٢٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: (الشِّرْكُ بِٱللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ ٱللهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبا، وَأَكْلُ مالِ

۱۲۰۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سات ہلاکت خیز اور تباہ کن باتوں سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' اس جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا

الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ). [رواه البخاري: ٢٧٦٦]

ہو' سود کھانا' یتیم کا مال اڑا لینا' میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور پاکدامن اور بے خبر عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانا۔

فوائد: اس کے علاوہ پڑوسی کی بیوی سے زنا' والدین کی نافرمانی اور جھوٹی قسم بھی ہلاکت خیز گناہوں سے ہیں۔ (عون الباری:۳/۴۲۶)

٦ - باب: نَفَقَةُ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

باب ٦: وقف کے منتظم کا خرچہ وقف جائیداد سے پورا کیا جائے

١٢٠١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا ولا دِرْهَمًا، ما تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَؤُونَةِ عامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٢٧٧٦]

۱۲۰۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں اور نہ درہم اور جو کچھ میں اپنی بیویوں کے اخراجات اور جائیداد کا اہتمام کرنے والوں کی تنخواہ سے فاضل چھوڑوں وہ سب صدقہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو وقف جائیداد کا متولی ہے اور اس کا انتظام وانصرام کرتا ہے وہ معروف طریقہ سے اپنی محنت کا معاوضہ وصول کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۲۷)

٧ - باب: إِذَا أَوْقَفَ أَرْضاً أَوْ بِئْراً أَو اشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ

باب ٧: اگر کوئی زمین یا مشروط طور پر کنواں وقف کرے کہ اس کا ڈول بھی دیگر مسلمانوں کی طرح اس میں پڑا کرے گا

١٢٠٢ : عَنْ عُثْمانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حُوصِرَ، أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَقالَ: أَنْشُدُكُمُ ٱللهَ، وَلَا أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّةُ؟). فَحفَرْتُهَا، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قالَ: (مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟). فَجَهَّزْتُهُ، قالَ: فَصَدَّقُوهُ

۱۲۰۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ محصور ہو گئے تو کہنے لگے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم صرف اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص رومہ کا کنواں کھودے اس کو جنت ملے گی تو میں نے اس کو کھود دیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص جیش عسرت یعنی غزوہ تبوک کا سامان کر دے وہ جنتی ہے تو میں نے اس کا سامان کر دیا یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بِمَا قَالَ. [رواه البخاري: ٢٧٧٨]

نے ان کی تصدیق کی۔

فوائد: امام صاحب نے اس عنوان سے ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "کون ہے جو بئر رومہ خرید کر دے اور اس میں دیگر مسلمانوں کی طرح اپنا ڈول بھی ڈالے تو اسے اس کنویں سے بڑھ کر جنت میں صلہ ملے گا امام بخاری نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ وقفی جائیداد سے وقف کنندہ خود بھی دیگر مسلمانوں کی طرح استفادہ کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۲۸)

٨ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ حِينَ ٱلْوَصِيَّةِ ٱثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ ءَاخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ﴾

باب ۸: ارشاد باری تعالیٰ! "مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے تو وصیت کے وقت تم میں سے یا تمہارے غیروں سے دو عادل گواہ ہونے چاہئیں۔

١٢٠٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ ٱلدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ وُجِدَ الجَامُ بِمَكَّةَ، فَقَالُوا: ٱبْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ، فَحَلَفَا: لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الجَامَ لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ﴾. [رواه

۱۲۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ باہر گیا تو وہ سہمی ایسی زمین میں فوت ہوا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا جب تمیم داری اور عدی اس کا ترکہ لائے تو اس میں سے ایک چاندی کا جام غائب تھا جس پر سنہری نقش تھے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے حلف لیا اس کے بعد وہ جام مکہ میں ملا اور لوگوں نے کہا کہ ہم نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو دو شخص میت کے عزیزوں میں سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم اٹھائی کہ ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت کے مقابلہ میں زیادہ وزنی ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ جام ہمارے عزیز ہی کا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی۔ "مسلمانو! وصیت کے وقت تم پر گواہی لازم ہے

جبکہ تم میں سے کوئی قریب المرگ ہو۔" (مائدۃ:۱۰۶) [البخاري: ۲۷۸۰]

فوائد : دوران سفر وصیت کے موقع پر جبکہ اہل اسلام عادل گواہ نہ مل سکیں تو ایسے حالات میں کفار کی گواہی پر اعتبار کیا جا سکتا ہے عام حالات میں گواہی کے لئے اسلام اور عدالت شرط ہے۔ (عون الباری:۳/۴۳۳)

اسلامی تعلیمات کا انسائیکلوپیڈیا
اسلامی لائبریری
(اردو)

مختصر صحیح بخاری (اردو)

علوم اسلامیہ میں علم حدیث ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ متون حدیث کی جمع وترتیب محدثین عظام کا ایک درخشندہ کارنامہ ہے جس سے نسلِ آدم قیامت تک سنت نبوی کے فیوض وبرکات حاصل کرتی رہے گی۔ اس ذخیرۂ حدیث کی سرتاج **امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ** کی **الجامع الصحیح** ہے جسے قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ اس عظیم کارنامے کے بہت سے تراجم، شروح، اختصار، حواشی، تعلیقات اور فوائد لکھے جاچکے ہیں۔

اس ذخیرۂ علوم حدیث میں ایک عظیم کام وہ اختصار ہے جسے نویں صدی ہجری کے نامور محدث

امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ

نے تیار کیا ہے۔ جس کا پہلا مستند اردو ترجمہ مختصر اور جامع فوائد کے ساتھ اردو خواں طبقے کے سامنے ادارہ **دارالسلام** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کرام کو اس مفید علمی کوشش سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین